تفسیر فضل القرآن

سورۃ النسآء

www.KitaboSunnat.com

الجزء (۳)

ترجمہ، تفسیر و حل لغات

فضل الرحمٰن بن محمد الازہری

ایم اے عربی گولڈ میڈلسٹ، ایم اے اسلامیات ۔ صدر دار الدعوۃ السلفیۃ لاہور
شریعہ کورس الازہر القاہرۃ ۔ خطیب مسجد مبارک اسلامیہ کالج ریلوے روڈ لاہور

ناشر

ریز مشینری سٹور، 53 نشتر روڈ لاہور ۔ فون: 59-7641358

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قُلْ أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام

محدث لائبریری

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

معزز قارئین توجہ فرمائیں

- کتاب و سنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب... عام قاری کے مطالعے کیلئے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق و اجازت کے بعد (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کیلئے ان کتب کو ڈاؤن لوڈ (Download) کرنے کی اجازت ہے۔

تنبیہ

ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کیلئے استعمال کرنے کی ممانعت ہے

کیونکہ یہ شرعی، اخلاقی اور قانونی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی

کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں

PDF کتب کی ڈاؤن لوڈنگ، آن لائن مطالعہ اور دیگر شکایات کے لیے

درج ذیل ای میل ایڈریس پر رابطہ فرمائیں۔

KitaboSunnat@gmail.com

www.KitaboSunnat.com

www.KitaboSunnat.com

بسم الله الرحمن الرحيم

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فرمانِ باری تعالیٰ

رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا بَعْدَ اِذْ هَدَيْتَنَا وَ هَبْ لَنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً ۚ اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ

اے ہمارے رب! ہمیں ہدایت سے نوازنے کے بعد ہمارے دلوں کو ٹیڑھا نہ ہونے دینا اور اپنے پاس سے ہمیں رحمت عطا کر دے۔ بے شک تو بڑا ہی دینے والا ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تفسیر فضل القرآن

www.KitaboSunnat.com

سورۃ النسآء

الجزء (۳)

ترجمہ، تشریح وحل لغات

فضل الرحمٰن بن محمد الازھری

ایم اے عربی گولڈ میڈلسٹ ایم اے اسلامیات۔ صدر دار الدعوۃ السلفیۃ لاہور
شریعہ کورس الازھر القاھرۃ۔ خطیب مسجد مبارک اسلامیہ کالج ریلوے روڈ لاہور

ناشر

ریز مشینری سٹور، 53 تشتر روڈ لاہور۔ فون: 59-7641358

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جملہ حقوق محفوظ ہیں

نام کتاب:

تفسیر فضل القرآن

سورۃ النسآء

ترجمہ، تشریح و حل لغات

فضل الرحمٰن بن محمد الازہری

ایم اے عربی گولڈ میڈلسٹ ایم اے اسلامیات۔ صدر دار الدعوۃ السلفیۃ لاہور
شریعہ کورس الازہر القاہرۃ۔ خطیب مسجد مبارک اسلامیہ کالج ریلوے روڈ لاہور

www.KitaboSunnat.com

کمپوزنگ .... عبد القدوس
تعداد: 1100
ناشر: .... ریز مشینری سٹور
قیمت: .... ۲۵۰ روپے
طابع .... حطیم پرنٹرز

المكتبة ...
نمبر ......
13375

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فہرست تفسیری مضامین

۞	شکر الٰہی	۱۷
۞	پیش لفظ	۱۹
①	حضرت آدم علیہ السلام اور ان کی زوجہ کی تخلیق۔ پھر نسل انسانی کا دنیا میں پھیلنا	۲۴
۞	صلہ رحمی کی جزا اور قطع رحمی کی سزا	۲۵
۞	یتیم لڑکوں اور لڑکیوں کے حقوق کا خیال رکھنے کا حکم	۲۵
۞	بیویوں کی تعداد کے بارے میں حکم	۲۶
۞	مہر کی فرضیت اور اس کی حقیقت	۲۶
۞	حل اللغة	۲۷
②	یتامیٰ کے مال اور ذاتی مال کے بارے میں ہدایت	۲۹
۞	بالغ ہونے کی عمر	۳۱
۞	یتیموں کے مال کے بارے میں صحابہ رضی اللہ عنہم کی احتیاط	۳۱
۞	حل اللغة	۳۳
③	میراث میں سے عورتوں اور چھوٹی اولاد کو حصہ ملنا	۳۵
۞	نظر کا لگنا اور اس کا حق ہونا اور اس کا علاج	۳۶
۞	یتامیٰ کا مال کھانے کا انجام	۳۷
۞	ورثاء کو نادار و فقیر چھوڑنے سے بہتر ہے کہ ان کو غنی چھوڑا جائے	۳۸
۞	حل اللغة	۳۸
④	میراث میں مردوں اور عورتوں کے حصے	۴۱
۞	عورتوں کا حصہ مقرر ہونا	۴۲

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۞ میراث کی تقسیم سے پہلے میت پر اگر قرض ہو تو پہلے وہ ادا کیا جائے گا ---------------- ۴۲
۞ مقروض مومن کی روح معلق رہتی ہے ---------------- ۴۳
۞ حل اللغۃ ---------------- ۴۴
⑤ اصحاب الفروض اور عصبوں کا بیان ---------------- ۴۶
۞ میت کی وصیت پر عمل کرنے سے پہلے اس کا قرض اتارا جائے گا ---------------- ۴۷
۞ اخیافی بہن بھائی والی کلالہ میت کا ذکر ---------------- ۴۸
۞ میت کی زندگی میں فوت ہونے والوں کی اولاد کا بیان ---------------- ۴۸
۞ حل اللغۃ ---------------- ۴۹
⑥ علم الفرائض کو حدود اللہ سے تعبیر کرنے کی حکمت ---------------- ۵۱
۞ رسول اللہ ﷺ کی بعثت کے بارے میں مثالیں ---------------- ۵۱
۞ احادیث میں علم الفرائض ---------------- ۵۳
۞ علم الفرائض کی اہمیت ---------------- ۵۴
۞ حل اللغۃ ---------------- ۵۵
⑦ اہل عرب کے زمانہ جاہلیت کی برائیوں کا ذکر ---------------- ۵۷
۞ اسلام کے ابتدائی دور میں زنا اور لواطت کی سزا ---------------- ۵۷
۞ ایک عورت کی گواہی کا مقبول ہونا ---------------- ۵۷
۞ اللہ اپنے بندوں کی توبہ قبول کرتا ہے ---------------- ۵۸
۞ توبہ کی شرائط ---------------- ۵۸
۞ زانی زانیہ کی حتمی سزا ---------------- ۵۹
۞ حل اللغۃ ---------------- ۶۱
⑧ زمانہ جاہلیت میں باپ کے فوت ہونے پر سوتیلی ماں سے نکاح کا جائز ہونا ---------------- ۶۴
۞ بیویوں سے اچھا سلوک کرنے کا حکم ---------------- ۶۵
۞ طلاق دیتے ہوئے ادا کردہ مہر سے کچھ نہ لینے کا حکم ---------------- ۶۷
۞ زیادہ مہر ادا کرنے پر کوئی پابندی نہیں ---------------- ۶۷

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۞	حل اللغة	۶۸
⑨	سوتیلی ماں سے نکاح کی ممانعت	۷۰
۞	قرآنی حکم کی خلاف ورزی کرنے کی سزا	۷۲
۞	ان عورتوں کا بیان جن سے نکاح نہیں ہوسکتا	۷۲
۞	حل اللغة	۷۴
⑩	لونڈیوں کے بارے میں وضاحت	۷۷
۞	متعہ کے بارے میں وضاحت	۷۸
۞	بدکارہ لونڈی کی سزا	۸۰
۞	لونڈی سے شادی کی قباحت	۸۰
۞	حل اللغة	۸۰
⑪	حلال وحرام سے امت مسلمہ کو آگاہ کردیا گیا	۸۴
۞	توبہ کی فضیلت	۸۴
۞	ٹیکسوں کے بارے میں اہم نکتہ	۸۵
۞	قول الزور کا معنی	۸۶
۞	حل اللغة	۸۷
⑫	ہر انسان اپنے اعمال کی جزا یا سزا پائے گا	۹۰
۞	صرف اللہ سے مانگنے کا حکم	۹۱
۞	میراث کے حقدار حقیقی رشتہ دار ہیں	۹۲
۞	مرد عورتوں پر حاکم ہیں	۹۲
۞	نیک عورتوں کی صفات اور ان کی جزا	۹۳
۞	سرکشی کرنے والی عورتوں کی سزا	۹۳
۞	حل اللغة	۹۴
⑬	میاں بیوی میں ناچاکی ہو جانے کی صورت میں صلح کا طریقہ	۹۶
۞	اللہ کی عبادت کرنے اور شرک سے بچنے کا حکم	۹۷

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

❁	ریاء بھی شرک کی صورت ہے	۹۷
❁	والدین قریبی رشتہ داروں، یتیموں، مسکینوں، نزدیکی اور دور کے ہمسایوں، زندگی اور سفر کے ساتھیوں، مسافروں، غلاموں اور لونڈیوں سے احسان کرنے کا حکم	۹۸
❁	حل اللغۃ	۱۰۰
⑭	بخیلی، ریاء، اسراف وتبذیر کی مذمت	۱۰۲
❁	شیطان برا ساتھی ہے	۱۰۳
❁	کافر کو نیکی کی جزا دنیا میں مل جاتی ہے	۱۰۴
❁	رسول اللہ ﷺ کا اپنی امت پر گواہ ہونا	۱۰۵
❁	حل اللغۃ	۱۰۵
⑮	نماز کی اہمیت اور نشے میں پڑھنے کی ممانعت	۱۰۷
❁	تدریجاً شراب کا حرام ہونا	۱۰۸
❁	جو نشہ دے وہ حرام ہے	۱۰۹
❁	غسل جنابت اور بیوٹی پارلر جانے والی دلہن	۱۰۹
❁	تیمّم اور اس کا طریقہ	۱۱۰
❁	حل اللغۃ	۱۱۱
⑯	اسلامی ریاست کے قائم ہونے پر یہود کا حشر	۱۱۳
❁	یہود کی خباثت	۱۱۴
❁	کعب احبار کا مسلمان ہونا	۱۱۶
❁	حل اللغۃ	۱۱۶
⑰	مشرک اگر تائب نہ ہو تو جہنمی ہوگا	۱۱۹
❁	محمد رسول اللہ ﷺ سمیت تمام انبیاء علیہم السلام کو شرک سے بچنے کی تلقین	۱۲۰
❁	شرک سے بچنے والوں کو بشارت	۱۲۰
❁	اپنی پاکیزگی کا چرچا کرنے کی ممانعت	۱۲۱
❁	جبت و طاغوت کا معنیٰ	۱۲۱

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۞	حل اللغة	۱۲۲
⑱	حسد نیکیوں کو کھا جاتا ہے	۱۲۵
۞	اللہ کی آیات کا انکار کرنے والوں کا انجام	۱۲۶
۞	اطاعت گزار بندوں کو ملنے والی نعمتیں	۱۲۷
۞	حل اللغة	۱۲۸
⑲	لفظ امانت کا معنی و مفہوم اور اس کی ادائیگی کا حکم	۱۳۰
۞	اولی الامر کی وضاحت	۱۳۳
۞	اللہ کی معصیت میں کسی کی اطاعت نہیں کی جائے گی	۱۳۴
۞	امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی اس بارے میں راہنمائی	۱۳۴
۞	حل اللغة	۱۳۴
⑳	مدینہ طیبہ میں اسلامی ریاست کے قائم ہوتے ہی اسلامی قانون نافذ ہو گیا	۱۳۷
۞	طاغوت سے فیصلہ کرانے کی ممانعت	۱۳۷
۞	ایک منافق کے بارے میں عمر فاروق کا فیصلہ	۱۳۸
۞	منافقوں کی بنیادی نشانیاں	۱۳۹
۞	مبلغین کے لیے راہنمائی	۱۳۹
۞	حل اللغة	۱۳۹
㉑	رسول اللہ کو بھیجا اس لیے جاتا ہے کہ اس کی اطاعت کی جائے	۱۴۲
۞	اپنی جان پر ظلم ہونے کی صورت میں توبہ و استغفار کی تلقین	۱۴۳
۞	رسول اللہ ﷺ کو فیصل بنانا اور ان کے فیصلے کو تسلیم کرنا ہی ایمان کی شرط ہے	۱۴۴
۞	حل اللغة	۱۴۵
㉒	اللہ تعالیٰ کی نعمتوں سے مالا مال ہونے والے چار قسم کے حضرات	۱۴۷
۞	سب سے زیادہ جن کی آزمائش ہوتی ہے	۱۴۸
۞	رسول اللہ ﷺ کو شفاعت کرنے کا شرف حاصل ہوگا	۱۴۸
۞	ابو بکر الصدیق رضی اللہ عنہ کا شرف	۱۴۹

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۞	شہداء کی وضاحت	۱۵۰
۞	رسول اللہ ﷺ کی آخری دعا	۱۵۰
۞	سجدوں سے درجے بلند ہوتے ہیں	۱۵۱
۞	حل اللغۃ	۱۵۲
۴۳	اہل اسلام کو اپنا دفاعی نظام مضبوط کرنے کا حکم	۱۵۴
۞	اجتماعی جہاد کا حکم	۱۵۵
۞	اسلامی ریاست کا امیر اہل اسلام کے لیے ڈھال ہوتا ہے۔	۱۵۶
۞	جہاد سے گریزاں ہونے والوں کی نشاندہی	۱۵۶
۞	حل اللغۃ	۱۵۷
۴۴	اسلامی جہاد کی حقیقت	۱۶۰
۞	فتح مکہ پر اہل مکہ کو رسول اللہ ﷺ کا معاف کرنا	۱۶۲
۞	حل اللغۃ	۱۶۲
۴۵	ہر نفس نے موت کا مزا چکھنا ہے	۱۶۶
۞	مال اور اولاد فتنہ کا سبب ہے	۱۶۷
۞	جو بھی مصیبت پہنچتی ہے وہ انسان کے اپنے ہاتھ کی کمائی ہوتی ہے	۱۶۸
۞	جس نے مرنا نہیں اس پر توکل کرنے کا حکم	۱۶۸
۞	حل اللغۃ	۱۶۹
۴۶	قرآن حکیم میں غور وفکر کرنے کی دعوت	۱۷۲
۞	شیطان انسان کے برے اعمال مزین کرتا ہے	۱۷۳
۞	بلا سوچے سمجھے خبروں کی تشہیر کی ممانعت	۱۷۴
۞	قتال کا حکم	۱۷۵
۞	حل اللغۃ	۱۷۵
۴۷	شفاعت اچھی ہو یا بری۔ شفاعت کرنے والے کو بھی اس میں سے حصہ ملتا ہے	۱۷۸
۞	''السلام علیکم'' کی فضیلت واہمیت	۱۷۹

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

- جس کو اس کے برے اعمال کی بناء پر اللہ گمراہی میں غرق کر دے اس کو کوئی ہدایت نہیں دے سکتا ---------- ۱۸۱
- حل اللغۃ ---------- ۱۸۲
- ۲۸ کفار و منافقوں کی کوشش ہوتی ہے اہل حق کو حق سے دور کر دیں ---------- ۱۸۵
- جنگ اُحد کے موقع پر یہود سے مدد لینے سے رسول اللہ ﷺ کا انکار ---------- ۱۸۶
- لڑائی نہ کرنے والوں سے لڑائی کی ممانعت ---------- ۱۸۷
- حل اللغۃ ---------- ۱۸۷
- ۲۹ مسلمان کے قتل کی قانوناً جائز تین صورتیں ---------- ۱۹۰
- ایک مسلمان کا دوسرے مسلمان پر اس کا، اس کا مال اور اس کی عزت کا حرام ہونا ---------- ۱۹۱
- قتل خطا کی سزا۔ دیت و کفارہ ---------- ۱۹۱
- اللہ کے نزدیک مومن کی عزت و عظمت ---------- ۱۹۲
- قاتل و مقتول دونوں جہنم میں ---------- ۱۹۳
- حل اللغۃ ---------- ۱۹۴
- ۳۰ لا الہ الا اللہ کہنے والے کے قاتل کو قبر کا قبول نہ کرنا ---------- ۱۹۷
- لا الہ الا اللہ کہنے والا کا قتل کفر ہے ---------- ۱۹۸
- عذر شرعی کی بناء پر جہاد کی نیت رکھنے والا مجاہدوں کے ساتھ ہوتا ہے ---------- ۱۹۹
- حل اللغۃ ---------- ۱۹۹
- ۳۱ مشرکوں میں ملا جلا رہنے والا ان جیسا ہو جاتا ہے ---------- ۲۰۲
- مجبوری کی حالت میں مشرکوں میں رہنے والوں کے لیے آپ ﷺ دعا کیا کرتے تھے ---------- ۲۰۳
- ہجرت کا دارو مدار نیت پر ہوتا ہے ---------- ۲۰۳
- ایک بیمار شخص کی ہجرت کا واقعہ ---------- ۲۰۴
- اس ملک میں رہائش پذیر ہونا جائز نہیں کہ جہاں سلف صالحین کو گالی دی جائے یا جہاں حرام کا غلبہ ہو ---------- ۲۰۴
- حل اللغۃ ---------- ۲۰۵

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۳۲	قصر نماز کا بیان	۲۰۸
✿	سفر میں پوری نماز کا جواز	۲۰۹
✿	سفر کے دوران قصر کرنے کی مدت	۲۱۰
✿	سفر میں دو نمازوں کو جمع کرنے کا بیان	۲۱۰
✿	نماز خوف کا طریقہ	۲۱۱
✿	جنگ کی حالت میں قضا کا جواز	۲۱۱
✿	حل اللغة	۲۱۲
۳۳	ذکر الٰہی کا حکم اور اس کی فضیلت	۲۱۴
✿	ذکر الٰہی سے اعراض کرنے والوں کا انجام	۲۱۶
✿	دنیا میں دیا جانے والا مال آزمائش ہوتا ہے	۲۱۶
✿	قارون کا انجام	۲۱۷
✿	دشمن کا پیچھا کرنے اور نمازیں پڑھنے کا حکم	۲۱۸
✿	با جماعت نماز کا اجر	۲۱۹
✿	حل اللغة	۲۱۹
۳۴	کسی جھگڑے میں چرب زبانی سے ناحق حاصل ہونے والا مال جہنم کا ٹکڑا ہوتا ہے	۲۲۱
✿	دو انصاری بزرگوں کا معاملہ	۲۲۲
✿	قاضیوں کو ملنے والی گنجائش	۲۲۲
✿	فیصلہ کرنے میں نفسی خواہشات کی اتباع کرنے کی ممانعت	۲۲۳
✿	بنو اُبیرق کا واقعہ	۲۲۳
✿	حل اللغة	۲۲۵
۳۵	اللہ تعالیٰ کی رحمت کا اس کے غضب پر غالب ہونا	۲۲۷
✿	اللہ تعالیٰ تائب ہونے والے کو معاف فرماتا ہے	۲۲۸
✿	استغفار کی فضیلت	۲۲۹
✿	کتاب وحکمت کی برکت	۲۳۰

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حل اللغة ---------- ۲۳۱
(۳۶) بری سرگوشی کی ممانعت اور اچھی سرگوشی کا حکم ---------- ۲۳۳
معاشرے کی بگاڑ کے تین اسباب ---------- ۲۳۵
صدقہ۔ المعروف اور اصلاح سے ان کا سد باب ---------- ۲۳۵
حل اللغة ---------- ۲۳۷
(۳۷) فرشتوں کے بارے میں مشرکوں کا عقیدہ ---------- ۲۳۹
اللہ کے علاوہ جس کو پکارا جائے گا وہ شرک ہوگا ---------- ۲۴۰
قیامت کے روز ایک ہزار میں سے نو سو ننانوے جہنمی ہوں گے ---------- ۲۴۱
حل اللغة ---------- ۲۴۲
(۳۸) یہود ونصاریٰ کا دعویٰ اور اس کا جواب ---------- ۲۴۵
جزا وسزا کا دار و مدار انسان کے اعمال پر ہوگا ---------- ۲۴۶
دنیا میں مومن کو پہنچنے والی ہر تکلیف اس کے گناہ کا کفارہ ہوتی ہے ---------- ۲۴۸
ابراہیم علیہ السلام کو خلیل اللہ ہونے کا شرف اور اس کی وجہ ---------- ۲۴۹
حل اللغة ---------- ۲۵۱
(۳۹) زمانہ جاہلیت میں چھوٹے لڑکے اور عورت کو وراثت میں سے کچھ نہ ملتا تھا ---------- ۲۵۱
یتیمہ کے بارے میں غلط سوچ اور اس کی اصلاح ---------- ۲۵۱
بیویوں کے بارے میں عدل و انصاف کا حکم ---------- ۲۵۲
حل اللغة ---------- ۲۵۴
(۴۰) کل کائنات کا خالق و مالک اللہ ہے ---------- ۲۵۶
شکر کا فائدہ انسان کو ہوتا ہے اور ناشکری کا وبال بھی اسی پر ہوتا ہے ---------- ۲۵۷
محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خلق قرآن ہی تھا ---------- ۲۵۸
دنیا اور آخرت میں سے اللہ سے جو مانگا جائے وہ مل جاتا ہے ---------- ۲۵۹
حل اللغة ---------- ۲۶۱
(۴۱) اسلام میں عدل وانصاف سے انحراف کی اجازت نہیں ---------- ۲۶۳

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

- عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ کا واقعہ ---- ۲۶۴
- سیدھی صاف بات کرنے کا حکم ---- ۲۶۵
- زمین میں سب سے قلیل شی عدل ہے ---- ۲۶۶
- آسمانی کتابوں پر ایمان رکھنے کا حکم ---- ۲۶۶
- حل اللغۃ ---- ۲۶۷
- (۴۲) تذبذب کا شکار رہنے والوں کی بخشش نہیں ہوگی ---- ۲۶۹
- جس مجلس میں قرآنی آیات کا مذاق اڑایا جائے اس میں بیٹھے رہنے کی ممانعت ---- ۲۶۹
- حقیقی عزت اللہ ہی کے لیے ہے ---- ۲۷۰
- محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مشرکوں سے مدد لینے سے اجتناب کیا ---- ۲۷۱
- معصیت پر راضی ہونا معصیت ہی ہوتی ہے ---- ۲۷۱
- حل اللغۃ ---- ۲۷۲
- (۴۳) کافروں اور منافقوں کا مقصد ایک ہوتا ہے ---- ۲۷۵
- بھلائی اور تکلیف اللہ کی طرف سے ہوتی ہے ---- ۲۷۵
- مدینہ میں قائم ہونے والی اسلامی ریاست دس سال میں مستحکم ہوگئی ---- ۲۷۶
- کفار کو دائمی فتح نصیب نہ ہوگی ---- ۲۷۷
- کفر کی بیماری بڑھتی رہتی ہے ---- ۲۷۷
- مومن اور منافق کی نماز میں فرق ---- ۲۷۸
- مومن، کافر اور منافق کی مثال ---- ۲۷۸
- حل اللغۃ ---- ۲۷۹
- (۴۴) مومنوں کا دوست صرف اللہ ہے ---- ۲۸۱
- کفار سے مومنوں کی دوستی ضرر رساں ہوتی ہے ---- ۲۸۲
- سچا مسلم ہونے کی چار شرائط ---- ۲۸۳
- اخلاص کی برکات اور اس کی وضاحت ---- ۲۸۴
- حل اللغۃ ---- ۲۸۶

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۳۵	اسلام میں بدلہ لینے کا حق تو ہے لیکن درگزر کرنے کو اللہ پسند کرتا ہے	۲۸۸
❁	برائی کا جواب اچھائی سے دینے کی تعلیم	۲۸۹
❁	معاف کرنے کی تلقین	۲۹۰
❁	اہل اسلام کا تمام رسولوں پر ایمان رکھنا	۲۹۱
❁	حل اللغة	۲۹۱
۳۶	یہود کی کج بحثی، سرکشی، نافرمانی اور ناجائز مطالبہ	۲۹۴
❁	طور پہاڑ کا ان پر بلند کیا جانا	۲۹۵
❁	ان کو ملنے والی سزا	۲۹۶
❁	حل اللغة	۲۹۷
۳۷	عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں رومی گورنر کا قول	۲۹۹
❁	عیسیٰ علیہ السلام کے خون کی ذمہداری یہود نے قبول کی	۳۰۰
❁	شاہ فلسطین کا رومی اور عیسائی عقائد کو جمع کرنا	۳۰۰
❁	ہرقل روم کے دربار میں ابوسفیان کا بیان	۳۰۱
❁	ہرقل روم کا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت سے آگاہ ہونا	۳۰۲
❁	ہرقل روم کی اپنے سرداروں کو اسلام قبول کرنے کی دعوت	۳۰۳
❁	عیسیٰ علیہ السلام کے نازل ہونے کی خبر	۳۰۴
❁	حل اللغة	۳۰۴
۳۸	یہود کی تین برائیوں کا ذکر	۳۰۶
❁	(۱) اللہ کی راہ سے لوگوں کو روکنا	۳۰۷
❁	(۲) سودی لین دین کرنا	۳۰۹
❁	(۳) لوگوں کا مال باطل طریقے سے کھانا	۳۱۰
❁	حل اللغة	۳۱۱
۳۹	شان نزول اور علوم القرآن پر بحث	۳۱۴
❁	نبیوں علیہم السلام کی تعداد کا حقیقی علم اللہ کو ہے	۳۱۶

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۞	داوٗد علیہ السلام اور موسیٰ علیہ السلام کا ذکر	۳۱۶
۞	حل اللغۃ	۳۱۷
۵۰	حق کو جھٹلانے والے ظالم ہی اللہ کی بخشش سے محروم ہوں گے	۳۲۰
۞	حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اللہ کی بندگی عبادت کا حکم دیا	۳۲۱
۞	"رُوْحٌ مِّنْه" کی وضاحت	۳۲۲
۞	حل اللغۃ	۳۲۳
۵۱	عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ کا بندہ ہونے میں کوئی عار و انکار نہیں تھا	۳۲۶
۞	عیسائیوں نے یہود کی نقالی کی	۳۲۷
۞	عیسیٰ علیہ السلام کے بن باپ پیدا ہونے کی دلیل	۳۲۷
۞	امت محمدیہ کو غلو سے روکا گیا ہے	۳۲۸
۞	فرشتے عباد الرحمٰن ہیں	۳۲۸
۞	انسان نہ مختارِ کل ہے اور نہ ہی مجبورِ محض	۳۲۹
۞	حل اللغۃ	۳۳۰
۵۲	کلالہ کی وضاحت	۳۳۲
۞	کلالہ کی وراثت کی چار صورتیں	۳۳۳
۞	علم الفرائض کی اہمیت	۳۳۴
۞	صحابہ کا معمول	۳۳۴
۞	سورۃ النساء کے آغاز و اختتام میں عجیب نکتہ	۳۳۵
۞	حل اللغۃ	۳۳۵

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شکرِ الٰہی

www.KitaboSunnat.com

اللہ رحیم وکریم کے فضل وکرم سے تفسیر فضل القرآن کی تیسری جلد جو سورۃ النساء کے ترجمہ وتشریح اور حل اللغۃ پر مشتمل ہے۔ مختلف رکاوٹوں سے گزرتی ہوئی منظر عام پر آ گئی ہے۔ دینی علمی کاموں کے کرنے والے اساتذہ و خطباء و مدرسین و معلمین اور دیگر سکالرعموماً ایسے اداروں سے منسلک ہوتے ہیں کہ جو ان کو فکر معاش سے کسی حد تک بے نیاز کر دیتے ہیں اور ایسا بہت کم ہوتا ہے کہ کوئی شخص سارا دن تو رزق کے حصول اور اہل عیال کی ذمہ داری نبھانے میں مصروف رہے اور ساتھ ساتھ خطابت وتصنیف کا کام بھی کرتا رہے۔ الحمدللہ میں ان خوش نصیب انسانوں میں سے ایک ہوں کہ جس نے ساری دینی تعلیم کاروبار کرتے ہوئے حاصل کی اور کاروباری مصروفیت کے باوجود بتیس (۳۲) سال مسجد مبارک اسلامیہ کالج ریلوے روڈ لاہور میں لوجہ اللہ خطابت کا سلسلہ بھی بغیر کسی تعطل سے جاری رکھا۔ چند کتابیں تحریر کرنے کا موقع بھی نکالا۔ ۱۷ سال ریڈیو پاکستان سے دینی علمی پروگراموں میں حصہ بھی لیا۔ دین کا مشکل ترین شعبہ قرآن حکیم کی تفسیر کا لکھنا ہے اور جب ساتھ حل اللغۃ (گرائمر) بھی شامل ہو جائے تو مشکل میں کئی گنا اضافہ ہو جاتا ہے۔ میں خود حیران ہوں کہ یہ سب کچھ کیسے ہوا۔ لیکن جب قرآن وسنت کو دیکھتا تو جواب بالکل واضح مل جاتا ہے:

﴿ ذَالِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَّشَآءَ وَاللّٰهُ ذُوالْفَضْلِ الْعَظِيْمِ ﴾

"یہ اللہ تعالیٰ کا ہی فضل ہے جس کو چاہتا ہے وہ عطا کر دیتا ہے اور اللہ ہی عظیم فضل والا ہے۔"

لہٰذا میں رب العالمین کا شکر گزار ہوں کہ جس نے مجھے یہ توفیق عطا فرمائی۔

یہ چند کلمات تحریر کرنے کا مقصد یہ ہے کہ اگر اللہ مجھ جیسے کاروباری، دنیا دار انسان سے یہ کام لے سکتا ہے تو تمام مسلمان بھائی بہن جو مجھ سے بہتر ہیں اگر وہ بھی ذرا کوشش کریں تو اللہ کے فضل وکرم اور اس کی رحمت سے مالا مال ہو سکتے ہیں۔ دعا ہے اللہ ہمیں دین کا علم حاصل کرنے اور اس کے مطابق عمل کرنے کی توفیق سے نوازے۔ اور ہماری کوتاہیوں اور خطاؤں کو معاف فرمائے۔

فضل الرحمن بن محمد

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فرمانِ باری تعالیٰ

رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ اَزْوَاجِنَا وَ ذُرِّيّٰتِنَا قُرَّةَ اَعْيُنٍ وَّاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِيْنَ اِمَامًا

اے ہمارے رب! ہمیں ہماری بیویوں اور ہماری اولادوں کی طرف سے آنکھوں کی ٹھنڈک عطا فرما اور ہمیں پرہیزگاروں کا امام بنا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پیش لفظ

مولانا فضل الرحمٰن کا شمار جماعت اہل حدیث کے ممتاز علماء میں ہوتا ہے وہ ۱۱/ جون ۱۹۳۵ کو امرتسر میں پیدا ہوئے۔ قیام پاکستان کے وقت آٹھویں جماعت میں پڑھتے تھے۔ میٹرک لاہور کے سنٹرل ماڈل ہائی سکول سے کیا۔ ایف۔اے اسلامیہ کالج (ریلوے روڈ) لاہور سے اور بی اے پرائیویٹ طور پر کیا۔ ایم اے اسلامیات اور ایم اے عربی کے امتحانات بھی پنجاب یونیورسٹی سے پرائیویٹ طور پر پاس کیے۔ ایم اے عربی میں یونیورسٹی میں اوّل آئے اور گولڈ میڈل اور سلور میڈل کے حق دار قرار پائے۔

طالب علمی کے زمانے میں کرکٹ کے بہت اچھے کھلاڑی تھے۔ چنانچہ سکول، کالج، یونیورسٹی پنجاب اور پاکستان کی طرف سے کھیلنے کا اعزاز حاصل کیا اور کھلاڑی کی حیثیت میں ہی انگلینڈ۔ ویسٹ انڈیز۔ سری لنکا۔ سنگاپور۔ ملیشیا میں کھیلنے کا موقع ملا۔

امرتسر کے کاروباری خاندان سے تعلق تھا۔ اب بھی برانڈرتھ روڈ لاہور میں کاروبار کرتے ہیں۔ کاروبار کے ساتھ ساتھ دینیات کی تعلیم حاصل کی۔ اس تعلیم کا آغاز مسجد قدس چوک دال گراں سے کیا اور مولانا عبد الرشید کے حلقہ درس میں شامل ہوئے۔ چار سال ان سے حصول علم کرتے رہے۔ پھر حضرت مولانا عطاء اللہ حنیف رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۳/اکتوبر ۱۹۸۷) کی شاگردی اختیار کی۔ ان سے آدھی صحیح مسلم اور صحیح بخاری کا درس لیا اور بعض دیگر کتابیں پڑھیں۔ کافی عرصہ ان سے مصروف استفادہ رہے۔

اس زمانے میں مسجد مبارک کی انتظامیہ کمیٹی کے سیکرٹری پروفیسر عبد القیوم مرحوم (متوفی ۸/ستمبر ۱۹۸۹ء) تھے اور مسجد کے منصب خطابت پر مولانا عطاء اللہ حنیف فائز تھے۔ مولانا ممدوح اور پروفیسر صاحب نے باہم مشورہ کر کے ۱۹۷۳ء میں خطابت کی ذمے داری مولانا فضل الرحمٰن کو سونپ دی۔ بتیس (۳۲) سال سے وہ حسن وخوبی کے ساتھ یہ خدمت سرانجام دے رہے ہیں۔ ان کے دورِ خطابت میں مسجد کی جدید تعمیر ہوئی اور اسے وسیع کیا گیا۔ خطبہ جمعہ کے سامعین میں بھی بہت اضافہ ہوا۔ مسجد کی رونق اللہ کے فضل سے بہت بڑھ گئی۔

عیدین کی نماز مولانا فضل الرحمٰن مسجد مبارک کے متصل اسلامیہ کالج (ریلوے کالج) کی گراؤنڈ میں پڑھاتے ہیں، جس میں کثیر تعداد میں لوگ شریک ہوتے ہیں۔ خطبہ جمعہ کا اور عیدین کی خطابت کا سلسلہ ماشاءاللہ کامیابی سے جاری ہے۔

۱۹۸۶ء میں مولانا مصر گئے، وہاں جامعہ ازہر (قاہرہ) سے شریعہ کورس کی سند حاصل کی۔

اپنی کاروباری مصروفیات کے باوجود ملک اور بیرون ملک میں انھوں نے بہت سے تبلیغی دورے کیے۔ مختصر الفاظ میں ان کے بیرون ملک کے تبلیغی دوروں کا سلسلہ اس طرح ہے۔

❶ دو مرتبہ امریکہ گئے۔ ایک دورے میں وہاں کی مشہور ڈیوک یونیورسٹی میں چند لیکچر دیے اور اسلام کے مختلف موضوعات

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پر پی، ایچ، ڈی کرنے والوں سے ان کے موضوعات سے متعلق طویل گفتگو میں اسلام کی حقانیت کو واضح کیا۔ وہاں کے اکنامکس ڈیپارٹمنٹ میں اسلام کے معاشی نظام کے بارے میں پائے جانے والے شکوک کو دور کیا اور سود سے پاک بنکاری کے بارے میں بھی سوالات کے تسلی بخش جواب دیے۔

نارتھ کیرولائنہ (امریکہ) کی ماڈل جیل میں مسلماں قیدیوں کے سامنے ایک گھنٹے کے خطاب میں ان کو اچھا مسلمان ثابت ہونے کی تلقین کی۔

۱۹۸۳ء میں امریکہ کے ایک پروجیکٹ میں شرکت کی اور یو این او میں خطبہ جمعہ بھی دیا۔ وہاں خطبہ جمعہ دینے والے شاید یہ پہلے پاکستانی تھے۔

❷ کینیڈا کا تبلیغی دورہ بھی دو مرتبہ کیا۔ ٹورنٹو اور ہملٹن مساجد میں جمعے کے خطبے ارشاد فرمائے۔ اور متعدد اسلامی موضوعات پر تقریریں کیں اور مسلم کمیونٹی کو متحد ہو کر اسلام کی سربلندی کے لیے کام کرنے کی تلقین کی۔

❸ دو مرتبہ ہی انگلستان کے تبلیغی دوروں پر جانے کے مواقع میسر آئے ۱۹۷۹ء میں انگلستان کی اہلحدیث کانفرنس میں شرکت کی اور ۱۹۸۳ء میں بھی جانے کا اتفاق ہوا۔ وہاں کے اسلامی مراکز کے دورے کیے اور ان میں لیکچر دیے۔ اس طرح دونوں مرتبہ انھیں انگلستان کے مسلمانوں اور غیر مسلموں کے اجتماعات میں خطاب کے مواقع حاصل ہوئے۔

❹ عرب امارات کی جماعت اہل حدیث کی طرف سے دعوت آئی تو وہاں کا عزم کیا اور مختلف مقامات میں ۱۷ دن تقریروں میں گزرے۔

❺ تین مرتبہ ہندوستان تبلیغی دورے پر گئے۔ ایک مرتبہ ۱۹۸۷ میں، پھر ۱۹۸۸ء میں اور پھر ۱۹۸۹ء میں متواتر تین سال بمبئی کی آل انڈیا اہل حدیث کانفرنس میں شرکت کی سعادت حاصل ہوئی اور وہاں کے متعدد اسلامی مراکز میں تقریریں کیں۔ اس کے بعد حکومت ہند نے اپنے ملک میں ان کے داخلے پر پابندی عائد کر دی تھی۔

ریڈیو پاکستان میں ان کی تقریروں کا سلسلہ ۱۷ سال جاری رہا۔ مختلف اسلامی موضوعات کے علاوہ انھوں نے نیشنل ہک اپ کے پروگرام ''قرآن حکیم اور ہماری زندگی'' میں قرآنی آیات کی تفسیر بیان کی۔

مسجد مبارک میں بھی تقریباً پچیس برس سے ہر رمضان المبارک میں نماز تراویح میں پڑھے گئے قرآن حکیم کی تفسیر کا خلاصہ مولانا فضل الرحمٰن اختصاراً اردو میں بیان کرتے ہیں۔

مولانا ماشاء اللہ بہت اچھے مقرر ہیں اور صفائی اور بلند آہنگی سے کتاب و سنت کی روشنی میں تقریر کرتے ہیں۔ لوگ قریب اور دور سے آ کر توجہ اور انہماک سے ان کی تقریر سنتے اور مستفید ہوتے ہیں اور کسی مصنف اور مقرر کا بہت بڑا کمال ہے کہ اس کی تقریر اور تحریر سے، ہر طبقے کے لوگ یکساں استفادہ کر سکیں۔

مولانا کی خطابتی اور تقریری مساعی کے بعد ان کی تصنیفی خدمات کا تذکرہ بھی ضروری ہے۔ انھوں نے مندرجہ ذیل کتابیں اور کتابچے تصنیف کیے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

❶ **اسلام میں عورت کی سربراہی:** اس کتاب میں مولانا نے قرآن وسنت کی روشنی میں ثابت کیا ہے کہ اسلام کی رو سے عورت اسلامی ملک کی سربراہ نہیں بن سکتی اورانہوں نے اس سلسلہ میں ۱۴۲ اسلامی کتابوں کے حوالے دیے ہیں۔

❷ **سوانح حیات مولانا ثناء اللہ امرتسری:** یہ کتاب حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسری مرحوم ومغفور کے حالاتِ زندگی پر اگرچہ مشتمل ہے لیکن اس میں انھوں نے بہت سی علمی معلومات کو جمع کیا ہے۔

❸ **جنازے کے مسائل:** اس کتاب میں تفصیل کے ساتھ جنازے کے متعلق مسائل واحکام بیان فرمائے گئے ہیں۔

❹ **قادیانی اور لاہوری مرزائی دائرہ اسلام سے کیوں خارج ہیں؟:** اس کتاب میں جیسا کہ اس کے نام سے ظاہر ہے فاضل مصنف نے اس بات کی صراحت کی ہے کہ مرزائیوں کے دونوں گروپ لاہوری اور قادیانی ...... خارج از اسلام ہیں۔

❺ **رجم کے بارے میں شرعی عدالت کا غیر شرعی فیصلہ:** شادی شدہ زانی کو رجم کی سزا دینے کے متعلق یہ نہایت اچھی کتاب ہے۔

❻ **رجب کے کونڈے:** ایک حلقے میں ۲۲۔ رجب کو ''کونڈوں'' کا جو رواج چلا آرہا ہے اس کے متعلق یہ رسالہ لائق مطالعہ ہے۔

❼ **آخری چہار شنبہ:** ماہ صفر کے آخری چہار شنبہ کے بارے میں میں ثابت کیا ہے کہ اس کی کوئی اصل نہیں۔

❽ **انکم ٹیکس کی شرعی حیثیت:** اس میں بتایا گیا ہے کہ حکومت لوگوں سے جو انکم ٹیکس وصول کرتی ہے اس کی کوئی شرعی حیثیت نہیں ہے۔

❾ **پریس پر پابندی کے بارے میں اسلامی نقطہ نظر:**

❿ **کفن پر دعائیہ کلمات کی اصل:**

مولانا کو قرآن مجید سے خاص تعلق خاطر ہے۔ جیسا کہ پہلے بتایا گیا اس صحیفہ نور کے بعض پہلوؤں پر انھوں نے ریڈیو میں تقریریں کیں، نماز تراویح میں تلاوت شدہ سپارے کے مضامین کی وضاحت کو اپنا معمول قرار دیا اور خطبات جمعہ میں اس کی مناسب الفاظ میں تفسیر کو اپنے آپ پر لازم ٹھہرایا۔ اس کے ساتھ ہی انھوں نے ایک اہم کام یہ کیا کہ ابتدائے قرآن سے اس کی تفسیر کی طرف عنانِ توجہ مبذول کی۔ یہ ایک بابرکت سلسلہ ہے۔ بحمد اللہ سورۃ فاتحہ، سورۃ البقرۃ، سورۃ آل عمران اور سورۃ النساء کا ترجمہ وتفسیر وحل اللغۃ وہ مکمل کر چکے ہیں اور اب وہ سورۃ المائدہ پر کام کر رہے ہیں۔

مولانا کا طریق تحریر یہ ہے کہ پہلے قرآن مجید کی آیت درج کرتے ہیں اس کے بعد اس کا ترجمہ کیا جاتا ہے۔ پھر تفسیر بیان کی جاتی ہے۔ آخر میں حل لغات کا سلسلہ چلتا ہے جو علماء وطلباء اور عوام کے لیے بے حد فائدہ مند ہے۔

تقریر کی طرح مولانا کی تحریری زبان سلیس اور عام فہم ہے۔ ہر شخص آسانی سے ہر بات سمجھ لیتا ہے زیادہ تعلیم یافتہ بھی اور کم تعلیم یافتہ بھی برابر مستفید ہوتے ہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مولانا فضل الرحمٰن پر اللہ تعالیٰ کا خاص فضل یہ ہے کہ ان کی تفسیر فضل القرآن کی پہلی اور دوسری جلد کے بعد اب تیسری جلد جو کہ سورۃ النساء پر مشتمل ہے، بھی کتابی صورت میں منظر عام پر آ گئی ہے۔ اور یہ تفسیر بھی ''قرآن حکیم اور ہماری زندگی'' کے تحت قسطوں میں ہفت روزہ ''الاعتصام'' کی زینت بنتی رہی ہے۔

قرآن مجید کی تفسیر کا معاملہ بے حد اہمیت کا حامل اور نہایت احتیاط کا متقاضی ہے جس سے مولانا فضل الرحمٰن خوب آگاہ ہیں۔ ان کی تفسیر کی خصوصیات یہ ہیں:

- اسلافِ امت کے نقطہ نظر کو پیش نگاہ رکھا گیا ہے۔
- مختلف مقامات میں ایک آیت کی تفسیر کے لیے دیگر آیات سے استدلال کیا گیا ہے
- جگہ جگہ کتب حدیث کے حوالے دیے گئے ہیں اور ارشادات رسول (ﷺ) سے استشہاد کیا گیا ہے۔ جس سے تحقیق کرنے والوں کے لیے انھوں نے بڑی آسانی پیدا کر دی ہے۔
- قدیم کتب تفاسیر سے مدد لی گئی ہے۔
- فرامین صحابہ کرام اور اقوال ائمہ عظام کو رہنما ٹھہرایا گیا ہے۔
- تاریخی واقعات کے لیے مستند اوّلین کتب تاریخ سے رجوع کیا گیا ہے
- موجودہ حالات کے تقاضے فاضل مفسر کے سامنے ہیں متعدد مقامات پر گزشتہ دور کے واقعات کی روشنی میں موجودہ دور کے واقعات کو ہدفِ بحث بنایا گیا ہے۔
- حلّ لغات کے عنوان سے ہر آیت کے مشکل الفاظ کے اصل معنی کی تصریح کی گئی ہے۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس تفسیر کے فضل وفضیلت میں اضافہ فرمائے اور بہ طریق احسن پایۂ تکمیل کو پہنچے۔ آمین یارب العالمین

بندۂ عاجز

محمد اسحاق بھٹی

اسلامیہ کالونی۔ ساندہ۔ لاہور

www.KitaboSunnat.com

۱۴۔ مارچ ۲۰۰۴ء

۲۰۔ محرم ۱۴۲۵ھ، بروز جمعۃ المبارک

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تفسیر فضل القرآن الجزء (3)

سورة النسآء

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

www.KitaboSunnat.com

﴿۱﴾

يَاَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمُ الَّذِیْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيْرًا وَّنِسَآءً ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِیْ تَسَآءَلُوْنَ بِهٖ وَالْاَرْحَامَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيْبًا ﴿1﴾

اے لوگو! اپنے اس رب عزوجل سے ڈر جاؤ جس نے تمہیں ایک نفس سے پیدا کیا اور اسی سے اس کی زوجہ کو پیدا کیا، پھر ان دونوں سے بہت سے مردوں اور عورتوں کو پھیلا دیا، اور اللہ تعالیٰ کی نافرمانی سے بچ جاؤ جس کے نام پر تم ایک دوسرے سے سوال کرتے ہو اور قطع رحمی سے بھی بچ جاؤ۔ بے شک اللہ تم پر نگہبان ہے۔

وَاٰتُوا الْيَتٰمٰۤى اَمْوَالَهُمْ وَلَا تَتَبَدَّلُوا الْخَبِيْثَ بِالطَّيِّبِ ۪ وَلَا تَاْكُلُوْۤا اَمْوَالَهُمْ اِلٰۤى اَمْوَالِكُمْ ؕ اِنَّهٗ كَانَ حُوْبًا كَبِيْرًا ﴿2﴾

اور یتیموں کو ان کا مال دے دیا کرو، اور حلال (پاک) کو حرام (ناپاک) سے نہ بدلا کرو اور نہ ان کے مالوں کو اپنے مالوں میں ملا کر کھایا کرو۔ بے شک یہ بہت بڑا گناہ ہے۔

وَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا تُقْسِطُوْا فِی الْيَتٰمٰى فَانْكِحُوْا مَا طَابَ لَكُمْ مِّنَ النِّسَآءِ مَثْنٰى وَثُلٰثَ وَرُبٰعَ ۚ فَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا تَعْدِلُوْا فَوَاحِدَةً اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ ؕ ذٰلِكَ اَدْنٰۤى اَلَّا تَعُوْلُوْا ﴿3﴾

اور اگر تمہیں ڈر ہو کہ تم یتیموں کے بارے میں انصاف نہیں کر سکو گے تو پھر عورتوں میں سے جو تم کو اچھی لگیں، ان میں سے دو دو، تین تین یا چار چار کے ساتھ نکاح کر لیا کرو۔ اگر تمہیں ڈر ہو کہ تم ان کے درمیان عدل نہ کر سکو گے تو پھر ایک ہی سے نکاح کیا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَاٰتُوا النِّسَآءَ صَدُقٰتِهِنَّ نِحْلَةً ؕ فَاِنْ طِبْنَ لَكُمْ عَنْ شَيْءٍ مِّنْهُ نَفْسًا فَكُلُوْهُ هَنِيْٓـًٔا مَّرِيْٓـًٔا ﴿4﴾

کرو یا جس کے تمہارے دائیں ہاتھ مالک ہوئے (یعنی اپنی لونڈی ہی سے گزارا کیا کرو) یہ زیادہ قریب ہے کہ تم ایک طرف جھکنے سے بچ جاؤ۔

اور عورتوں کو ان کے مہر راضی خوش ہو کر دیا کرو، اگر وہ خود اپنی خوشی سے تمہیں مہر میں سے کچھ چھوڑ دیں تو شوق سے کھایا پیا کرو

تشریح:

قرآن حکیم میں متعدد سورتوں میں اگرچہ عورتوں کے مسائل کا ذکر ہوا ہے لیکن جس تفصیل کے ساتھ ان کے حقوق کو سورۃ النسآء میں اجاگر کیا گیا ہے وہ کسی اور سورت میں نہیں ہوا اسی بنا پر اس سورۃ کو ان سے منسوب کر دیا گیا ہے۔ ابن عباس، عبداللہ بن زبیر، اور زید بن ثابت رضی اللہ عنہم کے مطابق اس سورۃ کا نزول مدینہ میں ہوا۔

تفسیر القرطبی میں صحیح بخاری کے حوالے سے ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیوی کی حیثیت میں تھی کہ سورۃ النسآء نازل ہوئی اور اس میں کوئی اختلاف نہیں کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی رخصتی ہجرت کے بعد مدینہ طیبہ میں ہوئی۔ ممکن ہے کہ چند ایک ایسی آیات بھی ہوں جن کا نزول ہجرت کے بعد مکہ میں ہوا ہو۔ اگر کہا جائے کہ اس سورۃ کا آغاز ﴿يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ﴾ سے ہوتا ہے اور اس انداز کا خطاب مکہ میں نازل ہونے والی سورتوں میں اپنایا گیا ہے تو اس کا جواب امام القرطبی رحمہ اللہ نے یہ دیا ہے کہ سورۃ البقرہ کی آیت ۲۱ اور آیت ۱۶۸ میں بھی یہی انداز اپنایا گیا ہے جب کہ سورۃ البقرۃ کو مدنیہ کہا جاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے عورتوں کے حقوق کا خیال رکھنے کا حکم دینے سے پہلے واضح کر دیا کہ وہی ہے جس نے تمہاری تخلیق کی ابتدا حضرت آدم علیہ السلام سے کی۔ پھر انہی میں سے ان کی بیوہ حواء کو پیدا فرمایا۔ اسی پہلے جوڑے سے نسل انسانی کو مردوں اور عورتوں کی صورت میں دنیا میں پھیلایا۔ لہٰذا اپنے جس خالق کے نام پر مانگتے ہو یعنی لیتے دیتے ہو، اسی کے خوف سے اپنے دلوں کو مزین رکھا کرو، کیونکہ ایک دن تم نے اسی کی بارگاہ میں پیش ہو کر اپنی جزا یا سزا پانی ہے۔ چونکہ تم ایک ہی ماں باپ کی اولاد ہو اس لیے اپنے رشتہ داروں اور عزیزوں کے ساتھ حسن سلوک کا مظاہرہ کرتے رہو اور قطع رحمی سے بچتے ہوئے ہمیشہ یاد رکھنا کہ اللہ تعالیٰ تم کو دیکھ رہا ہے تمہارا کوئی بھی عمل اس سے پوشیدہ نہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صحیح البخاری (كتاب الأدب: باب من وصل وصله الله) میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

« اَلرَّحِمُ شِجْنَةٌ مِنَ الرَّحْمٰنِ فَقَالَ اللّٰهُ: مَنْ وَصَلَكِ وَصَلْتُهٗ، وَمَنْ قَطَعَكِ قَطَعْتُهٗ »

(رحم)، (الرحمٰن) سے مشتق ہے۔ پس اللہ تعالیٰ نے فرمایا: جس نے تجھ کو ملایا، میں اس کو ملاؤں گا اور جس نے تجھے قطع کیا، میں اسے قطع کر دوں گا۔ یعنی جو صلہ رحمی نہیں کرے گا، وہ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے محروم ہو جائے گا۔

یتیموں کے ساتھ عموماً زیادتی ہوتی ہے اور ان کے رشتہ داروں پر صلہ رحمی کے حوالے سے جو فرض عائد ہوتا ہے اس کی پروا نہیں کی جاتی۔ اگر یتیموں کو وراثت میں مال یا جائداد مل گئی ہو تو ان کے سرپرست مختلف حیلوں سے یتیموں کا مال کھا جاتے ہیں۔ اسلام سے پہلے بھی یہی حال تھا، اس لیے اللہ تعالیٰ نے حکم دے دیا کہ یتیموں کے مال کو خرد برد کرنے کی بجائے ان کو دے دیا کرو اور ان کے مالوں میں کسی قسم کی خیانت نہیں ہونی چاہیے۔ ایسا بھی نہ ہو کہ ان کی کسی اچھی چیز کو اپنے پاس رکھ کر اس کے بدلے میں ناقص دے دی جائے یا ان کے مالوں کو اپنے کسی کاروبار میں لگا کر گھاٹا دکھا دیا جائے یا اپنے کسی کاروباری نقصان کو ان کے کھاتے میں ڈال دیا جائے۔ اس سلسلے میں جو بھی ہیر پھیر ہو گا یا یتیموں کا مال کھانے کی سوچ اور کوشش ہو گی تو وہ گناہ کبیرہ ہو گا۔

یتیم لڑکیوں کا معاملہ تو اس سے بھی خراب تھا۔ ان کا ولی یا سرپرست ان کا مال کھانے کے ساتھ ان کی زندگیوں کے بارے میں فیصلہ کرنے کا بھی مختار ہوتا تھا۔

صحیح بخاری: کتاب التفسیر میں عروۃ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے ﴿وَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا تُقْسِطُوْا فِي الْيَتٰمٰى﴾ کے بارے میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے جب پوچھا تو انہوں نے کہا: اے بھتیجے! یہ اس یتیمہ کے بارے میں ہے جو اپنے ولی کی پرورش میں ہوتے ہوئے اس کے مال میں بھی شریک یعنی حصہ دار ہوتی، اس کے ولی کو اس کا حسن و جمال اور اس کا مال پسند آ جاتا تو وہ اس سے اس کے مہر میں انصاف کیے بغیر ہی نکاح کا ارادہ کر لیتا۔ جو دوسری بیویوں کو مہر ادا کرتا، اتنا اس یتیمہ کو نہ دیتا۔ تو اس آیت میں ایسا کرنے سے منع کر دیا گیا اور ان سے کہا گیا کہ جب تک معروف طریقہ کے مطابق مہر ادا نہ کیا جائے تب تک نکاح نہ کریں۔ یتیمہ کے علاوہ جو عورتیں ان کو پسند ہوں۔ ان سے نکاح کرنے کا ان کو حکم دیا گیا، یعنی یتیمہ کے ساتھ ظلم و زیادتی سے ان کو روک دیا گیا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صحیح بخاری کی دوسری روایت کے مطابق حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے یہ بھی مروی ہے کہ ایک آدمی کی پرورش میں ایک یتیمہ تھی جس کا ایک باغ اور اس کا کچھ مال بھی تھا اس آدمی نے لالچ میں یتیمہ سے نکاح کر کے باغ اور مال پر قبضہ کرلیا۔ یتیمہ کو اس میں سے کچھ نہیں ملتا تھا۔ جس پر اللہ تعالیٰ نے مذکورہ آیت نازل فرمادی۔

اسلام سے پہلے عرب میں بیویوں کی تعداد پر کوئی قید نہیں تھی۔ بلکہ جس کی زیادہ بیویاں ہوتیں اس کو عزت کی نظر سے دیکھا جاتا۔ اسلام نے لاتعداد بیویوں کے رواج کو ختم کر کے ایک وقت میں زیادہ سے زیادہ چار بیویوں کی حد مقرر کر دی۔ چار کی اجازت دیتے ہوئے ان کے درمیان عدل و انصاف کے تقاضوں کو پورا کرنے کی پابندی بھی لگا دی۔ اگر خطرہ ہو کہ ایک سے زیادہ بیویوں کے درمیان انصاف نہیں ہو سکے گا تو پھر ایک ہی شادی پر اکتفا کرنے کا حکم دے دیا۔

اُسد الغابۃ (۳۴۴/۴) کی روایت میں ہے کہ غیلان بن سلمہ الثقفی رضی اللہ عنہ مسلمان ہوئے تو ان کی دس بیویاں تھیں جو ان کے ساتھ مسلمان ہوگئیں۔ لیکن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو صرف چار رکھنے کی اجازت دی، انہوں نے حکم کی تعمیل کی۔

سنن ابی داؤد (کتاب الطلاق، باب فی من اسلم و عندہ نساء اکثر من اربع) میں وہب الاسدی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں جب مسلمان ہوا تو میرے پاس آٹھ بیویاں تھیں۔ میں نے اس کا ذکر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ان میں سے چار کو پسند کرلو۔

کتاب مختصر المزنی (ص ۱۷۱) میں اسی عنوان کے تحت نوفل بن معاویہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب میں نے اسلام قبول کیا تو میری پانچ بیویاں تھیں۔ ان میں سے سب سے پہلے جس سے شادی کی تھی اس کو چھوڑ کر باقی چار کو اپنی زوجیت میں رکھا۔ یعنی قرآنی تعلیم کے مطابق انہوں نے عمل کیا۔

اسلامی تعلیم سے ناواقف مغرب زدہ لوگ تعدادِ ازواج کے مسئلے کو بڑا اچھالتے ہیں۔ حالانکہ اسلام نے بڑے ہی حکیمانہ انداز میں جاہلیت کے رسم و رواج کو ختم کر کے اہل ایمان کو اپنی بیویوں کے درمیان عدل و انصاف کا پابند بنایا اور جو مرد اپنی ایک سے زیادہ بیویوں کو قرآنی تعلیم کے مطابق رکھنے کی صلاحیت نہ رکھتا ہو تو اس کو ایک ہی پر اکتفا کرنے کا حکم دیا گیا۔ اس وقت غلاموں اور لونڈیوں کی عام تجارت ہوتی تھی لہٰذا لونڈیاں رکھنے کی اجازت دیتے ہوئے ان کے ساتھ اچھا سلوک کرنے اور ان کو آزاد کرنے کی ترغیب بھی دی۔

ہمارے ہاں مہر کے بارے میں بخیلی کا مظاہرہ کرنے کا عام رجحان ہے۔ شرعی مہر کے بارے میں تصور ہے کہ ۳۲ روپے دس آنے ادا کرنے یا ادا کرنے کے وعدہ پر مہر ادا ہو جاتا ہے۔ یہ تصور سراسر غلط ہے۔ کیونکہ مہر دولہا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی حیثیت کے مطابق ادا ہونا چاہئے اور جو بھی مہر کی صورت میں دیا جائے گا وہی شرعی ہوگا۔

اسد الغابۃ (۲۲۱/۷) کی روایت ہے کہ جب حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے لیے پیغام بھیجا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

(وهل عندك شيء تستحلها به؟)

تیرے پاس کوئی ایسی شے ہے جس سے تم اس کو اپنے لیے حلال کرو؟

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا مرے پاس تو کچھ نہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے جو زرہ تمہیں دی تھی اس کو تم نے کیا کیا؟ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: وہ تو میرے پاس ہے جو حطمیہ ہے اور اس کی قیمت چار سو درہم ہے۔ چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس زرہ پر حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کا ان سے نکاح کر دیا۔

اسی لیے قرآن پاک میں حکم دیا گیا کہ مہر خوشی سے دیا کرو۔ ہاں اگر وہ خود اس میں سے کچھ چھوڑ دیں تو شوق سے کھایا پیا کرو۔ مہر کی ادائیگی کی بہترین صورت یہ ہے کہ دلہن کو ڈالا گیا زیور مہر کے طور پر ادا کر دیا جائے۔ کیونکہ وہ دولہا کی حیثیت کے مطابق ہی ہوتا ہے اور عند الطلب کا مسئلہ بھی حل ہو جاتا ہے۔

دعا ہے اللہ تعالیٰ قرآنی تعلیم کے مطابق عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے (آمین)

حل لغات:

- ﴿يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمُ الَّذِىْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ﴾ میں یٰٓاَیُّھَا حرف ندا۔ اَلنَّاسُ منادیٰ۔ اِتَّقُوْا فعل امر حاضر۔ رَبَّكُمْ اس کا مفعول۔ اَلَّذِىْ اسم موصول خَلَقَكُمْ کی ضمیر کُمْ مخاطب کی اور خَلَقَ فعل ماضی۔ مِنْ حرف جر اور نَفْسٍ وَّاحِدَةٍ (مرکب توصیفی) مجرور۔ جملے کا معنی ہے: اے لوگو! اپنے اس رب سے ڈر جاؤ جس نے تمہیں ایک جان سے پیدا کیا۔
- ﴿وَّخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيْرًا وَّ نِسَآءً﴾ میں مِنْهَا زَوْجَهَا دونوں کی ھا ضمیریں نَفْسٍ وَّاحِدَةٍ کی طرف راجع۔ زَوْجَهَا، خَلَقَ کا مفعول۔ بَثَّ فعل ماضی۔ رِجَالًا كَثِيْرًا وَّ نِسَآءً اس کے مفعول۔ جملے کا معنی ہے: اور اس (نفس) میں سے اس کی زوجہ کو پیدا کیا اور ان دونوں میں سے بہت سے مردوں اور عورتوں کو پھیلایا۔
- ﴿وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِىْ تَسَآءَلُوْنَ بِهٖ وَالْاَرْحَامَ﴾ میں تَسَآءَلُوْنَ (باب تفاعل) اصل میں تَتَسَآءَلُوْنَ (فعل مضارع جمع مذکر حاضر) ہے۔ اجتماع تاءین کی وجہ سے ایک تاء گری ہوئی ہے۔ اَلْاَرْحَامَ، رَحِمٌ کی جمع۔ محرم اور غیر محرم تمام اقارب کے لیے یہ اسم استعمال ہوتا ہے۔ جملے کا معنی ہے: اور اس اللہ تعالیٰ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی نافرمانی سے بچ جاؤ جس کے نام پر تم ایک دوسرے سے سوال کرتے ہو اور قطع رحمی سے بھی (بچ جاؤ)

- ﴿اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيْبًا﴾ میں اِنَّ حرف مشبہ بفعل ۔ لفظ اللّٰه اس کا اسم ۔ كَانَ سے آخر تک (جملہ) اس کی خبر۔ جس میں كَانَ فعل ناقص، ضمیر مستتر (پوشیدہ) اس کا اسم، اور رَقِيْبًا اس کی خبر۔ جملے کا معنی ہے: بے شک اللہ تعالیٰ تم پر نگہبان ہے۔
- ﴿وَاٰتُوا الْيَتٰمٰى اَمْوَالَهُمْ﴾ میں اٰتُوا فعل امر۔ اَلْيَتٰمٰى (یتیم کی جمع) اس کا مفعول ۔ اَمْوَالَهُمْ مفعول ثانی۔ جملے کا معنی ہے: اور یتیموں کو ان کے مال دے دیا کرو۔
- ﴿وَلَا تَتَبَدَّلُوا الْخَبِيْثَ بِالطَّيِّبِ وَلَا تَاْكُلُوْا اَمْوَالَهُمْ اِلٰى اَمْوَالِكُمْ﴾ میں لَا تَتَبَدَّلُوْا اور لَا تَاْكُلُوْا دونوں فعل نہی۔ اَلْخَبِيْثَ مفعول۔ بِالطَّيِّبِ کی بَاء بدلے کی، اَمْوَالَهُمْ بھی مفعول۔ جملے کا معنی ہے: اور پاک (عمدہ) کو ناپاک (بری) سے نہ بدلو اور نہ ان کے مالوں کو اپنے مالوں سے ملا کر کھایا کرو۔
- ﴿اِنَّهٗ كَانَ حُوْبًا كَبِيْرًا﴾ میں اِنَّ حرف مشبہ بفعل ، ہٗ ضمیر (منصوب متصل) اس کا اسم ۔ كَانَ فعل ناقص۔ حُوْبًا كَبِيْرًا مرکب توصیفی اس کی خبر۔ پھر یہ جملہ فعلیہ اِنَّ کی خبر۔ جملے کا معنی ہے: بے شک یہ کام بہت بڑا گناہ ہے۔
- ﴿وَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا تُقْسِطُوْا فِي الْيَتٰمٰى فَانْكِحُوْا مَا طَابَ لَكُمْ مِّنَ النِّسَآءِ مَثْنٰى وَثُلٰثَ وَرُبٰعَ﴾ میں ان شرطیہ۔ خِفْتُمْ فعل ماضی (باب سَمِعَ)۔ اَلَّا اصل میں اَنْ لَا تھا، اَنْ ناصبہ اور لَا نافیہ۔ اسی کی وجہ سے تُقْسِطُوْنَ (فعل مضارع) کی نون گری ہوئی ہے۔ اِنْكِحُوْا فعل امر حاضر۔ مَا موصول بمعنی مَنْ طَابَ فعل ماضی۔ مَثْنٰى وَثُلٰثَ وَرُبٰعَ حال صفتیہ ۔ جملے کا معنی ہے: اور اگر تمہیں ڈر ہو کہ یتیموں کے بارے میں تم انصاف نہیں کر سکو گے تو عورتوں میں سے تم کو جو اچھی لگیں، ان میں دو، تین یا چار سے نکاح کر لو۔
- ﴿فَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا تَعْدِلُوْا فَوَاحِدَةً اَوْمَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ﴾ میں فَوَاحِدَةً کے منصوب ہونے کی وجہ اس سے پہلے فعل محذوف ہے ای فَانْكِحُوْا وَاحِدَةً . مَا موصولہ۔ مَلَكَتْ فعل ماضی اَيْمَانُكُمْ اس کا فاعل ۔ جملے کا معنی ہے: پس اگر تمہیں ڈر ہو کہ تم ان کے درمیان انصاف نہیں کر پاؤ گے تو پھر ایک ہی سے نکاح کر لو یا جن کے تمہارے دائیں ہاتھ مالک ہوئے ہیں (ان ہی سے گزارا کر لو)
- ﴿ذٰلِكَ اَدْنٰى اَلَّا تَعُوْلُوْا﴾ میں ذٰلِكَ اسم اشارہ ۔ اَدْنٰى افعل تفضیل۔ تَعُوْلُوْا فعل مضارع ۔ جملے کا معنی ہے: یہ زیادہ قریب ہے کہ ایک طرف جھک نہ جاؤ۔ یعنی بے انصافی سے بچ جاؤ۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

○ ﴿وَاٰتُوا النِّسَآءَ صَدُقٰتِهِنَّ نِحْلَةً﴾ میں اٰتُوا فعل امر حاضر۔ اَلنِّسَآءَ اس کا مفعول۔ صَدُقَاتِ (صَدُقَة کی جمع) مفعول ثانی۔ هِنَّ ضمیر اَلنِّسَآءَ کی طرف راجع نِحْلَةً حال سے مراد قتادہ رضی اللہ عنہ کے مطابق فریضہ واجبہ ہے۔ جملے کا معنی ہے: اور عورتوں کو ان کے مہر خوشی سے ادا کیا کرو۔

○ ﴿ فَاِنْ طِبْنَ لَكُمْ عَنْ شَيْءٍ مِّنْهُ نَفْسًا فَكُلُوْهُ هَنِيْٓـًٔا مَّرِيْٓـًٔا﴾ میں اِنْ شرطیہ۔ طِبْنَ فعل ماضی جمع مؤنث غائب۔نَفْسًا بیانیہ۔ فَكُلُوْهُ جواب شرط۔هَنِيْٓـًٔا مَرِيْٓـًٔا حال۔ جملے کا معنی ہے: پس اگر وہ خود ہی تمہارے لیے خوشی سے مہر میں سے کچھ چھوڑ دیں، پھر شوق سے اسے کھایا پیا کرو۔

﴿۲﴾

وَ لَا تُؤْتُوا السُّفَهَآءَ اَمْوَالَكُمُ الَّتِيْ جَعَلَ اللّٰهُ لَكُمْ قِيٰمًا وَّ ارْزُقُوْهُمْ فِيْهَا وَاكْسُوْهُمْ وَ قُوْلُوْا لَهُمْ قَوْلًا مَّعْرُوْفًا ﴿5﴾

اور بے عقلوں کو اپنے وہ مال نہ دو جن کو اللہ تعالیٰ نے تمہاری معیشت کے قیام کا ذریعہ بنایا ہے اور اس میں سے ان کو کھلاؤ اور لباس پہناؤ اور ان سے اچھی نرم بات کیا کرو۔

وَابْتَلُوا الْيَتٰمٰى حَتّٰٓى اِذَا بَلَغُوا النِّكَاحَ ۚ فَاِنْ اٰنَسْتُمْ مِّنْهُمْ رُشْدًا فَادْفَعُوْٓا اِلَيْهِمْ اَمْوَالَهُمْ ۚ وَ لَا تَاْكُلُوْهَآ اِسْرَافًا وَّ بِدَارًا اَنْ يَّكْبَرُوْا ؕ وَ مَنْ كَانَ غَنِيًّا فَلْيَسْتَعْفِفْ ۚ وَ مَنْ كَانَ فَقِيْرًا فَلْيَاْكُلْ بِالْمَعْرُوْفِ ؕ فَاِذَا دَفَعْتُمْ اِلَيْهِمْ اَمْوَالَهُمْ فَاَشْهِدُوْا عَلَيْهِمْ ؕ وَكَفٰى بِاللّٰهِ حَسِيْبًا ﴿6﴾

یتیموں کو آزماتے رہو یہاں تک کہ وہ نکاح کی عمر کو پہنچ جائیں۔ اگر تم ان میں (مالوں کو سنبھالنے کی) صلاحیت دیکھو تو ان کے مال ان کے حوالے کر دو۔ اور ان کے بڑے ہونے کے ڈر سے ان کے مال ضرورت سے زیادہ جلدی جلدی نہ کھاؤ۔ جو غنی ہو اس کو چاہئے کہ ان کے مال کھانے سے بچے اور جو فقیر ہو تو اس کو چاہئے کہ معروف طریقہ پر کھائے۔ جب تم ان کے مال ان کو دینے لگو تو ان پر گواہی قائم کر لو اور اللہ تعالیٰ ہی حساب لینے والا کافی ہے۔

تشریح:

ان آیات مبارکہ میں مال کے ضیاع سے روکا گیا ہے۔ وہ مال اگرچہ کسی مسلمان کا ذاتی ہو یا اس کی نگرانی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں پروان چڑھنے والے یتیم کا ہو۔ کیونکہ ہر معاشرے کے افراد کی معیشت کا دارومدار مال ہی پر ہوتا ہے۔ جب مال بے وقوفوں کے ہاتھ آ جاتا ہے تو وہ اس کو جائز طریقے پر کاروبار میں لگا کر بڑھانے اور مسلمانوں کو فائدہ پہنچانے کی بجائے اپنی ذاتی خواہشات کی تکمیل میں لگا کر ضائع کر دیتے ہیں۔ اس لیے اللہ تعالیٰ نے وہ مال کم عقلوں کے سپرد کرنے سے منع کر دیا ہے جس سے معیشت کی تباہی کا خطرہ ہو۔

یہاں خطاب ان مومنوں سے ہے جو اپنے گھر یا خاندان کے سربراہ ہوتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے جن مالوں کا تمہیں والی بنایا ہے ان کے امین ہونے کے ناطے تم نے دیکھنا ہے کہ تمہاری اولاد میں سے ان کے ہاتھ میں نہ چلا جائے جو ان کو سنبھالنے کی صلاحیت نہیں رکھتے۔ لیکن اولاد ہونے کی بنا پر ان کا حق ہے کہ ان کے کھانے اور ان کے لباس کے بارے میں کوتاہی نہیں ہونی چاہئے اور نہ ان کی کم عقلی کی وجہ سے ان کے ساتھ سختی برتی جائے۔ بلکہ پیار محبت کے ساتھ ان کی اصلاح کرنے کی بھرپور کوشش کی جائے۔ اس خطاب میں جس قول کا حکم دیا گیا ہے اس کی صفت معروف بیان ہوئی ہے اور امام راغب اصفہانی کے مطابق المعروف سے مراد وہ قول و فعل ہوتا ہے جس کی خوبی عقل و شریعت سے ثابت ہو اور منکر ہر اس بات اور کام کو کہا جاتا ہے جو عقل و شریعت کی رو سے بری ہو۔ سورۃ التوبہ میں اہل ایمان مردوں اور عورتوں کی صفات میں سے اہم صفت اللہ تعالیٰ نے خود بیان فرمائی ہے:

﴿ يَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ ﴿17﴾ ﴾

وہ (ایک دوسرے کو) اچھائی کا حکم دیتے ہیں اور برائی سے روکتے ہیں۔

لہٰذا والدین کا فرض ہے کہ اپنی اولاد کی تعلیم و تربیت ایسی کریں جس سے ان کی دنیا اور آخرت سنور جائے، دنیوی معاملات کو دین کی روشنی میں طے کرنے کی ان میں صلاحیت پیدا ہو جائے۔

تفسیر القرطبی میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے:

« لَا تَدْفَعْ مَا لَكَ الَّذِي هُوَ سَبَبُ مَعِيشَتِكَ إِلَى امْرَأَتِكَ وَابْنِكَ وَتَبْقَى فَقِيرًا تَنْظُرُ إِلَيْهِمْ وَإِلَى مَا فِي أَيْدِيهِمْ ، بَلْ كُنْ أَنْتَ الَّذِي تُنْفِقُ عَلَيْهِمْ »

جو مال تیری معیشت کا سبب ہو وہ اپنی بیوی اور بیٹے کے حوالے نہ کر دے۔ ایسا نہ ہو کہ تو فقیر ہو کر ان کی طرف سے جو ان کے ہاتھوں میں ہو اس کو دیکھتا رہے۔ بلکہ خود اس مال کو اپنے پاس رکھ کر ان پر خرچ کرتا رہ۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سورۃ التغابن میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

﴿ اِنَّمَآ اَمْوَالُكُمْ وَ اَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ ۝۱۵ ﴾

بے شک تمہارے مال اور تمہاری اولاد فتنے کا سبب ہیں۔ (یعنی ان کی وجہ سے انسان فتنوں کا شکار ہوتا ہے۔)

خیال رہے کہ قرآن پاک میں اپنا مال بیوقوفوں کے سپرد کرنے سے منع کیا گیا ہے۔ اگر اولاد نیک صالح اور کاروباری معاملات طے کرنے کی صلاحیت رکھتی ہو تو اس کو مالی تنگی میں ڈالنے کی ضرورت نہیں۔ کیونکہ انجام کار ہر مسلمان مرد اور عورت کا مال اس کی اولاد کو ہی منتقل ہو جاتا ہے۔ لہٰذا پیار محبت سے جو بات طے ہو جائے وہی بہتر ہوتی ہے۔

اللہ تعالیٰ نے جو معیار ان بچوں کے لیے بنایا جن کے باپ حیات ہوتے ہیں، اسی کے تابع یتیموں کا معاملہ بھی کر دیا اور ان کی کفالت کے ذمہ داروں کو حکم دیا کہ ان کے مال ان کے سپرد اس وقت تک نہیں کرنے جب تک وہ نکاح کی عمر کو نہیں پہنچتے۔ یعنی سن بلوغت کو پہنچ کر اس قابل نہیں ہو جاتے کہ اپنے مالوں کی دیکھ بھال اچھی طرح کر سکیں۔ بلوغت کے بارے میں صحیح بخاری (ص ۳۶۶) صحیح مسلم (۱۳۱/۲) کے ابواب (بلوغ الصبیان و بیان سن بلوغ) میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ ان کو جنگ احد کے موقع پر لڑائی میں شریک ہونے کی اجازت اس لیے نہ ملی کہ ان کی عمر اس وقت چودہ سال تھی۔ جب کہ غزوہ خندق کے موقع پر ان کی عمر پندرہ سال ہونے کی وجہ سے ان کو اجازت مل گئی۔ عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ کو جب یہ حدیث پہنچی تو انہوں نے کہا کہ بالغ اور نابالغ کے درمیان یہی حد ہے۔ جب کہ عطیہ القرظی سے سنن ابی داؤد (ص ۶۰۵۔) ابن ماجہ (ص ۱۸۲) اور ترمذی (۲۲۷/۱) میں منقول ہے کہ بنو قریظہ سے جنگ کے بعد جب ہم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے پیش کیا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جن کے زیر ناف بال آ چکے ہوں ان کو قتل کر دیا جائے اور جن کے ابھی نہ آئے ہوں ان کو چھوڑ دیا جائے چونکہ میرے ابھی نہیں آئے تھے اس لیے مجھے چھوڑ دیا گیا۔ یعنی بلوغت کا جو جبلی امر ہے، اس کو قبول کر لیا گیا۔

تفسیر القرطبی کی روایت ہے کہ جب رفاعۃ رضی اللہ عنہ فوت ہوئے تو ان کے بیٹے ثابت کی عمر چھوٹی تھی اور ان کے بھائی اپنے بھتیجے کے کفیل بن گے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر انہوں نے عرض کیا: میرا بھائی فوت ہو گیا۔ اس کا بیٹا میری کفالت میں آ گیا ہے۔ اس کے مال میں سے میرے لیے کیا حلال ہے اور کس عمر میں مجھے اس کا مال اس کو دے دینا چاہئے تو اللہ تعالیٰ نے ﴿ وَابْتَلُوا الْيَتٰمٰى ﴾ والی آیت نازل فرما دی۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یعنی ان کی بلغت کے ساتھ ان کی معاملہ فہمی کا بھی جائزہ لیتے رہو اور جیسے ہی وہ اپنے مالوں کو سنبھالنے کے قابل ہو جائیں تو فوراان کے حوالے کر دیئے جائیں۔ نیز یتیموں کی کفالت کرنے والوں کے ذہنوں میں شیطان یہ بات نہ ڈال دے کہ یتیموں کے مال ان کے جوان ہونے سے پہلے ہی کھا کر ختم کر دیئے جائیں۔ اللہ تعالیٰ نے مال اور اولاد کو فتنہ کہتے ہوئے مال کا ذکر پہلے فرمایا۔ کیونکہ یہ ایسا فتنہ ہے جو خونی رشتے بھی ختم کر دیتا ہے۔ ایک ہی ماں کے بطن سے جنم لینے والے خود صاحب اولاد ہو کر مال اور جائیداد کی خاطر ایک دوسرے کے دشمن ہو جاتے ہیں۔ اس لیے اللہ تعالیٰ نے یتامیٰ کے مال کے بارے میں بڑی خوبصورت ہدایت سے اہل ایمان کو نواز دیا کہ یتیم کی پرورش کرنے والا اگر خود محتاج ہے تو اپنی انتہائی ضرورت کے مطابق یتیم کے مال میں سے خرچ کرلے اور اگر خود مالدار ہے تو یتیم کے مال کو اس کی امانت سمجھتے ہوئے اس کی حفاظت کرے جیسے ہی یتیم سمجھدار ہو جائے تو گواہوں کے سامنے اس کا مال اس کے حوالے کر دے۔

مسند احمد (۲/۲۱۵) کی روایت ہے کہ ایک شخص رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی: اللہ تعالیٰ کے رسول! میری پرورش میں ایک یتیم ہے لیکن میرے پاس مال نہیں۔ کیا میں اس کے مال میں سے کھا سکتا ہوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا۔ ہاں تو اس کے مال کو اپنے کام میں لا سکتا ہے بشرطیکہ حاجت سے زیادہ نہ ہو اور نہ ہی اس کو جمع کرنے یا بچا کر رکھنے یا چھپا کر الگ کرنے کا ہی ارادہ رکھتا ہو۔

یتیم کے مال کے بارے میں ایک رائے یہ بھی ہے کہ محتاج کی محتاجی دور ہونے کے بعد اس کو یتیم کا کھایا ہوا مال واپس کرنا ہوگا۔ جیسا کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے خلافت کی ذمہ داری سنبھالتے ہوئے کہا تھا۔ تفسیر ابن کثیر کے مطابق انہوں نے فرمایا کہ میری حیثیت یتیم کے والی جیسی ہے۔ اگر مجھے ضرورت نہ ہوئی تو بیت المال سے کچھ نہیں لوں گا۔ تنگ دستی کی وجہ سے کچھ لیا تو وہ میرے اوپر قرض ہوگا، آسانی ہوتے ہی واپس کر دوں گا۔

عامر الشعبی کا کہنا ہے کہ یتیم کے والی پر یتیم کا مال اسی طرح جائز ہوگا کہ جس طرح مضطر پر مردار کھانا جائز ہو جاتا ہے۔ لیکن اضطراری حالت سے نکلتے ہی یتیم کا مال واپس کرنا ہوگا۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن حکیم میں یتیم کی پرورش کرنے والے فقیر کو اجازت دیتے ہوئے بالمعروف کا لفظ استعمال کیا ہے اور یہ ایسا لفظ ہے کہ اس سے دستور کے مطابق ہونے کے ساتھ خدا خوفی کا تصور بھی اس سے ابھرتا ہے۔

سورۃ الانعام میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَلَا تَقْرَبُوْا مَالَ الْيَتِيْمِ اِلَّا بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ حَتّٰى يَبْلُغَ اَشُدَّهٗ ﴾ (152)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور یتیم کے مال کے قریب نہ جاؤ مگر ایسے طریقے سے جو مستحسن ہو یہاں تک کہ وہ بالغ ہو جائے۔

یہاں بالمعروف کی بجائے اَحْسَنُ کا لفظ لایا گیا جس کا معنی انتہائی خوبصورت طریقہ یا انداز ہے۔ یعنی یتیم کے مال کے قریب جانے سے بچو اور اگر مجبوری ہو جائے تو انداز بہت ہی اچھا ہونا چاہیے۔

صحیح مسلم (۱۲۱/۲) کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ سے فرمایا:

اے ابو ذر! میں تجھے ناتواں پاتا ہوں اور تیرے لیے وہی پسند کرتا ہوں جو اپنے لیے چاہتا ہوں۔

خبردار! ہرگز دو شخصوں کا امیر و سردار نہ بننا اور نہ کسی یتیم کے ولی بننے کی ذمہ داری قبول کرنا۔

آپ ﷺ نے حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کو یتیم کا ولی بننے سے اس لیے روکا کہ یتیم کے مال کا حساب کتاب رکھنا آسان کام نہیں اور یہ معاملہ اور بھی سنگین ہو جاتا ہے جب اللہ تعالیٰ یہ اعلان کر دیتا ہے کہ وہی حساب لینے والا کافی ہے۔ یتیموں یا ان کے رشتہ داروں کو دھوکہ دینے میں کامیاب ہو جاؤ گے لیکن اس کو دھوکہ نہیں دے پاؤ گے جو نیتوں کا جاننے والا ہے۔ مسلمانوں کو اللہ تعالیٰ ہر قسم کی خیانت سے محفوظ رکھے۔

حل لغات:

- ﴿وَلَا تُؤْتُوا السُّفَهَآءَ اَمْوَالَكُمُ الَّتِيْ جَعَلَ اللّٰهُ لَكُمْ قِيٰمًا﴾ میں لَا تُؤْتُوْا فعل نہی، صیغہ جمع مذکر حاضر۔ اَلسُّفَهَآءَ (اَلسَّفِيْه کی جمع) مفعول۔ اَمْوَالَكُمْ مفعول ثانی۔ اَلَّتِيْ موصولہ جَعَلَ فعل ماضی۔ لفظ اَللّٰهُ اس کا فاعل۔ قِيٰمًا مصدر مفعول۔ جملے کا معنی ہے: اور تم اپنے مال بے عقلوں کو نہ دو جس کو اللہ تعالیٰ نے تمہاری معیشت کے قائم رہنے کا ذریعہ بنایا ہے۔
- ﴿وَارْزُقُوْهُمْ فِيْهَا وَاكْسُوْهُمْ وَقُوْلُوْا لَهُمْ قَوْلًا مَّعْرُوْفًا﴾ میں اُرْزُقُوْا، اُكْسُوْا اور قُوْلُوْا فعل امر حاضر، اور ان کی ضمیریں هُمْ، اَلسُّفَهَآءَ کی طرف راجع۔ قَوْلًا مَّعْرُوْفًا مرکب توصیفی (مفعول)۔ جملے کا معنی ہے: اپنے مالوں میں سے ان کو کھلاؤ اور لباس پہناؤ اور ان سے اچھی نرم بات کرو۔
- ﴿وَابْتَلُوا الْيَتٰمٰى حَتّٰى اِذَا بَلَغُوا النِّكَاحَ﴾ میں اِبْتَلُوْا باب افتعال سے فعل امر حاضر۔ اَلْيَتٰمٰى مفعول۔ حَتّٰى حرف غایت۔ اِذَا ظرف بَلَغُوْا فعل ماضی۔ اَلنِّكَاحَ مفعول۔ جملے کا معنی ہے: اور یتیموں (کی عقل) کو پرکھتے رہو یہاں تک کہ وہ نکاح کی عمر کو پہنچ جائیں۔
- ﴿فَاِنْ اٰنَسْتُمْ مِّنْهُمْ رُشْدًا فَادْفَعُوْٓا اِلَيْهِمْ اَمْوَالَهُمْ﴾ میں اِنْ شرطیہ۔ اٰنَسْتُمْ فعل ماضی، صیغہ جمع مذکر حاضر (باب مفاعلہ)۔ مِنْهُمْ کی ضمیر هُمْ، اَلسُّفَهَآءَ کی طرف راجع۔ رُشْدًا مفعول۔ فَادْفَعُوْا کی فاء جواب شرط۔ اِدْفَعُوْا فعل امر اَمْوَالَهُمْ مفعول۔ جملے کا معنی ہے: پس اگر تم ان میں اپنے مالوں کو سنبھالنے کی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صلاحیت دیکھو تو پھر ان کے مال ان کے حوالے کر دو۔

- ﴿وَلَا تَأْكُلُوهَآ إِسْرَافًا وَّبِدَارًا أَنْ يَّكْبَرُوْا﴾ میں لَا تَأْكُلُوْا فعل نہی۔ اِسْرَافًا وَّاِبدَارًا مفعول لہٗ۔ اَنْ مصدریہ۔ یَکْبَرُوْا فعل مضارع کی نون ان کی وجہ سے گری ہوئی ہے۔ جملے کا معنی ہے: اور ان کے بڑے ہونے کے ڈر سے ان کے مال جلدی جلدی ضرورت سے زیادہ نہ کھاؤ۔
- ﴿وَمَنْ كَانَ غَنِيًّا فَلْيَسْتَعْفِفْ، وَمَنْ كَانَ فَقِيرًا فَلْيَأْكُلْ بِالْمَعْرُوفِ﴾ میں مَنْ كَانَ غَنِيًّا شرط اور فَلْيَسْتَعْفِفْ جواب شرط۔ اسی طرح مَنْ كَانَ فَقِيرًا شرط اور فَلْيَأْكُلْ بِالْمَعْرُوفِ جواب شرط۔ لِيَسْتَعْفِفْ اور لِيَأْكُلْ فعل امر غائب کے صیغے۔ جملے کا معنی ہے: اور جو غنی ہو اس کو چاہئے کہ یتیم کا مال کھانے سے بچے اور جو فقیر ہو تو اس کو چاہئے کہ معروف طریقے پر ضرورت کے مطابق کھائے۔
- ﴿فَإِذَا دَفَعْتُمْ إِلَيْهِمْ أَمْوَالَهُمْ فَأَشْهِدُوا عَلَيْهِمْ﴾ میں اِذَا ظرف مبنی۔ دَفَعْتُمْ فعل ماضی معروف۔ اِذَا جب ماضی پر آتا ہے تو معنی مستقبل میں کر دیتا ہے۔ اَمْوَالَهُمْ مفعول۔ اَشْهِدُوْا فعل امر حاضر، جملے کا معنی ہے: پس جب تم ان کے مال ان کو دینے لگو تو ان پر گواہی قائم کر لو۔
- ﴿وَكَفٰى بِاللّٰهِ حَسِيبًا﴾ میں کَفٰی فعل ماضی۔ لفظ اَللّٰه کی باء زائدہ۔ جملے کا معنی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ ہی حساب لینے والا کافی ہے۔

۳

لِلرِّجَالِ نَصِيبٌ مِّمَّا تَرَكَ الْوَالِدٰنِ وَالْأَقْرَبُونَ ۖ وَلِلنِّسَآءِ نَصِيبٌ مِّمَّا تَرَكَ الْوَالِدٰنِ وَالْأَقْرَبُونَ مِمَّا قَلَّ مِنْهُ أَوْ كَثُرَ ۚ نَصِيبًا مَّفْرُوضًا ﴿7﴾	مردوں کے لیے حصہ ہے اس میں سے جو والدین اور قریبی چھوڑ جائیں اور عورتوں کے لیے حصہ ہے اس میں سے جو والدین اور قریبی چھوڑ جائیں خواہ وہ کم ہو یا زیادہ، اس حال میں کہ حصہ فرض کر دیا گیا ہے۔
وَإِذَا حَضَرَ الْقِسْمَةَ أُولُوا الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِينُ فَارْزُقُوهُمْ مِّنْهُ وَقُولُوا لَهُمْ قَوْلًا مَّعْرُوفًا ﴿8﴾	اور تقسیم کے وقت اگر قریبی، یتامی اور مساکین آجائیں تو تقسیم ہونے والے مال میں سے کچھ ان کو بھی دے دو اور ان سے اچھی بات کہو۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَلْيَخْشَ الَّذِيْنَ لَوْ تَرَكُوْا مِنْ خَلْفِهِمْ ذُرِّيَّةً ضِعٰفًا خَافُوْا عَلَيْهِمْ ۠ فَلْيَتَّقُوا اللّٰهَ وَلْيَقُوْلُوْا قَوْلًا سَدِيْدًا ﴿9﴾

اور ڈر جانا چاہئے ان کو (جو یتیموں کے ساتھ حسن سلوک نہیں کرتے) کہ اگر وہ اپنے پیچھے کمزور اولاد چھوڑ جائیں اور ان کے ضائع ہونے کا ان کو خوف ہو، پس چاہئے کہ وہ اللہ تعالیٰ سے ڈر جائیں اور مناسب صحیح بات کہیں۔

اِنَّ الَّذِيْنَ يَاْكُلُوْنَ اَمْوَالَ الْيَتٰمٰى ظُلْمًا اِنَّمَا يَاْكُلُوْنَ فِيْ بُطُوْنِهِمْ نَارًا ۭ وَسَيَصْلَوْنَ سَعِيْرًا ﴿10﴾

بیشک جو لوگ یتیموں کا مال ظلم سے کھاتے ہیں یقیناً وہ اپنے پیٹوں میں آگ بھرتے ہیں اور عنقریب وہ جہنم میں داخل ہوں گے۔

تشریح:

تفسیر قرطبی کی روایت ہے کہ اوس بن ثابت الانصاری رضی اللہ عنہ فوت ہوئے تو انہوں نے اپنے پیچھے اپنی بیوہ ام کجۃ رضی اللہ عنہا اور تین بیٹیاں چھوڑیں۔ میت کے چچا زاد سوید اور عرفجہ رضی اللہ عنہما دونوں نے میت کے سارے مال کو اپنے قبضے میں لے لیا۔ بیوہ اور اس کی بیٹیوں کو کچھ نہ دیا۔ کیونکہ زمانہ جاہلیت میں یہی رواج تھا کہ عورتوں اور میت کی چھوٹی عمر والی اولاد کو کچھ نہ دیا جائے۔ ان کا کہنا تھا کہ میراث کا مال اسی کو ملنا چاہئے جو گھوڑے پر سوار ہو کر دشمن سے قتال کرے اور نیزہ بازی کرنے اور تلوار چلانے کی صلاحیت رکھتا ہو، مال غنیمت اکٹھا اور جمع کرنے والا ہو۔ ام کجۃ رضی اللہ عنہا نے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس بدسلوکی سے آگاہ کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سوید اور عرفجہ رضی اللہ عنہما دونوں کو بلا لیا اور ان سے کہا کہ تم نے ام کجۃ اور اس کی بیٹیوں کے مال پر قبضہ کیوں کیا؟ تو انہوں نے عرض کی: اللہ تعالیٰ کے رسول! ام کجۃ کی اولاد نہ گھوڑے پر سوار ہو کر قتال کر سکتی ہے، نہ کسی کا بوجھ اٹھا سکتی ہے اور نہ حملہ آور ہونے والے دشمن کا مقابلہ کر سکتی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

ابھی تم جاؤ میں دیکھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ تمہارے بارے میں کیا فرماتا ہے۔

چنانچہ ﴿لِلرِّجَالِ﴾ والی آیت نازل ہوئی۔ یوں زمانہ جاہلیت والے ظالمانہ اور غیر منصفانہ دستور کی نفی ہو گئی۔ حق تو یہ تھا کہ میت کی جو اولاد کمانے کے قابل نہیں ہوتی تھی میراث کا زیادہ حصہ ان کے لیے مختص کر دیا جاتا۔ لیکن رواج اس کے برعکس تھا۔ طاقت والے مال پر قبضہ کر کے کمزوروں کو ان کے حق سے محروم کر دیتے۔ لیکن اسلام کے آنے پر عورتوں اور بچوں کے حق کا تحفظ ہو گیا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میراث میں حصہ پانے والوں کا بیان اور ان کے حصول کی تفصیل کا ذکر آیت نمبر ۱۱، ۱۲ اور ۱۷۶ میں ان شاء اللہ آنے والا ہے۔ یہاں صرف یہ واضح کیا گیا ہے کہ میراث میں میت کے ورثاء چھوٹے بڑے، مرد ہوں یا عورتیں، ان کا حصہ فرض کر دیا گیا ہے اگر چہ میت کا چھوڑا ہوا مال کم ہو یا زیادہ اور جب وہ مال تقسیم ہونے لگے اور اس وقت قریبی رشتہ دار یتیم مسکین وہاں آ جائیں تو میراث میں سے ان کو بھی کچھ دے دیا جائے تاکہ وہ بھی خوش ہو جائیں اور احساس محرومی کا شکار نہ ہوں۔ ویسے بھی انسان کی فطرت ہے کہ جب وہ اپنے عزیزوں کو اپنے سے زیادہ خوش حال دیکھتا ہے تو اس میں عموماً حسد پیدا ہوتا ہے اور اس کی حسد بھری نظر جب محسود پر پڑتی ہے تو اس کے لیے ضرر رساں ثابت ہوتی ہے۔

صحیح مسلم (باب الطب ۲/۲۲) میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«اَلْعَيْنُ حَقٌّ فَلَوْ كَانَ شَيْءٌ سَابِقَ الْقَدَرِ سَبَقَتْهُ الْعَيْنُ»

نظر کا لگنا حق ہے۔ اگر کوئی چیز قدر سے سبقت لے جا سکتی ہوتی تو وہ نظر کا لگنا ہے۔

صحیح بخاری (کتاب الانبیاء ص ۴۷۷) میں ابن عباس رضی اللہ عنہما ہی کی روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت حسن اور حضرت حسین رضی اللہ عنہما کو اللہ تعالیٰ کی پناہ میں دیا کرتے یعنی ان کے لیے دعا کیا کرتے تھے اور فرمایا کرتے تھے کہ

تم دونوں کے باپ یعنی حضرت ابراہیم علیہ السلام، حضرت اسماعیل اور حضرت اسحاق علیہما السلام کے لیے دعا کیا کرتے تھے۔

امام بخاری نے دعا کے الفاظ بھی نقل کر دیے۔

«أَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّةِ مِنْ كُلِّ شَيْطَانٍ وَّهَامَّةٍ وَمِنْ كُلِّ عَيْنٍ لَامَّةٍ»

میں اللہ تعالیٰ کی پورے پورے کلمات کے ساتھ ہر شیطان اور موذی جانور اور ہر لگنے والی نظر سے پناہ مانگتا ہوں۔

اگر یہ دعا اپنے لیے مانگنا ہو تو أَعُوْذُ کے ساتھ پڑھی جائے اور اگر کسی اور کو دم کرنا ہو تو پھر (مذکر کے لیے) أُعِيْذُكَ اور (مؤنث کے لیے) أُعِيْذُكِ کے ساتھ دعا کا آغاز کیا جائے۔

سورۃ الفلق میں اللہ تعالیٰ نے سید الانبیاء محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو رب الفلق کے ساتھ ہر حاسد کے حسد سے پناہ مانگنے کا حکم دیا کہ جب وہ حسد کرے۔ اس سے معلوم ہوا کہ حاسد کے حسد سے بچنے کی پوری کوشش کرنی چاہیے۔ میراث کے بارے میں قرآن حکیم میں یہ بیان ہوا کہ اس کی تقسیم کے وقت حاضر ہونے والے قریبی عزیز و اقارب یتیم و مسکین قسم کے لوگوں کو بھی کچھ دے دیا جائے اور ان سے گفتگو بھی ایسی کی جائے جس سے ان کی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دل شکنی نہ ہو۔

قریبی یتیموں مسکینوں سے حسن سلوک کرنے کی حکمت بھی بیان کر دی گئی کہ کون پسند کرتا ہے کہ اس کی موت اس حال میں آئے کہ اس کی اولاد کمانے کے لائق نہ ہو اور نہ ان کے لیے اتنا مال چھوڑا گیا ہو جس سے دوسروں کی اعانت اور سہارے کی محتاج نہ ہو۔لہٰذا تقسیم میراث کے موقع پر اگر یتامی یا حاجت مند آ جاتے ہیں تو میراث میں سے حصہ پانے والوں کو فوراً تصور میں لانا چاہیے کہ اگر حاضر ہونے والے اس کی اپنی اولاد یا رشتہ دار ہوتے اور ان سے بدسلوکی ہوتی یا ان کی ضرورت وحاجت کو پورا نہ کیا جاتا تو وہ کیسا محسوس کرتے۔ اس لیے اللہ سے ڈرتے ہوئے محتاجوں کی دل جوئی میں کوئی کسر باقی نہیں رکھنی چاہیے۔ مالی اعانت کے ساتھ ان سے بات بھی انتہائی مناسب کرنی چاہیے۔

ظاہر ہے کہ جو دین یتیموں کے ساتھ ایسا اچھا سلوک کرنے کا حکم دیتا ہے وہ کیسے برداشت کر سکتا ہے کہ کوئی شخص یتیموں کے مال کا والی بنے اور ان کو کھلانے اور ان کی پرورش پر خرچ کرنے کی بجائے خود ہی کھا جائے۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ نے ایسے ظالم اور بے رحم شخص کو پہلے ہی آگاہ کر دیا کہ یتیموں کا مال حقیقت میں آگ ہے اور جہنم میں لے جانے کا سبب ہوگا تفسیر کبیر، ابن جریر، ابن کثیر اور القرطبی میں حضرت ابو سعید الخذری رضی اللہ عنہ کے حوالے سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے معراج کی رات کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:

میں نے لوگوں کی ایک ایسی جماعت دیکھی جن کے ہونٹ اونٹ کے ہونٹوں کی طرح لٹکے ہوئے تھے اور ان پر وہ فرشتے مقرر تھے جو ان کے منہ کھول کر ان میں جہنم کی آگ میں گرم کیے گئے پتھر ٹھونس رہے تھے اور وہ پتھر ان کے نیچے سے باہر آ رہے تھے، جس کی تکلیف سے وہ چیخ و چلا رہے تھے۔ میں نے حضرت جبرائیل علیہ السلام سے پوچھا کہ ان لوگوں کے ساتھ ایسا سلوک کیوں ہو رہا ہے؟ انہوں نے بتایا کہ یہ یتیموں کا مال ظلماً کھانے والے ہیں۔

یعنی ان کے ظلم کی سزا ان کو دی جا رہی ہے۔

ابن کثیر میں سدی سے مروی ہے کہ یتیم کا مال کھانے والا قیامت کے روز اپنی قبر سے اس طرح اٹھایا جائے گا کہ اس کے منہ، اس کے کانوں، اس کی ناک اور اس کی آنکھوں سے جہنم کی آگ کے شعلے نکل رہے ہوں گے ۔ جو بھی اسے دیکھے گا پہچان لے گا کہ یہ یتیم کا مال کھانے والا ہے۔ حضرت امام فخر الدین رازی رحمہ اللہ نے بھی اس روایت کا حوالہ دیا ہے۔

حضرت امام قرطبی رحمہ اللہ اور امام ابن جریر رحمہ اللہ نے الشیبانی سے نقل کیا ہے کہ قسطنطنیہ پر حملہ کرنے والے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مسلم بن عبد المالک کے لشکر میں ہم شریک تھے کہ ایک دن اہل علم کی مجلس میں آخری زمانے میں پیش آنے والے حالات کے بارے میں ذکر ہوا۔ اس مجلس میں ابن دیلمی بھی تھے۔ اہل علم کی باتیں سن کر میں نے ابن دیلمی سے کہا: میں پسند کرتا ہوں کہ میری اولاد ہی نہ ہو۔ انھوں نے کہا: اس میں تیرا کوئی اختیار نہیں اللہ تعالیٰ جس کو اولاد سے نوازنا چاہے نواز دیتا ہے۔ اگرچہ وہ پسند کرے یا نہ کرے۔ اگر تو چاہتا ہے کہ اپنی اولاد کے بارے میں امن میں ہو جائے "فَاتَّقِ اللّٰهَ فِیْ غَیْرِ هِمْ" تو دوسروں کی اولاد کے بارے میں اللہ تعالیٰ سے ڈرتا رہ۔

دوسری روایت کے مطابق انہوں نے کہا: کیا میں تجھے ایسا کام بتاؤں جس کے سبب اللہ تعالیٰ تجھے اس سے نجات دے کہ جس سے تو خوف زدہ ہے اور اگر تو اپنے پیچھے اپنی اولاد چھوڑے تو اللہ تعالیٰ ان کی حفاظت فرمائے۔ الشیبانی نے کہا۔ جی ہاں! بتائیں تو انہوں نے ﴿وَلْيَخْشَ الَّذِيْنَ﴾ والی آیت پڑھ دی۔ ان آیات میں یہ تلقین بھی کی گئی ہے کہ اولاد ہوتے ہوئے کوئی مالدار سارے کا سارا مال اللہ تعالیٰ کی راہ میں نہ لگا دے اور اپنی اولاد کو نادار وفقیر نہ چھوڑ جائے۔ صحیحین کی کتاب الفرائض کی روایت کے مطابق آپ ﷺ نے حضرت سعد رضی اللہ عنہ سے فرمایا تھا:

﴿ إِنَّكَ إِنْ تَذَرْ وَرَثَتَكَ أَغْنِيَاءَ خَيْرٌ مِّنْ أَنْ تَذَرَهُمْ عَالَةً يَتَكَفَّفُوْنَ النَّاسَ ﴾

بے شک تیرے لیے بہتر ہے کہ تو اپنے ورثاء کو اغنیاء کی صورت میں چھوڑے۔ ایسا نہ ہو کہ تو ان کو محتاجوں کی صورت میں چھوڑے پھر وہ لوگوں سے مانگتے پھریں۔

یعنی محتاجوں کی صورت میں چھوڑنے سے بہتر ہے کہ ان کو اغنیاء کی صورت میں چھوڑا جائے۔

حل لغات:

- ﴿لِلرِّجَالِ نَصِيْبٌ مِّمَّا تَرَكَ الْوَالِدٰنِ وَالْاَقْرَبُوْنَ﴾ الرجالِ، رَجُلٌ کی جمع اور اس پر لام حرف جر۔ تَرَكَ فعل ماضی اَلْوَالِدَانِ (الوالد کا تثنیہ) معطوف علیہ۔ اَلْاَقْرَبُوْنَ (اَلْاَقْرَبُ کی جمع) معطوف۔ دونوں مل کر ترک کا فاعل جملے کا معنی ہے: والدین اور قریبی جو چھوڑ جائیں اس میں سے مردوں کیلیے حصہ ہے۔
- ﴿وَلِلنِّسَآءِ نَصِيْبٌ مِّمَّا تَرَكَ الْوَالِدٰنِ وَالْاَقْرَبُوْنَ مِمَّا قَلَّ مِنْهُ اَوْ كَثُرَ﴾ میں قَلَّ اور كَثُرَ دونوں فعل ماضی۔ جملے کا معنی ہے: اور عورتوں کے لیے اس میں سے حصہ ہے جو والدین اور قریبی چھوڑ جائیں خواہ وہ مال کم ہو یا زیادہ۔
- ﴿نَصِيْبًا مَّفْرُوْضًا﴾ (مرکب توصیفی) حال۔ معنی یہ ہے: حصہ فرض کر دیا گیا ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

﴿وَاِذَا حَضَرَ الْقِسْمَةَ اُولُوا الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسَاكِيْنُ﴾ میں اِذَا ظرف شرط۔ حَضَرَ فعل ماضی۔ اُوْلُوا الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسَاكِيْنُ اس کا فاعل اور اَلْقِسْمَةَ مفعول ۔ جملے کا معنی ہے: اور تقسیم کے وقت جب قریبی اور یتامی اور مساکین آ جائیں۔

﴿فَارْزُقُوْهُمْ مِّنْهُ وَقُوْلُوْا لَهُمْ قَوْلاً مَّعْرُوْفًا﴾ فَارْزُقُوْا اور قُوْلُوْا دونوں فعل امر حاضر۔ فَارْزُقُوْا کی فاء جواب شرط اور هُمْ ضمیریں تقسیم کے وقت حاضر ہونے والوں کی طرف راجع۔ قَوْلًا مَّعْرُوْفًا (مرکب توصیفی) مفعول مطلق۔ جملے کا معنی ہے: پس ان کو تقسیم ہونے والے مال میں سے کچھ دے دو اور ان کے لیے اچھی بات کہو۔

﴿وَلْيَخْشَ الَّذِيْنَ لَوْ تَرَكُوْا مِنْ خَلْفِهِمْ ذُرِّيَّةً ضِعَافًا خَافُوْا عَلَيْهِمْ﴾ میں لِيَخْشَ فعل امر غائب۔ اَلَّذِيْنَ اسم موصول۔ لَوْ شرطیہ۔ تَرَكُوْا فعل ماضی۔ مِنْ حرف جر۔ خَلْفِهِمْ مجرور۔ ذُرِّيَّةً ضِعَافًا (مرکب توصیفی) مفعول ۔ خَافُوْا فعل ماضی جواب لَوْ عَلَيْهِمْ کی ضمیر هُمْ ذُرِّيَّةً ضِعَافًا کی طرف راجع۔ جملے کا معنی ہے: اور ڈر جانا چاہئے ان لوگوں کو کہ اپنے پیچھے اگر وہ کمزور (یعنی چھوٹی عمر کی) اولاد چھوڑیں کہ جس کے ضائع ہونے کا ان کو خوف ہو۔

﴿فَلْيَتَّقُوا اللّٰهَ وَلْيَقُوْلُوْا قَوْلًا سَدِيْدًا﴾ میں لِيَتَّقُوْا اور لِيَقُوْلُوْا دونوں فعل امر غائب اور لِيَتَّقُوْا پر فائے ترتیب وربط۔ قَوْلًا سَدِيْدًا (مرکب توصیفی) مفعول مطلق ۔ جملے کا معنی ہے: پس ان کو چاہئے کہ اللہ سے ڈر جائیں اور مناسب صحیح بات کہیں۔

﴿اِنَّ الَّذِيْنَ يَاْكُلُوْنَ اَمْوَالَ الْيَتٰمٰى ظُلْمًا اِنَّمَا يَاْكُلُوْنَ فِيْ بُطُوْنِهِمْ نَارًا﴾ میں اِنَّ حرف مشبہ بفعل ۔ اَلَّذِيْنَ اسم موصول ۔ يَاْكُلُوْنَ فعل مضارع ۔ اَمْوَالَ الْيَتٰمٰى (مرکب اضافی) مفعول ۔ ظُلْمًا حال۔ اِنَّمَا کلمۂ حصر۔ فِيْ حرف جر۔ بُطُوْنِهِمْ مجرور۔ نَارًا مفعول۔ جملے کا معنی: بے شک جو لوگ یتیموں کا مال ظلم سے کھاتے ہیں وہ یقیناً اپنے پیٹوں میں آگ بھرتے ہیں۔

﴿وَسَيَصْلَوْنَ سَعِيْرًا﴾ میں واؤ عاطفہ۔ يَصْلَوْنَ فعل مضارع اور اس پر سین معنی کو مستقبل قریب میں کرنے کے لیے لایا گیا ہے۔ سَعِيْرًا مفعول ۔ جملے کا معنی ہے: اور عنقریب وہ جہنم کی آگ میں داخل ہوں گے۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ قرآنی تعلیم کے مطابق عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۴

يُوْصِيْكُمُ اللّٰهُ فِيْٓ اَوْلَادِكُمْ ۤ لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْاُنْثَيَيْنِ ۚ فَاِنْ كُنَّ نِسَآءً فَوْقَ اثْنَتَيْنِ فَلَهُنَّ ثُلُثَا مَا تَرَكَ ۚ وَاِنْ كَانَتْ وَاحِدَةً فَلَهَا النِّصْفُ ۭ وَلِاَبَوَيْهِ لِكُلِّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا السُّدُسُ مِمَّا تَرَكَ اِنْ كَانَ لَهٗ وَلَدٌ ۚ فَاِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّهٗ وَلَدٌ وَّوَرِثَهٗٓ اَبَوٰهُ فَلِاُمِّهِ الثُّلُثُ ۚ فَاِنْ كَانَ لَهٗٓ اِخْوَةٌ فَلِاُمِّهِ السُّدُسُ مِنْۢ بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُّوْصِيْ بِهَآ اَوْ دَيْنٍ ۭ اٰبَاۗؤُكُمْ وَاَبْنَاۗؤُكُمْ لَا تَدْرُوْنَ اَيُّھُمْ اَقْرَبُ لَكُمْ نَفْعًا ۭ فَرِيْضَةً مِّنَ اللّٰهِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ﴿11﴾

اللہ تعالیٰ تمہاری اولاد کے بارے میں تمہیں حکم کرتا ہے کہ ایک لڑکے کے لیے دولڑکیوں کے (حصے کے) برابر حصہ ہو گا۔ اگر لڑکیاں دو سے زیادہ ہوں تو میت نے جو چھوڑا ہو اس میں سے دو تہائی ان کا ہو گا اور اگر ایک ہی لڑکی ہو تو کل میراث کا آدھا حصہ اس کا ہو گا۔ اگر اس کی اولاد نہ ہو اور اس کے وارث صرف اس کے والدین ہوں تو اس کی ماں کو ایک تہائی حصہ ملے گا۔ اگر والدین کے ساتھ بھائی بھی ہوں تو میت نے جو وصیت کی ہے یا اس پر کوئی قرض ہے تو اس کی ادائیگی کے بعد ماں کو چھٹا حصہ ہی ملے گا۔ تمہارے باپ اور تمہارے بیٹے، تم نہیں جانتے کہ ان میں سے نفع پہنچانے میں تمہارے زیادہ قریب کون ہے۔ یہ حصے اللہ تعالیٰ کی طرف سے مقرر کردہ ہیں۔ بے شک اللہ تعالیٰ علیم وحکیم ہے۔

تشریح:

اس آیت مبارکہ اور اس کے بعد والی اور سورۃ النساء کی آخری آیت کو علم الفرائض والی آیات کہا جاتا ہے اور یہ ایسا علم ہے کہ دنیا کا کوئی مذہب اس کی مثال پیش نہیں کر سکتا۔ اللہ تعالیٰ کا قانون ہے کہ جو بھی اس دنیا میں پیدا ہوتا ہے، ایک نہ ایک دن وہ دنیا سے چلا جاتا ہے، چنانچہ دنیا کی زندگی میں اگر اس نے کوئی مال جمع کیا ہو یا کوئی جائیداد بنائی ہو تو اس کے فوت ہونے کے بعد اس کو اس کے ورثاء میں کس طریقے سے تقسیم کیا جائے۔ یہی علم اس سلسلے میں بہترین راہنمائی مہیا کرتا ہے۔ (صحیح بخاری کتاب الفرائض، ص۹۹۸ اور کتاب الوصایا ص۳۸۳) میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ:

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

« كَانَ الْمَالُ لِلْوَلَدِ وَ كَانَتِ الْوَصِيَّةُ لِلْوَالِدَيْنِ فَنَسَخَ اللّٰهُ مِنْ ذٰلِكَ »

انسان کے فوت ہو جانے کے بعد بیٹے کو میت کا مال مل جاتا تھا اور والدین کے لیے وصیت کی جاتی تھی، جس کو اللہ تعالیٰ نے آیات میراث کے ذریعے منسوخ کر دیا۔

صحیح بخاری میں حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ میں بیمار ہوا تو رسول اللہ ﷺ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ساتھ پیدل چلتے ہوئے میری عیادت کے لیے تشریف لائے۔ جب آپ آئے تو میں بے ہوش تھا۔ آپ ﷺ نے وضو کیا اور وضو کا پانی مجھ پر پھینکا۔ میں ہوش میں آ گیا اور میں نے عرض کیا: اللہ کے رسول ﷺ!

« كَيْفَ أَصْنَعُ فِيْ مَالِيْ ؟ كَيْفَ أَقْضِيْ فِيْ مَالِيْ ؟ فَلَمْ يُجِبْنِيْ بِشَيْءٍ حَتّٰى نَزَلَتْ آيَةُ الْمِيْرَاثِ »

میں اپنے مال کے بارے میں کیا کروں؟ کس طرح اس کو تقسیم کروں؟ آپ ﷺ نے مجھے کوئی جواب نہ دیا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے میراث والی آیت نازل فرما دی۔

امام ابوداؤد نے کتاب الفرائض میں مذکورہ روایت کو باب فی الکلالۃ" کے تحت نقل کیا ہے اور اس میں یہ وضاحت بھی موجود ہے:

« كَيْفَ أَصْنَعُ فِيْ مَالِيْ وَلِيْ أَخَوَاتٌ ؟ قَالَ : فَنَزَلَتْ آيَةُ الْمِيْرَاثِ »

میں اپنے مال کے بارے میں کیا کروں جب کہ میری صرف بہنیں ہیں؟ ان کا کہنا ہے کہ میراث والی آیت نازل ہوئی۔

اس سے واضح ہوتا ہے کہ کلالہ والی آیت حضرت جابر رضی اللہ عنہ کے بارے میں نازل ہوئی۔ کیونکہ ان کی اپنی کوئی اولاد نہ تھی، بہنیں ہی ان کی وارث تھیں۔

سنن ابن ماجہ (ص ۱۹۶) میں باب الکلالۃ کے تحت مزید وضاحت یوں ہوئی ہے:

« حَتّٰى نَزَلَتْ آيَةُ الْمِيْرَاثِ فِيْ آخِرِ النِّسَآءِ ﴿ وَإِنْ كَانَ رَجُلٌ يُّوْرَثُ كَلَالَةً ﴾ الآية وَ ﴿ يَسْتَفْتُوْنَكَ قُلِ اللّٰهُ يُفْتِيْكُمْ فِي الْكَلَالَةِ ﴾ »

یہاں تک کہ سورۃ النسآء کی آخری آیت نازل ہوئی۔ آپ سے سوال کرتے ہیں۔ آپ کہہ دیں کہ اللہ تعالیٰ کلالہ کے بارے میں فتویٰ دیتا ہے اور یہ آیت کہ اگر کوئی آدمی جس کی میراث تقسیم ہونے والی ہو اور وہ کلالہ (یعنی بے اولاد ہو اور نہ ہی اس کا باپ ہو) جیسا کہ جابر رضی اللہ عنہ کا معاملہ تھا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جامع ترمذی (۲/۲۸) سنن ابی داؤد (ص ۴۰۰) سنن ابن ماجہ (ص ۱۹۵) اور سنن دار قطنی (۴/۷۹) کی کتاب الفرائض) میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ ہی سے مروی ہے کہ سعد بن ربیع کی بیوہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا: اللہ کے رسول! سعد رضی اللہ عنہ شہید ہو گئے (جنگ اُحد میں انہوں نے شہادت پائی تھی)۔ انہوں نے اپنے پیچھے دو بیٹیاں اور ایک بھائی چھوڑا ہے۔ سعد رضی اللہ عنہ نے جو مال چھوڑا ہے، وہ ان کے بھائی نے قبضہ میں لے لیا ہے اور آپ جانتے ہیں کہ عورتوں کے نکاح مال کی وجہ سے کیے جاتے ہیں۔ چنانچہ آیت میراث نازل ہوئی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سعد رضی اللہ عنہ کے بھائی کو بلا کر فرمایا:

دو تہائی لڑکیوں کے حوالے کر دو اور آٹھواں حصہ بیوہ کو دے دو، باقی جو بچے وہ تمہارا ہوگا۔

اسلام میں حقوق نسواں کا کتنا خیال رکھا گیا ہے، اس کا اندازہ اسی سے لگایا جا سکتا ہے کہ تقسیم میراث کے قانون کی ابتدا عورتوں کو دیئے جانے والے حصے سے ہوتی ہے۔ جب کہ اسلام سے پہلے ایسا کوئی تصور نہ تھا۔ مردوں میں سے بھی میراث کے وہی حق دار بنتے تھے جو طاقت ور ہوتے تھے۔ چھوٹی عمر والی اولاد کا میراث میں کوئی حصہ نہیں ہوتا تھا۔ اسلام نے جاہلانہ تصورات اور معمولات کو ختم کر کے اہل ایمان کو اپنی اولادوں کے ساتھ عدل وانصاف کے تقاضے پورا کرنے کا حکم دیا۔ مردوں کی ذمہ داریوں کو پیش نظر رکھتے ہوئے عورتوں کے مقابلے میں ان کا حصہ دوگنا کر دیا۔ یعنی جب میت کی اولاد میں لڑکے اور لڑکیاں ہوں تو ہر لڑکے کو دو لڑکیوں کے حصے کے برابر میراث میں سے حصہ دیا جائے گا اور اگر دو یا دو سے زیادہ صرف لڑکیاں ہوں تو میراث میں ان کے دو تہائی ملے گا اور باقی ایک تہائی ''عصبہ'' میں چلا جائے گا۔ ''عصبہ'' سے مراد میت کے قریبی رشتہ دار یعنی بھائی بہن، اور اگر وہ بھی نہ ہوں تو پھر ان کی اولادیں ان کے قائم مقام ہو جائیں گی۔

میت کی وارث اگر صرف ایک لڑکی ہو تو اس کو میراث کا آدھا حصہ دے کر باقی ''عصبہ'' کو دے دیا جائے گا۔

میت کی اولاد کے ساتھ اگر اس کے ماں باپ بھی زندہ ہوں تو ان دونوں کو بھی چھٹا چھٹا حصہ ملے گا اور اگر میت کی اولاد نہ ہو اور اس کے وارث صرف اس کے ماں باپ ہی ہوں تو پھر والدہ کو ایک تہائی دے کر باقی دو تہائی والد کو دیا جائے گا۔

میت کی ماں کے ساتھ اس کے بھائی بھی ہوں تو پھر ماں کو ایک تہائی کی بجائے صرف چھٹا حصہ ملے گا اور باقی بھائیوں میں چلا جائے گا۔ اگر ماں کے ساتھ باپ بھی ہو تو بھائیوں کو کچھ نہیں ملے گا۔

مذکورہ حصوں کو فرض کرتے ہوئے یہ حکم بھی دیا کہ سب سے پہلے میت کا قرض اتارا جائے اگرچہ وصیت کو پورا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کرنے کا ذکر پہلے ہوا ہے لیکن قرض کے بوجھ سے میت کو ہلکا کرنا اس سے زیادہ ضروری ہے۔ مسند احمد (۴۴۰/۲) میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

« نَفْسُ الْمُؤْمِنِ مُعَلَّقَةٌ مَا كَانَ عَلَيْهِ دَيْنٌ »

مومن کی روح اس وقت تک معلق رہتی ہے جب تک اس پر قرض ہوتا ہے۔

سنن النسائی، کتاب الجنائز (۲۲۵/۱) میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

« كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يُصَلِّيْ عَلٰى رَجُلٍ عَلَيْهِ دَيْنٌ، فَأُتِيَ بِمَيِّتٍ فَسَأَلَ أَعَلَيْهِ دَيْنٌ؟ قَالُوْا: نَعَمْ! عَلَيْهِ دِيْنَارَانِ۔ قَالَ: صَلُّوْا عَلٰى صَاحِبِكُمْ۔ قَالَ أَبُوْقَتَادَةَ: هُمَا عَلَيَّ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! فَصَلّٰى عَلَيْهِ فَلَمَّا فَتَحَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ ﷺ قَالَ: أَنَا أَوْلٰى بِكُلِّ مُؤْمِنٍ مِنْ نَفْسِهٖ مَنْ تَرَكَ دَيْنًا فَعَلَيَّ وَمَنْ تَرَكَ مَالًا فَلِوَرَثَتِهٖ »

جس آدمی پر قرض ہوتا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کی نماز جنازہ نہیں پڑھایا کرتے تھے۔ آپ ﷺ کے پاس ایک میت لائی گئی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کیا اس پر قرض ہے؟ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا جی ہاں! یہ دو دینار کا مقروض ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تو تم اپنے ساتھی کی نماز جنازہ پڑھو۔ ابوقتادہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا اللہ کے رسول! دو دینار قرض اتارنے کی میں ذمہ داری لیتا ہوں، چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی نماز جنازہ پڑھا دی۔ جب اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول علیہ السلام کو فتوحات سے نوازا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں ہر مومن سے اس کے نفس سے زیادہ قریب ہوں۔ لہٰذ جو کوئی قرض چھوڑے گا وہ میں ادا کروں گا اور جو کوئی مال چھوڑے گا تو وہ اس کے ورثاء کے لیے ہوگا۔

اولاد اور والدین کے بارے میں میراث کی تقسیم کی تفصیل بیان کرنے کے ساتھ یہ بھی واضح کر دیا گیا کہ تمہیں معلوم نہیں کہ تمہارے باپوں یا بیٹوں میں سے نفع پہنچانے کے سلسلہ میں تم سے زیادہ قریب کون ہے۔ اولاد اگر نیک ہوگی اور نیک کاموں میں لگی رہے گی تو میت کو بھی اس میں اجر کا حصہ ملتا رہے گا اور اگر باپ یا ماں کا مال ہاتھ میں آتے ہیں اولاد برائی میں غرق ہو جائے گی تو یہ سراسر نقصان والا معاملہ ہوگا۔ اسی طرح اگر باپ کی زندگی میں بیٹا فوت ہو جاتا ہے اور اپنے پیچھے چھوٹے چھوٹے بچے چھوڑ جاتا ہے تو دادا ان کی پرورش میں کوتاہی واقع نہیں ہونے دیتا۔ ان کو ان کے والدین کے لیے صدقہ جاریہ بنا دیتا ہے۔ ان کی تعلیم و تربیت اس انداز میں کرتا ہے کہ وہ قوم و ملت کا سرمایہ بن جاتے ہیں۔ تو اس سے بڑھ کر اور کوئی فائدہ نہیں ہو سکتا اور اگر دادا اپنے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فرض کا خیال نہیں کرتا بیٹے کی اولاد کی خیر خواہی کا حق ادا نہیں کرتا تو اس سے بڑھ کر بدنصیبی کیا ہو سکتی ہے۔

چونکہ اللہ تعالیٰ بڑا ہی علیم و حکیم ہے، اس لیے اسی سے اپنے لیے اور اپنی اولاد کے لیے اور اپنے والدین کے لیے دنیا اور آخرت کی نعمتوں سے مالا مال ہونے کے لیے درد دل سے دعا کرنی چاہیے۔

حل لغات:

- ﴿یُوْصِیْکُمُ اللّٰهُ فِیْٓ اَوْلَادِكُمْ لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْاُنْثَیَیْنِ﴾ میں یُوْصِیْ فعل مضارع ۔ کُمْ ضمیر مخاطب کی (مفعول)۔ لفظ اَللّٰهُ فاعل۔ فِیْ حرف جر۔ اَوْلَادِكُمْ مجرور۔ اَیْ اَوْلَادِ مُوْتَاكُمْ ۔ حَظِّ الْاُنْثَیَیْنِ (مرکب اضافی) مِثْلُ کا مضاف الیہ۔ جملے کا معنی ہے: اللہ تعالیٰ تمھیں تمہاری اولاد کے بارے میں وصیت کرتا ہے۔ ایک لڑکے کا حصہ دو لڑکیوں کے حصے کے برابر ہوگا۔
- (وَاِنْ كَانَتْ وَاحِدَةً فَلَهَا النِّصْفُ) میں كَانَتْ فعل ماضی، واحد مؤنث غائب اور جملے کا معنی ہے: اور اگر وہ ایک ہی لڑکی ہو تو پھر اس کے لیے میراث کا آدھا حصہ ہوگا۔
- ﴿وَلِاَبَوَیْهِ لِكُلِّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا السُّدُسُ مِمَّا تَرَكَ﴾ میں اَبَوَیْ اپنے ماقبل لام کی وجہ سے حالت جر میں ہے اور اس کا نون بھی اضافت کی وجہ سے گر گیا ہے۔ اس سے مراد ماں باپ ہیں اور ہ ضمیر میت کی طرف راجع۔ جملے کا معنی ہے: اور اس کے والدین میں سے ہر ایک کے لیے جو میت نے چھوڑا ہوگا، اس میں سے چھٹا چھٹا حصہ ہوگا۔
- ﴿اِنْ كَانَ لَهٗ وَلَدٌ﴾ کے ساتھ اس کو مشروط کر دیا گیا۔ یعنی چھٹا چھٹا حصہ اس صورت میں ملے گا کہ میت کی کوئی اولاد بھی ہو۔
- ﴿فَاِنْ لَّمْ یَكُنْ لَّهٗ وَلَدٌ وَّ وَرِثَهٗٓ اَبَوٰهُ فَلِاُمِّهِ الثُّلُثُ﴾ میں لَمْ نفی جحد۔ یَكُنْ فعل مضارع ۔ وَرِثَ فعل ماضی ۔ ہٗ ضمیر میت کی طرف راجع (مفعول)۔ اَبَوٰهُ ، وَرِثَ کا فاعل۔ جملے کا معنی ہے: اگر میت کی کوئی اولاد نہ ہو اور اس کے وارث صرف اس کے ماں باپ ہی ہوں تو ماں کو میراث کا ایک تہائی ملے گا۔
- ﴿فَاِنْ كَانَ لَهٗٓ اِخْوَةٌ فَلِاُمِّهِ السُّدُسُ مِنْۢ بَعْدِ وَصِیَّةٍ یُّوْصِیْ بِهَآ اَوْ دَیْنٍ﴾ میں اِخْوَةٌ اَخٌ کی جمع ۔یُوْصِیْ فعل مضارع واحد مذکر غائب۔ جملے کا معنی ہے: پس اگر میت کے (والدین کے ساتھ) بھائی بھی ہوں تو اس نے جو وصیت کی ہوگی یا اس پر کوئی قرض ہوگا، تو اس کی ادائیگی کے بعد اس کی ماں کے لیے چھٹا حصہ ہوگا۔
- ﴿اٰبَآؤُكُمْ وَاَبْنَآؤُكُمْ لَا تَدْرُوْنَ اَیُّهُمْ اَقْرَبُ لَكُمْ نَفْعًا﴾ اٰبَآء، اَبٌ کی اور اَبْنَآء ، اِبْنٌ کی جمع ۔ لا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نافیہ۔ تَدْرُوْنَ فعل مضارع۔ اَیُّهُمْ استفہامیہ۔ اَقْرَبُ افعل تفضیل۔ نَفْعًا تمیز۔ جملے کا کا معنی ہے: تم اپنے باپوں اور بیٹوں کے بارے میں نہیں جانتے کہ ان میں سے نفع پہنچانے میں تمہارے زیادہ قریب کون ہے۔

○ ﴿فَرِيْضَةً مِّنَ اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيْمًا حَكِيْمًا﴾ میں فَرِيْضَةً حال یا مصدر یہ۔ اِنَّ حرف مشبہ بفعل۔ لفظ اَللّٰهَ اس کا اسم۔ كَانَ فعل ناقص۔ عَلِيْمًا حَكِيْمًا دونوں خبر ہیں۔ جملے کا معنی ہے: مذکورہ حصے اللہ تعالیٰ کے مقرر کردہ ہیں۔ بے شک اللہ تعالیٰ علیم وحکیم ہے۔

﴿۵﴾

وَلَكُمْ نِصْفُ مَا تَرَكَ اَزْوَاجُكُمْ اِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّهُنَّ وَلَدٌ ۚ فَاِنْ كَانَ لَهُنَّ وَلَدٌ فَلَكُمُ الرُّبُعُ مِمَّا تَرَكْنَ مِنْ ۢ بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُّوْصِيْنَ بِهَآ اَوْ دَيْنٍ ؕ وَلَهُنَّ الرُّبُعُ مِمَّا تَرَكْتُمْ اِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّكُمْ وَلَدٌ ۚ فَاِنْ كَانَ لَكُمْ وَلَدٌ فَلَهُنَّ الثُّمُنُ مِمَّا تَرَكْتُمْ مِّنْ ۢ بَعْدِ وَصِيَّةٍ تُوْصُوْنَ بِهَآ اَوْ دَيْنٍ ؕ وَاِنْ كَانَ رَجُلٌ يُّوْرَثُ كَلٰلَةً اَوِ امْرَاَةٌ وَّلَهٗۤ اَخٌ اَوْ اُخْتٌ فَلِكُلِّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا السُّدُسُ ۚ فَاِنْ كَانُوْۤا اَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ فَهُمْ شُرَكَآءُ فِى الثُّلُثِ مِنْ ۢ بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُّوْصٰى بِهَآ اَوْ دَيْنٍ ۙ غَيْرَ مُضَآرٍّ ۚ وَصِيَّةً مِّنَ اللّٰهِ ؕ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَلِيْمٌ ﴿12﴾

تمہاری بیویاں جو چھوڑ جائیں، اگر ان کی اولاد نہ ہو تو تمہارے لیے اس میں سے آدھا حصہ ہوگا۔ اگر ان کی اولاد ہو تو جو انہوں نے وصیت کی یا ان پر کوئی قرض تھا تو اس کی ادائیگی کے بعد، جو وہ چھوڑیں اس میں سے تمہارے لیے چوتھائی حصہ ہوگا۔ اور تمہارے چھوڑے ہوئے مال میں سے ان کے لیے چوتھائی حصہ ہوگا اگر تمہاری اولاد نہ ہو۔ پس اگر تمہاری اولاد ہو تو جو تم نے وصیت کی یا تم پر اگر کوئی قرض ہو تو اس کی ادائیگی کے بعد ان کے لیے آٹھواں حصہ ہوگا۔ اور اگر کوئی مرد یا عورت اس حال میں میراث چھوڑے کہ وہ کلالہ ہو (یعنی نہ اس کی اولاد ہو اور نہ باپ) لیکن (ماں کی طرف سے) اس کا ایک بھائی یا ایک بہن ہو تو ان دونوں میں سے ہر ایک کو چھٹا حصہ ملے گا۔ اگر وہ اس سے زیادہ ہوں تو کی گئی وصیت کو پورا کرنے اور اگر قرض ہو تو اس کو اتارنے کے بعد

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مالِ میراث میں سے ایک تہائی میں سب شریک ہوں گے۔ جب کہ میراث کے بارے میں کسی کا نقصان نہ کیا گیا ہو۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے وصیت کی صورت میں یہ حکم ہے اور اللہ تعالیٰ جاننے والا بردبار ہے۔

تشریح:

علم الفرائض کی رو سے میت کے جن ورثاء کے حصے مقرر کر دیئے گئے ہیں، ان کو ''اصحاب الفروض'' کہا جاتا ہے اور اصحاب الفروض میں میراث تقسیم کرنے کے بعد اگر بچ جائے تو میت کے عصبے اس کے حق دار بن جاتے ہیں اور ''عصبہ'' سے مراد وہ ورثاء ہیں کہ جو اصحاب الفروض کے نہ ہونے کی صورت میں میت کے واث ہوتے ہیں یا اصحاب الفروض میں تقسیم کے بعد باقی بچ جانے والا مال لیتے ہوں۔ اگر میت کے عصبے بھی نہ ہوں تو میت کی میراث اس کی بیٹیوں کی اولاد، بہنوں کی اولاد، بھتیجوں کی اولاد، اخیافی (ماں کی طرف سے) بہن بھائیوں، ماموں، خالہ اور میت کے چچوں کی اولاد میں تقسیم ہو جاتی ہے علم الفرائض میں ان کو ''ذوی الارحام'' کہا جاتا ہے یعنی میت کے وہ رشتہ دار کہ جن کے حصے مقرر نہیں کیے گئے۔

اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے ان ورثاء کا ذکر فرمایا ہے جن کا تعلق میت سے نسبی ہوتا ہے یعنی جس میں کسی واسطے کی ضرورت نہیں ہوتی۔ جیسے ماں باپ اور ان کی اولاد۔ پھر میراث کے ان حق داروں کے حصوں کی تفصیل بیان فرمائی ہے کہ جن کا آپس میں تعلق زوجیت سے بنتا ہے۔ جیسے خاوند کا بیوی کی میراث سے حصہ پانا اور بیوی کو خاوند کی میراث سے حصہ دیا جانا۔

اللہ تعالیٰ اہل ایمان پر کتنا مہربان ہے کہ اس نے قانون بنا دیا کہ تم میں سے جو بھی فوت ہو گا، اس کی میراث اس کے ورثاء میں عدل و انصاف کے تقاضوں کو پورا کرتے ہوئے تقسیم ہوگی۔ اس میں کسی وارث کو یا جس کے بارے میں شریعت کے مطابق وصیت کی گئی ہو، کسی بھی صورت میں نقصان نہیں پہنچایا جائے گا اور اللہ تعالیٰ کے فرض کردہ حصوں کو بدلنے کا کسی کو کوئی حق نہ ہوگا۔ اس سلسلے میں اللہ تعالیٰ نے دو چھوٹے چھوٹے جملوں میں واضح کر دیا۔ ''فریضة من الله'' اور ''وصية من الله'' یعنی بیان ہونے والا قانون اللہ تعالیٰ نے خود نافذ کیا ہے اور یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے وصیت (حکم نامہ) ہے۔ امام راغب اصفہانی نے اپنی ''مفردات القرآن'' میں ''الوصية'' کا معنیٰ ''واقعہ کے پیش آنے سے پہلے کسی کو ناصحانہ انداز میں ہدایت کرنے'' کیا ہے۔ لہٰذا اللہ تعالیٰ کی اہل ایمان کو یہ ہدایت ہے کہ اس کے مطابق امانت و دیانت کے ساتھ عمل کیا جائے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

اللہ تعالیٰ نے آیات المیراث میں اپنی تین صفتوں کا ذکر فرمایا ہے۔ یعنی وہ علیم وحکیم اور حلیم ہے۔ ظاہر ہے کہ جو کل کائنات کا خالق و مالک ہے، اس سے بڑھ کر اپنی مخلوق کے بارے میں جاننے والا کون ہوسکتا ہے؟ اور اس نے اپنی مخلوق کو جس قانون کا پابند کیا ہے، وہ سراسر حکمت سے مزین ہے۔ اس کے باوجود جب اس کی مخلوق اس کے بنائے ہوئے قانون کی خلاف ورزی کرتی ہے تو جزا وسزا والے دن تک مہلت دیتا ہے۔ فوراً ہی غضبناک ہوکر عذاب نازل نہیں فرماتا۔ بلکہ بھٹکنے والوں کو راہ راست پر آنے کا موقع دیتا ہے، اس کی حلیمی کی سب سے بڑی دلیل یہی ہے۔

علم وحکیم نے میراث کے قانون میں میاں بیوی کا بھی حصہ مقرر کر دیا۔ کیونکہ ان دونوں سے خاندان کی ابتداء ہوتی ہے۔ اگر میاں کی زندگی میں بیوی فوت ہو جائے اور اس کی کوئی اپنی اولاد نہ ہو تو اس کی میراث میں سے میاں کو آدھا حصہ دیا جائے گا، باقی اس کے عصبوں میں چلا جائے گا۔

اگر میاں کے ساتھ اولاد بھی ہو تو پھر میاں کو چوتھائی حصہ ملے گا۔ لیکن میراث کی تقسیم سے پہلے اگر بیوی پر کوئی قرض ہو تو وہ اتارنا ہوگا۔

جامع الترمذی (۴۲/۲ اور ابن ماجہ میں ۱۹۵) کے ابواب الوصایا میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

« اِنَّ النَّبِیَّ صلّی الله علیهٖ وسلم قَضٰی بِالدَّیۡنِ قَبۡلَ الۡوَصِیَّةِ وَاَنۡتُمۡ تَقۡرَءُوۡنَ الۡوَصِیَّةَ قَبۡلَ الدَّیۡنِ »

بے شک نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم وصیت نافذ کرنے سے پہلے قرض اتارا۔ حالانکہ تم وصیت کو قرض سے پہلے پڑھتے ہو۔

امام ترمذی رحمہ اللہ نے یہ بھی لکھا ہے کہ عام اہل علم کے نزدیک اسی پر عمل ہے کہ وصیت کی بجائے قرض سے ابتداء کی جائے۔

قرض کی ادائیگی کے بعد میت نے اگر کوئی وصیت کی ہوگی تو اس کو پورا کیا جائے گا۔ اسی طرح اگر بیوی کی زندگی میں اس کا میاں فوت ہو جائے اور اس کی کوئی اولاد نہ ہو تو بیوہ کو میراث میں سے چوتھائی حصہ ملے گا۔ لیکن قرض اور وصیت کا معاملہ پہلے حل کرنا ہوگا اور میاں کی اولاد بھی ہو تو پھر بیوہ آٹھویں حصے کی حق دار ہوگی۔ اگر میاں کی اولاد کے ساتھ ایک سے زائد بیویاں ہوں تو سب آٹھویں حصے میں ہی شریک ہوں گی۔

میراث کی تیسری قسم اس مرد یا عورت کی میت کی ہے جس کی نہ اولاد ہو اور نہ اس کا باپ زندہ ہو۔ اگر اس کے عصبہ ہوں تو اصحاب الفروض کی جگہ وہ میت کے وارث ہو جائیں گے۔ ایسی میت کو قرآن حکیم میں ''کلالہ''

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کہا گیا ہے۔ کلالہ کا ذکر یہاں اور سورۃ کی آخری آیت میں ہوا ہے۔ دونوں جگہ ورثاء کی صورتیں مختلف ہیں۔ یہاں کلالہ کے عصبوں کی بجائے اس کی ماں کی طرف سے بھائی بہن (یعنی اخیافی بہن بھائی) کا ذکر ہوا ہے۔ اس لیے ایک بھائی یا ایک بہن کو وارث ہونے کی صورت میں چھٹا حصہ دیا گیا ہے اور اگر وہ ایک سے زیادہ ہوں تو پھر ان کو ایک تہائی ملے گا۔ اگر ماں باپ کی طرف سے بہن بھائی ہوں تو ان کو وراثت کے قانون کی پہلی قسم کی طرح حصہ دیا جائے گا۔ اس کا مزید بیان سورۃ کے آخر میں آئے گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ

قانون میراث کی رو سے وارث وہی ہوتا ہے جو فوت ہونے والے (یعنی مورث) کی وفات کے موقع پر زندہ ہو اور جو مورث کی زندگی میں ہی فوت ہو جائے تو وہ میت کی میراث سے محروم ہو جاتا ہے۔ جب وہ خود میراث سے کچھ پانے کا حق دار نہ رہا تو اس کی اولاد بھی میراث سے کچھ پانے کی حق دار نہیں رہتی۔ یعنی باپ یا ماں کی زندگی میں اس کے بیٹوں میں سے کوئی بیٹا فوت ہو جائے جو صاحب اولاد تھا۔ تو شریعت کے مطابق ماں باپ کی میراث میں سے اس کی اولاد کو کچھ نہیں ملے گا۔ یعنی پوتا پوتی میراث سے محروم ہو جاتے ہیں۔

اسلامی قانون رواثت سے ناواقف لوگ شریعت کے اس فیصلے کو پسند نہیں کرتے اور بڑی بے باکی سے اس پر تنقید کرتے ہیں حالانکہ یہی قانون فطرت ہے۔ عام مشاہدے کی بات ہے کہ دادا دادی کو جتنا پیار اپنے پوتوں پوتیوں سے ہوتا ہے، اتنا اپنے بیٹوں اور بیٹیوں سے نہیں ہوتا۔ کیونکہ بیٹے بیٹیاں جب خود صاحب اولاد ہو جاتے ہیں تو والدین کی طرف عموماً ان کی توجہ کم ہو جاتی ہے اور ایسے بھی ہوتے ہیں کہ بالکل ہی بھی ہوتے لاپروا ہو جاتے ہیں۔ لیکن چھوٹی عمر کے پوتے پوتیاں دادا دادی کے قریب رہتے ہیں اور ان کی محبت و پیار سے خوب فیض یاب ہوتے ہیں۔ ایسے میں یہ سوچنا کہ وہ ان کے باپ کے فوت ہونے پر ان سے لاتعلق ہو جائیں گے، بالکل غلط ہے بلکہ مشاہدہ یہی ہے کہ یتیم بچوں کے وہ زیادہ خیر خواہ بن جاتے ہیں۔ شریعت نے جہاں دادا دادی کو یہ اختیار دیا کہ اپنی زندگی میں کسی کو کچھ دینا چاہیں تو دے سکتے ہیں بشرطیکہ اصل وراثت میں کسی پر ظلم نہ ہو۔ اگر کوئی مجبوری آڑے آ جائے تو ہر مرد اور عورت کو حق ہے کہ اپنی میراث کے ایک تہائی کی وصیت کر سکتا ہے۔ لہٰذا فوت ہونے والے بیٹے یا بیٹی کی اولاد کے بارے میں وصیت ہو سکتی ہے جو یقیناً میراث میں سے حصہ پانے والوں سے زیادہ ہی ہو گی۔ جو دین یتیموں مسکینوں اور قریبیوں سے حسن سلوک کا حکم دے تو وہ پوتے پوتیوں اور نواسے نواسیوں پر ظلم کو کیسے برداشت کر سکتا ہے؟ کہیں اگر شریعت کے خلاف عمل ہوتا ہے تو شریعت کا اس میں کوئی دخل نہیں، شریعت نے ہر معاملہ واضح کر دیا ہے۔ اب شریعت کو ماننے والوں کی مرضی ہے کہ اس کے مطابق عمل کرتے ہیں کہ نہیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو مالی حرص و لالچ سے محفوظ رکھے اور قرآن و سنت کے مطابق عمل کرنے کی توفیق

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یا عورت کا حال ہے۔ جملے کا معنی ہے: اور اگر کوئی آدمی یا عورت اس حال میں مال میراث چھوڑے کہ اس کی نہ اولاد ہو اور نہ باپ لیکن اس کا (ماں کی طرف سے) ایک بھائی یا ایک بہن ہو تو ان دونوں میں سے ہر ایک کو چھٹا حصہ ملے گا۔

○ ﴿فَإِنْ كَانُوْا أَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ فَهُمْ شُرَكَآءُ فِي الثُّلُثِ مِنْ بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُّوْصٰى بِهَآ أَوْ دَيْنٍ غَيْرَ مُضَآرٍّ وَّصِيَّةً مِّنَ اللّٰهِ﴾ میں اِنْ شرطیہ سے پہلے فائے ربط اور فَهُمْ کی فاء جواب شرط۔ يُوْصٰى فعل مضارع مجہول غَيْرَ مُضَآرٍّ حال۔ جملے کا معنی ہے: اگر (ماں کی طرف سے) بہن بھائی اس سے زیادہ ہوں تو جو وصیت کی گئی ہو یا میت پر قرض ہو تو اس کی ادائیگی کے بعد وہ میراث کے ایک تہائی میں سب شریک ہوں گے جب کہ اوروں کا نقصان نہ کیا گیا ہو۔ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے وصیت ہے۔

○ ﴿وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَلِيْمٌ﴾ لفظ اَللّٰهُ مبتدا اور عَلِيْمٌ حَلِيْمٌ دو خبریں (جملہ اسمیہ) جملے کا معنی ہے: اور اللہ تعالیٰ جاننے والا بردبار ہے۔

﴿٦﴾

تِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ ۚ وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ يُدْخِلْهُ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۚ وَذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ﴿13﴾

یہ اللہ تعالیٰ کی حدیں ہیں اور جو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کرے گا۔ اللہ تعالیٰ اس کو ان جنتی باغوں میں داخل کرے گا کہ جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی۔ ان میں وہ ہمیشہ رہیں گے۔ یہ بہت بڑی کامیابی ہوگی۔

www.KitaboSunnat.com

وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَيَتَعَدَّ حُدُوْدَهٗ يُدْخِلْهُ نَارًا خَالِدًا فِيْهَا ۚ وَلَهٗ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ ﴿14﴾

اور جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی نافرمانی کرے گا اور اس کی مقررہ کردہ حدوں سے تجاوز کرے گا۔ تو اللہ تعالیٰ اس کو آگ میں داخل کرے گا۔ جس میں وہ ہمیشہ رہے گا۔ اور اس کے لیے ذلیل ورسوا کرنے والا عذاب ہوگا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تشریح:

اگر کوئی مسلمان میت میراث کی صورت میں کوئی مال یا جائیداد چھوڑ جائے تو اس کے ورثاء میں وہ کیسے تقسم ہوگا۔ ان کو کتنا کتنا حصہ دیا جائے گا۔ اس کی تفصیل بیان کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ نے اپنے قانون وراثت کو حدود اللہ سے تعبیر کر دیا اور یہ وضاحت بھی فرما دی کہ حدود اللہ کا احترام کرنا۔ میت کے ورثاء کو ان کے مقرر کردہ حصے دینا اور ان میں کسی قسم کی خیانت نہ ہونے دینا۔ عصبوں یا دوسرے رشتہ داروں کا اگر حق بنتا ہو تو امانت و دیانت سے ان کو پہنچانا درحقیقت اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت ہوگی۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے امت محمدیہ ﷺ کے لیے جو بھی راہنمائی مہیا کی۔ وہ محمد رسول اللہ ﷺ کے ذریعہ ہی آئی۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ نے سورۃ النساء ہی میں ارشاد فرمایا:

﴿ وَمَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ ۝80 ﴾

اور جس نے رسول ﷺ کی اطاعت کی۔ اس نے یقیناً اللہ کی اطاعت کی۔

صحیح بخاری کتاب الاعتصام ص ۱۰۸۱ میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«كُلُّ أُمَّتِيْ يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ اِلَّا مَنْ اَبٰى قَالُوْا وَمَنْ اَبٰى قَالَ مَنْ اَطَاعَنِيْ دَخَلَ الْجَنَّةَ وَمَنْ عَصَانِيْ فَقَدْ اَبٰى۔»

میری ساری امت جنت میں داخل ہو جائے گی سوائے اس کے جس نے انکار کیا۔ صحابہ نے عرض کی "وَمَنْ اَبٰى" سے کیا مراد ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: جس نے میری اطاعت کی وہ جنت میں داخل ہو گیا اور جس نے میری نافرمانی کی اس نے بے شک میرا انکار کیا۔

یہاں "اَبٰی" سے مراد آپ ﷺ کے لائے ہوئے دین کے مطابق عمل نہ کرنا ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ کے حکم سے دی گئی دعوت کو ٹھکرانا۔ جہالت اور برائی پر ڈٹے رہنا اور اللہ تعالیٰ کی حدوں کو پامال کرنا ہے۔

صحیح بخاری (ص ۱۰۸۱) کی دوسری روایت کے مطابق آپ نے ارشاد فرمایا کہ میری اور جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے مجھے مبعوث فرمایا ہے۔ اس کی مثال اس آدمی جیسی ہے۔ جو قوم کے پاس آئے اور کہے۔ اے میری قوم! میں نے اپنی آنکھوں سے دشمن کا لشکر دیکھا ہے میں ظاہری طور پر ڈرانے والا ہوں۔ پس بچ جاؤ اور بچنے کا کوئی بندوبست کر لو۔ پس اس قوم کی ایک جماعت نے اس کی اطاعت کی اور راتوں رات اپنے بچاؤ کی جگہ میں پہنچ گئے۔ جس کی وجہ سے دشمن کی تباہ کاری سے وہ بچ گئی۔ جب کہ دوسری جماعت نے اس کی بات کو نہ مانا اور

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اپنی جگہ میں ڈٹے رہے۔ چنانچہ صبح کے وقت دشمن نے ان پر حملہ کر کے ان کو تباہ و برباد کر دیا۔ یہ مثال ہے اس کی کہ جس نے میری اطاعت کی اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو میں لایا۔ اس کی اتباع کی اور وہ بچ گیا اور جس نے میری نافرمانی کی اور جو حق میں لایا۔ اس کو ٹھکرایا۔ پس وہ تباہ ہوا۔

صحیح بخاری (ص ۱۰۸۱) کی تیسری روایت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس فرشتے آئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سو رہے تھے۔ ان میں بعض نے کہا۔ یہ تو سو رہے ہیں۔ لیکن ان کے بعض دوسروں نے کہا:

«اِنَّ الْعَیْنَ نَائِمَةٌ وَالْقَلْبُ یَقْظَان»

بے شک آنکھ تو سو رہی ہے لیکن دل جاگ رہا ہے۔

انہوں نے کہا۔ تمھارے ساتھی کی ایک مثال ہے۔ اس کو بیان کرو۔ ان کے بعض نے پھر وہی بات کہی کہ یہ سو رہے ہیں اور ان کو جواب دینے والوں نے پہلے والا ہی جواب دیا۔ چنانچہ انہوں نے کہا۔ ان کی مثال اس شخص جیسی ہے کہ جس نے ایک گھر بنایا۔ پھر اس نے ایک دعوت کا اہتمام کر کے دعوت دینے کے لیے ایک آدمی کو بھیجا۔ پس جس نے بلانے والے کی دعوت کو قبول کیا۔ وہ گھر میں داخل ہوا اور دعوت والا کھانا کھایا۔ جس نے بلانے والی کی دعوت کو ٹھکرایا تو وہ نہ گھر میں داخل ہوا ور نہ ہی اس کو دعوت کا کھانا نصیب ہوا۔ سننے والے فرشتوں نے مثال بیان کرنے والوں سے کہا۔ اس سے کیا مراد ہے۔ وہ بھی بتا دو۔ انہوں نے پہلے والی بات کا اعادہ کر دیا کہ یہ سو رہے ہیں۔ دوسروں نے بھی پہلے والا ہی جواب دیا۔ آنکھ سو رہی ہے لیکن دل جاگ رہا ہے۔ چنانچہ مثال کی وضاحت یوں ہوئی۔

«اَلدَّارُ الْجَنَّةُ وَالدَّاعِیْ مُحَمَّدٌ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَمَنْ اَطَاعَ مُحَمَّدًا صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ وَمَنْ عَصٰی مُحَمَّدًا صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَدْ عَصَی اللّٰهَ وَ مُحَمَّدٌ فَرَقٌ بَیْنَ النَّاسِ»

گھر سے مراد جنت ہے اور دعوت کے لیے بلانے والے محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ پس جس نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کی اس نے بلاشبہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہی لوگوں کے درمیان فرق کرنے کا معیار ہیں۔

سورۃ الاحزاب میں ارشاد ہوتا ہے:

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

﴿ وَمَنْ يُطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيْمًا ﴾ (71)

اور جس نے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کی۔ اس نے بہت بڑی کامیابی حاصل کر لی۔

اس کے برعکس سورۃ الجن کے الفاظ ہیں:

﴿ وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَاِنَّ لَهٗ نَارَ جَهَنَّمَ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا اَبَدًا ﴾ (23)

اور جس نے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی نافرمانی کی۔ بے شک ان کے لیے جہنم کی آگ ہوگی کہ جس میں وہ ہمیشہ رہیں گے۔

اطاعت اور نافرمانی کے حوالے سے وضاحت اس لیے کر دی گئی کہ قانون وراثت اللہ تعالیٰ نے بنایا لیکن اپنی مخلوق میں اس کا نفاذ محمد رسول اللہ ﷺ سے کرایا۔ لہٰذا اس کا احترام اور اس کے مطابق صحیح عمل کرنا اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت ہوگی۔ اس کا ایک پہلو یہ بھی ہے کہ علم الفرائض کا جو حصہ آیات میراث میں بیان ہوا ہے۔ اس کے علاوہ بھی احادیث میں تقسیم میراث کے بارے میں راہنمائی امت کے لیے موجود ہے۔ مثال کے طور پر کوئی مسلمان کافر کا یا کوئی کافر مسلمان کا وارث ہوسکتا ہے۔ اس کا ذکر قرآن حکیم میں نہیں ہوا۔ بلکہ رسول اللہ ﷺ نے اس کی یوں وضاحت فرمائی ہے:

« لَا يَرِثُ الْمُسْلِمُ الْكَافِرَ وَلَا الْكَافِرُ الْمُسْلِمَ »

کوئی مسلم کافر کا اور کوئی کافر مسلم کا وارث نہیں ہوگا۔

یہ روایت امام بخاری، امام مسلم، امام ابوداود، امام ترمذی، امام ابن ماجہ، امام دارمی، امام طبرانی نے اپنی اپنی حدیث کی کتابوں کے کتاب الفرائض میں نقل کی ہے۔ امام احمد بن حنبل کی مسند (۵/۲۰۸) میں بھی موجود ہے۔ اسی طرح قاتل، مرتد اور ولد الزنا کا معاملہ ہے۔ اس سے کہیں یہ شیطانی وسوسہ دلوں میں پیدا نہ ہو جائے کہ جو مسائل اللہ تعالیٰ نے بیان نہ کیے وہ رسول اللہ ﷺ نے کر دیئے۔ نعوذ باللہ کیا اللہ کو یاد نہ رہے یا اللہ بھول گیا۔ احادیث پر اعتراض کرنے والے ایسی فضول باتیں کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ سے نہیں ڈرتے۔ سورۃ النجم میں اللہ تعالیٰ نے خود ہی واضح کر دیا ہے۔

﴿ وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى ﴾ (4)

اور وہ اپنی مرضی سے کچھ نہیں کہتے۔ بلکہ وہی کچھ کہتے ہیں جو ان کی طرف وحی کیا جاتا ہے۔

بنیادی تقسیم میراث کا طریقہ بیان کر دیا گیا ہے اور اسی کی روشنی میں متعلقہ مسائل بھی حل ہو جاتے ہیں۔ علم الفرائض علوم دین کا مشکل ترین حصہ ہے۔ اسی لیے اس پر خاص توجہ دی جاتی اور توجہ دینے کی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تلقین کی جاتی تھی۔

امام بیہقی رحمہ اللہ کی السنن الکبری (۶/۲۰۹) میں امیر المومنین عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا قول ہے:

«تَعَلَّمُوا الْفَرَائِضَ فَإِنَّهَا مِنْ دِيْنِكُمْ»

علم الفرائض سیکھو، بے شک تمہارے دین میں سے ہے۔(یعنی تمہارا دین ہے۔)

السنن الکبری ہی میں عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے بھی منقول ہے۔

« تَعَلَّمُوا الْفَرَائِضَ وَالْحَجَّ وَالطَّلَاقَ فَإِنَّهُ مِنْ دِيْنِكُم »

فرائض و حج اور طلاق کا علم سیکھو کیونکہ یہ تمہارا دین ہے۔

المستدرك ، كتاب الفرائض (۴/۳۳۳) کی روایت ہے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کو خط لکھا کہ جب کسی کھیل سے دل بہلانے کا خیال آئے تو تیر اندازی کیا کرو اور جب آپس میں باتیں کرنے لگو تو علم الفرائض کو موضوع بنایا کرو۔

تفاسیر میں علم الفرائض سیکھنے کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مرفوعاً جو روایات نقل کی گئی ہیں۔ ان کی صحت میں چونکہ کلام کیا گیا ہے۔ اس لیے ان کا ذکر چھوڑ دیا گیا ہے۔

علم الفرائض کی اہمیت کا اندازہ اسی سے لگایا جا سکتا ہے کہ حدود اللہ کا خیال رکھنے کو اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت قرار دیا گیا اور اطاعت کرنے والوں کو جنتی باغوں کی بشارت دے کر کہا گیا کہ یہ بہت بڑی کامیابی ہوگی۔ ظاہر ہے کہ قانون وراثت کی حدوں کی حفاظت وہی کرے گا کہ جس کے پاس اس کا علم ہوگا اور جو اس علم سے محروم ہوگا اور جہالت کی بنا پر اللہ تعالیٰ کی حدوں سے تجاوز کرے گا۔ تو اللہ نے اس کے بارے میں اعلان کر دیا کہ وہ جہنمی ہوگا اور ذلت و رسوائی والا اس کے لیے عذاب ہوگا۔

یہاں یہ بھی واضح ہو جاتا ہے کہ جنتی جہنمی کا اور جہنمی جنتی کا وارث نہیں ہوسکتا۔ سیدھی سی بات ہے کہ کوئی جنتی کسی جہنمی کا مال نہ لینا پسند کرے گا اور نہ ہی اس کو دینے پر راضی ہوگا۔ جو دین حق پر ایمان رکھتا ہے اور جنت و دوزخ پر اس کا یقین پختہ ہے۔ وہ کوئی ایسا عمل کرنے پر تیار نہ ہوگا کہ جس سے اس کی آخرت برباد ہو جائے اور جہنم کا وہ ایندھن بن جائے۔

تقسیم وراثت کے سلسلہ میں بہت سے دین دار بھی ٹھوکر کھاتے ہیں۔ بیٹیوں اور بہنوں کو ان کا حصہ نہیں دیا جاتا۔ جن کی صرف بیٹیاں ہوں وہ ایسا طریقہ اختیار کرتے ہیں کہ جس سے بیٹیوں سے بچنے والا حصہ عصبوں میں نہ جائے۔ ہر قسم کی ہیرا پھیری ﴿يَتَعَدَّ حُدُوْدَ اللّٰهِ﴾ میں ہی آتی ہے۔ اللہ تعالیٰ شیطانی وسوسوں سے ہمیں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محفوظ رکھے اور حق کو اپنانے کی توفیق عطا فرمائے۔

حل لغات:

- ﴿تِلْکَ حُدُوْدُ اللّٰهِ﴾ میں تِلْکَ اسم اشارہ اور حُدُوْدُ اللّٰهِ مرکب اضافی مشارٌ الیہ۔ حَدٌّ کی جمع حُدُوْدُ۔ تِلْکَ اگرچہ اشارہ بعید ہے لیکن قریب کے لیے بھی استعمال ہوتا ہے۔ قرآن حکیم میں اس کی کئی مثالیں ہیں۔ سورۃ البقرہ کے آغاز ہی میں ارشاد ہوتا ہے۔
- ذٰلِکَ الْکِتٰبُ لَارَیْبَ فِیْهِ۔ یہ وہ کتاب ہے کہ جس میں کوئی شک نہیں۔ جملے کا معنی ہے: یہ اللہ تعالیٰ کی حدیں ہیں۔
- ﴿وَمَنْ یُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ یُدْخِلْهُ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِیْنَ فِیْهَا﴾ میں واؤ عاطفہ۔ مَنْ شرطیہ یُطِعِ فعل مضارع اصل میں مجزوم ہے لیکن آگے ملانے کے لیے کسرہ دیا گیا ہے۔ اَللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ مفعول۔ ﴿رَسُوْلَهٗ﴾ کی ضمیر ہ' اللہ کی طرف راجع۔ جَنّٰتٍ ظرفیہ۔ تَجْرِیْ فعل مضارع۔ مِنْ حرف جر۔ تَحْتِهَا کی ضمیر ھا جَنّٰتٍ کی طرف راجع۔ تَحْتِ اسم جہت اَلْاَنْهٰرُ نَهْرٌ کی جمع تَجْرِیْ کا فاعل۔ خٰلِدِیْنَ خَالِد کی جمع۔ فِیْهَاکی ضمیر ھا بھی جَنّٰتٍ کی طرف راجع اور یہ جملہ حالیہ ہے۔ پورے جملے کا معنی ہے: اور جو اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرے گا تو اللہ تعالیٰ اس کو ایسے جنتی باغات میں داخل کرے گا کہ جس کے نیچے سے نہریں بہتی ہوں گی۔ ان میں وہ ہمیشہ رہیں گے۔
- ﴿ذٰلِکَ الْفَوْزُ الْعَظِیْمُ﴾ ذٰلِکَ اسم اشارہ۔ اَلْفَوْزُ الْعَظِیْمُ مشار الیہ۔ جملے کا معنی ہے: یہ بہت بڑی کامیابی ہوگی۔
- ﴿وَمَنْ یَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَیَتَعَدَّ حُدُوْدَهٗ﴾ بھی جملہ شرطیہ۔ یَّعْصِ فعل مضارع کی یاء مَنْ کی وجہ سے گری ہوئی ہے۔ اسی طرح یَتَعَدَّ کے آخر میں زبر بھی اسی کی وجہ سے آئی ہوئی ہے۔ جملے کا معنی ہے: اور جس نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی نافرمانی کی اور اللہ تعالیٰ کی حدوں سے تجاوز کیا۔
- ﴿یُدْخِلْهُ نَارًا﴾ جواب شرط خَالِدًا فِیْهَا حال۔ جملے کا معنی ہے: تو اس کو آگ میں داخل کرے گا۔ جس میں وہ ہمیشہ رہے گا۔
- ﴿وَلَهٗ عَذَابٌ مُّهِیْنٌ﴾ عَذَابٌ مُّهِیْنٌ مرکب توصیفی اور یہ آگ میں داخل ہونے والے کے بارے ہی میں خبر ہے۔ جملے کا معنی ہے: اور اس کے لیے ذلت و رسوائی والا عذاب ہوگا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَالّٰتِيْ يَاْتِيْنَ الْفَاحِشَةَ مِنْ نِّسَآئِكُمْ فَاسْتَشْهِدُوْا عَلَيْهِنَّ اَرْبَعَةً مِّنْكُمْ ۚ فَاِنْ شَهِدُوْا فَاَمْسِكُوْهُنَّ فِي الْبُيُوْتِ حَتّٰى يَتَوَفّٰىهُنَّ الْمَوْتُ اَوْ يَجْعَلَ اللّٰهُ لَهُنَّ سَبِيْلًا ﴿15﴾

اور تمہاری عورتوں میں سے جو فحاشی کا ارتکاب (یعنی زنا) کر بیٹھیں تو ان پر گواہی طلب کرو اپنے چار مردوں سے، پس اگر وہ گواہی دے دیں تو ان (عورتوں) کو گھروں میں روک رکھو (یعنی قید کرلو) یہاں تک کہ موت ان کا خاتمہ کردے یا اللہ تعالیٰ ان کے لیے کوئی راہ نکال دے۔

وَالَّذٰنِ يَاْتِيٰنِهَا مِنْكُمْ فَاٰذُوْهُمَا ۚ فَاِنْ تَابَا وَاَصْلَحَا فَاَعْرِضُوْا عَنْهُمَا ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا ﴿16﴾

اور جو دو مرد اس (بے حیائی) کا ارتکاب کرلیں تو (سزا کے طور پر) ان کو تکلیف پہنچاؤ۔ پس اگر وہ دونوں توبہ کرلیں اور اپنی اصلاح کرلیں تو پھر ان سے عراض کرو، بے شک اللہ تعالیٰ توبہ قبول کرنے والا مہربان ہے۔

اِنَّمَا التَّوْبَةُ عَلَى اللّٰهِ لِلَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ السُّوْٓءَ بِجَهَالَةٍ ثُمَّ يَتُوْبُوْنَ مِنْ قَرِيْبٍ فَاُولٰٓئِكَ يَتُوْبُ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ﴿17﴾

اللہ تعالیٰ صرف ان کی توبہ قبول کرتا ہے جو جہالت کی بنا پر برا کام کر لیتے ہیں پھر جلدی ہی توبہ کرتے ہیں، پس وہی ہیں جن کی طرف اللہ متوجہ ہوتا ہے (یعنی ان کی توبہ قبول کرتا ہے) اور اللہ تعالیٰ جاننے والا حکمت والا ہے۔

وَلَيْسَتِ التَّوْبَةُ لِلَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ السَّيِّاٰتِ ۚ حَتّٰٓى اِذَا حَضَرَ اَحَدَهُمُ الْمَوْتُ قَالَ اِنِّيْ تُبْتُ الْـٰٔنَ وَلَا الَّذِيْنَ يَمُوْتُوْنَ وَهُمْ كُفَّارٌ ؕ اُولٰٓئِكَ اَعْتَدْنَا لَهُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا ﴿18﴾

اور ان کی توبہ قبول نہیں ہوتی جو برے کام کرتے ہیں یہاں تک کہ جب ان میں سے کسی ایک کی موت کا وقت آجاتا ہے تو وہ کہتا ہے بے شک میں اب توبہ کرتا ہوں، اور ان کی توبہ بھی قبول نہیں ہوتی جو حالت کفر میں مر جاتے ہیں۔ وہی ہیں جن کے لیے ہم نے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دردناک عذاب تیار کر رکھا ہے۔

تشریح:

سید الانبیاء ﷺ کی بعثت سے پہلے اہل عرب کی جو حالت تھی، اللہ تعالیٰ نے سورۃ آل عمران (آیت:۱۶۴) اور سورۃ الجمعۃ (آیت:۲) میں اس پر یوں روشنی ڈالی ہے:

﴿ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ﴾

اور اس سے پہلے بے شک وہ کھلی گمراہی میں تھے۔

تاریخ گواہ ہے کہ ان کے ہاں شراب پینا، جوا کھیلنا، زنا کرنا، لاتعداد بیویوں کا رکھنا، آپس میں ایک دوسرے کا خون بہانا، صدیوں خانہ جنگی میں الجھے رہنا، ربِ حقیقی سے کٹ کر باطل معبودوں کی پرستش کرنا، اور دیگر فحاشی کے کاموں کا ارتکاب معیوب نہیں سمجھا جاتا تھا۔ اسلام نے ان کی ہر برائی کا نہ صرف علاج کیا بلکہ ان میں ایسی صفات اور اخلاقی قدریں پیدا کر دیں جن کی بنا پر وہ دنیا میں اللہ تعالیٰ کی بہترین مخلوق بن گئے۔ طریقہ علاج بڑا حکیمانہ اور تدریجاً تھا۔ جیسے شراب کے بارے میں پہلے تجارت، پھر نشہ اور آخر میں اس کی حرمت کا ذکر ہوا، لاتعداد بیویوں کو ایک وقت میں چار تک محدود کر دیا گیا، لونڈیوں اور غلاموں کے ساتھ اچھے سلوک پر جنت کی بشارت دی گئی، خون خرابے کو روکنے کے لیے قصاص و دیت کے قانون کو مؤثر بنایا گیا، شرک و بدعت کا قلع قمع کر کے شمع توحید کی روشنی کو پھیلایا گیا، زبردست کو زیردست پر ظلم کرنے کی بجائے ان کا محافظ اور ہمدرد بنا دیا گیا۔

اس طرح زنا جیسے عمل قبیح پر یوں قابو پایا گیا کہ زنا بالرضا کی مرتکب عورتوں پر جب چار گواہوں کی گواہی قائم ہو جاتی تو ان کو گھروں میں قید کر لیا جاتا یہاں تک کہ ان کی موت اسی قید میں واقع ہو جاتی، چونکہ سزا سخت تھی اس لیے عمومی دو گواہوں کی بجائے چار عادل مسلمان مردوں کی گواہی کو قبولیت کا درجہ دیا گیا۔ بے غیرتی اور بے حیائی کے کام میں مسلمان عورتوں کو گواہ بنانے سے محفوظ رکھا گیا لیکن مخصوص حالات میں زنا بالجبر کی نشانہ بننے والی عورت کی بھی بات سنی جاتی۔ سنن ابی داؤد (ص ۶۰۱) اور جامع ترمذی (۱/۲۰۱) کی کتاب الحدود میں علقمہ بن وائل ؓ اپنے باپ سے روایت نقل کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کے عہد مبارک میں ایک عورت فجر کی نماز کے لیے نکلی کہ راستے میں ایک شخص نے زبردستی اس سے اپنی حاجت پوری کر لی۔ اس کے شور مچانے اور بتانے پر مہاجرین کی ایک جماعت نے ایک آدمی کو پکڑ کر اس عورت سے پوچھا، کیا اس نے تمہارے ساتھ یہ کام کیا؟ عورت نے تصدیق کر دی تو رسول اللہ ﷺ کے سامنے اس کو پیش کر دیا گیا۔ رسول اللہ ﷺ نے جب اس کو رجم کرنے کا حکم دیا تو اچانک وہ کھڑا ہو گیا کہ جس نے عورت سے زیادتی کی تھی اور اس نے اپنے جرم کا اقرار کر لیا۔ آپ ﷺ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نے اقرار کرنے والے شخص کی تعریف کی اور اس کے بارے میں رجم کا حکم دے دیا۔ ساتھ ہی فرمایا کہ اس نے ایسی توبہ کی کہ اگر تمام اہل مدینہ کرتے تو اللہ تعالیٰ قبول فرما لیتا۔

اس روایت میں ایک طرف اکیلی عورت کی گواہی کے قبول ہونے اور دوسری طرف اسلام کی وجہ سے معاشرے کے افراد کے ذہنوں میں واقع ہونے والی تبدیلی کی نشاندہی ہوتی ہے کہ اصلی مجرم نے جب ایک بے گناہ کو سزا دیے جانے کا حکم سنا تو اپنے کیے کی سزا پانے کے لیے خود کو پیش کر دیا۔

آغازِ اسلام میں زنا بالرضا کرنے والی عورتوں کی سزا یہ تھی کہ گھروں میں ان کو قید کر دیا جائے اور اسی بے حیائی کے مرتکب ہونے والے دو مردوں کو مارا پیٹا اور ان کو رسوا کیا جائے۔ لیکن ایسے لوگوں کے لیے یہ گنجائش بھی رکھی گئی کہ اگر وہ دل و جان سے اپنے کیے پر نادم ہوتے ہوئے توبہ کر لیں اور آئندہ کے لیے اصلاح کی حامی بھر لیں تو ان کو معاف کر دیا جائے اور ان کو بتا دیا گیا کہ اللہ تعالیٰ توبہ قبول کرنے والا بڑا ہی مہربان ہے۔ برائی کو ترک کرنے اور اچھائی کو اپنانے کی یہ بہت اچھی ترغیب تھی۔ سورۃ التوبۃ میں ارشاد ہوتا ہے:

﴿ اَلَمْ يَعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ هُوَ يَقْبَلُ التَّوْبَةَ عَنْ عِبَادِهٖ ﴿104﴾ ﴾

کیا انہوں نے نہیں جانا کہ بے شک اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کی توبہ قبول کرتا ہے۔

سورۃ الشوریٰ میں مزید وضاحت ہوتی ہے:

﴿ وَهُوَ الَّذِيْ يَقْبَلُ التَّوْبَةَ عَنْ عِبَادِهٖ وَيَعْفُوْا عَنِ السَّيِّاٰتِ ﴿25﴾ ﴾

اور وہی ہے جو اپنے بندوں کی توبہ قبول کرتا ہے اور گناہ معاف فرماتا ہے۔

سورۃ النور میں مومنوں کو حکم ملتا ہے:

﴿ تُوْبُوْٓا اِلَى اللّٰهِ جَمِيْعًا اَيُّهَ الْمُؤْمِنُوْنَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ﴿31﴾ ﴾

اے ایمان والو! تم سب اللہ سے توبہ کرو تاکہ تم فلاح پاؤ۔

ان آیات میں لواطت اور دوسرے برے کاموں کے مرتکب افراد کو اپنے رب کی طرف رجوع کرنے اور اپنی برائی کی معافی مانگنے کی ترغیب دلائی گئی۔ لیکن ساتھ ہی یہ بھی واضح کر دیا گیا کہ توبہ حقیقی ہونی چاہیے اور اس میں دیر نہیں ہونی چاہیے۔ ایسا نہ ہو کہ موت کا وقت آ جائے یا کفر پر ہی موت واقع ہو جائے تو اس وقت کی توبہ فائدہ بخش نہ ہوگی۔ بلکہ ایسے لوگوں کے لیے اللہ تعالیٰ نے دردناک عذاب تیار کر رکھا ہے۔

اہل علم کے نزدیک توبہ کی چار شرائط ہیں:

۱۔ اپنی برائی پر نادم ہونا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۲۔ برائی سے فوراً کنارہ کش ہو جانا۔

۳۔ برائی کی طرف دوبارہ نہ لوٹنے کا عزم کرنا۔

۴۔ توبہ کرنے کی وجہ صرف اللہ تعالیٰ سے حیا کرنا۔

اسی لیے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اس کی توبہ قبول نہ ہوگی جو برائی کا ارتکاب کرتا رہے پھر موت کے آنے پر کہے میں اب توبہ کرتا ہوں۔ ویسے تو اللہ تعالیٰ بڑا مہربان ہے۔ یہ تنبیہ رغبت اور تلقین کی صورت ہے۔ کیونکہ سورۃ طٰہٰ میں اس کا اعلان ہے:

﴿ وَاِنِّیْ لَغَفَّارٌ لِّمَنْ تَابَ ﴿82﴾ ﴾

جس نے توبہ کی بے شک اس کے لیے میں بڑا ہی بخشنے والا ہوں۔

ترمذی (۲/۲۱۵) کتاب الدعوات، ابن ماجہ، کتاب الزہد (ص ۳۱۴) اور مسند احمد (۲/۱۳۲) میں عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

« اِنَّ اللّٰهَ يَقْبَلُ تَوْبَةَ الْعَبْدِ مَالَمْ يُغَرْ غِرْ »

بے شک اللہ تعالیٰ بندے کی توبہ اس وقت تک قبول فرماتا ہے جب تک اس کی موت کا غرغرہ شروع نہیں ہو جاتا۔

تفسیر ابن جریر کی روایت ہے کہ ابلیس جب ملعون ہوا اور اسے مہلت دی گئی تو اس نے کہا: اے اللہ! قسم ہے تیری عزت کی کہ میں ابن آدم کے دل میں سے اس وقت تک نہیں نکلوں گا جب تک اس میں روح ہوگی۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

قسم ہے مجھے میری عزت کی کہ جس وقت تک اس کے جسم میں روح رہے گی اس وقت تک اس کی توبہ رد نہیں کروں گا (یعنی قبول کرتا رہوں گا)۔

جب اہل اسلام کے ایمان وقت کے ساتھ مضبوط ہو گئے تو اسلامی ریاست کو زنا جیسے قبیح فعل سے محفوظ رکھنے کے لیے زنا کی حد نے حتمی صورت اختیار کر لی یعنی اسلام کے ابتدائی دور والی آیات کا حکم منسوخ ہو گیا لیکن ان کی تلاوت قائم رکھی گئی تاکہ معلوم ہو سکے کہ اسلام نے بگڑے ہوئے معاشرے کی اصلاح کس طرح کی۔ سورۃ النور کے الفاظ ہیں:

﴿ اَلزَّانِيَةُ وَالزَّانِيْ فَاجْلِدُوْا كُلَّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا مِائَةَ جَلْدَةٍ ﴿2﴾ ﴾

زانی اور زانیہ دونوں میں سے ہر ایک کو سو سو کوڑے لگاؤ۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہ حکم غیر شادی شدہ مرد اور عورت کے لیے ہے۔ جب کہ رسول اللہ ﷺ نے ماعز اسلمی اور غامدیہ کو رجم کرایا۔ جیسا کہ صحیح مسلم، کتاب الحدود (۲/ ۶۷، ۶۸، ۶۹)، ابوداؤد (۶۰۶، ۶۰۹) اور احادیث کی دوسری کتابوں میں منقول ہے۔ صحیح مسلم (۶۵/۲) میں حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

« خُذُوا عَنِّي، خُذُوا عَنِّي، خُذُوا عَنِّي فَقَدْ جَعَلَ اللّٰهُ سَبِيلًا : اَلْبِكْرُ بِالْبِكْرِ جَلْدُ مِائَةٍ وَنَفْيُ سَنَةٍ، وَالثَّيِّبُ بِالثَّيِّبِ جَلْدُ مِائَةٍ وَالرَّجْمُ »

تین مرتبہ آپ ﷺ نے فرمایا: مجھ سے لے لو یعنی سمجھ لو۔ غیر شادی شدہ زانی زانیہ کے لیے اللہ نے راہ نکال دی کہ دونوں کو سو سو کوڑے مار کر ان کو ایک سال کے لیے جلاوطن کرنا ہے۔ اور شادی شدہ زانی زانیہ کو سو سو کوڑے لگا کر رجم کرنا ہے۔

ابوداؤد کتاب الحدود (ص ۶۱۲) میں جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ یہود ایک مرد اور ایک عورت کو رسول اللہ ﷺ کے پاس لائے جنھوں نے زنا کیا تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: میرے پاس ان دو آدمیوں کو لاؤ جو تم میں سے سب سے زیادہ علم والے ہوں۔ چنانچہ وہ صوریا کے دو بیٹوں کو لے کر آ گئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

- میں تم کو قسم دے کر پوچھتا ہوں کہ تم اس معاملے میں تورات میں کیا حکم پاتے رہو؟

انہوں نے کہا: جب چار آدمی زانی زانیہ کو عملی حالت میں دیکھنے کی گواہی دے دیں تو ان دونوں کو رجم کر دیا جائے۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

اب کون سی بات مانع ہے کہ تم ان کو رجم نہیں کر رہے؟

انہوں نے کہا: ہماری بادشاہت چلی گئی اس لیے ہم کسی کو مارنا پسند نہیں کرتے۔ پس آپ ﷺ نے گواہوں کو بلایا۔ جن میں سے چار نے عملی طور پر گواہی دے دی کہ انہوں نے ان کو زنا کرتے دیکھا تھا۔ لہٰذا نبی کریم ﷺ نے ان کو رجم کرنے کا حکم فرمایا، جس پر زانی زانیہ کو رجم کر دیا گیا۔

بخاری، باب الرجم بالبلاط (ص ۱۰۰۷) اور مسلم، باب الزنا (۶۹/۲) کے تحت یہودیوں کے زانی زانیہ ایک اور جوڑے کے رجم کا واقعہ بھی بیان ہوا ہے۔

بخاری (ص ۱۰۰۸) اور مسلم (۶۵/۲) میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ امیر المومنین عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا: مجھے خطرہ ہے کہ جب لوگوں پر زمانہ زیادہ گزر جائے گا تو کوئی کہنے والا کہے گا کہ ہم اللہ کی کتاب میں رجم نہیں پاتے۔ اللہ نے جو فریضہ نازل فرمایا، اس کو چھوڑ کر گمراہ ہوں گے۔ آگاہ ہو جاؤ کہ شادی شدہ جب زنا کرے اور اس پر گواہی قائم ہو جائے یا عورت کا حمل ظاہر ہو جائے یا زنا کرنے والا مرد یا عورت اعتراف کر لے تو

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ان کو رجم کرنا حق ہے۔ بے شک رسول اللہ ﷺ نے رجم کیا اور آپ ﷺ کے بعد ہم نے بھی رجم کیا۔

عجیب بات یہ ہے کہ اللہ کے نام پر حاصل کیے گئے پاکستان میں وہی کچھ ہوا اور ہو رہا ہے کہ جس کا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو خطرہ تھا۔ قرآن ہی میں سب کچھ تلاش کرنے والوں کی سمجھ میں یہ نہیں آتا کہ جن کے ذریعہ ہم تک قرآن پہنچا، وہی احادیث کے راوی ہیں۔ طاغوتی طاقتوں کی بھی کوشش ہے کہ پہلے احادیث کو مشکوک بناؤ پھر قرآن حکیم کو نشانہ بناؤ۔ لیکن اللہ کے دین کا معاملہ بھی عجیب ہے کہ طاغوت نے جب بھی لوگوں کو دین سے دور کرنے کی کوشش کی تو لوگ اتنے ہی دین کے قریب آئے اور اللہ کے فضل سے اس ابتلاء کے دور میں بھی ایسا ہی ہو رہا ہے۔ دنیا کے کونے کونے میں شمع توحید روشن ہو چکی ہے اور اس کی روشنی سے گمراہی کے اندھیرے اجالوں میں تبدیل رہے ہیں۔ طاغوتی طاقتوں کی سوچ کو پروان چڑھانے والوں کو اللہ تعالیٰ ہدایت سے نوازے۔

نوٹ:

رجم کی بابت مزید تفصیل جاننے کے لیے میرا رسالہ ''وفاقی شرعی عدالت کا غیر شرعی فیصلہ'' ملاحظ کیا جا سکتا ہے جس نے اسلام کے نام پر قائم ہونے ملک پاکستان میں ایک قانون اور فیصلے کو شرعی بنانے میں بنیادی کردار ادا کیا۔

حل لغات:

- ﴿وَالّٰتِیْ یَاْتِیْنَ الْفَاحِشَةَ مِنْ نِّسَآئِکُمْ فَاسْتَشْهِدُوْا عَلَیْهِنَّ اَرْبَعَةً مِّنْکُمْ﴾ میں اَلّٰتِیْ، اَلَّتِیْ (اسم موصول) کی غیر قیاسی (خلاف قاعدہ) جمع ہے اور کبھی اس کی تاء بھی حذف کر دی جاتی ہے یعنی اَللّٰآئِیْ۔ جیسا کہ سورۃ الطلاق میں آیت (۴) میں ہے۔ یَاْتِیْنَ فعل مضارع جمع مؤنث غائب۔ اَلْفَاحِشَةَ اس کا مفعول۔ مِنْ حرف جر اور نِسَآئِکُمْ (مرکب اضافی) مجرور، اس کی کُمْ ضمیر مخاطب کی۔ فَاسْتَشْهِدُوْا (باب استفعال) فعل امر کی فاء جواب شرط۔ اَرْبَعَةً مفعول۔ عَلَیْهِنَّ کی ضمیر هِنَّ نِسَآئِکُمْ کی طرف راجع۔ جملے کا معنی ہے: اور تمہاری عورتوں میں سے جو فحاشی کو آئیں (یعنی زنا کی مرتکب ہوں) تو ان پر تمہارے مردوں میں سے چار کو گواہی دینا ہوگی۔
- ﴿فَاِنْ شَهِدُوْا فَاَمْسِکُوْهُنَّ فِی الْبُیُوْتِ﴾ میں فَاِنْ شرط۔ شَهِدُوْا فعل ماضی معروف۔ فَاَمْسِکُوْهُنَّ کی فاء جواب شرط۔ اَمْسِکُوْا فعل امر۔ هُنَّ ضمیر اس کا مفعول۔ فِیْ حرف جر۔ اَلْبُیُوْتِ مجرور۔ جملے کا معنی ہے: پس اگر وہ گواہی دے دیں تو ان (عورتوں) کو گھروں میں روک لو یعنی قید کر لو۔
- ﴿حَتّٰی یَتَوَفّٰهُنَّ الْمَوْتُ اَوْ یَجْعَلَ اللّٰهُ لَهُنَّ سَبِیْلًا﴾ میں حَتّٰی ناصبہ۔ یَتَوَفّٰی اور یَجْعَلَ دونوں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فعل مضارع۔ یَتَوَفّٰی کا فاعل اَلْمَوْتُ اور ھُنَّ ضمیر مفعول۔ یَجْعَلَ کا فاعل لفظ اَللّٰہ سَبِیْلًا مفعول۔ ھُنَّ ضمیریں نِسَائِکُمْ کی طرف راجع جملے کا معنی ہے: یہاں تک کہ موت ان کی زندگی ختم کر دے یا اللہ تعالیٰ ان کے لیے کوئی راہ نکال دے۔

○ ﴿وَالَّذٰنِ یَاْتِیٰنِھَا مِنْکُمْ فَاٰذُوْھُمَا﴾ میں اَلَّذَانِ، اَلَّذِیْ (اسم موصول) کا تثنیہ. یَاْتِیَانِ فعل مضارع تثنیہ مذکر غائب۔ ضمیر ھَا اَلْفَاحِشَةَ کی طرف راجع مِنْ حرف جر کُمْ ضمیر مخاطب کی مجرور۔ جملہ شرطیہ کی صورت اسی لیے اٰذُوْھُمَا پر فاء آئی ہے۔ جملے کا معنی ہے: اور جو مرد فحاشی کو آئیں تو ان دونوں کو سزا کے طور پر تکلیف پہنچاؤ۔

○ ﴿فَاِنْ تَابَا وَاَصْلَحَا فَاَعْرِضُوْا عَنْھُمَا﴾ میں اِنْ شرط۔ تَابَا وَاَصْلَحَا فعل ماضی سے تثنیہ مذکر کے صیغے۔ اَعْرِضُوْا فعل امر پر فاء جواب شرط کی۔ عَنْ حرف جر۔ ھُمَا مجرور۔ جملے کا معنی ہے: پس اگر وہ دونوں توبہ کرلیں اور اپنی اصلاح کریں تو ان دونوں سے پھر اعراض کرو۔

○ ﴿اِنَّ اللّٰہَ کَانَ تَوَّابًا رَّحِیْمًا﴾ اللہ تعالیٰ کے بارے میں خبر ہے بے شک اللہ تعالیٰ توبہ قبول کرنے والا ہے۔

○ ﴿اِنَّمَا التَّوْبَةُ عَلَی اللّٰہِ لِلَّذِیْنَ یَعْمَلُوْنَ السُّوْٓءَ بِجَھَالَةٍ﴾ اِنَّمَا کلمہ حصر۔ اَلتَّوْبَةُ مصدر۔ اَلَّذِیْنَ اسم موصول، اس سے پہلے لام حرف جر۔ یَعْمَلُوْنَ فعل مضارع۔ اَلسُّوْٓءَ اس کا مفعول۔ بِجَھَالَةٍ، یَعْمَلُوْنَ کے فاعل کا حال۔ عَلٰی کے بارے میں کہا گیا ہے کہ یہاں بمعنی عِنْدَ یا مِنْ ہے۔ جملے کا معنی ہے: بے شک اللہ تعالیٰ کے نزدیک توبہ ان لوگوں کی قبول ہوتی ہے جو جہالت کی بنا پر برا کام کر لیتے ہیں۔

○ ﴿ ثُمَّ یَتُوْبُوْنَ مِنْ قَرِیْبٍ فَاُولٰٓئِکَ یَتُوْبُ اللّٰہُ عَلَیْھِمْ﴾ ثُمَّ حرف عطف۔ یَتُوْبُوْنَ فعل مضارع مِنْ حرف جر۔ قَرِیْبٍ مجرور۔ اُولٰٓئِکَ اسم اشارہ پر فاء تعقیب کی۔ یَتُوْبُ فعل مضارع سے واحد مذکر غائب لفظ اَللّٰہُ اس کا فاعل عَلَیْھِمْ کی ضمیر ہم یَتُوْبُوْنَ کی طرف راجع۔ جملے کا معنی ہے: پھر وہ جلدی ہی توبہ کرتے ہیں۔ تو وہی ہیں اللہ تعالیٰ ان کی توبہ قبول فرماتا ہے۔

○ ﴿وَکَانَ اللّٰہُ عَلِیْمًا حَکِیْمًا﴾ میں کَانَ فعل ناقص۔ لفظ اَللّٰہُ اس کا اسم اور عَلِیْمًا حَکِیْمًا۔ اس کی خبر۔ جملے کا معنی ہے: اور اللہ تعالیٰ جاننے والا حکمت والا ہے۔

○ ﴿وَلَیْسَتِ التَّوْبَةُ لِلَّذِیْنَ یَعْمَلُوْنَ السَّیِّاٰتِ ۚ حَتّٰٓی اِذَا حَضَرَ اَحَدَھُمُ الْمَوْتُ قَالَ اِنِّیْ تُبْتُ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الْئٰنَ﴾ میں لَیْسَتْ بھی فعل ناقص واحد مؤنث غائب اور ماضی کے سوا اس سے کوئی اور فعل نہیں آتا۔ اَلتَّوْبَۃُ اس کا فاعل (اسم) یَعْمَلُوْنَ فعل مضارع۔ اَلسَّیِّاٰتِ مفعول۔ حتی حرف ابتدا۔ اِذَا شرط۔ حَضَرَ فعل ماضی۔ اَلْمَوْتُ اس کا فاعل۔ اَحَدَھُمْ مفعول۔ تُبْتُ فعل ماضی۔ اَلْئٰنَ ظرف زمان۔ جملے کا معنی ہے: اور توبہ ان لوگوں کی قبول نہیں ہوتی جو برے کام کرتے رہتے ہیں یہاں تک کہ جب ان کے کسی ایک کو موت آ جاتی ہے تو کہتا ہے کہ اس وقت میں توبہ کرتا ہوں۔

○ ﴿وَلَا الَّذِیْنَ یَمُوْتُوْنَ وَھُمْ کُفَّارٌ﴾ میں وَاؤ عاطفہ۔ لَا نافیہ۔ اَلَّذِیْنَ موصولہ یَمُوْتُوْنَ فعل مضارع۔ واؤ حالیہ۔ ھُمْ ضمیر مرفوع منفصل، یَمُوْتُوْنَ کی طرف راجع۔ کَافِرٌ کی جمع کُفَّارٌ. جملے کا معنی ہے: اور ان لوگوں کی توبہ قبول نہیں ہوتی ہے جو کفر کی حالت میں مرتے ہیں۔

○ ﴿اُولٰٓئِکَ اَعْتَدْنَا لَھُمْ عَذَابًا اَلِیْمًا﴾ میں اُولٰٓئِکَ اسم اشارہ۔ اَعْتَدْنَا فعل ماضی سے جمع متکلم۔ عَذَابًا اَلِیْمًا مرکب توصیفی اس کا مفعول۔ جملے کا معنی ہے: وہی ہیں کہ جن کے لیے ہم نے دردناک عذاب تیار کر رکھا ہے۔

﴿۸﴾

یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا یَحِلُّ لَکُمْ اَنْ تَرِثُوا النِّسَآءَ کَرْھًا ؕ وَلَا تَعْضُلُوْھُنَّ لِتَذْھَبُوْا بِبَعْضِ مَآ اٰتَیْتُمُوْھُنَّ اِلَّآ اَنْ یَّاْتِیْنَ بِفَاحِشَۃٍ مُّبَیِّنَۃٍ ۚ وَعَاشِرُوْھُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ ۚ فَاِنْ کَرِھْتُمُوْھُنَّ فَعَسٰٓی اَنْ تَکْرَھُوْا شَیْئًا وَّ یَجْعَلَ اللّٰہُ فِیْہِ خَیْرًا کَثِیْرًا ﴿19﴾	اے ایمان والو! تمہارے لیے حلال نہیں کہ تم زبردستی عورتوں کے وارث بن جاؤ اور نہ تم ان کو اس لیے روکے رکھو تاکہ جو تم نے ان کو دیا ہے، اس میں سے کچھ لے لو مگر یہ کہ وہ کھلا برا کام (یعنی زنا) کریں اور ان کے ساتھ اچھے طریقے سے زندگی گزارو اگر تم ان کو ناپسند کرو تو قریب ہے کہ تم کوئی شے ناپسند کرو مگر اللہ تعالیٰ اس میں خیر کثیر کا سبب پیدا کر دے۔
وَاِنْ اَرَدْتُّمُ اسْتِبْدَالَ زَوْجٍ مَّکَانَ زَوْجٍ ۙ وَّ اٰتَیْتُمْ اِحْدٰھُنَّ قِنْطَارًا فَلَا تَاْخُذُوْا مِنْہُ شَیْئًا ؕ اَتَاْخُذُوْنَہٗ بُھْتَانًا	اور اگر تم ایک بیوی (کو طلاق دے کر اس) کی جگہ دوسری لانے کا ارادہ رکھتے ہو اور تم نے ان میں سے کسی ایک کو خزانہ دے دیا ہو تو اس میں سے کچھ بھی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَّاِثْمًا مُّبِيْنًا ﴿20﴾	واپس نہ لو۔ کیا تم اس کو ناحق اور کھلا گناہ ہوتے ہوئے بھی لے لو گے؟
وَكَيْفَ تَأْخُذُوْنَهٗ وَقَدْ اَفْضٰى بَعْضُكُمْ اِلٰى بَعْضٍ وَّ اَخَذْنَ مِنْكُمْ مِّيْثَاقًا غَلِيْظًا ﴿21﴾	اور تم وہ (حق مہر) کیسے لو گے جب کہ تم ایک دوسرے مل چکے ہو اور انہوں نے تم سے مضبوط عہد لے رکھا ہے۔

تشریح:

صحیح بخاری (ص ۶۵۸) میں ان آیات مبارکہ کی تفسیر میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ کوئی آدمی مرجاتا تو اس کی بیوہ کے زیادہ حق دار میت کے ورثاء ہوتے۔ ان میں سے اگر کوئی چاہتا تو اس سے شادی کر لیتا اور اگر وہ چاہتے تو کسی اور سے اس کی شادی کر دیتے اور اگر چاہتے تو اس کی شادی نہ کرتے، اس کے بارے میں اس کے والدین اور اس کے خاندان سے زیادہ حق دار ہوتے کہ جو فیصلہ کرنا چاہتے، کرتے۔ حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ نے فتح الباری (۲۴۸/۸) میں اس کی وضاحت یوں کی ہے:

«اِنَّ ذٰلِكَ كَانَ فِي الْجَاهِلِيَّةِ وَفِي اَوَّلِ الْاِسْلَامِ......»

بے شک یہ کام زمانہ جاہلیت اور اسلام کے ابتدائی دور میں تھا یہاں تک کہ سورۃ النساء والی آیت نازل ہوئی۔

تفسیر ابن جریر (۳۰۶/۴) میں عکرمہ رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ ﴿لَا يَحِلُّ لَكُمْ اَنْ تَرِثُوا النِّسَاءَ كَرْهًا﴾ والی آیت کُبَیشۃ بنت مَعن بن عاصم من الاوس کے بارے میں نازل ہوئی جب ان کا خاوند ابوقیس بن الاسلت فوت ہوا اور ان کا بیٹا اپنی سوتیلی ماں سے نکاح کرنے کو تیار ہو گیا۔ وہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور عرض کیا: اللہ کے نبی! مجھے نہ تو میرے فوت شدہ خاوند کی وراثت سے کچھ دیا جا رہا ہے اور نہ مجھے چھوڑا جا رہا ہے تاکہ میں نکاح کر لوں۔ تفسیر مجاہد (ص ۱۵۰) کے الفاظ ہیں:

«كَانَ الرَّجُلُ اِذَا تُوُفِّيَ كَانَ اِبْنُهٗ اَحَقَّ بِامْرَاَتِهٖ»

جب کوئی آدمی مرجاتا تو اس کی بیوہ یعنی سوتیلی ماں کا زیادہ حق دار اس کا بیٹا ہوتا۔

سدی سے تفسیر ابن جریر میں منقول ہے کہ جاہلیت میں کوئی فوت ہوتا اور اپنی بیوی چھوڑتا تو میت کا وارث اگر بیوہ پر چادر ڈال دیتا تو وہی میت کے مہر پر اس سے نکاح کر لیتا یا کسی اور سے اس کا نکاح کر کے اس کو ملنے والا مہر خود لے لیتا۔ لیکن اگر وہ بیوہ چادر ڈالے جانے سے پہلے ہی بچ کر اپنے خاندان میں پہنچ جاتی تو وہی اس

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے معاملے کے زیادہ حق دار ہو جاتے۔

درمنثور میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے حوالے سے یہ بھی منقول ہے کہ میت کی بیوہ پر اس کا کوئی دوست چادر ڈال دیتا۔ اگر خوبصورت ہوتی تو خود میت کے مہر پر ہی اس سے نکاح کر لیتا اور اگر بدصورت ہوتی تو اس کو اپنے پاس روکے رکھتا یہاں تک کہ اس کی موت واقع ہو جاتی اور وہ اس کے مال کا وارث بن جاتا۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ کا کہنا ہے کہ سورۃ النسآء کی ان دو آیتوں میں سے ایک کا تعلق زمانہ جاہلیت کے رسم بد سے اور دوسری کا اسلام سے ہے۔ یعنی جو کچھ جہالت کی بنا پر اسلام سے پہلے کیا جاتا تھا اب وہ نہیں ہوگا اور مسلمانوں کو یہ لائق نہیں کہ عورت پر ظلم کر کے اس کے مہر کی رقم یا اس کی وراثت کا مال کھائیں۔

عورت کو ملنے والے حقوق و تحفظ کے باوجود اگر وہ پھر بھی فحاشی کی مرتکب ہوتی ہے اور خاوند کی امانت میں خیانت کرتی ہے تو اس کے لیے بھی اسلامی تعلیم کے مطابق عمل کیا جائے گا۔ لیکن عمومی طور پر اہل اسلام کو حکم دیا گیا کہ وہ اپنی بیویوں سے اچھا سلوک کریں۔ سنن ابي داود، (ص ۲۹۱) میں "باب فی حق المراة علی زوجھا" کے تحت حکیم بن معاویہ اپنے باپ سے روایت نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں عرض کیا کہ ہمارے کسی ایک کی بیوی کا اس پر کیا حق ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا:

> جب تو کھانا کھائے تو اس کو بھی کھلا جب لباس بنائے تو اس کو بھی بنوا کر دے۔ اس کے چہرے پر نہ مار۔ قبیح قول اس کو نہ کہہ اور اگر کسی بات پر الگ کرنے کی نوبت آئے تو گھر ہی میں الگ کر (یعنی گھر سے نہیں نکالنا۔)

سنن ابن ماجہ (ص ۱۴۲) میں "باب حسن معاشرۃ النسآء" کے تحت حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

> « خَيْرُكُمْ خَيْرُكُمْ لِأَهْلِهِ، وَأَنَا خَيْرُكُمْ لِأَهْلِي »
>
> تمہارا بہترین شخص وہ ہے جو اپنے اہل کے لیے اچھا ہو اور تم سب سے زیادہ میں اپنے اہل کے لیے اچھا ہوں۔

یہی روایت زوائد ابن حبان میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے بھی مروی ہے۔ سنن ابن ماجہ کی دوسری روایت کے مطابق آپ ﷺ نے فرمایا:

www.KitaboSunnat.com

> « خِيَارُكُمْ خِيَارُكُمْ لِنِسَآءِ هِمْ »
>
> تم میں سب سے اچھے وہ لوگ ہیں جو اپنی بیویوں کے لیے اچھے ہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اے لوگو! تمہارے پاس عورتیں یعنی تمہاری بیویاں مدد کرنے والی خدمت گار ہیں۔ تم نے ان کو اللہ کی امانت اور کلمۃ اللہ سے اپنی بیویاں بنا کر اپنے لیے حلال کیا ہے۔ ان کا تمہارے اوپر اور تمہارا ان پر حق ہے۔ تمہارا ان پر یہ حق ہے کہ کسی کو تمہارے بستر پر آنے نہ دیں اور شرعی کاموں میں تمہاری نافرمانی نہ کریں۔ جب وہ ایسا کریں تو معروف طریقے سے ان کے کھانے پینے اور لباس کا تمہارے اوپر حق ہے۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«اِتَّقُوا اللّٰهَ فِي النِّسَآءِ»

عورتوں کے بارے میں اللہ سے ڈرتے رہو۔

صحیح بخاری (کتاب الانبیاء ص ٤٢١ اور کتاب النکاح، ص ٨٨٩) اور صحیح مسلم (کتاب الرضاع، ص ٤٨٥) میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

عورتوں کا اچھی طرح خیال رکھا کرو۔ کیونکہ عورت سب سے اوپر والی ٹیڑھی پسلی سے پیدا کی گئی ہے۔ اگر تو اس کو سیدھا کرنا چاہے گا تو اس کو توڑ دے گا۔ اگر چھوڑے گا تو ہمیشہ ٹیڑھی رہے گی۔ اس لیے عورتوں سے اچھا سلوک کرتے رہو۔

لہٰذا ﴿ عَاشِرُوْهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ ﴾ میں اچھی اور عمدہ معاشرت کی تمام باتیں آ جاتی ہیں۔

اس بہترین تعلیم کے ساتھ ساتھ مردوں کی فطرت کو پیش نظر رکھتے ہوئے ان پر یہ بھی واضح کر دیا گیا کہ ہو سکتا ہے کہ تم کسی چیز کو پسند نہ کرو لیکن اللہ تعالیٰ اس میں تمہارے لیے بھلائی کا پہلو رکھ دے۔ یہاں بھی عورتوں کے حق میں بات ہو رہی ہے۔ یعنی اگر تمہیں اپنی بیویوں کی کوئی عادت اچھی نہ لگتی ہو تو ان کو برداشت کرو۔ ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ ان میں سے ایسی اولاد عطا کر دے جو تمہارے لیے صدقہ جاریہ بن جائے۔ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اپنی اس عادت کے باوجود تمہاری انتہائی خیر خواہ ہوں۔ ان میں سے کسی کو تم اگر چھوڑنا اور اس کی جگہ دوسری کو لانا چاہتے ہو تو یہ تمہارا حق ہے۔ لیکن ایسا کرتے ہوئے تمہارے دل میں یہ خیال نہیں آنا چاہیے کہ جو تم نے اس کو نکاح کے موقع پر یا بعد میں دیا تھا، اس میں سے کچھ واپس لے لو۔ ایسا کرنا تمہارے لیے کسی بھی صورت میں جائز نہیں ہوگا۔ بلکہ کھلا گناہ ہوگا۔

درمنثور کے حاشیے پر جو تفسیر ابن عباس رضی اللہ عنہما چڑھی ہوئی ہے، اس میں بُهْتَانًا کا معنی حَرَامًا اور اِثْمًا مُبِيْنًا کا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

معنی ظُلْمًا بَیِّنًا منقول ہے۔اس سے معلوم ہوا کہ کوئی مرد اپنی بیوی کو خزانے کا خزانہ مہر کی صورت میں دینے کے بعد طلاق دیتے ہوئے اس میں سے کچھ رکھنا چاہے تو ابن عباس رضی اللہ عنہما کے مطابق وہ حرام اور واضح ظلم ہوگا۔مہر کی واپسی کا حق صرف اسی صورت میں بنتا ہے کہ جب عورت فحاشی کی مرتکب ہو یا مرد کو ناپسند کرتے ہوئے خلع پر مصر ہو۔اگر وہ خاوند کے ساتھ رہنا چاہتی ہو لیکن خاوند اس کو طلاق دے دے تو پھر مہر میں سے کچھ بھی واپس لینے کا وہ حق دار نہیں ہوگا۔

یہاں یہ بھی واضح ہوا کہ کوئی صاحب حیثیت اپنی حیثیت کے مطابق زیادہ مال مہر میں دینا چاہے تو اس کی ممانعت نہیں۔تفسیر القرطبی میں منقول ہے کہ ایک مرتبہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اپنے خطبے میں کہا کہ مہر کی رقم زیادہ مقرر نہ کیا کرو۔اگر دنیا میں عزت کا سبب اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک تقویٰ کا سبب ہوتی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تم سے زیادہ ادا کرتے۔حالانکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیویوں اور بیٹیوں کے مہر بارہ اوقیہ سے زیادہ نہ ادا کیے اور نہ کروائے۔ایک عورت نے کھڑے ہو کر کہا: اے عمر! اللہ تعالیٰ ہمیں دے رہا ہے اور آپ ہمیں محروم کر رہے ہیں۔کیا اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے یہ نہیں فرمایا:﴿ وَاٰتَیْتُمْ اِحْدٰهُنَّ قِنْطَارًا فَلَا تَاْخُذُوْا مِنْهُ شَیْـًٔا ﴾ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اسی وقت اقرار کیا کہ عورت نے صحیح کہا اور عمر رضی اللہ عنہ نے غلطی کی۔یہ بھی منقول ہے کہ انہوں نے کہا کہ سب لوگ عمر رضی اللہ عنہ سے زیادہ سمجھدار ہیں۔

سنن ابی داؤد (ص ۲۸۷ باب الصداق) میں ام حبیبہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ حبشہ کے بادشاہ النجاشی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے ان کے نکاح کے موقع پر چار ہزار درہم مہر کی صورت میں ادا کیے۔مسند احمد (۴۲۷/۲) میں بھی یہ روایت موجود ہے۔

اسد الغابة (۲۸۷/۷) الاستیعاب (۷۷۲/۲) طبقات ابن سعد (۴۸۲/۸) اور الاصابة (۲۷۵/۸) کی روایات کے مطابق حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے جب حضرت علی رضی اللہ عنہ کی بیٹی ام کلثوم سے نکاح کیا تو انہوں نے چار ہزار درہم مہر ادا کیا۔

موارد الظمآن الی زواید ابن حبان میں حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص سے فرمایا:

کیا تو راضی ہے کہ فلاں عورت سے میں تیرا نکاح کردوں؟

اس نے عرض کیا جی میں راضی ہوں۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس فلاں عورت سے فرمایا:

کیا تو راضی ہے کہ فلاں شخص سے تیرا نکاح کردوں؟

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس نے بھی رضا مندی کا اظہار کر دیا۔ چنانچہ آپ ﷺ نے ان کا نکاح کر دیا اور بغیر مہر ادا کیے رخصتی ہو گئی۔ وہ صحابی صلح حدیبیہ میں شریک تھے اور ان کو خیبر میں سے حصہ ملا تھا۔ جب ان کی موت کا وقت آیا تو انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے جب میرا نکاح فلاں سے کیا تو میں نے نہ مہر مقرر کیا اور نہ ادا ہی کیا۔ اب میں تم سب کو گواہ بناتا ہوں کہ میں نے اس کو مہر کے طور پر خیبر والا حصہ دے دیا۔ اس کی بیوی نے وہ حصہ ایک لاکھ درہم میں بیچا۔

اللہ تعالیٰ نے صحابہ رضی اللہ عنہم سے سوال کیا کہ جب تم میاں بیوی بن گئے اور تمہاری بیویوں نے تم سے اللہ تعالیٰ کے نام سے مضبوط عہد لے لیا، تو پھر تم دیا ہوا مال کیسے واپس لو گے؟ اسلام کے عورتوں پر جو جو احسانات ہیں، مسلم اور غیر مسلم عورتوں کو انہیں سمجھنے کی اللہ تعالیٰ توفیق عطا فرمائے۔

حل لغات:

○ ﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا يَحِلُّ لَكُمْ اَنْ تَرِثُوا النِّسَآءَ كَرْهًا﴾ میں یٰٓاَیُّھَا حرف ندا۔ اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا (موصول وصلہ) منادیٰ۔ لَا نافیہ۔ یَحِلُّ فعل مضارع۔ لَکُمْ جار مجرور۔ اَنْ ناصبہ۔ تَرِثُوْا فعل مضارع معروف سے جمع مذکر مخاطب اس کی نون اَنْ کی وجہ سے گری ہوئی ہے۔ النِّسَآءَ مفعول۔ کَرْھًا (مصدر) حال۔ جملے کا معنی ہے: اے ایمان والو! تمہارے لیے حلال نہیں کہ تم زبردستی عورتوں کے وارث بن جاؤ۔

○ ﴿وَلَا تَعْضُلُوْهُنَّ لِتَذْهَبُوْا بِبَعْضِ مَآ اٰتَيْتُمُوْهُنَّ اِلَّآ اَنْ يَّاْتِيْنَ بِفَاحِشَةٍ مُّبَيِّنَةٍ﴾ میں لَا تَعْضُلُوْا فعل نہی۔ ھُنَّ ضمیر منصوب متصل، مفعول۔ لِتَذْھَبُوْا کا لام کَیْ اور تَذْھَبُوْا فعل مضارع۔ بِبَعْضِ جار مجرور۔ مَا موصولہ۔ اٰتَیْتُمُوْ فعل ماضی جمع مذکر حاضر۔ ھُنَّ ضمیر مفعول۔ اِلَّا حرف استثناء۔ یَاْتِیْنَ فعل مضارع معروف سے جمع مؤنث غائب۔ فَاحِشَةٍ مُّبَیِّنَةٍ مرکب توصیفی حرف جر "ب" کی وجہ سے مجرور۔ جملے کا معنی ہے: اور تم ان کو روکے نہ رکھو تاکہ جو تم نے ان کو دیا ہے، اس میں سے کچھ لے لو مگر یہ کہ وہ کھلی برائی کا کام (یعنی زنا) کیا کرو۔

○ ﴿وَعَاشِرُوْهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ﴾ میں عَاشِرُوْا باب مفاعلہ سے فعل امر۔ ھُنَّ ضمیر مفعول۔ بِالْمَعْرُوْفِ جار مجرور۔ جملے کا معنی ہے: اور ان کے ساتھ اچھے طریقے سے زندگی گزارو۔ یعنی ان سے اچھا سلوک کیا کرو۔

○ ﴿فَاِنْ كَرِهْتُمُوْهُنَّ فَعَسٰٓى اَنْ تَكْرَهُوْا شَيْئًا وَّيَجْعَلَ اللّٰهُ فِيْهِ خَيْرًا كَثِيْرًا﴾ فَاِنْ کَرِھْتُمُوْھُنَّ شرط

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عَسٰی فعل مقارب پر فاء جواب شرط۔ تَكْرَهُوْا اور يَجْعَلَ دونوں پر اَنْ کا عمل ہوا ہے جس کی وجہ سے تَكْرَهُوْا کی نون گرگئی اور يَجْعَلَ کے آخر میں زبر آ گئی۔ لفظ اَللّٰهُ فاعل۔ شَيْئًا اور خَيْرًا كَثِيْرًا (مرکب توصیفی) مفعول۔ جملے کا معنی ہے: پس اگر تم ان کو ناپسند کرو تو قریب ہے کہ تم کوئی شے ناپسند کرو اور اللہ تعالیٰ اس میں بہت بھلائی کر دے۔

- ﴿وَاِنْ اَرَدْتُّمُ اسْتِبْدَالَ زَوْجٍ مَّكَانَ زَوْجٍ﴾ میں اِنْ شرطیہ۔ اَرَدْتُّم فعل ماضی جمع مذکر حاضر۔ اِسْتِبْدَالَ زَوْجٍ (مرکب اضافی) مفعول۔ اِسْتِبْدَالَ باب استفعال سے مصدر اور زوج کا لفظ خاوند اور بیوی دونوں کے لیے استعمال ہوتا ہے لیکن یہاں مراد بیوی ہے۔ جملے کا معنی ہے: اور اگر ایک بیوی کو طلاق دے کر دوسری لانے کا ارادہ کرو۔

- ﴿وَّاٰتَيْتُمْ اِحْدٰهُنَّ قِنْطَارًا فَلَا تَاْخُذُوْا مِنْهُ شَيْئًا﴾ میں وَاؤ حالیہ۔ اٰتَيْتُمْ فعل ماضی اِحْدٰهُنَّ مفعول اوّل۔ قِنْطَارًا مفعول ثانی۔ لَا تَاْخُذُوْا فعل نہی، مِنْ حرف جر، هٗ ضمیر مجرور متصل، شَيْئًا مفعول۔ جملے کا معنی ہے: اس حال میں کہ تم نے ان میں سے کسی ایک کو خزانہ (یعنی بہت سا مال دے) دیا ہو پس اس میں سے کچھ بھی واپس نہ لو۔

www.KitaboSunnat.com

- ﴿اَتَاْخُذُوْنَهٗ بُهْتَانًا وَّاِثْمًا مُّبِيْنًا﴾ میں ہمزہ استفہامیہ تعجب و وعید اور ڈانٹ کے لیے ہے۔ تَاْخُذُوْنَ فعل مضارع. هٗ ضمیر (منصوب متصل) قِنْطَارًا کی طرف راجع۔ بُهْتَانًا وَّاِثْمًا مُّبِيْنًا حال۔ جملے کا معنی ہے: کیا تم اس کو ناحق ہوتے اور کھلا گناہ ہوتے ہوئے بھی لے لوگے۔

- ﴿وَكَيْفَ تَاْخُذُوْنَهٗ وَقَدْ اَفْضٰى بَعْضُكُمْ اِلٰى بَعْضٍ﴾ میں واؤ عاطفہ۔ كَيْفَ استفہامیہ۔ تَاْخُذُوْنَ فعل مضارع جمع مذکر حاضر۔ هٗ ضمیر قِنْطَارًا ہی کی طرف لوٹ رہی ہے۔ واؤ حالیہ۔ قَدْ اَفْضٰى ماضی قریب۔ بَعْضُكُمْ اس کا فاعل۔ اِلٰى بَعْضٍ جار مجرور۔ جملے کا معنی ہے: اور تم اس کو کیسے لو گے جب کہ تم ایک دوسرے تک پہنچ چکے ہو۔ (یعنی میاں بیوی کی صورت اختیار کر چکے ہو۔)

- ﴿وَّاَخَذْنَ مِنْكُمْ مِّيْثَاقًا غَلِيْظًا﴾ میں واؤ عاطفہ۔ اَخَذْنَ فعل ماضی سے جمع مؤنث غائب۔ مِنْكُمْ جار مجرور مِيْثَاقًا غَلِيْظًا (مرکب توصیفی) مفعول۔ جملے کا معنی ہے: اور انہوں نے تم سے پکا مضبوط عہد لے رکھا ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

﴿۹﴾

وَلَا تَنْكِحُوْا مَا نَكَحَ اٰبَآؤُكُمْ مِّنَ النِّسَآءِ اِلَّا مَاقَدْ سَلَفَ ؕ اِنَّهٗ كَانَ فَاحِشَةً وَّمَقْتًا ؕ وَسَآءَ سَبِيْلًا ﴿22﴾

اور تم ان عورتوں سے نکاح نہ کرو جن سے تمہارے باپوں نے نکاح کیا ہو مگر جو ہو چکا (سو ہو چکا)۔ بے شک یہ کام انتہائی بے حیائی اور ناراضی کا سبب بننے والا ہے، اور بہت بری راہ ہے۔

حُرِّمَتْ عَلَيْكُمْ اُمَّهٰتُكُمْ وَبَنٰتُكُمْ وَ اَخَوٰتُكُمْ وَعَمّٰتُكُمْ وَخٰلٰتُكُمْ وَبَنٰتُ الْاَخِ وَبَنٰتُ الْاُخْتِ وَاُمَّهٰتُكُمُ الّٰتِيْٓ اَرْضَعْنَكُمْ وَاَخَوٰتُكُمْ مِّنَ الرَّضَاعَةِ وَاُمَّهٰتُ نِسَآئِكُمْ وَرَبَآئِبُكُمُ الّٰتِيْ فِيْ حُجُوْرِكُمْ مِّنْ نِّسَآئِكُمُ الّٰتِيْ دَخَلْتُمْ بِهِنَّ ز فَاِنْ لَّمْ تَكُوْنُوْا دَخَلْتُمْ بِهِنَّ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ وَحَلَآئِلُ اَبْنَآئِكُمُ الَّذِيْنَ مِنْ اَصْلَابِكُمْ ۙ وَاَنْ تَجْمَعُوْا بَيْنَ الْاُخْتَيْنِ اِلَّا مَا قَدْ سَلَفَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ﴿23﴾

حرام کی گئیں تم پر تمہاری مائیں اور تمہاری بیٹیاں اور تمہاری بہنیں اور تمہاری پھوپھیاں اور تمہاری خالائیں اور بھائی کی بیٹیاں اور بہن کی بیٹیاں اور تمہاری وہ مائیں جنہوں نے تم کو دودھ پلایا اور تمہاری دودھ شریک بہنیں اور تمہاری بیویوں کی مائیں اور تمہاری وہ پروردہ بیٹیاں جو تمہاری ان بیویوں سے ہیں جن سے تمہارا ازدواجی تعلق قائم ہو چکا ہو۔ اگر تم نے ان کی ماؤں سے ازدواجی تعلق قائم نہ کیا ہو تو پھر (ان سے نکاح کرنے میں) کوئی گناہ نہیں، اور تمہارے ان بیٹوں کی بیویاں جو تمہاری صلبی اولاد ہوں اور یہ کہ تم نکاح میں دو بہنوں کو جمع کرو۔ مگر جو ہو چکا سو ہو چکا۔ بے شک اللہ تعالیٰ بڑا ہی بخشنے والا مہربان ہے۔

تشریح:

زمانہ جاہلیت میں سوتیلی ماؤں کے ساتھ جو شرمناک سلوک کیا جاتا تھا، اس کو قطعی طور پر ختم کرنے کے لیے اللہ تعالیٰ نے اہل اسلام کو واضح الفاظ میں حکم دے دیا کہ جن عورتوں سے تمہارے باپوں نے نکاح کیا، ان کی وفات کے بعد تم نے باپ کی بیوہ یعنی اپنی سوتیلی ماں کو ماں ہی سمجھنا ہے۔ جاہلانہ رواج کے مطابق ان سے نکاح نہیں کرنا۔ ماضی میں جو ہو چکا، اسے اب نہیں دوہرانا۔ کیونکہ یہ کام انتہائی فحاشی اور اللہ تعالیٰ کی ناراضی کا سبب

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور بہت ہی بری راہ ہے۔ حضرت امام فخر الدین رازی رحمہ اللہ نے تفسیر کبیر میں لکھا ہے کہ قباحت کے تین مرتبے ہیں۔ ایک قباحت عقلی دوسری شرعی اور تیسری عادتی ہوتی ہے۔ لہٰذا سوتیلی ماں سے نکاح کو جب اللہ تعالیٰ نے فَاحِشَةً کہا تو یہ قباحت عقلی کی طرف اشارہ ہے۔ مَقْتًا قباحت شرعی کی طرف اور سَآءَ سَبِيْلًا عرف و عادات کی طرف اشارہ ہے۔ جب یہ تینوں قباحتیں کسی عمل وفعل میں جمع ہو جائیں تو وہ عمل وفعل انتہائی قبیح ہو جاتا ہے۔

سورۃ الاعراف میں سید الانبیاء ﷺ سے اعلان کرایا گیا ہے:

﴿ قُلْ اِنَّمَا حَرَّمَ رَبِّيَ الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَ مَا بَطَنَ ﴿33﴾ ﴾

کہہ دیں کہ بے شک میرے رب عزوجل نے ظاہری اور پوشیدہ فحاشی کے تمام کام حرام کر دیئے ہیں۔

سورۃ الانعام میں حکم دیا گیا ہے:

﴿ وَلَا تَقْرَبُوا الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ ﴿151﴾ ﴾

اور ظاہری اور پوشیدہ فحاشی کے کاموں کے نزدیک تک نہیں جانا۔

اس سے بڑھ کر قباحت کیا ہوسکتی تھی کہ باپ جس عورت کو اپنی اولاد کی ماں بنا کر لائے، اس کے مرنے کے بعد اس کی اولاد میں سے بڑا بیٹا اس سے نکاح کر لے۔

تفسیر ابن کثیر کی روایت ہے کہ ابوقیس انصاری رضی اللہ عنہ جب فوت ہوئے تو زمانہ جہالت کی مروجہ رسم کے مطابق ان کے بیٹے نے اپنی سوتیلی ماں سے نکاح کرنے کا ارادہ کیا، سوتیلی ماں نے کہا کہ اپنی قوم میں بلاشبہ تم نیک انسان ہو۔ لیکن میں تجھے اپنا بیٹا ہی سمجھتی ہوں۔ خیر میں رسول اللہ ﷺ کے پاس جاتی ہوں اور اس کے بارے میں پوچھتی ہوں۔ جب انہوں نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر اپنا معاملہ پیش کیا تو اللہ تعالیٰ نے سوتیلی ماؤں سے نکاح نہ کرنے والی آیت نازل فرما دی۔ سوتیلی اور حقیقی ماں کے درمیان پیدا کردہ فرق مٹا دیا۔ ماں کے درجے میں آنے والی کی شان کو بڑھا دیا۔

اسلام کے دنیا میں پھیلنے اور مقبول ہونے کے راز کو اگر جاننے کی کوشش کی جائے تو معلوم ہوگا کہ محمد رسول اللہ ﷺ کو جو بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے حکم ملا، آپ ﷺ نے خود اس پر عمل کیا اور صحابہ رضی اللہ عنہم سے کروایا۔ اسی لیے سورۃ الصف میں مومنوں پر واضح کر دیا گیا۔

﴿ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لِمَ تَقُوْلُوْنَ مَا لَا تَفْعَلُوْنَ ﴿2﴾ كَبُرَ مَقْتًا عِنْدَ اللّٰهِ اَنْ تَقُوْلُوْا مَا لَا تَفْعَلُوْنَ ﴿3﴾ ﴾

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اے ایمان والو! وہ بات کیوں کہتے ہو جس پر عمل نہیں کرتے۔ اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے بڑی ناراضی کی بات یہ ہے کہ تم وہ کہو جس پر خود عمل نہ کرتے ہو۔

کامیابی کی یہی بنیاد تھی جسے موجودہ دور میں نظر انداز کر دیا گیا ہے۔ بہت ہی کم لوگ ہیں جو قرآن حکیم کی اس تعلیم کے مطابق عمل کرتے ہیں۔

سوتیلی ماں کا احترام کرنے کا جب حکم نازل ہوا تو قانون کی صورت میں اس کا نفاذ ہوا۔ خلاف ورزی کرنے والوں کا باقاعدہ محاسبہ ہوا۔

سنن درامی (ص ۲۸۹)، سنن نسائی (۷۵/۲ کتاب النکاح)، سنن ابی داوٗد (ص ۶۱۲ کتاب الحدود) اور زوائد ابن حبان (ص ۳۶۴) میں حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میری ملاقات حضرت ابو بردہ رضی اللہ عنہ سے ہوئی۔ ان کے پاس ایک جھنڈا تھا۔ میں نے ان سے پوچھا کہ آپ کہاں جا رہے ہیں؟ انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ نے مجھے اس شخص کی طرف بھیجا ہے جس نے اپنی سوتیلی ماں سے نکاح کر لیا ہے، مجھے حکم ملا ہے کہ اس کی گردن ماروں اور اس کے مال پر قبضہ کر لوں۔

اللہ تعالیٰ چونکہ بڑا ہی مہربان اور گناہوں کا بخشنے والا ہے، اس لیے اس نے ماضی میں ہونے والی کوتاہیوں اور غلطیوں پر کوئی مؤاخذہ نہیں کیا بلکہ اصلاح کرنے والوں کو جنت کی بشارت دی۔

زمانہ جاہلیت میں ہونے والی برائیوں کو دور کر کے مزید رہنمائی مہیا کر دی گئی کہ اہل ایمان مردوں پر ان کی ماؤں، بیٹیوں، بہنوں، پھوپھیوں، خالاؤں، بھتیجیوں، بھانجیوں کو حرام کر دیا گیا ہے۔ یعنی ان سے ان رشتوں کے ناطے مسلمان مرد کا نکاح نہیں ہو سکے گا۔ حالانکہ دنیا کے کئی ملکوں اور مذاہب میں ایسا ہوتا تھا۔ لیکن اسلام نے ان رشتوں کے تقدس کو پامال ہونے سے بچا لیا۔ بلکہ ان رشتوں کے ساتھ ان رشتوں کو بھی شامل کر لیا گیا جو دودھ پینے پلانے سے قائم ہوتے ہیں۔ جن کو رضاعی کہا جاتا ہے۔ ایک عورت کسی بچے کی حقیقی ماں نہیں ہوتی لیکن کسی موقع پر اس نے اس بچے کو دودھ پلایا ہوتا ہے جس کی وجہ سے وہ بھی ماں کے رتبے میں آ جاتی ہے اور وہ بچہ اس کی حقیقی اولاد جیسی حیثیت اختیار کر جاتا ہے۔ اس لیے نسبی رشتوں کی طرح اس پر رضاعی رشتے بھی حرام ہو جاتے ہیں۔ صحیح بخاری (ص ۷۶۴ کتاب النکاح) اور صحیح مسلم (۴۶۶/۱ کتاب الرضاع) کی روایت ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«اَلرِّضَاعَةُ تُحَرِّمُ مَاتُحَرِّمُ الْوِلَادَةُ»

رضاعت بھی وہ حرام کر دیتی ہے جو ولادت حرام کرتی ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بخاری مسلم میں یہ وضاحت بھی موجود ہے:

«اَلرِّضَاعَةُ مِنَ الْمَجَاعَةِ»

بچہ اتنا دودھ پئے کہ اس کی بھوک مٹ جائے پھر رضاعت ثابت ہوگی۔

ایک دو چوسوں سے رضاعت ثابت نہیں ہوتی جیسا کہ صحیح مسلم میں مروی ہے اور رضاعت دودھ پلانے کی مدت دو سال کے اندر ہوگی جیسا کہ موطا امام مالک "ماجاء فی الرضاعة بعد الکبر" کی روایت سے ظاہر ہوتا ہے۔ یحییٰ بن سعید سے مروی ہے کہ ایک آدمی نے حضرت ابوموسیٰ الاشعری رضی اللہ عنہ سے کہا کہ میں نے اپنی بیوی کے پستان کو منہ میں لیا جس سے اس کا دودھ میرے پیٹ میں چلا گیا۔ ابوموسیٰ الاشعری رضی اللہ عنہ نے کہا میرا خیال ہے کہ وہ تجھ پر حرام ہوگئی ہے۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا آپ اس آدمی کو کیا فتویٰ دے رہے ہیں؟ ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے کہا تو آپ اس بارے میں کیا کہتے ہیں؟ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا:

«لَا رِضَاعَةَ اِلَّا مَا كَانَ فِي الْحَوْلَيْنِ»

رضاعت دودھ پلانے والی دو سالہ مدت میں ثابت ہوتی ہے۔

ایک دوسرے واقعہ میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

«فَاِنَّمَا الرِّضَاعَةُ رِضَاعَةُ الصَّغِيْرِ» (الموطا، احکام القرآن ص ۳۷۵)

بے شک رضاعت گود میں دودھ پلانے والی مدت کے دوران میں ہوتی ہے۔

رہی بات حضرت ابو حذیفہ رضی اللہ عنہ کے مولیٰ سالم رضی اللہ عنہ کی جن کو دودھ پلانے کا حکم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو حذیفہ رضی اللہ عنہ کی بیوی سہلہ بنت سہیل رضی اللہ عنہا کو دیا۔ تاکہ دودھ پینے کی بنا پر وہ ان پر ماں بن کر حرام ہو جائیں۔ ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا فتویٰ اگرچہ اس کے مطابق تھا۔ لیکن باقی ازواج مطہرات ان سے اتفاق نہیں کرتی تھیں اور ان کا کہنا تھا کہ یہ رخصت سالم کے لیے خاص تھی۔ (الموطا)

اگر کوئی مرد ایسی عورت سے شادی کر لے جو بیوہ یا مطلقہ تھی لیکن پہلے خاوند سے اس کی کوئی بیٹی یا بیٹیاں تھیں۔ تو اس مرد کی کفالت میں آنے کے بنا پر وہ "ربیبہ" یا "ربائب" بن جاتی ہیں۔ اگر اس عورت سے مرد کا ازدواجی تعلق قائم ہو جاتا ہے تو وہ ان کے لیے حقیقی باپ کی جگہ پر آ جاتا ہے۔ لہٰذا وہ بیٹی یا بیٹیاں اس پر حرام ہو جائیں گی۔ اگر ازدواجی تعلق قائم ہونے سے پہلے طلاق ہو جاتی ہے تو پھر ان کی حرمت بھی ختم ہو جاتی ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نسبی اور رضاعی بیٹوں کی بیویوں کی حرمت ہمیشہ قائم رہتی ہیں۔ اگر کوئی بیٹا اپنی بیوی کو طلاق دے کر الگ کردے۔ پھر بھی مطلقہ بہو سسر کے لیے حلال نہیں ہوگی۔

اسی طرح اگر کوئی مرد کسی عورت سے شادی کرتا ہے اور اس کا ازدواجی تعلق قائم ہوتا ہے یا نہیں اور وہ اس کو طلاق دے دیتا ہے۔ پھر چاہتا ہے کہ مطلقہ کی ماں سے نکاح کرے تو اسلام میں اس کی بھی اجازت نہیں۔

اسی آیت کی تفسیر میں حافظ ابن کثیر اور امام فخر الدین رازی نے نقل کیا ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ جب کوفہ میں مقیم تھے تو فتویٰ دیا کرتے تھے کہ اگر کسی عورت کی بیٹی سے نکاح کرنے کے بعد اس سے ازدواجی تعلقات قائم کیے بغیر طلاق دے دی جائے تو اس کی ماں سے نکاح کرنا حلال ہے۔ اتفاق سے ان کا مدینہ طیبہ جانا ہوا اور وہاں کے اہل علم سے اس موضوع پر بات ہوئی تو سب نے ان کے فتویٰ کی مخالفت کی۔ لہٰذا جب وہ واپس کوفہ آئے تو اپنے گھر جانے سے پہلے اس شخص کے گھر گئے جس کو انہوں نے ایسا فتویٰ دیا تھا اور اس سے کہا: اس عورت کو چھوڑ دو، یہ تمہارے لیے حلال نہیں۔

اللہ اکبر! وہ کیسے عظیم لوگ تھے کہ حق کو پاتے ہی اس کو قبول کرلیا کرتے تھے اور اب ایسا وقت آ گیا ہے کہ حق کو ٹھکرایا جاتا ہے اور ناحق کو اپنایا جاتا ہے۔

جاہلیت میں یہ رواج بھی تھا کہ نکاح میں دو بہنوں کو جمع کرلیا جاتا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کی بھی ممانعت فرما دی۔ بلکہ اسی کی روشنی میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پھوپھی بھتیجی اور خالہ بھانجی کو نکاح میں جمع کرنے سے بھی روک دیا۔ جیسا کہ بخاری، کتاب النکاح (ص ۷٦٦) اور مسلم، کتاب النکاح (۴۵۲/۱) میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔

یہاں بھی اللہ تعالیٰ نے غفور رحیم ہوتے ہوئے فرمایا کہ جو ماضی میں ہو چکا، اس پر کوئی مؤاخذہ نہ ہوگا۔ لیکن آئندہ اسلامی تعلیم کے مطابق عمل کرنا ہوگا۔ آپس میں رشتہ داری قائم کرنے کے سلسلے میں قرآن حکیم کی ان آیات کو پیش نظر رکھنے کی ضرورت ہے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔

حل لغات:

○ ﴿وَلَا تَنۡكِحُوۡا مَانَكَحَ اٰبَآؤُكُمۡ مِّنَ النِّسَآءِ اِلَّا مَاقَدۡ سَلَفَ﴾ میں لَا تَنۡكِحُوۡا فعل نہی۔ مَا موصولہ۔ نَكَحَ فعل ماضی۔ اٰبَآؤُكُمۡ اس کا فاعل مرفوع۔ مِنۡ (حرف جر) بیانیہ، اَلنِّسَآءِ مجرور۔ اِلَّا حرف استثناء۔ مَا موصولہ۔ قَدۡ تحقیق کا۔ سَلَفَ فعل ماضی۔ حرف قد جب فعل ماضی پر آتا ہے تو معنی کو ماضی قریب میں کر دیتا ہے۔ جملے کا معنی ہے: اور تم ان عورتوں سے نکاح نہ کرو جن سے تمہارے باپوں نے نکاح کیا ہو۔ مگر جو

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گزر چکا۔ یعنی ماضی میں جو ہو چکا، سو ہو چکا۔

○ ﴿اِنَّهٗ كَانَ فَاحِشَةً وَّمَقْتًا ؕ وَسَآءَ سَبِيْلًا﴾ میں اِنَّهٗ کی ضمیر متصل (ہٗ) سے مراد نِکَاحُ مَانَكَحَ اٰبَآؤُكُمْ ہے یعنی جن عورتوں سے تمہارے باپوں نے نکاح کیا، ان سے نکاح کرنا۔ اِنَّ حرف مشبہ فعل۔ ہٗ ضمیر نکاح کرنے کے عمل کی طرف راجع۔ كَانَ فعل ناقص۔ فَاحِشَةً وَّ مَقْتًا معطوف علیہ اور معطوف مل کر اس کی خبر۔ واؤ عاطفہ۔ سَآءَ فعل ذم۔ سَبِيْلًا فاعل مضمر کی تمیز۔ فَاحِشَةً اگرچہ اسم فاعل مؤنث کے وزن پر ہے لیکن یہاں مصدر کے معنی میں آیا ہے۔ جیسا کہ عَاقِبَة اور عَافِيَة استعمال ہوتے ہیں۔ مقتا بھی مصدر ہے۔ جملے کا معنی ہے: بے شک یہ کام انتہائی فحاشی اور (اللہ کے نزدیک) سخت ناراضی کا اور بہت ہی بُری راہ ہے۔

○ ﴿حُرِّمَتْ عَلَيْكُمْ اُمَّهٰتُكُمْ وَبَنٰتُكُمْ وَاَخَوٰتُكُمْ وَعَمّٰتُكُمْ وَخٰلٰتُكُمْ وَبَنٰتُ الْاَخِ وَبَنٰتُ الْاُخْتِ﴾ حُرِّمَتْ فعل ماضی مجہول، صیغہ واحد مؤنث غائب۔ عَلَيْكُمْ جار مجرور اور اس کے بعد کے مرکب اضافی عطف کے ذریعہ حُرِّمَتْ کے نائب فاعل ہیں اور جملے کا معنی ہے: تم پر تمہاری مائیں، تمہاری بیٹیاں، تمہاری بہنیں، تمہاری پھوپھیاں، تمہاری خالائیں، تمہاری بھتیجیاں اور تمہاری بھانجیاں حرام کر دی گئیں۔

○ ﴿وَاُمَّهٰتُكُمُ الّٰتِيْٓ اَرْضَعْنَكُمْ وَاَخَوٰتُكُمْ مِّنَ الرَّضَاعَةِ﴾ میں الّٰتِي اسم موصول (اَلَّتِیْ کی جمع)۔ اَرْضَعْنَ فعل ماضی جمع مؤنث غائب، كُمْ ضمیر منصوب متصل (مفعول)۔ مِنْ بیانیہ۔ الرَّضَاعَةِ مصدر مجرور۔ جملے کا معنی ہے: اور تمہاری وہ مائیں جنہوں نے تمہیں دودھ پلایا اور تمہاری رضاعی بہنیں (بھی تم پر حرام ہیں)۔

○ ﴿وَاُمَّهٰتُ نِسَآئِكُمْ وَرَبَآئِبُكُمُ الّٰتِيْ فِيْ حُجُوْرِكُمْ مِّنْ نِّسَآئِكُمُ الّٰتِيْ دَخَلْتُمْ بِهِنَّ﴾ میں رَبَائِبُ، رَبِيْبَة کی جمع ہے، اس سے مراد وہ لڑکیاں ہیں جو عورت کے پہلے خاوند سے پیدا ہوئی ہوں۔ حُجُوْرِ، حِجْرٌ کی جمع۔ دَخَلْتُمْ فعل ماضی۔ بِهِنَّ کی ضمیر نِسَآءِ كُمْ کی طرف راجع۔ جملے کا معنی ہے: اور تمہاری بیویوں کی مائیں اور تمہاری پرورش کردہ وہ لڑکیاں جو تمہاری گود میں ہیں، تمہاری ان بیویوں سے جن سے تمہارا ازدواجی تعلق قائم ہو چکا ہو۔

○ ﴿فَاِنْ لَّمْ تَكُوْنُوْا دَخَلْتُمْ بِهِنَّ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ﴾ میں اِنْ حرف شرط۔ لَمْ تَكُوْنُوْا نفی جحد بلم۔ لَا نفی جنس پر فاء جواب شرط کی۔ جُنَاحَ کے آخر میں اسی لَا کی وجہ سے زبر آئی ہے۔ جملے کا معنی ہے: اگر تم نے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اپنی بیویوں سے ازدواجی تعلق قائم نہ کیا ہو تو ان کی پیچھے سے لائی ہوئی بیٹیوں سے نکاح کرنے میں کوئی گناہ نہ ہوگا۔

○ ﴿وَحَلَآئِلُ اَبْنَآئِكُمُ الَّذِيْنَ مِنْ اَصْلَابِكُمْ﴾ میں حَلَائِلُ، حَلِيْلَةٌ کی جمع۔ اَصْلَاب، صُلْب کی جمع۔ اَلَّذِيْنَ اسم موصول۔ جملے کا معنی ہے: اور تمہارے ان بیٹوں کی بیویاں (بھی تمہارے لیے حرام ہیں) جو تمہاری پشت میں سے ہوں۔

○ ﴿وَاَنْ تَجْمَعُوْا بَيْنَ الْاُخْتَيْنِ اِلَّا مَاقَدْسَلَفَ﴾ میں اَنْ ناصبہ۔ تَجْمَعُوْا فعل مضارع کی نون اسی کی وجہ سے گری ہوئی ہے۔ جملے کا معنی ہے: اور یہ بھی تم پر حرام ہے کہ تم دو بہنوں کو اپنے نکاح میں جمع کرو مگر ماضی میں جو ہو چکا (سو ہو چکا)۔

○ ﴿اِنَّ اللّٰهَ كَانَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا﴾ میں اِنَّ حرف مشبہ بفعل۔ كَانَ فعل ناقص۔ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا اس کی خبر۔ جملے کا معنی ہے: بے شک اللہ تعالیٰ بہت زیادہ بخشنے والا رحم کرنے والا ہے۔

﴿۱۰﴾

وَالْمُحْصَنٰتُ مِنَ النِّسَآءِ اِلَّا مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ ۚ كِتٰبَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ ۚ وَاُحِلَّ لَكُمْ مَّا وَرَآءَ ذٰلِكُمْ اَنْ تَبْتَغُوْا بِاَمْوَالِكُمْ مُّحْصِنِيْنَ غَيْرَ مُسٰفِحِيْنَ ۭ فَمَا اسْتَمْتَعْتُمْ بِهٖ مِنْهُنَّ فَاٰتُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ فَرِيْضَةً ۭ وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيْمَا تَرٰضَيْتُمْ بِهٖ مِنْۢ بَعْدِ الْفَرِيْضَةِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ﴿24﴾

اور عورتوں میں سے وہ بھی حرام ہیں جن کے خاوند ہوں مگر جن کے مالک تمہارے دائیں ہاتھ ہو جائیں، اللہ تعالیٰ نے تم پر یہ احکام فرض کردیے ہیں، اور تمہارے لیے ان کے علاوہ وہ عورتیں حلال کی گئیں جن کو تم اپنے مالوں کے بدلے وقتی شہوت رانی کی بجائے نکاح میں لانا چاہتے ہو۔ پس ان میں سے جن عورتوں سے تم فائدہ اٹھا چکو تو ان کو ان کے مقرر کردہ مہر ادا کردو، اور مہر مقرر ہو جانے کے بعد باہمی رضا مندی سے جو بھی تم (دینا) طے کرلو اس میں تم پر کوئی گناہ نہ ہوگا۔ بے شک اللہ تعالیٰ جاننے والا حکمت والا ہے۔

وَمَنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ مِنْكُمْ طَوْلًا اَنْ

اور تم میں سے جو آزاد مومنہ عورتوں سے نکاح کی مالی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

يَّنْكِحَ الْمُحْصَنٰتِ الْمُؤْمِنٰتِ فَمِنْ مَّا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ مِّنْ فَتَيٰتِكُمُ الْمُؤْمِنٰتِ ؕ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِاِيْمَانِكُمْ ؕ بَعْضُكُمْ مِّنْۢ بَعْضٍ ۚ فَانْكِحُوْهُنَّ بِاِذْنِ اَهْلِهِنَّ وَاٰتُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ مُحْصَنٰتٍ غَيْرَ مُسٰفِحٰتٍ وَّلَا مُتَّخِذٰتِ اَخْدَانٍ ۚ فَاِذَآ اُحْصِنَّ فَاِنْ اَتَيْنَ بِفَاحِشَةٍ فَعَلَيْهِنَّ نِصْفُ مَا عَلَى الْمُحْصَنٰتِ مِنَ الْعَذَابِ ؕ ذٰلِكَ لِمَنْ خَشِيَ الْعَنَتَ مِنْكُمْ ؕ وَاَنْ تَصْبِرُوْا خَيْرٌ لَّكُمْ ؕ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿25﴾

استطاعت نہ رکھے تو اپنی ایمان والی لونڈیوں میں سے کسی سے نکاح کر لے تمہارے دائیں ہاتھ جن کے مالک ہوئے، اور اللہ تعالیٰ تمہارے ایمانوں کو زیادہ جاننے والا ہے۔ بعض تمہارے بعض سے ہیں۔ پس ان کے مالکوں کی اجازت سے ان سے نکاح کر لو اور ان کے مہران کو شریعت کے مطابق ادا کرو۔ اور وہ عورتیں پاک دامن ہونی چاہئیں، بدکاری کی مرتکب اور برائی کا تعلق خفیہ طور پر قائم کرنے والی نہ ہوں۔ پس جب ان کی شادی کر دی جائے اور پھر بھی وہ بے حیائی کا کام (یعنی زنا) کریں تو ان کی سزا اس سے آدھی ہو گی جو آزاد عورتوں کی ہے۔ (لونڈیوں سے نکاح کرنے کی) یہ (اجازت) اس شخص کے لیے ہے جسے تم میں سے بدکاری کا خطرہ ہو، اور تمہارا صبر کرنا تمہارے لیے بہتر ہو گا اور اللہ تعالیٰ بہت زیادہ بخشنے والا مہربان ہے۔

تشریح:

اسلام کا عورتوں پر کتنا بڑا احسان ہے کہ اگر وہ خاوندوں والی غیر مسلمات ہی ہوں تو بھی عام حالات میں مسلمان مردوں پر حرام ہوں گی۔ ان کے حلال ہونے کی صرف ایک ہی صورت ہے کہ وہ جہاد کے ذریعے لونڈیوں کی حیثیت سے اہل اسلام کو حاصل ہوں۔

صحیح مسلم (۱۰۷۴ کتاب الرضاع) میں حضرت ابو سعید الخدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حنین کے دن ایک لشکر اوطاس کی طرف بھیجا جس کا دشمن سے ٹکراؤ ہوا۔ قتال کرنے کے بعد اہل اسلام اس پر غالب آئے اور قیدیوں میں خاوندوں والی عورتیں بھی تھیں جن کو استعمال میں لانا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو اچھا نہ لگا تو

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اللہ تعالیٰ نے المحصنات والی آیت نازل فرمادی۔

جامع ترمذی (۱۴۸/۲) میں یہ بھی مروی ہے:

« فَذَكَرُوْا ذٰلِكَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم فَنَزَلَتْ وَالْمُحْصَنَاتُ »

صحابہ رضی اللہ عنہم نے اس کا ذکر رسول اللہ ﷺ سے کیا تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ﴿وَالْمُحْصَنَاتِ﴾ والی آیت نازل ہوگئی۔

مسند احمد (۲۸/۳) کی روایت کے مطابق نبی کریم ﷺ نے یہ شرط عائد فرمائی:

« لَا يَقَعُ عَلٰى حَامِلٍ حَتّٰى تَضَعَ وَلَا غَيْرِ حَامِلٍ حَتّٰى تَحِيْضَ »

کوئی حاملہ پر واقع نہ ہو جب تک وضع حمل نہ ہو جائے اور نہ غیر حاملہ کو اس کے حیض سے فارغ ہونے سے پہلے استعمال میں لایا جائے۔

اس سے معلوم ہوا کہ غیر مسلمہ خاوند والی عورت اس وقت لونڈی بنے گی جب وہ عملی طور پر جنگ میں شریک ہو یا شریک ہونے والوں کے ساتھ ہو اور اہل اسلام کے مقابلے میں مغلوب ہونے کے بعد ان کے قبضے میں آجائے۔ یہی اصول غیر شادی شدہ یا مطلقہ کے بارے میں بھی اپنایا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ نے اس اصول کو ﴿كِتَابَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ﴾ سے تعبیر فرمایا۔ تاکہ کسی بھی موقع پر مسلمانوں کے دلوں میں اس کی خلاف ورزی کا خیال ہی پیدا نہ ہو۔

محرمات ابدیہ کا ذکر کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ نے یہ اجازت دے دی کہ ان کے علاوہ مہر ادا کرتے ہوئے معروف طریقے پر تم نکاح کرو گے تو وہ عورتیں تمہارے لیے حلال ہوں گی۔ رسول اللہ ﷺ نے بھی جن عورتوں سے نکاح کرنے یا انہیں ایک نکاح میں جمع کرنے سے منع فرمایا، ان کا شمار بھی محرمات ہی میں ہوگا۔

اللہ تعالیٰ نے یہ حکم بھی فرمایا کہ جن عورتوں سے فائدہ اٹھا چکو تو ان کے مقررہ کردہ مہر انہیں ادا کر دو ہاں اگر باہمی رضامندی سے اس میں کوئی تبدیلی کر لو تو اس پر کوئی گناہ نہ ہوگا۔

﴿ فَمَا اسْتَمْتَعْتُمْ بِهٖ مِنْهُنَّ ﴾ کی تفسیر میں بعض اہل علم نے نکاح متعہ کا بھی ذکر کیا ہے۔ امام قرطبی رحمہ اللہ نے ابوعمر کے حوالے سے نقل کیا ہے:

« لَمْ يَخْتَلِفِ الْعُلَمَاءُ مِنَ السَّلَفِ وَالْخَلَفِ اَنَّ الْمُتْعَةَ نِكَاحٌ اِلٰى اَجَلٍ لَا مِيْرَاثَ فِيْهِ وَالْفُرْقَةُ تَقَعُ عِنْدَ انْقِضَاءِ الْاَجَلِ مِنْ غَيْرِ طَلَاقٍ »

سلف و خلف علماء سب متفق ہیں کہ متعہ ایک مقررہ مدت تک نکاح ہوتا ہے اور اس میں وارث بننے کا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حق نہیں ہوتا اور علیحدگی مقررہ مدت کے گزرنے پر بغیر طلاق کے ہی ہو جاتی ہے۔

صحیح مسلم (۴۵۰/۱) میں باب باندھا گیا ہے۔ باب نکاح المتعة وبیان انه ابیح ثم نسخ ثم ابیح ثیم نسخ واستقر تحریمه الی یوم القیامة۔ نکاح متعہ کا باب اور اس کے مباح ہونے پھر منسوخ ہونے پھر مباح ہونے پھر منسوخ ہونے اور قیامت تک اس کے حرام ہونے کا بیان۔

اس بات کے تحت جو روایات امام مسلم رحمہ اللہ نے نقل کی ہیں، ان کے بارے میں صحیح مسلم کے شارح امام نووی رحمہ اللہ نے حاشیے میں واضح کیا ہے۔

« لَيْسَ فِي هٰذِهِ الْاَ حَادِيْثِ كُلِّهَا اَنَّهَا كَانَتْ فِي الْحَضَرِ وَإِنَّمَا كَانَتْ فِي اَسْفَارِهِمْ فِي الْغَزْوِ عِنْدَ ضَرُوْرَتِهِمْ وَعَدَمِ النِّسَاءِ مَعَ اَنَّ بِلَادَهُمْ حَارَةٌ وَصَبْرُ هُمْ عَنْهُنَّ قَلِيْلٌ »

ان تمام احادیث میں یہ کہیں ذکر نہیں کہ متعہ کی اجازت حضر میں ہوئی۔ بلکہ اس کی اجازت بیویوں کی غیر موجودگی اور ضرورت کے تحت غزوات کے سلسلہ میں اختیار کردہ سفروں میں دی گئی۔ کیوں کہ ان کے شہر گرم تھے اور بیویوں سے دور رہنے پر صبر کی کمی تھی۔

صحیح مسلم کے باب ہی سے وضاحت ہو جاتی ہے کہ دو مرتبہ اس کی اجازت ہوئی اور پھر قیامت تک اس کو حرام کر دیا گیا۔ صحیح بخاری (ص ۶۰۶) غزوۃ خیبر، صحیح مسلم (باب نکاح المتعه) میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بیٹے محمد بن حنفیہ کے دو بیٹوں عبداللہ اور حسن رحمہما اللہ سے مروی ہے کہ ان کے باپ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بیان کیا۔

« نَهٰى رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ عَنْ مُتْعَةِ النِّسَآءِ يَوْمَ خَيْبَرَ وَ عَنْ اَكْلِ لُحُوْمِ الْحُمُرِ الْاِنْسِيَّةِ »

خیبر کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں سے متعہ کرنے اور پالتو گدھوں کا گوشت کھانے سے منع فرمایا۔

صحیح مسلم کی دوسری روایت جو سبرۃ الجھنی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے اس میں ہے کہ فتح مکہ کے موقع پر اس کی ممانعت ہوئی جب کہ سنن ابی داؤد (ص ۲۸۳) کے باب فی نکاح المتعة کے تحت انہی سے مروی ہے کہ حجۃ الوداع کے موقع پر ہوئی۔ امام نووی رحمہ اللہ کا کہنا ہے کہ یہ درست نہیں کیونکہ حجۃ الوادع کے موقع پر بیویاں ساتھ تھیں اور متعہ کی ضرورت نہ تھی اور اس میں تطبیق اس طرح بھی ہو سکتی ہے کہ جس طرح دوسری باتوں میں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آپ ﷺ نے تاکید کی۔ اسی طرح متعہ کے بارے میں بھی کر دی۔ تفسیر قرطبی (۱۳۲/۵) میں منقول ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما پہلے اس کے جواز کا فتویٰ دیا کرتے تھے لیکن پھر انہوں نے رجوع کر لیا۔

اللہ تعالیٰ رحیم و کریم نے نادار مومنوں کی سہولت کے لیے یہ اجازت دے دی کہ وہ مومنہ لونڈیوں سے ان کے مالکوں کی اجازت سے معروف طریقے پر مہر کے بدلے نکاح کر لیں لیکن یہ خیال رکھنے کی ضرورت ہے کہ وہ لونڈیاں پاک دامن ہوں۔ چوری چھپے یا علانیہ زنا کاری کی مرتکب نہ ہوں۔ یہاں لطیف نکتہ یہ سامنے آتا ہے کہ جب لونڈیوں کو چوری چھپے تعلق قائم کرنے کی اجازت نہیں تو آزاد مسلمہ عورت کو کسی غیر مرد کے ساتھ ایسا کرنے کی اجازت کیسے ہوسکتی ہے۔ اگر شادی شدہ لونڈی ایسا کام کرے گی تو آزاد مسلمہ گناہ کی مرتکب ہونے والی کی سزا سے اس کو آدھی سزا دی جائے گی۔ چونکہ رجم کا نصف ممکن نہیں۔ اس لیے علمائے امت نے پچاس کوڑوں کی سزا پر اتفاق کیا ہے۔

لونڈی سے شادی کی اجازت دینے کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے صبر کرنے کی تلقین فرمائی ہے۔ کیونکہ جس شخص کی لونڈی سے شادی کی جائے گی تو لونڈی سے پیدا ہونے والی اولاد کا مالک بھی وہی ہوگا۔ یعنی آزاد مسلم مرد لونڈی سے شادی کرنے کی بنا پر اپنی اولاد کو لونڈی کے مالک کی ملکیت بنائے گا۔ لیکن جس کو خود پر قابو نہ ہو اور اس کو خطرہ ہو کہ اگر اس کی شادی نہ ہوئی تو وہ گناہ کی دلدل میں دھنس جائے گا تو اس کو ایسا کرنے کی اجازت ہے۔

اپنی مخلوق کو گناہوں سے بچانے کے لیے اللہ تعالیٰ نے جو آسانیاں پیدا کیں، یہ سب اس کی بخشش و رحمت کا نتیجہ ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنی رحمت و بخشش سے ہمیں مالا مال فرمائے۔

حل لغات:

○ ﴿وَالْمُحْصَنٰتُ مِنَ النِّسَآءِ اِلَّا مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ﴾ میں اَلْمُحْصَنٰتُ، اَلْمُحْصَنَةُ کی جمع ابو عبیدہ کے مطابق الصاد یعنی عین کلمہ پر فتح کے باوجود یہ اسم فاعل ہے۔ امام ابن العربی رحمہ اللہ نے احکام القرآن (۳۸۱/۱) میں لکھا ہے کہ باب اَفْعَلَ يُفْعِلُ اِفْعَالًا سے عربی لغت میں صرف تین فعل ایسے ہیں جن کا اسم فاعل حرف عین پر فتح سے آتا ہے۔ حالانکہ عام قاعدے کے مطابق کسرہ سے ہونا چاہئے۔ تین میں سے پہلا مُحْصَنٌ (شادی شدہ) دوسرا مُسْهَبٌ (لمبی بات کرنے والا) اور تیسرا مُلْفَجٌ (جس کا مال ضائع ہو جائے اور اس کے پاس کچھ نہ ہو) ہے۔ اَلْمُحْصَنٰتُ سے مراد یہاں خاوندوں والی عورتیں ہیں اور اس کا عطف اس سے پہلے بیان ہونے والی محرمات پر ہے۔ ما موصولہ مَلَكَتْ فعل ماضی اَيْمَانُكُمْ اس کا فاعل۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جملے کا معنی ہے: اور تم پر وہ عورتیں بھی حرام کر دی گئیں جن کے خاوند ہوں مگر جن کے تمہارے دائیں ہاتھ مالک بن گئے ہوں یعنی لونڈیوں کی صورت میں تمہارے ہاتھ آئیں۔

○ ﴿كِتٰبَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ﴾ میں كِتَابَ اللّٰهِ مرکب اضافی حال۔ جملے کا معنی ہے۔ اس حال میں کہ یہ تم پر اللہ تعالیٰ کا فریضہ ہے۔

○ ﴿ وَاُحِلَّ لَكُمْ مَّاوَرَآءَ ذٰلِكُمْ اَنْ تَبْتَغُوْا بِاَمْوَالِكُمْ مُّحْصِنِيْنَ غَيْرَ مُسَافِحِيْنَ﴾ میں اُحِلَّ فعل ماضی مجہول۔ مَا وَرَآءَ ذٰلِكُمْ سے ماقبل محرمات کی طرف اشارہ ہے۔ اَنْ تَبْتَغُوْا بِاَمْوَالِكُمْ مفعول لہ مُحْصِنِيْنَ غَيْرَ مُسَافِحِيْنَ حال۔ مُسَافِحِيْنَ سَافَحَ يُسَافِحُ (باب مفاعلہ) سے جری حالت میں جمع اسم فاعل۔ جملے کا معنی ہے اور ان کے علاوہ یعنی محرمات کے سوا تمہارے لیے وہ عورتیں حلال کی گئیں جن کو تم اپنے مالوں کے بدلے وقتی شہوت رانی کی بجائے ان سے نکاح کرنا چاہتے ہو۔

○ ﴿فَمَا اسْتَمْتَعْتُمْ بِهٖ مِنْهُنَّ فَاٰتُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ فَرِيْضَةً﴾ میں مَا شرطیہ یا موصولہ۔ اِسْتَمْتَعْتُمْ فعل ماضی جمع مذکر حاضر بِهٖ کی ضمیر مہر کی صورت میں مقرر ہونے والے مال کی طرف راجع۔ فَاٰتُوْهُنَّ کی فاء جواب شرط اٰتُوْا فعل امر حاضر هُنَّ (ضمیر منصوب متصل) مفعول۔ اُجُوْرَهُنَّ مفعول ثانی۔ فَرِيْضَةً حال۔ جملے کا معنی ہے پس جب تم ان سے فائدہ لے لو تو انہیں مقرر کردہ مہر دے دو۔

○ ﴿وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيْمَا تَرَاضَيْتُمْ بِهٖ مِنْۢ بَعْدِ الْفَرِيْضَةِ﴾ میں لَا نفی جنس کا اور جُنَاحَ اس کا اسم۔ فِيْمَا میں فِيْ حرف جر اور مَا موصولہ۔ تَرَاضَيْتُمْ (باب تفاعل سے) فعل ماضی۔ جملے کا معنی ہے اور مہر مقرر ہو جانے کے بعد تم آپس میں جو بھی طے کر لو اس میں تم پر کوئی گناہ نہیں ہوگا۔

○ ﴿ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيْمًا حَكِيْمًا﴾ اِنَّ حرف مشبہ بالفعل، لفظ اَللّٰهَ اس کا اسم اور كَانَ عَلِيْمًا حَكِيْمًا (جملہ اسمیہ) اس کی خبر جملے کا معنی ہے بے شک اللہ تعالیٰ جاننے والا حکمت والا ہے۔

○ ﴿وَمَنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ مِنْكُمْ طَوْلًا اَنْ يَّنْكِحَ الْمُحْصَنٰتِ الْمُؤْمِنٰتِ﴾ میں مَنْ شرطیہ لَمْ يَسْتَطِعْ نفی جحد بلم۔ طَوْلًا مفعول۔ يَنْكِحَ فعل مضارع اَنْ کی وجہ سے منصوب اَلْمُحْصَنٰتِ الْمُؤْمِنٰتِ مرکب توصیفی مفعول جملے کا معنی ہے اور تم میں سے جو آزاد پاک مومنہ عورتوں سے نکاح کرنے کی مالی استطاعت نہ رکھے۔

○ ﴿ فَمِنْ مَّا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ مِّنْ فَتَيٰتِكُمُ الْمُؤْمِنٰتِ﴾ فَمِنْ کی فاء جواب شرط۔ مِنْ حرف جر۔ مَا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

موصولہ۔ فَتَیٰتِ،فَتَاة کی جمع ۔ جملے کا معنی ہے:تو تمہاری ایمان والی لونڈیوں میں سے کسی سے شادی کر لے تمہارے دائیں ہاتھ جن کے مالک ہوئے ہوں۔

○ ﴿وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِاِيْمَانِكُمْ﴾ میں الفظ اَللّٰهُ مبتدا اور اَعْلَمُ (افعل تفضیل) اس کی خبر۔ جملے کا معنی ہے۔اور اللہ تمہارے ایمانوں کو زیادہ جاننے والا ہے۔

○ ﴿بَعْضُكُمْ مِّنْ بَعْضٍ ۚ فَانْكِحُوْهُنَّ بِاِذْنِ اَهْلِهِنَّ﴾ میں بَعْضُكُمْ مِّنْ بَعْضٍ مبتدا وخبر جیسے زَيْدٌ فِي الدَّارِ۔ فَانْكِحُوْا فعل امر۔ هُنَّ مفعول جملے کا معنی ہے۔بعض تمہارا بعض سے ہے یعنی تم ایک ہی دین پر ہو۔پس ان کے مالکوں کی اجازت سے ان کے ساتھ نکاح کرلو۔

○ ﴿وَاٰتُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ﴾ میں اٰتُوْا فعل امر حاضر هُنَّ مفعول۔ اُجُوْرَهُنَّ (مرکب اضافی) مفعول ثانی۔ بِالْمَعْرُوْفِ سے مراد شریعت کے مطابق جملے کا معنی ہے۔اور ان کے مہر ان کو شریعت کے مطابق ادا کرو۔

○ ﴿مُحْصَنٰتٍ غَيْرَ مُسٰفِحٰتٍ وَّلَا مُتَّخِذٰتِ اَخْدَانٍ﴾ میں مُتَّخِذٰتِ ،مُتَّخِذَةٌ کی جمع اور اَخْدَانٍ ،خِدْن کی جمع ۔ جملے کا معنی ہے۔ وہ عورتیں پاک دامن ہوں بدکاری کا ارتکاب کرنے والی اور خفیہ طور پر برائی کا تعلق قائم کرنے والی نہ ہوں۔

○ ﴿فَاِذَآ اُحْصِنَّ فَاِنْ اَتَيْنَ بِفَاحِشَةٍ فَعَلَيْهِنَّ نِصْفُ مَا عَلَى الْمُحْصَنٰتِ مِنَ الْعَذَابِ﴾ میں فَاِذَا اور فَاِنْ شرط۔ اُحْصِنَّ فعل ماضی مجہول اور اَتَيْنَ ماضی معروف ۔ بِفَاحِشَةٍ سے مراد زنا۔ فَعَلَيْهِنَّ جواب شرط۔ اَلْعَذَابِ سے مراد سزا۔ جملے کا معنی ہے:جب ان لونڈیوں کی شادی کردی جائے اور پھر وہ بے حیائی کا کام (یعنی زنا) کریں تو جو سزا آزاد عورتوں میں اس سلسلے میں ہوتی ہے،ان پر اس سے آدھی ہوگی۔

○ ﴿ذٰلِكَ لِمَنْ خَشِيَ الْعَنَتَ مِنْكُمْ﴾ میں ذٰلِكَ اسم اشارہ ۔ لِمَنْ کا لام حرف جر اور مَنْ موصولہ۔ خَشِيَ فعل ماضی۔ اَلْعَنَتَ مفعول ۔ جملے کا معنی ہے۔ (لونڈیوں سے نکاح کی یہ اجازت) اس کے لیے ہوگی جس کو تم میں سے زنا کے گناہ کا خطرہ ہوگا۔

○ ﴿وَاَنْ تَصْبِرُوْا خَيْرٌ لَّكُمْ ۭ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ﴾ میں تَصْبِرُوْا فعل مضارع کی نون اعرابی اَنْ مصدریہ کی وجہ سے گری ہوئی ہے ۔ جملے کا معنی ہے۔اور صبر کرنا تمہارے لیے بہتر ہوگا اور اللہ تعالیٰ بڑا بخشنے والا مہربان ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱۱

يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُبَيِّنَ لَكُمْ وَيَهْدِيَكُمْ سُنَنَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَ يَتُوْبَ عَلَيْكُمْ ؕ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ﴿26﴾

اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ تمہارے لیے (حلال وحرام) کو واضح کردے اور تم سے پہلے (نیک) لوگوں کی راہ پر تمہیں چلائے اور تم پر متوجہ ہوجائے اور اللہ تعالیٰ جاننے والا حکمت والا ہے۔

وَاللّٰهُ يُرِيْدُ اَنْ يَّتُوْبَ عَلَيْكُمْ ۫ وَيُرِيْدُ الَّذِيْنَ يَتَّبِعُوْنَ الشَّهَوٰتِ اَنْ تَمِيْلُوْا مَيْلًا عَظِيْمًا ﴿27﴾

اور اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ تم پر متوجہ ہو اور جو لوگ شہوات کی اتباع کرتے ہیں وہ چاہتے کہ تم (اس کی راہ سے) بہت دور ہٹ جاؤ۔

يُرِيْدُ اللّٰهُ اَنْ يُّخَفِّفَ عَنْكُمْ ۚ وَخُلِقَ الْاِنْسَانُ ضَعِيْفًا ﴿28﴾

اللہ تعالیٰ کا ارادہ ہے کہ تم پر تخفیف کرے کیونکہ انسان کمزور پیدا کیا گیا ہے۔

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَاْكُلُوْۤا اَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ اِلَّاۤ اَنْ تَكُوْنَ تِجَارَةً عَنْ تَرَاضٍ مِّنْكُمْ ۫ وَ لَا تَقْتُلُوْۤا اَنْفُسَكُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِكُمْ رَحِيْمًا ﴿29﴾

اے ایمان والو! اپنے مال اپنے درمیان باطل طریقے سے نہ کھاؤ مگر یہ کہ وہ تمہاری باہمی رضا مندی سے ہونے والی تجارت سے حاصل ہونے والا ہو اور آپس میں قتل (بھی) نہ کرو۔ بے شک اللہ تعالیٰ تم پر بہت مہربان ہے۔

وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ عُدْوَانًا وَّ ظُلْمًا فَسَوْفَ نُصْلِيْهِ نَارًا ؕ وَ كَانَ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرًا ﴿30﴾

اور جو کوئی یہ کام ظلم و زیادتی سے کرے گا عنقریب اس کو ہم آگ میں داخل کریں گے، اور یہ اللہ تعالیٰ پر بالکل آسان ہے۔

اِنْ تَجْتَنِبُوْا كَبَآئِرَ مَا تُنْهَوْنَ عَنْهُ نُكَفِّرْ عَنْكُمْ سَيِّاٰتِكُمْ وَنُدْخِلْكُمْ مُّدْخَلًا كَرِيْمًا ﴿31﴾

اگر تم ان کبیرہ گناہوں سے اجتناب کرو گے جن سے تمہیں منع کیا گیا ہے تو ہم تم سے تمہاری برائیاں دور کر دیں گے اور تمہیں عزت والی جگہ میں داخل کر دیں گے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تشریح:

اسلام کی جو قانونی ،اصولی اور اخلاقی باتیں دوسرے مذاہب سے اس کو ممیز اور ممتاز کرتی ہیں' ان کا ذکر کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ نے خود ہی یہ وضاحت کردی کہ اس نے ایسا اس لیے کیا ہے کہ تمہیں حلال وحرام کے بارے میں اچھی طرح آگاہی ہوجائے۔لہٰذا حرام سے بچتے ہوئے حلال کو اپناؤ اور اپنی دنیا اور آخرت کو سنوارلو۔ نیکو کاروں کے لیے اس نے جو جنت تیار کررکھی ہے اس کے مالک بن جاؤ۔ فاسقوں فاجروں کے لیے تیار کردہ جہنم کا ایندھن بننے سے بچ جاؤ۔تمہیں یہ بھی معلوم ہوجائے کہ تم سے پہلے جو انبیاء علیہم السلام اور صلحاء تھے انہوں نے اپنے رب کی اطاعت کا حق کس طرح ادا کیا' جس پر ان کا رب ان سے راضی ہو گیا۔ جنہوں نے سرکشی اور اللہ کی مقرر کردہ حدوں سے تجاوز کیا' اس کا انجام کیا ہوا۔ اللہ تعالیٰ نے اہل ایمان کو یہ بھی بتا دیا کہ گناہ گاروں اور سیاہ کاروں کو جب اپنی بے راہ روی کا احساس ہوتا ہے اور ندامت کا اظہار کرتے ہوئے وہ اپنے رب کے سامنے جھک جاتے ہیں تو ان کا رب نہ صرف ان کے گناہ معاف کرتا ہے بلکہ ان کے گناہوں کو نیکیوں میں تبدیل کر دیتا ہے۔سورۃ الفرقان میں ارشاد ہوتا ہے:

﴿ اِلَّا مَنْ تَابَ وَ اٰمَنَ وَ عَمِلَ عَمَلًا صَالِحًا فَاُولٰٓئِكَ يُبَدِّلُ اللّٰهُ سَيِّاٰتِهِمْ حَسَنٰتٍ ؕ وَ كَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ﴿71﴾ ﴾

مگر جس نے توبہ کی اور ایمان لایا اور اس نے نیک عمل کیے پس وہی لوگ ہیں جن کے گناہ اللہ تعالیٰ نیکیوں میں تبدیل کردیتا ہے اور اللہ تعالیٰ بہت زیادہ بخشنے والا مہربان ہے۔

چونکہ انسان کے لیے گناہوں سے بچنا بڑا مشکل کام ہے' اس کے نہ چاہتے ہوئے بھی اس سے گناہوں کے ہونے کا امکان ہر وقت موجود رہتا ہے' اس لیے اللہ تعالیٰ نے اہل ایمان کو ہمیشہ توبہ کرتے رہنے کی رغبت دلائی ہے اور توبہ کی قبولیت کی یقین دہانی کرائی ہے۔

سورۃ طٰہٰ میں ارشاد ہوتا ہے:

﴿ وَ اِنِّيْ لَغَفَّارٌ لِّمَنْ تَابَ وَ اٰمَنَ وَ عَمِلَ صَالِحًا ثُمَّ اهْتَدٰى ﴿72﴾ ﴾

اور بے شک میں بہت بخشنے والا ہوں اسے جس نے توبہ کی اور ایمان لایا اور نیک عمل کیے پھر ہدایت کی راہ پر گامزن ہوگیا۔

صحیح مسلم "باب استحباب الاستغفار والاستکثار (ص۳۳۶) میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

« يَاأَيُّهَا النَّاسُ ...... ! تُوبُوا إِلَى اللّٰهِ وَ إِنِّي أَتُوبُ إِلَى اللّٰهِ فِي الْيَوْمِ مِائَةَ مَرَّةً »

اے لوگو! اللہ سے توبہ کیا کرو، بے شک میں اللہ تعالیٰ سے دن میں سو مرتبہ توبہ کرتا ہوں۔

اللہ تعالیٰ نے تکراراً یہاں واضح فرمایا کہ وہ اہل ایمان کی طرف سے متوجہ رہتا ہے کہ اس کی اطاعت کا حق کس طرح ادا کرتے ہیں۔ اگر ان سے کہیں لغزش ہوجاتی ہے اور وہ فوراً اپنے رب سے توبہ کرتے ہیں تو وہ ان کی توبہ قبول فرماتا ہے۔ جب کہ دنیوی شہوات وخواہشات میں غرق ہونے والوں کی کوشش ہوتی ہے کہ جو لوگ اپنے رب کی بندگی وعبادت میں لگے رہتے ہیں اور اس کی رضا کے حصول میں کوشاں رہتے ہیں ان کو ورغلائیں اور ان کے رب سے ان کو دور کر کے شیطان کے جال میں پھنسا دیں۔ اللہ تعالیٰ نے خود ہی فرمادیا کہ انسان کمزور پیدا کیا گیا ہے۔ لہٰذا اگر اس کی کمزوری کی وجہ سے اس سے غلطی ہوتی ہے تو وہ نہ صرف معاف کرنے والا ہے بلکہ اس نے کمزوروں کو غلطیوں اور گناہوں سے بچانے کے لیے دین میں بہت سی آسانیاں بھی رکھی ہیں۔ امام بخاری رحمہ اللہ نے کتاب الایمان میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

« إِنَّ الدِّيْنَ يُسْرٌ »

بے شک دین آسان ہے۔

اللہ تعالیٰ نے اہل ایمان پر یہ بھی واضح کردیا کہ وہ باطل طریقہ سے کسی بھائی کا مال نہیں کھانا۔ باہمی رضا مندی سے ہونے والی تجارت کے ذریعے نفع کے طور پر ملنے والا تو حلال ہے لیکن دھوکہ دہی قمار بازی اور اسی طرح کے دوسرے حربوں کے ذریعے کسی مسلمان کو کسی مسلمان بھائی کا مال ہتھیانا جائز نہیں۔

ٹیکسوں کے بارے میں اہم نکتہ:

یہاں بڑا ہی اہم نکتہ یہ بھی سامنے آتا ہے کہ کیا کسی بھی اسلامی حکومت کو اجازت ہوگی کہ وہ مسلمانوں کی روزمرہ ضرورت کی چیزوں پر اپنی مرضی سے اتنا ٹیکس لگا دے جو ان کے لیے ناقابل برداشت ہو اور اسلامی قوانین سے ہٹ کر غیر مسلموں کے عائد کردہ نظام کے تحت ظلماً ٹیکس وصول کرے۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ نے فرمادیا کہ اپنے آپ کو قتل نہ کرو۔ باطل طریقے سے بھائی کا مال کھا کر اس کو محتاجی کی دلدل میں دھکیل دینا بھی اس کو قتل کرنے کے مترادف ہوتا ہے بلکہ اس سے بھی زیادہ تکلیف کا باعث ہوتا ہے آج کل کسی ملک کو تباہ کرنے کا مؤثر ترین طریقہ اس کی معیشت کو تباہ کردینا ہے۔

ہمارے ہاں عموماً ﴿ وَلَا تَقْتُلُوْا اَنْفُسَكُمْ ﴾ کی تفسیر میں باہمی خون خرابے سے ممانعت کو اجاگر کیا جاتا ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لیکن اس آیت مبارکہ کو باطل طریقے سے مال کھانے والی آیت کی روشنی میں دیکھا جائے تو معلوم ہوگا کہ قرآن نے چودہ سوسال پہلے جو بات کہہ دی تھی آج اسی کے مطابق عمل ہو رہا ہے۔ سودی نظام اسلامی تجارت کی راہ میں سب سے بڑی رکاوٹ ہے اس مہلک حربے نے حلال اور حرام کی عموماً تمیز ختم کر دی ہے۔ بلکہ بنکوں نے عوام الناس کو بھی مختلف سکیموں کے ذریعہ اس لائن پر لگا دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے کیا ہی خوب فرمایا کہ اللہ تو تم پر متوجہ ہونے یا رہنے کا ارادہ رکھتا ہے جب کہ شہوات کی اتباع کرنے والے تمہیں اس سے بہت ہی دور کرنا چاہتے۔ مال کی دوڑ ہماری ایمانی قوت کو کمزور کرنے میں زبردست کردار ادا کر رہی ہے۔

اللہ تعالیٰ اگرچہ بہت ہی مہربان ہے۔ لیکن اس کے قانون کی جو خلاف ورزی کرتا ہے اور اسی پر اس کی موت واقع ہوتی ہے تو اس کا ٹھکانا جہنم بن جاتا ہے۔ اس نے اعلان کر دیا کہ جو بھی ظلم وزیادتی کے ساتھ اس کے منع کردہ کام کرے گا تو ہم عنقریب اس کو آگ میں داخل کریں گے۔ اللہ تعالیٰ نے یہ بھی واضح کر دیا کہ یہ کام اس کے لیے مشکل نہیں۔

اس کے برعکس جو کبیرہ گناہوں سے محفوظ رہیں گے جن کا ذکر اللہ اور اس کے نبی ﷺ نے فرمایا: ان کو بشارت دی گئی کہ نہ صرف ان کے گناہ معاف کیے جائیں گے بلکہ ان کو عزت والی جگہ یعنی جنت میں اللہ تعالیٰ داخل فرمائے گا۔

صحیح بخاری کتاب الادب کے "باب عقوق الوالدین من الکبائر" (ص ۸۸٤) میں عبدالرحمٰن بن ابی بکرہ رضی اللہ عنہ اپنے باپ سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«اَلاَاُنَبِّئُکُمْ بِاَکْبَرِالْکَبَائِرِ»

کیا میں تمہیں کبیرہ گناہوں میں سے سب سے بڑے گناہ کے بارے میں نہ بتاؤں؟

تو ہم نے عرض کیا۔ اللہ کے رسول! ضرور ارشاد فرمائیں تو آپ ﷺ نے فرمایا۔

«اَلْاِشْرَاكُ بِاللّٰهِ وَعُقُوْقُ الْوَالِدَیْنِ وَكَانَ مُتَّكِئًا فَجَلَسَ فَقَالَ : قَوْلُ الزُّوْرِ مَرَّتَیْنِ ، فَمَا زَالَ یَقُوْلُهَا حَتّٰی قُلْتُ: لَایَسْكُتُ۔»

اللہ کے ساتھ شرک کرنا اور والدین کی نافرمانی کرنا۔ آپ ﷺ ٹیک لگائے ہوئے تھے۔ پھر آپ سیدھے ہو کر بیٹھ گئے اور دو مرتبہ فرمایا۔ ﴿قَوْلُ الزُّوْرِ﴾ آپ اس کو فرماتے رہے۔ یہاں تک کہ میں نے کہا۔ آپ خاموش نہیں ہوں گے۔

﴿قَوْلُ الزُّوْرِ﴾ سے مراد ہر وہ کام ہے جو شریعت میں ممنوع ہو اور اس سے مراد جھوٹی گواہی بھی ہوتی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے۔ یعنی وہ بات کہنی جو حق نہ ہو۔ سورۃ الفرقان میں اللہ تعالیٰ نے عبادالرحمٰن کی صفات میں سے ایک صفت یہ بیان فرمائی ہے۔

﴿وَالَّذِيْنَ لَا يَشْهَدُوْنَ الزُّوْرَ ﴿72﴾﴾ تفسیر ابن کثیر میں منقول ہے:

«قيل هو الشرك وعبادة الاصنام وقيل الكذب والفسق والكفر واللغو والباطل»

کہا گیا کہ اس سے مراد شرک اور بتوں کی عبادت ہے اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ اس سے مراد جھوٹ، فسق وکفر اور لغود باطل ہے۔

محمد بن حنفیہ کے مطابق اس سے مراد لغو اور غناء ہے۔ ابن سیرین، الضحاک اور ربیع بن انس وغیرہ کا قول ہے کہ اس سے مراد مشرکوں کی عیدیں ہیں۔ عمرو بن قیس کا کہنا ہے کہ اس سے مراد فحش گالی اور بری مجالس ہیں۔ امام الزہری کے مطابق اس سے مراد شراب کا پینا' شراب خانوں میں حاضر ہونا اور ان میں رغبت رکھنا ہے۔ یوں اکبر الکبائر میں تمام مذکورہ باتیں اور کام آجاتے ہیں۔

حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ نے صحیح بخاری و مسلم کے حوالے سے یہ بھی نقل کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

ان سات گناہوں سے بچو جو ہلاک کرنے والے ہیں۔

رض کیا گیا۔ وہ کون سے ہیں؟ تو آپ نے فرمایا۔

اللہ کے ساتھ شرک کرنا' اسے قتل کرنا' جس کا شرعی طور پر قتل کرنا جائز نہ ہو' جادو کرنا' سود کھانا' یتیم کا مال کھانا' کفار کے مقابلے میں میدان جنگ سے بھاگ جانا اور پاک دامن عورتوں پر تہمت لگانا۔

اس سلسلے میں حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ نے اور بھی کئی روایات نقل کی ہیں۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ہمیں ہر قسم کے گناہ سے محفوظ رکھے اور جنت میں ہمیں داخل فرمائے۔

حل لغات:

○ ﴿يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُبَيِّنَ لَكُمْ وَيَهْدِيَكُمْ سُنَنَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَيَتُوْبَ عَلَيْكُمْ﴾ میں يُرِيْدُ يُبَيِّنَ يَهْدِيَ اور يَتُوْبَ فعل مضارع سے واحد مذکر غائب کے صیغے ہیں۔ يُرِيْدُ پر کسی عامل کا عمل نہیں ہو رہا ہے۔ اس لیے اس کے آخر میں عربی قاعدہ کے مطابق پیش آئی ہے لیکن باقی تینوں پر لِيُبَيِّنَ کے لام کَيْ، کا عمل ہوا ہے جس کی وجہ سے ان کے آخر میں پیش کی بجائے زبر آگئی ہے۔ لفظ اَللّٰهُ فاعل ہے۔ كُمْ ضمیریں خطاب کی ہیں۔ سُنَنَ (سُنَّة کی جمع) مفعول۔ الذين موصولہ۔ جملے کا معنی ہے: اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ تمہارے لیے بیان کردے اور تم سے پہلے (نیک) لوگوں کی راہ پر تمہیں چلائے اور تم پر متوبہ ہوجائے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

﴿ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ﴾ میں لفظ اَللّٰهُ مبتدا اور عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ اس کی خبریں، جملے کا معنی ہے: اور اللہ تعالیٰ جاننے والا حکمت والا ہے۔

﴿ وَاللّٰهُ يُرِيْدُ اَنْ يَّتُوْبَ عَلَيْكُمْ ﴾ میں اَنْ ناصبہ کی وجہ سے يَتُوْبَ فعل مضارع کے آخر میں زبر آئی ہے۔ جملے کا معنی ہے: اور اللہ تعالیٰ ارادہ رکھتا ہے کہ تم پر متوجہ ہو۔ یہاں اظہار رحمت کے لیے تکرار ہوا ہے۔

﴿ وَيُرِيْدُ الَّذِيْنَ يَتَّبِعُوْنَ الشَّهَوٰتِ اَنْ تَمِيْلُوْا مَيْلًا عَظِيْمًا ﴾ میں يَتَّبِعُوْنَ فعل مضارع۔ اَلشَّهَوٰتِ مفعول۔ تَمِيْلُوْا فعل مضارع جمع مذکر حاضر کی نون ان ناصبہ کی وجہ سے گری ہوئی ہے۔ مَيْلًا عَظِيْمًا مفعول مطلق (برائے تاکید و بیان کیفیت)۔ جملے کا معنی ہے: اور وہ لوگ جو شہوات کی اتباع کرتے ہیں ان کا ارادہ ہے کہ تم اللہ تعالیٰ کی رحمت و توجہ (یا اس کی راہ سے) بہت زیادہ دور ہو جاؤ۔

﴿ يُرِيْدُ اللّٰهُ اَنْ يُّخَفِّفَ عَنْكُمْ وَخُلِقَ الْاِنْسَانُ ضَعِيْفًا ﴾ يُخَفِّفُ فعل مضارع واحد مذکر غائب۔ اَنْ ناصبہ کی وجہ سے منصوب۔ خُلِقَ فعل ماضی مجہول۔ اَلْاِنْسَانُ نائب فاعل اور ضَعِيْفًا اس کا حال۔ جملے کا معنی ہے: اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ تم پر تخفیف کرے اور انسان کمزور پیدا کیا گیا ہے۔

﴿ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَاْكُلُوْٓا اَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ ﴾ میں يٰٓاَيُّهَا حرف ندا۔ اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا منادیٰ۔ لَا تَاْكُلُوْا فعل نہی۔ اَمْوَالَكُمْ مفعول۔ جملے کا معنی ہے: اے ایمان والو! اپنے مالوں کو اپنے درمیان باطل طریقے سے نہ کھاؤ۔

﴿ اِلَّآ اَنْ تَكُوْنَ تِجَارَةً عَنْ تَرَاضٍ مِّنْكُمْ ﴾ میں اِلَّا حرف استثناء۔ تَكُوْنَ فعل مضارع اَنْ کی وجہ سے منصوب۔ تِجَارَةً تَكُوْنَ کی خبر۔ عَنْ حرف جارہ، تَرَاضٍ باب تفاعل سے اسم مصدر (مجرور)۔ جملے کا معنی ہے: مگر یہ کہ وہ باہمی رضا مندی سے ہونے والی تجارت کے ذریعے حاصل ہونے والا مال ہو۔

﴿ وَلَا تَقْتُلُوْٓا اَنْفُسَكُمْ ﴾ میں لَا تَقْتُلُوْا فعل نہی۔ اَنْفُسَكُمْ اس کا مفعول۔ جملے کا معنی ہے: اور اپنے آپ کو قتل نہ کرو۔

﴿ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِكُمْ رَحِيْمًا ﴾ میں اِنَّ حرف مشبہ بفعل۔ لفظ اَللّٰهُ اس کا اسم۔ كَانَ فعل ناقص۔ بِكُمْ جار مجرور۔ رَحِيْمًا كَانَ کی خبر۔ جملے کا معنی ہے: بے شک اللہ تعالیٰ تم پر بڑا رحم کرنے والا ہے۔

﴿ وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ عُدْوَانًا وَّظُلْمًا فَسَوْفَ نُصْلِيْهِ نَارًا ﴾ میں مَنْ شرطیہ۔ يَفْعَلْ فعل مضارع اسی کی وجہ سے مجزوم ہے۔ ذٰلِكَ اسم اشارہ (مفعول)۔ عُدْوَانًا وَّ ظُلْمًا (مصدر) مفعول لہ۔ فَسَوْفَ کی فاء

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جوابِ شرط۔ نُصْلِيْهِ کی ضمیر ہ مَنْ کی طرف راجع۔ نُصْلِيْ فعل مضارع۔ سَوْفَ جب فعل مضارع پر آئے تو معنی کو مستقبل میں کر دیتا ہے۔ جملے کا معنی ہے: اور جو شخص یہ کام سرکشی اور ظلم کے طور پر کرے گا ہم اس کو عنقریب آگ میں ڈال دیں گے۔

○ ﴿وَكَانَ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرًا﴾ كَانَ فعل ناقص ذٰلِكَ اسم اشارہ۔ يَسِيْرًا كَانَ کی خبر۔ جملے کا معنی ہے: اور یہ اللہ پر بہت ہی آسان ہے۔

○ ﴿ اِنْ تَجْتَنِبُوْا كَبَآئِرَ مَاتُنْهَوْنَ عَنْهُ نُكَفِّرْ عَنْكُمْ سَيِّاٰتِكُمْ وَنُدْخِلْكُمْ مُّدْ خَلًا كَرِيْمًا﴾ میں اِنْ شرطیہ تَجْتَنِبُوْا فعل مضارع کی نون اسی کی وجہ سے گری ہوئی ہے۔ كَبَآئِرَ مفعول۔ مَا موصولہ۔ تُنْهَوْنَ فعل مضارع مجہول۔ نُكَفِّرْ فعل مضارع جواب شرط ہونے کی وجہ سے مجزوم۔ سَيِّاٰتِكُمْ مفعول۔ نُدْخِلْكُمْ کا عطف نُكَفِّرْ پر۔ مُدْخَلًا كَرِيْمًا مرکب توصیفی مفعول میں مُدْخَلًا ظرف مکان جملے کا معنی ہے: اگر تم ان کبیرہ گناہوں سے اجتناب کرو گے جن سے تمہیں منع کیا گیا ہے تو ہم تم سے تمہاری برائیوں کو دور کریں گے اور تم کو عزت والی جگہ میں داخل کریں گے۔

﴿۱۲﴾

وَلَا تَتَمَنَّوْا مَا فَضَّلَ اللّٰهُ بِهٖ بَعْضَكُمْ عَلٰى بَعْضٍ ؕ لِلرِّجَالِ نَصِيْبٌ مِّمَّا اكْتَسَبُوْا ؕ وَلِلنِّسَآءِ نَصِيْبٌ مِّمَّا اكْتَسَبْنَ ؕ وَاسْئَلُوا اللّٰهَ مِنْ فَضْلِهٖ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا ﴿32﴾

اور اس کی تمنا نہ کرو جس کے سبب اللہ تعالیٰ نے تمہارے بعض کو بعض پر فضیلت دی۔ مردوں کے لیے اس میں سے حصہ ہے جو انہوں نے کمایا اور عورتوں کے لیے اس میں سے حصہ ہے جو انہوں نے کمایا، اور اللہ تعالیٰ سے اس کے فضل کا سوال کرتے رہو۔ بے شک اللہ تعالیٰ ہر چیز کو جاننے والا ہے۔

وَلِكُلٍّ جَعَلْنَا مَوَالِيَ مِمَّا تَرَكَ الْوَالِدٰنِ وَالْاَقْرَبُوْنَ ؕ وَالَّذِيْنَ عَقَدَتْ اَيْمَانُكُمْ فَاٰتُوْهُمْ نَصِيْبَهُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدًا ﴿33﴾

اور ہر ایک کے لیے ہم نے وارث بنائے اس کے جو والدین اور قریبی چھوڑ جائیں اور جن لوگوں سے تمہارے دائیں ہاتھوں نے گرہ لگائی (یعنی تم نے وعدہ کیا) پس ان کو ان کا حصہ دے دو۔ بے شک اللہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اَلرِّجَالُ قَوّٰمُوْنَ عَلَى النِّسَآءِ بِمَا فَضَّلَ اللّٰهُ بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ وَّبِمَآ اَنْفَقُوْا مِنْ اَمْوَالِهِمْ ؕ فَالصّٰلِحٰتُ قٰنِتٰتٌ حٰفِظٰتٌ لِّلْغَيْبِ بِمَا حَفِظَ اللّٰهُ ؕ وَالّٰتِيْ تَخَافُوْنَ نُشُوْزَهُنَّ فَعِظُوْهُنَّ وَاهْجُرُوْهُنَّ فِي الْمَضَاجِعِ وَاضْرِبُوْهُنَّ ۚ فَاِنْ اَطَعْنَكُمْ فَلَا تَبْغُوْا عَلَيْهِنَّ سَبِيْلًا ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيًّا كَبِيْرًا ﴿34﴾

تعالیٰ ہر شے پر حاضر ہے۔

مرد عورتوں پر حاکم ہیں اس کے سبب جو اللہ تعالیٰ نے ان کے بعض کو بعض پر فضیلت دی اور اس کے سبب جو انہوں نے اپنے مال خرچ کیے۔ پس نیک عورتیں وہ ہیں جو (شوہروں کی) فرماں بردار اور (خاوندوں کی) غیر موجودگی میں حفاظت الٰہیہ کے ذریعے حفاظت کرنے والی ہوں اور جن کی سرکشی کا تمہیں خوف ہو ان کو (پیار محبت سے) سمجھاؤ اور خواب گاہوں میں انہیں الگ کردو۔ (پھر بھی نہ سمجھیں تو) ان کو ہلکی مار مارو اور اگر وہ تمہاری اطاعت کریں تو ان پر زیادتی کرنے کا موقع تلاش نہ کرو۔ بے شک اللہ تعالیٰ بہت ہی بلند، کبریائی والا ہے۔

تشریح:

جامع الترمذی، ابواب التفاسیر (۱۴۸/۲) میں ام سلمۃ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ انھوں نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں عرض کیا۔ مرد جہاد کرتے ہیں اور ہم جہاد نہیں کرتیں اور میراث میں ہمارا حصہ آدھا مقرر ہوا ہے؟ ان کا مقصد یہ تھا کہ عورتوں کو بھی جہاد میں حصہ لینے کا موقع ملتا تاکہ میراث میں مردوں کے برابر عورتوں کا حصہ ہوجاتا۔ ان کے اس سوال اور مردوں کے حصے کے برابر حصہ پانے کی تمنا پر اللہ تعالیٰ نے ﴿لَا تَتَمَنَّوْا﴾ والی آیت مبارک نال فرمائی جس میں بنیادی اصول قائم کردیا گیا کہ اللہ تعالیٰ جس کو چاہتا ہے اپنے فضل وکرم سے نواز دیتا ہے۔ لہٰذا اللہ تعالیٰ کی طرف سے ملنے والی فضیلت کے بارے میں ہر قسم کی غلط سوچ یا وسوسے سے بچنا چاہیے اور اس پر ایمان ہونا چاہئے کہ مردوں اور عورتوں کو قیامت کے روز ان کے اعمال کے مطابق جزا یا سزا ملے گی۔ سورۃ البقرہ میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا ؕ لَهَا مَا كَسَبَتْ وَعَلَيْهَا مَا اكْتَسَبَتْ ﴿286﴾ ﴾

اللہ تعالیٰ کسی نفس کو اس کی طاقت سے زیادہ مکلّف نہیں بناتا۔ اس کے لیے اس نیکی کی جزا ہوگی کہ جو

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس نے کی اور اس پر اس برائی کا وبال ہوگا کہ جس کا وہ مرتکب ہوا۔

سورۃ فصلت (آیت ۸۶) اور سورۃ الجاثیہ (آیت ۱۵) میں اللہ کا قانون بیان ہوتا ہے:

﴿ مَنۡ عَمِلَ صَالِحًا فَلِنَفۡسِهٖ وَمَنۡ اَسَآءَ فَعَلَيۡهَا ﴾

جس نے نیک عمل کیا اس کا فائدہ اسی کو ہوگا اور جس نے برائی کو اپنایا اس کا بوجھ بھی اسی پر ہوگا۔

اللہ تعالیٰ نے یہ بھی واضح کر دیا:

﴿ وَمَا رَبُّكَ بِظَلَّامٍ لِّلۡعَبِيۡدِ (46) ﴾

اور تمہارا رب بندوں پر ظلم کرنے والا نہیں۔

اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوق کو وہ راہ دکھائی جس میں ناکامی اور شرمساری کا سامنا نہیں کرنا پڑتا۔ بلکہ اس پر گامزن ہونے والا کامیاب اور کامران ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے جتنے بھی نبی اور رسول علیہم السلام آئے وہ اسی راہ کے راہی رہے اور اسی پر چلنے کی اپنی اپنی قوم کو تلقین کرتے رہے۔ اس راہ پر چلتے ہوئے انسان اپنے رب حقیقی تک پہنچ جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں اور رحمتوں کے دروازے اس کے لیے کھل جاتے ہیں۔

جامع الترمذی، ابواب الدعوات (۲/۲۱۹) کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

« سَلُوااللّٰهَ مِنۡ فَضۡلِهٖ فَاِنَّهٗ يُحِبُّ اَنۡ يُّسۡأَلَ ،وَاِنَّ مِنۡ اَفۡضَلِ الۡعِبَادَةِ اِنۡتِظَارَ الۡفَرَجِ »

اللہ تعالیٰ سے اس کے فضل کا سوال کرتے رہو' بے شک وہ پسند کرتا ہے کہ اس سے مانگا جائے اور بہترین عبادت یہ ہے کہ تنگی کے دور ہونے کا انتظار کیا جائے۔

مسند احمد (۲/۴۴۳) اور الترمذی (۲/۱۹۰) کی دوسری روایت کے مطابق آپ نے فرمایا:

« اِنَّهٗ مَنۡ لَّمۡ يَسۡأَلِ اللّٰهَ يَغۡضَبۡ عَلَيۡهِ »

بلاشبہ جو اللہ تعالیٰ سے سوال نہیں کرتا وہ اس پر غضب ناک ہوتا ہے۔

مسند احمد کے الفاظ ہیں: « لَا يَسۡأَلُهٗ »

یہ اسی راہ کی وضاحت ہے جو اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوق کو دکھائی یعنی ﴿ وَاسۡئَلُوااللّٰهَ مِنۡ فَضۡلِهٖ ﴾ اور اللہ کے فضل کا سوال صرف اللہ سے کرو۔ کیوں کہ وہی رب العالمین ہے اور اپنی تمام مخلوق کو رزق دینے اور پہنچانے والا ہے۔ سورۃ ہود میں ارشاد ہوتا ہے:

13975

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

﴿ وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ فِي الْاَرْضِ اِلَّا عَلَى اللّٰهِ رِزْقُهَا ﴾ (6)

جو بھی زمین میں چلنے والی اس کی مخلوق ہے' اللہ ہی پر اس کے رزق کی ذمہ داری ہے۔

سورۃ الملک کے آغاز میں اس نے خود ہی فرمایا:

﴿ تَبٰرَكَ الَّذِيْ بِيَدِهِ الْمُلْكُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴾

بہت بابرکت ہے وہ (اللہ) جس کے ہاتھ میں حقیقی بادشاہت ہے اور وہی ہر شے پر قدرت رکھتا ہے۔

یہی وہ نکتہ ہے جو امت محمدیہ سے آج اوجھل ہوگیا ہے یا امت جان بوجھ کر گمراہی کا شکار ہو رہی ہے۔ نہ ماننے والے پر جو غضبناک ہوتا ہے اس کے غضب کو دعوت دے رہی ہے۔ قرآن حکیم میں ان قوموں کی تباہی اور بربادی کا ذکر بڑی تفصیل سے ہوا ہے جنہوں نے اپنے حقیقی خالق و مالک سے منہ موڑا' سرکشی اور نافرمانی کا مظاہرہ کیا اور نبیوں کی تعلیم کو ٹھکرایا۔ آج ویسا ہی رویہ امت محمدیہ کی اکثریت نے اپنالیا ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ سے کوئی معاملہ پوشیدہ نہیں ہوتا کیونکہ وہ ہر چیز جاننے والا ہے۔

صحیح بخاری (کتاب التفسیر) میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ جب مہاجرین ہجرت کر کے مدینہ طیبہ آئے تو انصار کے رشتہ داروں کی بجائے وہ ان کی میراث کے وارث اس اخوت کی بنا پر بن گئے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے درمیان قائم فرمائی تھی۔ جب ﴿وَلِكُلٍّ جَعَلْنَا مَوَالِيَ﴾ والی آیت نازل ہوئی تو دینی اخوت والی میراث کو حقیقی رشتہ داروں کی طرف لوٹا دیا گیا۔

زمانہ جاہلیت میں ایک رواج یہ بھی تھا کہ کوئی شخص قسم کھا کر جس کو چاہتا اپنا وارث بنا دیتا۔ اس کو بھی ختم کر کے اس کی جگہ ان کی نصرت ومعاونت اور نصیحت کا امت کو پابند بنا دیا گیا۔ امت محمدیہ کو قانون الٰہی کے مطابق عمل کرنے کے حکم کے ساتھ یہ بھی بتا دیا گیا کہ اللہ تعالیٰ ہر شے پر حاضر ہے۔ یعنی ظاہر و پوشید سے آگاہ رہنے والا ہے۔

عورتوں پر مردوں کی فضیلت سے چوں کہ بات شروع ہوئی تھی چنانچہ اللہ تعالیٰ نے مزید روشنی ڈالتے ہوئے فرمایا: یہ اس لیے ہے کہ مرد عورتوں پر حاکم ہیں اللہ تعالیٰ ہی نے ان کے بعض کو بعض پر فضیلت دی ہے۔ اسی آیت مبارکہ سے استدلال کرتے ہوئے تمام متقدمین مفسرین کا اتفاق ہے کہ عورت مسلمانوں کی حکمران نہیں بن سکتی۔ مردوں کی اسی فضیلت کی بنا پر نبوت ورسالت کا سلسلہ بھی ہمیشہ مردوں میں رہا ہے۔

اس مضمون پر میری کتاب "عورت کی سربراہی کا اسلام میں کوئی تصور نہیں" دیکھی جا سکتی ہے جو کہ ۱۴۱

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کتابوں کے حوالوں سے لکھی گئی۔(۴۴۶) صفحات پر مشتمل ہے۔

مسلمان جب عورت سے نکاح کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق مہر ادا کرتا ہے اور اس کے نان ونفقہ کی ذمہ داری قبول کرلیتا ہے اللہ تعالیٰ نے مرد کی فضیلت کی وجوہات میں سے ایک وجہ جو یہاں بیان فرمائی ہے وہ مرد کا عورت پر مال خرچ کرنا ہے۔ یہاں نیک صالحہ عورتوں کی جن دوصفتوں کا ذکر ہوا ہے وہ خاوندوں کی اطاعت وتابعداری کرنا اور خاوندوں کی غیر موجودگی میں ان کی عزت وغیرت اور مال واولاد کی حفاظت کرنا ہے۔

تفسیر ابن جریر میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

بہترین بیویاں وہ ہیں کہ جب تو ان کی طرف دیکھے تو تجھے خوش کردیں۔ جب تو ان کو کوئی حکم دے تو تیری اطاعت کریں اور جب تو ان سے کہیں دور سفر پر چلا جائے تو اپنے نفس اور تیرے مال کی حفاظت کریں۔

صحیح ابن حبان (۱۸۳/۸) میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہی سے مروی ہے ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو عورت روزانہ پانچ نمازیں پڑھے، رمضان کے روزے رکھے اور خاوند کی اطاعت کرے، قیامت کے روز اس سے کہا جائے گا جنت کے دروازوں میں سے جس دروازے سے چاہے جنت میں داخل ہو جائے۔

امام قرطبی نے یہی روایت ابوداو دالطیالسی سے نقل کی ہے جب کہ المستدرك للحاكم اور سنن النسائی میں مختلف الفاظ سے "باب ای نسآء خیر" کے تحت منقول ہے۔

نیک صالحہ عورتوں کا ذکر کرنے کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے ایسی عورتوں کا بھی ذکر فرمایا جو بیویاں ہونے کے باوجود خودسری کا شکار ہوتی ہیں۔ اللہ نے ان کی تہذیب واصلاح کا طریقہ خود ہی ارشاد فرمادیا کہ پہلے ان کو پیار محبت سے سمجھانے کی کوشش کرو۔ جب اس میں کامیابی حاصل نہ ہوتو انہیں ان کی خواب گاہوں میں الگ کردو تاکہ تمہاری ناراضی کا اظہار تمہارے عمل سے ظاہر ہوجائے ۔ اس کے باوجود اگر وہ اپنی خودسری پر ڈٹی رہیں تو ان کو ہلکی پھلکی جسمانی سزا دی جائے۔ سزا ایسی نہیں ہونی چاہئے جیسی مجرموں کو دی جاتی ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اسلام میں بیوی سے کسی بات پر ناراض ہوتے ہی اس کو مارنے پیٹنے کی اجازت نہیں۔ بلکہ پیار محبت اور حکمت سے معاملے کو سمیٹنے کی تلقین کی گئی ہے۔

اللہ تعالیٰ نے یہ بھی واضح فرمایا کہ اگر وہ بیویاں ہونے کا حق ادا کریں تو پھر ان پر زیادتی کرنے کا بہانہ تلاش نہ کیا جائے۔ جو کچھ مغربی دنیا میں عورتوں کے ساتھ ہوتا ہے' اس کا ہماری عورتوں کو علم نہیں۔ بیویوں کی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بہت بڑی تعداد اپنے خاوندوں سے مار کھاتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ مسلمان عورتوں کو اس سے محفوظ رکھے۔

حل لغات:

- ﴿وَلَا تَتَمَنَّوْا مَافَضَّلَ اللّٰهُ بِهٖ بَعْضَكُمْ عَلٰى بَعْضٍ﴾ لَاتَتَمَنَّوْا فعل نہی (باب تفعل) مَا موصولہ۔ فَضَّلَ فعل ماضی۔ لفظ اَللّٰهُ اس کا فاعل۔ بَعْضَكُمْ مفعول۔ عَلٰى بَعْضٍ جار مجرور۔ جملے کا معنی ہے: اور تم اس کی تمنا نہ کرو جس کے سبب اللہ تعالیٰ نے تمہارے بعض کو بعض پر فضیلت سے نوازا۔
- ﴿لِلرِّجَالِ نَصِيْبٌ مِّمَّا اكْتَسَبُوْا ۭ وَلِلنِّسَآءِ نَصِيْبٌ مِّمَّا اكْتَسَبْنَ﴾ میں نَصِيْبٌ سے مراد اعمال کا بدلہ یا میراث میں حصہ ہے۔ اِكْتَسَبُوْا اور اِكْتَسَبْنَ دونوں فعل ماضی۔ پہلا جمع مذکر غائب کا اور دوسرا جمع مونث غائب کا صیغہ ہے جملے کا معنی ہے: مردوں کے لیے حصہ ہے اس میں سے جو انہوں نے کمایا اور عورتوں کے لیے حصہ ہے اس میں سے جو انہوں نے کمایا۔
- ﴿وَاسْئَلُوا اللّٰهَ مِنْ فَضْلِهٖ﴾ میں اِسْئَلُوْا فعل امر حاضر۔ لفظ اَللّٰهَ اس کا مفعول۔ مِنْ حرف جر اور فَضْلِهٖ مجرور۔ جملے کا معنی ہے: اور اللہ تعالیٰ سے اس کے فضل کا سوال کرتے رہو۔
- ﴿اِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا﴾ میں اِنَّ حرف مشبہ بفعل۔ لفظ اَللّٰهَ اس کا اسم اور كَانَ اپنے متعلقات سے مل کر اس کی خبر۔ جملے کا معنی ہے: بے شک اللہ تعالیٰ ہر شے کو جاننے والا ہے۔
- ﴿وَلِكُلٍّ جَعَلْنَا مَوَالِيَ مِمَّا تَرَكَ الْوَالِدَانِ وَالْاَقْرَبُوْنَ﴾ میں لام (لِ) حرف جر كُلٍّ مجرور، اس کا مضاف الیہ محذوف ہے۔ وہ انسان یا مال یا قوم یا کوئی ترکہ ہوسکتا ہے۔ جَعَلْنَا فعل ماضی سے جمع متکلم۔ مَوَالِيَ (مَوْلٰى کی جمع) اس کا مفعول مِمَّا میں مِنْ حرف جر اور مَا موصولہ۔ تَرَكَ فعل ماضی واحد مذکر غائب۔ اَلْوَالِدَانِ وَالْاَقْرَبُوْنَ اس کا فاعل جملے کا معنی ہے: ہر انسان کے لیے ہم نے وارث مقرر کر دیے اس کے لیے جو والدین اور قریبی چھوڑ جائیں۔
- ﴿وَالَّذِيْنَ عَقَدَتْ اَيْمَانُكُمْ فَاٰتُوْهُمْ نَصِيْبَهُمْ﴾ کا عطف اپنے ماقبل جملے پر اَلَّذِيْنَ اسم موصول۔ عَقَدَتْ فعل ماضی واحد مونث غائب۔ اَيْمَانُكُمْ اس کا فاعل۔ یہ جملہ شرط کی صورت میں ہے جب کہ اگلا حصہ اس کا جواب ہے۔ فَاٰتُوْهُمْ کی فاء جزائیہ، اٰتُوْا فعل امر حاضر۔ هُمْ ضمیر منصوب متصل (مفعول) جملے کا معنی ہے: اور جن لوگوں سے تمہارے دائیں ہاتھوں نے گرہ لگائی ہے (یعنی ان سے تم نے عہد کیا) پس ان کو ان کا حصہ ادا کرو۔
- ﴿اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدًا﴾ اِنَّ حرف مشبہ بالفعل۔ لفظ اَللّٰهَ اس کا اسم۔ كَانَ......الخ اس

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی خبر۔ جملے کا معنیٰ ہے: بے شک اللہ تعالیٰ ہر چیز پر گواہ (یعنی حاضر) ہے۔

○ ﴿اَلرِّجَالُ قَوّٰمُوْنَ عَلَى النِّسَآءِ بِمَا فَضَّلَ اللّٰهُ بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ﴾ میں اَلرِّجَالُ (اَلرَّجُلُ کی جمع) مبتدا۔ قَوّٰمُوْنَ (قَوَّامٌ کی جمع) مبالغے کا صیغہ، خبر۔ عَلَى النِّسَآءِ جار مجرور۔ بِمَا کی باء سبب کی۔ مَا موصولہ۔ فَضَّلَ فعل ماضی۔ لفظ اَللّٰهُ اس کا فاعل بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ اس کا مفعول۔ جملے کا معنیٰ ہے: مرد عورتوں پر حاکم ہیں، اس کے سبب جو اللہ تعالیٰ نے ان کے بعض کو بعض پر فضیلت دی ہے۔

○ ﴿وَّبِمَآ اَنْفَقُوْا مِنْ اَمْوَالِهِمْ﴾ کا عطف اپنے ما قبل جملے پر۔ واؤ عاطفہ۔ باء سببیہ۔ مَا موصولہ۔ اَنْفَقُوْا فعل ماضی سے جمع مذکر غائب۔ مِنْ جار۔ اَمْوَالِهِمْ مجرور۔ جملے کا معنیٰ ہے: اور اس کے سبب جو انہوں نے اپنے مالوں میں سے خرچ کیا۔

○ ﴿فَالصّٰلِحٰتُ قٰنِتٰتٌ حٰفِظٰتٌ لِّلْغَيْبِ بِمَا حَفِظَ اللّٰهُ﴾ اَلصَّالِحَاتُ اَلصَّالِحَةُ کی جمع۔ قَانِتَاتٌ قَانِتَةٌ کی جمع اور حَافِظَاتٌ حافظة کی جمع۔ لِلْغَيْبِ جار مجرور۔ حَفِظَ فعل ماضی۔ لفظ اَللّٰهُ اس کا فاعل۔ جملے کا معنیٰ ہے: نیک عورتیں وہ ہیں جو فرماں بردار اور (خاوندوں کی) غیر موجودگی میں حفاظت الٰہیہ کے ذریعے حفاظت کرنے والی ہوں۔

○ ﴿وَالّٰتِیْ تَخَافُوْنَ نُشُوْزَهُنَّ﴾ میں اَلّٰتِیْ (اَلَّتِی کی جمع) اسم موصول۔ تَخَافُوْنَ فعل مضارع۔ نُشُوْزَهُنَّ مفعول۔ جملہ (شرطیہ) کا معنیٰ ہے: اور جن کی سرکشی کا تمہیں خوف ہو۔

○ ﴿فَعِظُوْهُنَّ وَاهْجُرُوْهُنَّ فِی الْمَضَاجِعِ وَاضْرِبُوْهُنَّ﴾ میں عِظُوا، اُهْجُرُوْا اور اِضْرِبُوْا فعل امر حاضر کے صیغے ہیں۔ عِظُوْا پر فاء جزائیہ۔ ضمیریں هُنَّ اَلّٰتِیْ کی طرف راجع۔ اَلْمَضَاجِعِ حرف جر فِی کی وجہ سے مجرور (اَلْمَضْجَع کی جمع) جملے کا معنیٰ ہے: تو ان کو (پیار محبت سے) سمجھاؤ اور ان کو خواب گاہوں میں الگ کر دو اور (نہ سمجھنے پر) ان کو ہلکی مار مارو۔

○ ﴿فَاِنْ اَطَعْنَكُمْ فَلَا تَبْغُوْا عَلَيْهِنَّ سَبِيْلًا﴾ میں اِنْ شرطیہ اَطَعْنَ فعل ماضی سے جمع مونث غائب كُمْ (مخاطب کی ضمیر) مفعول۔ فَلَا تَبْغُوْا فعل نہی پر فاء جواب شرط۔ عَلَيْهِنَّ عَلٰى حرف جر هِنَّ ضمیر مجرور متصل۔ سَبِيْلًا مفعول جملے کا معنیٰ ہے: اور اگر وہ تمہاری اطاعت کریں تو ان پر زیادتی کرنے کا موقع تلاش نہ کرو۔

○ ﴿اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيًّا كَبِيْرًا﴾ جملہ خبریہ کا معنیٰ ہے: بے شک اللہ تعالیٰ بہت بلند، بڑائی والا ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

﴿۱۳﴾

وَاِنْ خِفْتُمْ شِقَاقَ بَيْنِهِمَا فَابْعَثُوْا حَكَمًا مِّنْ اَهْلِهٖ وَحَكَمًا مِّنْ اَهْلِهَا ۚ اِنْ يُّرِيْدَآ اِصْلَاحًا يُّوَفِّقِ اللّٰهُ بَيْنَهُمَا ۗ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيْمًا خَبِيْرًا ﴿35﴾

اور اگر تمہیں میاں بیوی کے درمیان ناچاقی کا خطرہ ہو تو ایک منصف میاں کے اہل کی طرف سے اور ایک منصف بیوی کے اہل کی طرف سے مقرر کرو۔ اگر دونوں صلح کروانے کا ارادہ رکھیں تو اللہ تعالیٰ دونوں (میاں بیوی) کو (بھی اپنی اصلاح کی) توفیق عطا فرمائے گا۔ بے شک اللہ تعالیٰ جاننے والا باخبر ہے۔

وَاعْبُدُوا اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْـًٔا وَّ بِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا وَّبِذِي الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ وَالْجَارِ ذِي الْقُرْبٰى وَالْجَارِ الْجُنُبِ وَالصَّاحِبِ بِالْجَنْۢبِ وَابْنِ السَّبِيْلِ ۙ وَمَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ ۗ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ مَنْ كَانَ مُخْتَالًا فَخُوْرًا ﴿36﴾

اور اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتے رہو اور اس کے ساتھ کچھ بھی شریک نہ کرو۔ والدین اور قریبی رشتہ داروں اور یتیموں اور مسکینوں اور رشتہ دار ہمسایوں اور اجنبی ہمسایوں اور سفر وزندگی کے ساتھی اور مسافر اور تمہارے دائیں ہاتھ جن کے مالک ہوں، ان سے احسان کرو۔ بے شک اللہ تکبر کرنے والے فخر کرنے والے کو پسند نہیں کرتا۔

تشریح:

بیویوں کی نافرمانی کی اصلاح کا طریقہ وسلیقہ بیان کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ نے میاں بیوی کے درمیان ہونے والی ناچاقی کو احسن انداز میں سلجھانے کی راہ بھی دکھا دی۔ ناچاقی کے لیے لفظ شقاق استعمال ہوا ہے۔ جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ جب میاں بیوی کا معاملہ جدائی کے قریب پہنچا ہوا ہو اور تعلقات بہت ہی خراب ہو چکے ہوں تو معاملے کو سلجھانے کے لیے میاں بیوی دونوں کی طرف سے دو منصف نیک صالح انسان دونوں میں صلح کرانے کی کوشش کریں۔ صلح کرانے کے لیے ضروری ہے کہ دونوں منصف خدا خوفی کے تحت صلح کا ارادہ رکھتے ہوں جب منصف نیک نیتی کے ساتھ اصلاح کے لیے کوشاں ہوں گے تو اللہ تعالیٰ بھی میاں بیوی دونوں کا میلان خوش اسلوبی سے ازدواجی زندگی گزارنے کی طرف کردے گا۔ میاں بیوی دونوں میں سے کسی کی طرف داری کیے بغیر

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جس کی غلطی ہو اس کو سمجھایا جائے اور دونوں پر واضح کیا جائے کہ طلاق یا خلع اگرچہ مباح ہے لیکن اس سے شیطان بہت خوش ہوتا ہے۔ لہٰذا شیطان کو خوش کرنے کی بجائے رب حقیقی کی خوشنودی حاصل کی جائے اور ایک دوسرے کی خطا کو نظر انداز کرتے ہوئے پیار و محبت سے اللہ کے نام پر کیے گئے نکاح کو نبھایا جائے۔ منصفوں کے ساتھ میاں بیوی اور جھگڑے کا سبب بننے والوں کو بتا دیا گیا کہ اللہ تعالیٰ کا علم ہر انسان کی نیت اور اسکے عمل کو محیط ہے اور کوئی معاملہ ایسا نہیں جس کی اسے خبر نہ ہو۔ اس لیے ہر انسان کے ذہن میں یہ بات رہنی چاہیے کہ ایک دن اس نے اسی کے سامنے پیش ہو کر اپنا حساب دینا ہے۔

حقوق العباد کی ادائیگی کا حکم دینے سے پہلے اللہ تعالیٰ نے شرک سے بچنے اور صرف اسی کی عبادت کرتے رہنے کا حکم ارشاد فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے بار بار شرک سے بچنے اور صرف اسی کی عبادت کرنے کا حکم قرآن حکیم میں اس لیے دیا ہے کہ اس کی اکثر مخلوق' اللہ کی عبادت کرنے کی بجائے غیر اللہ کی طرف سے متوجہ رہتے ہوئے شرک کی بیماری میں مبتلا رہتی ہے۔ یہ نئی بات نہیں یہ سلسلہ نوح علیہ السلام کی قوم سے شروع ہوا تھا اور آج بھی کثرت سے جاری ہے۔ شیطان نے شرک کو عام انسانوں کی نظر میں ایسے مزین کر رکھا ہے کہ ان کو احساس ہی نہیں ہوتا کہ وہ شرک کے مرتکب ہو رہے ہیں۔ سورۃ الکھف کے آخر میں ارشاد ہوتا ہے۔

﴿ فَمَنْ كَانَ يَرْجُوا لِقَاءَ رَبِّهِ فَلْيَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا وَلَا يُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّهِ أَحَدًا ﴿110﴾ ﴾

جو اپنے رب سے ملاقات کی امید رکھتا ہے اسے چاہیے کہ نیک عمل کرے اور اپنے رب کی عبادت میں کسی کو شریک نہ کرے۔

صحیح مسلم، باب تحریم الریاء (۲/۳۰۱) میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اللہ تبارک وتعالیٰ کا ارشاد مبارک ہے: میں مشرکوں کے شرک سے سب سے زیادہ بے نیاز ہوں۔ جس نے کوئی ایسا عمل کیا جس میں میرے ساتھ غیر کو شریک کیا تو میں اس کو اور اس کے شرک کو ترک کر دیتا ہوں۔ (باب تحریم الریاء ۲/۳۰۱)

اس کی مزید وضاحت ان روایات سے ہوتی ہے جو امام ابن ماجہ رحمہ اللہ نے کتاب الزہد کے باب الریاء والسمعة میں نقل کی ہیں۔ ابو فضالہ الانصاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

قیامت کے روز جس کے واقع ہونے میں کوئی شک نہیں' اللہ تعالیٰ اولین اور آخرین کو جب جمع کرے گا تو ایک منادی کرنے والا منادی کرے گا: جس نے اللہ کے لیے عمل کرتے ہوئے کسی اور کو شریک کر لیا وہ اس کا ثواب بھی غیر اللہ یعنی اسی سے طلب کرے' کیوں کہ اللہ تعالیٰ مشرکوں کے شرک سے بے نیاز ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حضرت ابوسعید الخدری رضی اللہ عنہ والی روایت کے الفاظ ہیں:

کیا تمہیں اس کی خبر نہ دوں جس کا مجھے تم پر مسیح دجال سے بھی زیادہ خوف ہے؟

ہم نے عرض کیا: ارشاد فرمائیں۔ آپ نے فرمایا:

مجھے سب سے زیادہ خوف اس کا ہے کہ میری امت اللہ کے ساتھ شرک کرے گی۔ میں یہ نہیں کہتا کہ وہ سورج، چاند اور بت کی پوجا کرے گی۔ بلکہ غیر اللہ کے لیے عمل کرے گی اور شہوت خفیہ کا شکار ہوگی۔

امام حاکم نے المستدرک (۳۳۰/۳) میں باب باندھا ہے۔ تشریح الشھوۃ الخفیۃ پھر اس کی تشریح یہ کی ہے لوگوں کے سامنے اپنے اعمال کا دکھاوا کریں گے۔ راوی کا بیان ہے۔ میں نے عرض کیا: اللہ کے رسول! کیا ریاء بھی شرک ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''ہاں'' میں نے عرض کیا: شہوت خفیہ کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا:

تم میں سے کوئی ایک صبح کو روزہ رکھے گا پھر دنیاوی شہوت کا اس پر غلبہ ہوگا اور وہ روزہ افطار کرلے گا۔

مذکورہ روایات سے عیاں ہوتا ہے کہ عند اللہ وہی عمل مقبول ہوگا جو محض اللہ کے لیے کیا جائے گا۔ جس عمل وعبادت میں غیر اللہ کو شریک کیا جائے گا اور اس میں ریاکاری کا عنصر شامل ہو، وہ عند اللہ مردود ہوگا۔

خالق کل نے اپنی مخلوق کو اپنے حق سے آگاہ کرنے کے بعد انہیں ان کے باہمی حقوق سے بھی آگاہ کردیا جو ان کے درمیان آپس میں ادا ہونے چاہئیں۔ ان میں سے سب سے اہم والدین کا حق ہے۔ کیوں کہ ہر پیدا ہونے والا بچہ اپنے والدین ہی کی وجہ سے دنیا میں آتا ہے اور وہی اس کی دنیا میں پرورش کرنے کا حق ادا کرتے ہیں۔ اپنی تمام خواہشات قربان کر کے اس کو پروان چڑھاتے ہیں۔ اس کی دنیا کو سنوارنے کے لیے جو کچھ ان کے بس میں ہوتا ہے اس میں کسی قسم کی بخیلی نہیں کرتے۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ نے سورۃ لقمان میں ارشاد فرمایا:

﴿ اَنِ اشْكُرْلِيْ وَلِوَالِدَيْكَ ﴿14﴾ ﴾

میرا اور اپنے والدین کا شکر ادا کر۔

سورۃ بنی اسرائیل میں اعلان ہوتا ہے:

﴿ وَ قَضٰى رَبُّكَ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِيَّاهُ وَبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا ؕ اِمَّا يَبْلُغَنَّ عِنْدَكَ الْكِبَرَ اَحَدُهُمَآ اَوْ كِلٰهُمَا فَلَا تَقُلْ لَّهُمَآ اُفٍّ وَّلَا تَنْهَرْهُمَا وَ قُلْ لَّهُمَا قَوْلًا كَرِيْمًا ﴿23﴾ وَاخْفِضْ لَهُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحْمَةِ وَ قُلْ رَّبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيٰنِيْ صَغِيْرًا ﴿24﴾ ﴾

اور تمہارے رب نے فیصلہ کردیا کہ تم صرف اسی کی عبادت کرو اور اپنے والدین کے ساتھ احسان کرو۔ اگر ان دونوں میں سے ایک یا دونوں تمہارے پاس بوڑھے ہوجائیں تو ان کو اف نہیں کہنا اور

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نہ ان کو جھڑکنا ہے۔ بلکہ ان دونوں سے پیار محبت سے گفتگو کرنی ہے اور ان کے لیے رحمت کے پہلو کو پوری طرح جھکا دینا ہے اور ان کے لیے دعا کرنی ہے۔ اے میرے رب! ان پر اسی طرح رحم کر جس طرح انہوں نے مجھ پر رحم کرتے ہوئے میری پرورش کی۔

والدین کے بعد ان کا ذکر ہوا ہے جن کے ساتھ والدین کے ذریعہ رشتہ داری قائم ہوتی ہے ان میں سے کوئی یتیم ہو جائے یا رزق کا سلسلہ اس پر تنگ ہو جائے۔ کمائی اتنی نہ ہو جس میں آسانی سے گزارا ہو جائے۔ اللہ تعالیٰ نے اگر کسی کو مال دے رکھا ہے تو اس پر فرض ہے کہ حاجت مند رشتہ داروں سے مالی معاونت کرے۔ اس مالی معاونت کا صدقہ کی صورت میں اجر ملنے کے ساتھ ساتھ صلہ رحمی کا بھی ثواب حاصل ہوتا ہے۔

یتیم و مسکین قریبی ہو یا دور کا۔ اللہ تعالیٰ نے ہر مال دار کے مال میں اس کا حق رکھا ہے اور نیکی کا حصول اس وقت تک ممکن نہیں جب تک ان کا حق ادا نہ کیا جائے۔ اسلامی آداب معاشرت کا یہ پہلو کتنا خوبصورت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے خود اہل ایمان کو حکم دیا کہ اپنے ہمسایوں کا خیال رکھو اگرچہ ان کے گھروں کے دروازے تمہارے گھر کے قریب ہوں یا دور۔ ہمسایہ مسلم ہو یا غیر مسلم۔ حسن سلوک کا ہر حال میں وہ حق دار ہوگا۔

صحیح بخاری (باب الوصاية بالجار) اور صحیح مسلم (۲/ ۳۲۹) میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

« مَازَالَ جِبْرِيْلُ يُوْصِيْنِيْ بِالْجَارِ حَتّٰى ظَنَنْتُ اَنَّهٗ سَيُوَرِّثُهٗ »

جبریل امین مجھے ہمسائے کے بارے میں اس طرح وصیت کرتے رہے کہ مجھے گمان ہوا کہ وہ اس کو وارث بنا دیں گے۔

بخاری مسلم ہی کے الفاظ ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اللہ کی قسم! ایمان والا نہیں ہوگا۔ اللہ کی قسم! ایمان والا نہیں ہوگا۔ عرض کیا گیا: اللہ کے رسول! کون ایمان والا نہیں ہوگا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

« اَلَّذِيْ لَا يَأْمَنُ جَارُهٗ بَوَائِقَهٗ »

وہ جس کے شر سے اس کا ہمسایہ امن میں نہیں ہوگا۔

بخاری مسلم کی روایات میں یہ بھی ہے جو اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہے۔ وہ اپنے ہمسائے کو تکلیف نہ دے۔ دوسری روایت کے مطابق وہ اپنے ہمسائے کی عزت کرے۔

رہائشی ہمسایوں کے ساتھ سفری ہمسایوں اور عام مسافروں کے حقوق کی نگہداشت کا حکم بھی اہل ایمان کو دیا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گیا ہے۔ لہٰذا جو شخص کسی مسلم کا سفر میں ساتھی ہوگا تو مسلم کا فرض ہے کہ جس طرح اپنے مال اور جان کی حفاظت کا خیال رکھتا ہے اسی طرح سفری ساتھی کے مال وجان کی بھی حفاظت کرے۔ عام مسافروں کی خدمت میں اچھا کردار ادا کرسکتا ہے تو ضرور کرے۔ اسی طرح غلاموں لونڈیوں کو بھی اپنی طرح انسان سمجھتے ہوئے ان کے ساتھ نیک سلوک کرتا رہے۔ رسول اللہ ﷺ نے ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے فرمایا:

« هُمْ اِخْوَانُكُمْ ،جَعَلَ اللّٰهُ تَحْتَ اَيْدِيْكُمْ » (القرطبی)

غلام تمہارے بھائی ہیں' اللہ نے ان کو تمہارے زیر فرمان بنایا ہے۔

اس سے بڑھ کر حسن معاشرت کی کیا مثال ہوسکتی ہے۔ اس کے مطابق عمل کرنے کی اللہ تعالیٰ اہل اسلام کو توفیق عطا فرمائے۔ آمین

حل لغات:

- ﴿وَاِنْ خِفْتُمْ شِقَاقَ بَيْنِهِمَا فَابْعَثُوْا حَكَمًا مِّنْ اَهْلِهٖ وَحَكَمًا مِّنْ اَهْلِهَا﴾ میں واؤ عاطفہ اِنْ شرطیہ خِفْتُمْ (باب سَمِعَ سے) فعل ماضی ۔ شِقَاقَ بَيْنِهِمَا مفعول۔ ابْعَثُوْا فعل امر پر فاء جزائیہ۔ حَكَمًا مِّنْ اَهْلِهٖ وَحَكَمًا مِّنْ اَهْلِهَا اپنے متعلقات سے مل کر مفعول جملے کا معنی ہے: اور اگر تمہیں ان کے درمیان یعنی میاں بیوی میں اَن بَن کا خوف ہو تو ایک منصف میاں کے اہل کی طرف سے اور ایک منصف بیوی کے اہل کی طرف سے مقرر کرو۔
- ﴿اِنْ يُّرِيْدَآ اِصْلَاحًا يُّوَفِّقِ اللّٰهُ بَيْنَهُمَا﴾ میں بھی اِنْ شرطیہ ۔يُرِيْدَا فعل مضارع تثنیہ مذکر غائب۔ کی نون اعرابی ان کی وجہ سے گری ہوئی ہے۔ اِصْلَاحًا مفعول۔ يُوَفِّقِ فعل مضارع (باب تفعیل) جواب شرط ہونے کی بنا پر مجزوم تھا لیکن لفظ اللّٰه سے ملانے کے لیے اس کے آخر میں کسرہ دیا گیا ہے لفظ اَللّٰهُ اس کا فاعل۔ بَيْنَهُمَا کی ضمیر هُمَا میاں بیوی کی طرف راجع۔ جملے کا معنی ہے: اگر وہ دونوں اصلاح کا ارادہ کریں تو اللہ اس کی توفیق عطا فرمائے گا۔
- ﴿اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيْمًا خَبِيْرًا﴾ میں اِنَّ مشبہ حرف بفعل۔ لفظ اَللّٰهَ اس کا اسم اور كَانَ عَلِيْمًا خَبِيْرًا اس کی خبر۔ جملے کا معنی ہے: بے شک اللہ تعالیٰ جاننے والا پوری خبر رکھنے والا ہے۔
- ﴿وَاعْبُدُوا اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْئًا﴾ میں واو عاطفہ۔ اُعْبُدُوْا فعل امر حاضر۔ لفظ اَللّٰهَ مفعول۔ واؤ عاطفہ لَا تُشْرِكُوْا فعل نہی۔ باء حرف جر۔ ہ ضمیر لفظ اللّٰه کی طرف راجع شَيْئًا مفعول جملے کا معنی ہے: اور اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو۔ اس کے ساتھ کچھ بھی شریک نہ کرو۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

○ ﴿وَّبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا وَّبِذِي الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ﴾ میں واؤ عاطفہ اور بِالْوَالِدَيْنِ سے پہلے فعل امر اَحْسِنُوْا محذوف ہے۔ اِحْسَانًا اس کا مفعول ۔حرف جر اور اس کے تمام مجرورات مل کر محذوف فعل کے متعلق۔ جملے کا معنی ہے:اور اپنے والدین قریبی رشتہ داروں ۔ یتامیٰ اور مساکین کے ساتھ احسان کرو۔

○ ﴿وَالْجَارِ ذِي الْقُرْبٰى وَالْجَارِ الْجُنُبِ وَالصَّاحِبِ بِالْجَنْبِ وَابْنِ السَّبِيْلِ ۙ وَمَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ﴾ کا عطف بھی اپنے ماقبل پر ہے۔ اَلْجَارِ کا مادہ (ج ور) مَامَلَكَتْ کا مَا موصولہ اور مَلَكَتْ فعل ماضی۔ اَيْمَانُكُمْ اس کا فاعل۔ جملے کا معنی ہے: اور احسان کرو اس ہمسائے کے ساتھ جو تمہارا قریبی رشتہ دار ہو اور اس کے بعد جو نزدیک ترین ہو اور جو تمہارا سفری یا زندگی کا ساتھی ہو اور جو مسافر یا مہمان ہو اور جن کے مالک تمہارے دائیں ہاتھ ہوئے۔

○ ﴿اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ مَنْ كَانَ مُخْتَالًا فَخُوْرًا﴾ میں اِنَّ حرف مشبہ بفعل۔ لفظ اللّٰہ اس کا اسم۔ لَا نافیہ۔ يُحِبُّ فعل مضارع واحد مذکر غائب۔ مَنْ موصولہ۔ كَانَ فعل ناقص۔ مُخْتَالًا فَخُوْرًا اس کی خبر...... لَايُحِبُّ جملہ اپنے متعلقات سے مل کر اِنَّ کی خبر۔ جملے کا معنی ہے: بے شک اللہ تعالیٰ اس کو پسند نہیں کرتا جو خود پسند اور فخر کرنے والا ہوتا ہے۔

۱۴

الَّذِيْنَ يَبْخَلُوْنَ وَيَاْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبُخْلِ وَيَكْتُمُوْنَ مَآ اٰتٰهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ ۭ وَاَعْتَدْنَا لِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابًا مُّهِيْنًا ﴿37﴾	وہ لوگ جو بخیلی کرتے ہیں اور لوگوں کو بخیلی کا مرتکب ہونے کا حکم دیتے ہیں اور اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے ان کو جو دیا اس کو چھپاتے ہیں اور ہم نے کفار کے لیے ذلیل کرنے والا عذاب تیار کر رکھا ہے۔
وَالَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ رِئَاۗءَ النَّاسِ وَلَا يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَلَا بِالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ۭ وَمَنْ يَّكُنِ الشَّيْطٰنُ لَهٗ قَرِيْنًا فَسَاۗءَ قَرِيْنًا ﴿38﴾	اور وہ لوگ جو اپنے مال لوگوں کو دکھاوے کے لیے خرچ کرتے ہیں اور اللہ اور یوم آخرت پر ایمان نہیں رکھتے اور جس کا شیطان ساتھی ہوجائے پس وہ بہت ہی برا ساتھی ہے۔
وَمَاذَا عَلَيْهِمْ لَوْ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَاَنْفَقُوْا مِمَّا رَزَقَهُمُ اللّٰهُ ۭ	اور کیا تھا ان پر اگر وہ اللہ اور یوم آخرت پر ایمان لے آتے اور جو اللہ نے ان کو دیا اس میں سے خرچ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَكَانَ اللّٰهُ بِهِمْ عَلِيْمًا ﴿39﴾	کرتے اور اللہ تعالیٰ ان کو اچھی طرح جاننے والا ہے۔
اِنَّ اللّٰهَ لَا يَظْلِمُ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ ۚ وَاِنْ تَكُ حَسَنَةً يُّضٰعِفْهَا وَيُؤْتِ مِنْ لَّدُنْهُ اَجْرًا عَظِيْمًا ﴿40﴾	بے شک اللہ تعالیٰ ذرہ برابر ظلم نہیں کرتا اور اگر ایک نیکی ہوگی تو اس کو کئی گناہ بڑھائے گا اور اپنے پاس سے عظیم اجر دے گا۔
فَكَيْفَ اِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ اُمَّةٍ بِشَهِيْدٍ وَّجِئْنَا بِكَ عَلٰى هٰٓؤُلَآءِ شَهِيْدًا ﴿41﴾	پس کیا حال ہوگا جب ہم ہر امت سے گواہ لائیں گے اور آپ کو ان لوگوں پر گواہ لائیں گے۔
يَوْمَئِذٍ يَّوَدُّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَعَصَوُا الرَّسُوْلَ لَوْ تُسَوّٰى بِهِمُ الْاَرْضُ ۭ وَلَا يَكْتُمُوْنَ اللّٰهَ حَدِيْثًا ﴿42﴾	جس دن وہ لوگ چاہیں گے کہ جنہوں نے کفر کیا اور رسول کی نافرمانی کی کاش کہ ان پر زمین برابر کردی جائے اور وہ اللہ سے کوئی بات چھپا نہیں سکیں گے۔

تشریح:

اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے والدین قریبی رشتہ داروں، یتیموں، مسکینوں، نزدیکی اور دُور کے ہمسایوں، زندگی اور سفر کے ساتھیوں، مسافروں، غلاموں اور لونڈیوں کے ساتھ احسان کرنے یعنی معاشرتی اور مالی حقوق کا خیال رکھنے کا حکم دینے کے بعد یہ بھی واضح فرما دیا کہ مالی حقوق کی ادائیگی میں جو بخیلی کریں گے اور لوگوں کو بھی اسی کی تلقین کریں گے تو ان کا انجام ذلیل کرنے والا عذاب ہوگا کیونکہ اللہ تعالیٰ کو قطعی طور پر یہ پسند نہیں کہ وہ اپنے بندوں کو جو اپنے فضل وکرم سے دیتا ہے اس کو چھپایا جائے تاکہ ضرورت مندوں پر ظاہر ہی نہ ہو کہ وہ مال دار ہیں۔ صحیح بخاری، کتاب الخمس (ص۳۳۳) اور مسند احمد (۳/۳۰۸) میں ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ کا قول منقول ہے۔

«اَيُّ دَآءٍ اَدْوَأُ مِنَ الْبُخْلِ»

بخل سے بڑھ کر بری کونسی بیماری ہو سکتی ہے؟

بخل کی مذمت اس سے زیادہ کیا ہو سکتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بخل کے مرتکب ہونے والوں کی نسبت کفر کی طرف کردی اور ان کو ان کے برے انجام سے آگاہ کردیا۔

بخیلی کی مرض میں مبتلا ہونے والوں کے برعکس ایسے بھی لوگ ہوتے ہیں کہ جو اپنے مال ضرورت سے زیادہ خرچ کرتے ہیں۔ نمود ونمائش میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے ہیں ان کی دلی خواہش ہوتی ہے کہ لوگوں میں ان کا خوب چرچا ہو۔ اللہ اور آخرت پر ان کا ایمان نہیں ہوتا۔ قیامت کے روز اپنے کیے کا حساب دینے کا کوئی خیال نہیں ہوتا۔ ان کا انجام تو برا ہونا ہی ہے۔ لیکن ان کے ساتھ وہ بھی ہوں گے جو اللہ اور قیامت پر ایمان رکھنے کے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باوجود اسراف وتبذیر اور دکھاوا کیا کرتے تھے۔

صحیح مسلم، باب من قاتل للریاء (۱۳۰/۲) میں ریا کار شہید قرآن کے ریا کار قاری اور عالم کے ساتھ ریا کار سخی کے بارے میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ان کو جہنم میں ڈالا جائے گا کیوں کہ ان کے اعمال اللہ کو راضی کرنے کی بجائے دنیا میں ناموری اور شہرت پانے کے لیے تھے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ نیکی کا کام بھی اگر دکھاوے کے لیے کیا جائے تو وہ نہ صرف ضائع ہوتا ہے بلکہ جہنم کا ایندھن بننے کا سبب بنتا ہے۔

شیطان چونکہ انسان کا ازلی دشمن ہے۔ لہٰذا اس کی یہی کوشش ہوتی ہے کہ وہ کسی نہ کسی طرح انسان کو راہ حق سے ہٹا کر تباہی کی راہ پر لگائے۔ نیک انسانوں کے لیے ان کے نیک اعمال کو اس طرح مزین کرتا ہے کہ جس سے نمود ونمائش کی سوچ پروان چڑھتی ہے۔ جو بالآخر اس نیک آدمی کی نیکی برباد کر دیتی ہے اسی لیے اللہ تعالیٰ نے امت محمدیہ کو آگاہ فرمایا کہ شیطان جس کا ساتھی ہوگا تو بہت برا ساتھی ہوگا۔ ایک شاعر نے کیا ہی خوب کہا ہے۔

عَنِ الْمَرْءِ لَا تَسْأَلْ وَسَلْ عَنْ قَرِيْنِهِ
فَكُلُّ قَرِيْنٍ بِالْمُقَارِنِ يَقْتَدِي

انسان کے بارے میں نہ پوچھ۔ بلکہ اس کے ساتھی کا حال پوچھ کیونکہ ہر ساتھی اپنے ہی ساتھی کے پیچھے چلتا ہے۔

یہاں اس کی بھی وضاحت ہوجاتی ہے کہ جو بھی ساتھی انسان کو ریا کاری کی طرف راغب کرتا ہے تو وہ شیطان ہی ہے۔ ابلیس کو شیطان اس لیے کہا جاتا ہے کہ اس نے اپنے رب کے حکم کو سجدہ کرنے کے بجائے نافرمانی کا مظاہرہ کیا۔ اس کی عزت کی قسم کھا کر آدم علیہ السلام اور ان کی اولاد کو گمراہ کرنے کا اعلان کر دیا اسی لیے اللہ تعالیٰ نے اس کو برا ساتھی قرار دیا۔

بخیلی کے مرتکب ہونے والوں کے بارے میں اللہ نے اظہار ہمدردی کے طور پر فرمایا کہ اگر وہ اللہ تعالیٰ کا دیا ہوا رزق اس کی راہ میں خرچ کرتے جن کے حقوق ادا کرنے کے وہ ذمہ دار تھے کھلے دل سے ان کے حقوق ادا کرتے تو اس میں ان کا کوئی نقصان نہ ہوتا بلکہ فائدہ ہی ہوتا کیونکہ جو اللہ پر ایمان لے آئے اور یوم آخرت میں ہونے والے عدل وانصاف پر یقین رکھے تو اس کا معاملہ کبھی خراب نہیں ہوتا۔ اگر بحیثیت انسان کوئی لغزش ہوتی ہے تو توبہ کرنے پر رحیم وکریم سے معافی مل جاتی ہے اور اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق کے ہر معاملے کو اچھی طرح جاننے والا ہے۔ نیتوں اور اعمال میں سے اس سے کچھ بھی پوشیدہ نہیں یہی وجہ ہے کہ وہ کسی پر ذرہ برابر ظلم نہیں کرتا۔ جو نیکی کا کام اس کی رضا کے حصول کے لیے کیا جاتا ہے تو وہ نہ صرف اس کو قبول فرماتا ہے بلکہ اس کو کئی گنا بڑھا دیتا ہے اور عمل کرنے والے کو اپنے پاس سے اجر عظیم عطا فرماتا ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صحیح مسلم، جزاء المؤمن بحسناته فی الدینا (۴۷۳/۲) میں انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ مومن سے اس کی نیکی کے بارے میں اس پر ظلم نہیں کرتا۔ بلکہ اس کا بدلہ اس کو دنیا میں دیتا ہے اور آخرت میں اس کو جزا دے گا۔ جب کہ کافر کے وہ اعمال جو کہ وہ اللہ کے لیے کرتا ہے۔ اس کا ثمرہ اس کو دنیا میں مل جاتا ہے اور آخرت کی طرف وہ اس حال میں جاتا ہے کہ اس کی کوئی نیکی نہیں ہوتی کہ جس کی جزا اس کو آخرت میں دی جاتی۔

سورۃ ھود میں اس کی یوں وضاحت ہوتی ہے:

﴿ مَنْ كَانَ يُرِيْدُ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا وَزِيْنَتَهَا نُوَفِّ اِلَيْهِمْ اَعْمَالَهُمْ فِيْهَا وَهُمْ لَا يُبْخَسُوْنَ ﴿15﴾ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ لَيْسَ لَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ اِلَّا النَّارُ ۖ وَحَبِطَ مَا صَنَعُوْا فِيْهَا وَ بٰطِلٌ مَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿16﴾ ﴾

(ھود: ۱۵، ۱٦)

جو دنیا کی زندگی اور اس کی زینت کا ارادہ رکھتا ہے تو ہم اس کے اعمال کا اسی میں پورا بدلہ دے دیتے ہیں اور ان کے دینوی اجر میں کوئی کمی نہیں کی جاتی۔ وہی لوگ ہیں کہ آخرت میں ان کے لیے آگ ہوگی اور جو انہوں نے کیا وہ ضائع ہوا اور وہ جو عمل کیا کرتے تھے وہ باطل تھے۔

اسی لیے کفار اور وہ لوگ کہ جنہوں نے رسول اللہ ﷺ کی نافرمانی کی ہوگی۔ قیامت کے دن چاہیں گے کہ کاش ان پر زمین برابر کر دی جاتی اور وہ زمین کا حصہ ہی بنے رہتے اور اپنے کیے کی سزا نہ پاتے۔ اس دن اگر کوئی شخص یہ چاہیئے گا کہ اس کی کوئی بات ظاہر نہ ہو جس طرح دنیا میں اس کی طاقت وقوت کی بنا پر اس کے عیوب پر پردہ پڑا رہتا تھا قیامت کے دن بھی پوشیدہ رہیں لیکن اس کی خواہش پوری نہ ہوگی۔

میدان حشر میں جب اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اس کی تمام مخلوق حاضر ہوگی تو ہر امت کے ساتھ ان کی طرف مبعوث ہونے والا نبی (علیہ السلام) بھی ہوگا۔ امت جب وہاں بھی ہیرا پھیری کی کوشش کرے گی تو ان کی طرف بھیجا گیا نبی ان کی سرکشی پر گواہی دے گا۔ اللہ تعالیٰ نے درحقیقت ﴿فَكَيْفَ اِذَا جِئْنَا﴾ کے ساتھ اپنی مخلوق کو ڈرایا ہے یعنی کوئی یہ نہ سمجھے کہ اس دن اس کا کوئی حیلہ کارگر ہوگا بلکہ عدل وانصاف کے تقاضوں کو پورا کیا جائے گا۔

سورۃ یٰسین میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ اَلْيَوْمَ نَخْتِمُ عَلٰٓى اَفْوَاهِهِمْ وَتُكَلِّمُنَآ اَيْدِيْهِمْ وَتَشْهَدُ اَرْجُلُهُمْ بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ﴿25﴾ ﴾

آج کے دن ہم ان کے مونہوں پر مہر لگا دیں گے اور ہم سے ان کے ہاتھ باتیں کریں گے اور ان کے پاؤں اس پر گواہی دیں گے کہ جو وہ کیا کرتے تھے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جب ہر انسان پر اس کے اپنے اعضاء گواہ ہوں گے تو اس کا مکروفریب اس کے کام نہیں آئے گا۔

صحیح بخاری کتاب التفسیر (ص۶۵۹) میں عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے ان سے قرآن سنانے کو فرمایا۔ انہوں نے عرض کیا۔ نازل آپ ﷺ پر ہوا اور میں پڑھ کر سناؤں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: میں پسند کرتا ہوں کہ اپنے علاوہ کسی اور سے سنوں۔ چنانچہ انہوں نے سورۃ النسآء پڑھنا شروع کردی۔ جب عبداللہ رضی اللہ عنہ نے آیت ﴿فَكَيْفَ إِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ أُمَّةٍ بِشَهِيْدٍ وَ جِئْنَا بِكَ عَلٰى هٰٓؤُلَآءِ شَهِيْدًا﴾ پڑھی تو آپ ﷺ نے ان کو روک دیا اور آپ ﷺ کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے۔

قرآن سن کر آپ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہوگئے لیکن آج مسلمانوں کے دل سخت ہوگئے کہ قرآن سننے پر طبیعت میں کوئی تبدیلی واقع نہیں ہوتی۔ اللہ تعالیٰ ہم پر رحم فرمائے۔

حل لغات:

○ ﴿اَلَّذِيْنَ يَبْخَلُوْنَ وَيَأْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبُخْلِ﴾ میں اَلَّذِيْنَ موصولہ۔ يَبْخَلُوْنَ وَيَأْمُرُوْنَ دونوں فعل مضارع۔ اَلنَّاسَ مفعول۔ بِالْبُخْلِ جار مجرور يَأْمُرُوْنَ کے متعلق۔ جملے کا معنی ہے: وہ لوگ جو بخیلی کرتے ہیں اور لوگوں کو بخیلی کا حکم دیتے ہیں۔

○ ﴿وَيَكْتُمُوْنَ مَا اٰتَاهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ﴾ يَكْتُمُوْنَ فعل مضارع۔ مَا موصولہ۔ اٰتٰى فعل ماضی۔ هُمْ ضمیر مفعول۔ لفظ اَللّٰه فاعل۔ فَضْلِهٖ کی ضمیرہ لفظ اللّٰه کی طرف راجع جملے کا معنی ہے: اللہ تعالیٰ نے ان کو جو اپنے فضل سے دیا وہ چھپاتے ہیں۔

○ ﴿وَاَعْتَدْنَا لِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابًا مُّهِيْنًا﴾ میں اَعْتَدْنَا فعل ماضی جمع متکلم۔ لِلْكٰفِرِيْنَ جار مجرور۔ عَذَابًا مُّهِيْنًا مرکب توصیفی مفعول۔ جملے کا معنی ہے: اور ہم نے کفار کے لیے ذلیل کرنے والا عذاب تیار کر رکھا ہے۔

○ ﴿وَالَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ رِئَآءَ النَّاسِ﴾ میں يُنْفِقُوْنَ فعل مضارع۔ اَمْوَالَهُمْ مفعول۔ رِئَآءَ النَّاسِ مرکب اضافی حال۔ جملے کا معنی ہے: اور وہ لوگ کہ جو اپنے مال لوگوں میں دکھاوے کے لیے خرچ کرتے ہیں۔

○ ﴿وَلَا يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَلَا بِالْيَوْمِ الْاٰخِرِ﴾ يُؤْمِنُوْنَ فعل مضارع۔ جملے کا معنی ہے۔ اور وہ نہ اللہ پر ایمان رکھتے ہیں اور نہ ہی یوم آخرت پر۔

○ ﴿وَمَنْ يَّكُنِ الشَّيْطٰنُ لَهٗ قَرِيْنًا فَسَآءَ قَرِيْنًا﴾ میں مَنْ شرطیہ۔ يَكُنْ فعل ناقص میں واوٗ حرف علت اسی کی وجہ سے گری ہوئی۔ اَلشَّيْطَانُ اس کا اسم اور قَرِيْنًا اس کی خبر۔ فَسَآءَ فعل ذم پر فاء جواب شرط اور اس کا فاعل اَلشَّيْطَانُ محذوف۔ قَرِيْنًا اس کی تمیز جملے کا معنی ہے۔ جس کا ساتھی شیطان ہوگا تو وہ بہت ہی برا ساتھی ہوگا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

﴿وَمَاذَا عَلَيْهِمْ لَوْ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ﴾ میں مَاذَا استفہامیہ۔ لَوْ حرف تمنا۔ اٰمَنُوْا فعل ماضی ۔ جملے کا معنی ہے: کیا ہوتا ان پر اگر وہ ایمان لے آتے اللہ اور یوم آخرت پر۔

﴿وَاَنْفَقُوْا مِمَّا رَزَقَهُمُ اللّٰهُ﴾ میں اَنْفَقُوْا اور رَزَقَ فعل ماضی ۔ ہم ضمیر مفعول۔ لفظ اَللّٰهُ فاعل ۔ جملے کا معنی ہے: اور اس میں سے خرچ کرتے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو جو دیا۔

﴿وَكَانَ اللّٰهُ بِهِمْ عَلِيْمًا﴾ میں كَانَ فعل ناقص ۔ لفظ اَللّٰهُ اس کا اسم اور بِهِمْ عَلِيْمًا اس کی خبر۔ جملے کا معنی ہے: اور اللہ تعالیٰ ان کے بارے میں خوب علم والا ہے۔

﴿اِنَّ اللّٰهَ لَا يَظْلِمُ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ﴾ میں اِنَّ مشبہ بفعل۔ لفظ اَللّٰهَ اس کا اسم ۔ لَا نافیہ۔ يَظْلِمُ فعل مضارع۔ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ مفعول۔ جملہ فعلیہ اِنَّ کی خبر۔ جملے کا معنی ہے۔ بے شک اللہ تعالیٰ ذرا سا یعنی ذرہ برابر ظلم نہیں کرتا۔

﴿وَاِنْ تَكُ حَسَنَةً يُّضٰعِفْهَا وَيُؤْتِ مِنْ لَّدُنْهُ اَجْرًا عَظِيْمًا﴾ میں اِنْ شرطیہ۔ تَكُ فعل ناقص۔ حَسَنَةً اس کی خبر۔ يُضٰعِفْهَا فعل مضارع مجزوم کی ضمیر هَا حَسَنَةً کی طرف راجع ۔ جواب شرط ہونے کی وجہ سے يُضٰعِفْ کے آخر میں جزم آئی ہے اور يُؤْتِ کی یاء گری ہوئی ہے۔ اَجْرًا عَظِيْمًا مرکب توصیفی مفعول۔ جملے کا معنی ہے: اور اگر وہ ایک نیکی ہوگی تو اللہ تعالیٰ اس کو کئی گناہ بڑھا دے گا اور اپنے پاس سے عظیم اجر عطا فرمائے گا۔

﴿فَكَيْفَ اِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ اُمَّةٍۭ بِشَهِيْدٍ وَّجِئْنَا بِكَ عَلٰى هٰۤؤُلَآءِ شَهِيْدًا﴾ میں كَيْفَ استفہامیہ پر فائے توبیخ۔ اِذَا ظرف زمان۔ جِئْنَا فعل ماضی جمع متکلم۔ مِنْ حرف جر۔ كُلِّ اُمَّةٍ مجرور۔ بِشَهِيْدٍ اور بِكَ کی باء تعدیہ کی ۔ عَلٰى هٰۤؤُلَآءِ جار مجرور ۔ شَهِيْدًا حال۔ جملے کا معنی ہے: پس اس وقت کیا حال ہوگا کہ جب ہم ہر امت میں سے گواہ لائیں گے اور آپ کو ان پر گواہ لائیں گے۔

﴿يَوْمَئِذٍ يَّوَدُّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَعَصَوُا الرَّسُوْلَ لَوْ تُسَوّٰى بِهِمُ الْاَرْضُ﴾ میں يَوْمَئِذٍ اصل میں يَوْمَ اِذْ كَانَ كَذَا ہے۔ یعنی يَوْم۔ اِذْ کی طرف مضاف ہے۔ يَوَدُّ فعل مضارع اَلَّذِيْنَ موصولہ۔ كَفَرُوْا وَعَصَوْا فعل ماضی۔ واؤ پر پیش اَلرَّسُوْلَ سے ملانے کی لیے آئی ۔ جو کہ عَصَوْا کا مفعول ہے۔ لَوْ حرف تمنا۔ تُسَوّٰى فعل مضارع مجہول ۔ اَلْاَرْضُ اس کا نائب فاعل ۔ جملے کا معنی ہے: جس دن وہ لوگ کہ جنھوں نے کفر کیا اور رسول کی نافرمانی کی۔ پسند کریں گے کاش کہ زمین ان پر برابر کردی جائے۔

﴿وَلَا يَكْتُمُوْنَ اللّٰهَ حَدِيْثًا﴾ میں لَا نافیہ۔ يَكْتُمُوْنَ فعل مضارع۔ لفظ اَللّٰهَ اس کا مفعول۔ حَدِيْثًا مفعول ثانی۔ جملے کا معنی ہے: اور وہ اللہ سے کوئی بات چھپا نہیں سکیں گے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

﴿۱۵﴾

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوةَ وَاَنْتُمْ سُكٰرٰى حَتّٰى تَعْلَمُوْا مَا تَقُوْلُوْنَ وَلَا جُنُبًا اِلَّا عَابِرِيْ سَبِيْلٍ حَتّٰى تَغْتَسِلُوْا ۭ وَاِنْ كُنْتُمْ مَّرْضٰٓى اَوْ عَلٰي سَفَرٍ اَوْ جَاۗءَ اَحَدٌ مِّنْكُمْ مِّنَ الْغَاۗىِٕطِ اَوْ لٰمَسْتُمُ النِّسَاۗءَ فَلَمْ تَجِدُوْا مَاۗءً فَتَيَمَّمُوْا صَعِيْدًا طَيِّبًا فَامْسَحُوْا بِوُجُوْهِكُمْ وَاَيْدِيْكُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَفُوًّا غَفُوْرًا ﴿43﴾

اے ایمان والو! تم نماز کے قریب اس حال میں نہ جاؤ کہ تم نشے میں ہو اور اس وقت تک رکے رہو جب تک جان نہ لو کہ جو تم کہہ رہے ہو اور گزرنے والوں کے علاوہ نہ ہی جنبی ناپاک لوگ نماز کے قریب جائیں۔ جب تک تم نہا کر پاک نہ ہو جاؤ اور اگر تم بیمار ہو یا سفر کی حالت میں ہو یا تم میں سے کوئی ایک رفع حاجت والی جگہ سے فارغ ہو کر آئے یا تم نے بیویوں سے ازدواجی تعلق قائم کر لیا ہو پھر تم پانی نہ پاؤ تو پاک مٹی سے تیمّم کر لو۔ یعنی اپنے چہروں اور ہاتھوں پر مسح کر لو۔ بے شک اللہ تعالیٰ درگزر کرنے والا بخشنے والا ہے۔

تشریح:

نماز اسلام کا ایک ایسا رکن ہے کہ اسی کے ذریعہ مسلم اور غیر مسلم میں فرق نمایاں ہوتا ہے۔ صحیح مسلم (۶۱/۱) اور ترمذی (۱۰۱/۲) کے کتاب الایمان میں جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«بَيْنَ الرَّجُلِ، بَيْنَ الْعَبْدِ وَبَيْنَ الشِّرْكِ وَالْكُفْرِ تَرْكُ الصَّلٰوةِ»

بندے اور شرک وکفر کے درمیان ممیّز کرنے والا عمل نماز کا ترک کرنا ہے۔

صحیح بخاری کے باب حدیث الاسراء میں جابر رضی اللہ عنہ ہی سے مروی ہے کہ معراج کی رات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پچاس نمازوں کا تحفہ دیا گیا۔ جو کم ہوتی ہوتی پانچ رہ گئیں۔ صحیح مسلم (۹۳/۱) کی روایت کے مطابق پڑھنے میں پانچ ہوں گی لیکن از روئے اجر پچاس ہی ہوں گی۔ سورۃ الانعام میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

﴿ مَنْ جَاۗءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ عَشْرُ اَمْثَالِهَا ﴾ (آیت: ۱۶۱)

جو ایک نیکی لائے گا اس کے لیے اسی کی مثل دس گنا اجر ہوگا۔

قرآن حکیم میں اللہ تعالیٰ نے تقریباً بارہ مرتبہ ''اَقِيْمُوْا'' کے ساتھ نماز قائم کرنے کا حکم دیا ہے اور اللہ کے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حکم کے مطابق جب اس کا بندہ یا بندی نماز قائم کرتے ہیں تو وہ اپنے رب کے قریب ہوتے ہیں۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ نے حکم فرمایا کہ تم نشے کی حالت میں ہو تو نماز کے قریب نہ جاؤ یعنی نماز میں ہوش وحواس درست ہونے چاہئیں۔ تمام مفسرین کا اس پر اتفاق ہے کہ آغاز اسلام میں شراب کا پینا حرام نہ تھا۔ کیونکہ جب دعوت توحید روشن ہوئی تو عرب اور اس کے آس پاس تمام ملکوں میں شراب پی جاتی تھی اور اس کا کاروبار ہوتا تھا لیکن اللہ تعالیٰ نے اہل اسلام کے لیے بڑے ہی حکیمانہ انداز میں تدریجاً نہ صرف شراب کو بلکہ ہر نشہ آور شے کو حرام کر دیا۔ سورۃ البقرۃ کی آیت ۲۱۹ کے ذریعہ سمجھایا۔

﴿ فِيهِمَا إِثْمٌ كَبِيرٌ وَمَنَافِعُ لِلنَّاسِ وَإِثْمُهُمَا أَكْبَرُ مِن نَّفْعِهِمَا ﴾

شراب اور جوے میں بہت بڑا گناہ ہے اگرچہ لوگوں کے لیے ان میں نفع بھی ہے لیکن ان دونوں کا گناہ ان دونوں کے نفع سے زیادہ بڑا ہے۔

اس کے باوجود جب شراب کا پینا پلانا جاری رہا اور اہل اسلام میں سے بعض نشے کی حالت میں نماز میں شامل ہوتے اور اگر کسی کو کسی وقت نماز میں امامت کرانی پڑتی تو وہ امامت کا فریضہ بھی انجام دیتا۔

جامع الترمذی (۱۳۹/۲) ابواب التفسیر میں حسن غریب صحیح حدیث ہے۔ جو علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ انہوں نے کہا کہ عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے ہمیں کھانے کی دعوت دی۔ جس میں انہوں نے ہمیں شراب پلائی۔ جس نے ہماری عقلوں پر پردہ ڈال دیا۔ یعنی ہمیں نشہ ہو گیا۔ ایسے میں نماز کا وقت آ گیا۔ میرے ساتھیوں نے نماز پڑھانے کے لیے مجھے امام بنا دیا۔ تو میں نے نماز میں سورۃ الکافرون پڑھتے ہوئے یوں تلاوت کر دی۔

﴿ قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَفِرُونَ لَا أَعْبُدُ مَا تَعْبُدُونَ وَنَحْنُ نَعْبُدُ مَا تَعْبُدُونَ ﴾

آپ کہہ دیں اے کافرو! میں اس کی عبادت نہیں کرتا کہ جس کی تم عبادت کرتے ہو اور ہم اس کی عبادت کرتے ہیں کہ جن کی تم عبادت کرتے ہو۔

تو اللہ تعالیٰ نے ﴿ لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوةَ وَأَنْتُمْ سُكَارٰى ﴾ والی آیت نازل فرما دی۔ یعنی نشے کی حالت میں نماز کے قریب نہ جاؤ۔ یہاں نشہ کا ذکر فرما کر ان تمام مشروبات سے اجتناب کرنے کی رغبت دلائی گئی کہ جن کے پینے یا استعمال کرنے سے نماز میں ایسے کلمات منہ سے نکل جائیں کہ جو انسان کے ایمان کو کفر میں بدل دیں۔

صحیح بخاری، کتاب الاشربۃ ص ۸۳۷ میں عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«كُلُّ شَرَابٍ أَسْكَرَ فَهُوَ حَرَامٌ۔»

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہر مشروب جو نشہ دے، وہ حرام ہے۔

جامع الترمذی (۲/۱۶) اور سنن ابوداود (ص ۵۱۸) کے کتاب الاشربۃ میں رسول اللہ ﷺ کا ارشاد مبارک ہے۔

« مَاأَسْكَرَ كَثِيْرُهُ فَقَلِيْلُهُ حَرَامٌ ـ »

جس کے زیادہ کھانے پینے سے نشہ ہو جائے اس کا تھوڑا کھانا پینا بھی حرام ہے۔

تفسیر ابن کثیر کی روایت ہے کہ سورۃ النساء کی یہ آیت نازل ہوئی تو نماز کھڑی ہوتے ہی ایک شخص آواز لگاتا جو شخص نشہ کی حالت میں ہے وہ نماز کے قریب نہ آئے۔ جب کہ امام قرطبی رحمہ اللہ نے نقل کیا ہے۔

« وَكَانَ الْمُسْلِمُوْنَ لَمَّا نَزَلَتْ هٰذِهِ الْاٰيَةُ يَجْتَنِبُوْنَ الشُّرْبَ اَوْقَاتَ الصَّلٰوةِ ـ »

جب یہ آیت نازل ہوئی تو مسلمان نماز کے اوقات میں شراب پینے سے اجتناب کرتے)

اور جب سورۃ المائدہ والی آیت نازل ہوئی تو مسلمانوں نے شراب پینے کا عمل ترک کر دیا، اس کی مزید وضاحت ان شاء اللہ تعالیٰ سوۃ المائدہ میں ہوگی۔

نشے کی حالت میں نماز پڑھنے کی ممانعت کے ساتھ ان لوگوں کو بھی نماز پڑھنے اور نماز والی جگہ میں آنے سے روک دیا گیا کہ جو اپنی بیویوں سے ازدواجی تعلق قائم کرنے کی وجہ سے جنبی یعنی ناپاک ہو جاتے ہیں۔ ہر جنبی کے لیے واجب ہے کہ غسل جنابت کرے۔ غسل جنابت کا طریقہ یہ ہے کہ پہلے شرم گاہ کو اچھی طرح دھویا جائے پھر نماز کے لیے وضو کرنے کی طرح وضو کیا جائے۔ اس کے بعد اپنے سر اور سارے جسم پر اس طرح پانی بہایا جائے کہ جسم کا کوئی حصہ یا بال خشک نہ رہے۔ سورۃ المائدہ کی آیت ۶ میں ناپاک لوگوں کو حکم دیا گیا ہے۔ «فَاطَّهَّرُوْا» یعنی پاک ہو جاؤ۔ جسمانی طہارت کے لیے ضروری ہے کہ جسم کے تمام بالوں کی جڑوں تک پانی پہنچے۔ جو عورت اپنے سر کے بالوں کی مینڈھیاں بنا لیتی ہے۔ جن کو کھولنا مشکل ہوتا ہے تو وہ اپنے سر پر پانی کے تین ایسے چلو ڈالے کہ جس سے پانی اس کے بالوں کی جڑوں تک پہنچ جائے۔ صحیح مسلم (۱/۱۴۹-۱۵۰) "باب حکم ضفائر المغتسلة" میں عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے۔

« وَمَا أَزِيْدُ عَلٰى اَنْ اُفْرِغَ عَلٰى رَأْسِيْ ثَلَاثَ إِفْرَاغَاتٍ ـ »

غسل جنابت کرتے ہوئے میں اپنے سر پر پانی کے تین چلو ڈال لیتی۔

اسی باب میں ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ میں نے عرض کیا۔ اللہ کے رسول! میں سر کے بالوں کی کس کر

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مینڈھیاں بناتی ہوں۔ کیا غسل جنابت کے لیے ان کو کھولا کروں! آپ ﷺ نے فرمایا: تو تین چلو پانی اپنے سر پر ڈال کر سارے جسم پر پانی بہا لیا کر۔ اس طرح تو پاک ہو جایا کرے گی۔ امام نووی رحمہ اللہ نے ان دونوں حدیثوں کی شرح میں لکھا ہے کہ جمہور کا مذہب ہے کہ اگر پانی بالوں کے اندر اور باہر اچھی طرح پہنچ جائے تو عورت مینڈھیاں نہ کھولے اور اگر نہ پہنچ پائے تو پھر مینڈھیاں کھول کر پانی سر پر ڈالے۔

قرآن وسنت میں غسل جنابت کے بارے میں جو بیان ہوا ہے۔ اس کی روشنی میں دیکھنا چاہئے کہ آج کل بیوٹی پارلر سے مال کثیر خرچ کر کے بال بنوانے اور میک اپ کرانے والی دلہنیں کیا غسل جنابت کر کے پاک ہوتی ہیں؟ اگر ناپاک رہتی ہیں تو اس کا انجام کیا ہوگا؟ اگر سنت کے مطابق عمل کرتی ہیں تو ایسی زیبائش کا کیا فائدہ جو ایک رات کے لیے ہو؟ جو سراسر اسراف کے زمرے میں آتی ہو۔ کیا اسلام میں اس کی گنجائش ہے؟

اللہ تعالیٰ چونکہ بڑا ہی درگزر کرنے اور بخشنے والا ہے۔ اس لیے اس نے اپنی مخلوق کی مجبوریوں کو پیش نظر رکھتے ہوئے اس کو بہت سی آسانیوں سے نواز دیا ہے۔ جنبی پر واجب ہے کہ غسل جنابت کے بغیر نماز نہ پڑھے اور نہ ہی نماز والی جگہ میں سے گزرے۔ لیکن اس شخص کی اگر پانی تک رسائی کے لیے نماز والی جگہ میں سے یا اس کے پاس سے گزرنا لازمی ہو یا اس کے بغیر چارہ نہ ہو تو اس کو وہاں سے گزرنے کی اجازت دے دی۔

اسی طرح اگر کوئی شخص بیمار ہو یا سفر میں ہو یا رفع حاجت سے فارغ ہوا ہو یا اپنی بیوی سے ازدواجی تعلق قائم کر چکا ہو اور آس پاس کہیں پانی میسر نہ ہو تو رحیم وکریم نے ان کے لیے یہ آسانی فرمائی کہ زمین کی پاک مٹی سے تیمّم کر لے۔ لیکن جیسے ہی پانی مل جائے تو معمول کے مطابق وضو کیا جائے اور جنبی کو غسل جنابت کرنا ہوگا۔ صحیح مسلم (۱/۱۹۹) کتاب المساجد میں حذیفہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہمیں تین باتوں میں لوگوں پر فضیلت دی گئی ہے۔ ہماری صفوں کو فرشتوں کی صفوں کی طرح ترتیب دیا گیا۔ ساری زمین کو ہمارے لیے مسجد بنا دیا گیا اور اگر پانی نہ ملے تو اس کی مٹی کو ہمارے لیے پاک قرار دے دیا گیا ہے۔

احتلام کی صورت میں بھی غسل جنابت ہی کی طرح غسل کرنا ہوتا ہے اور پانی نہ ملنے کی صورت میں مذکورہ ہدایت کے مطابق عمل کرنا پڑتا ہے۔ صحیح بخاری (ص ۴۹) کتاب التیمم میں مروی حدیث کا حصہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے نماز پڑھائی۔ نماز سے فارغ ہو کر آپ ﷺ نے دیکھا کہ ایک شخص الگ ہو کر بیٹھا ہوا ہے۔ آپ ﷺ نے پوچھا۔ تم نے قوم کے ساتھ نماز کیوں نہ پڑھی؟ اس نے عرض کیا میں جنبی ہوں اور پانی نہیں ملا۔ آپ ﷺ نے فرمایا۔

«عَلَيْكَ بِالصَّعِيْدِ فَاِنَّهُ يَكْفِيْكَ۔»

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پاک مٹی سے تیمّم کرو پس وہ تجھے کفایت کرے گی۔

تیمّم میں یہ بھی آسانی کردی گئی کہ وضو کرنے کی طرح وضو والے تمام اعضاء پر مسح کرنے کی ضرورت نہیں۔

صحیح بخاری(کتاب التیمم) میں عمار رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم نے تیمّم کا طریقہ بتائے ہوئے زمین پر دونوں ہاتھ مارے پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے چہرے اور ہتھیلیوں پر مسح کرلیا۔ جب کہ صحیح مسلم(۱۶۱/۱) کتاب التیمم میں یہ بھی منقول ہے کہ زمین پر ہاتھ مارنے کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان پر پھونک بھی ماری۔ ہاتھوں پر اگر زیادہ مٹی لگ جائے تو یہ طریقہ بھی اپنایا جاسکتا ہے۔غفور رحیم کی طرف سے ملنے والی آسانیوں کے باوجود اہل ایمان نماز پڑھنے میں کوتاہی کریں تو اس سے بڑھ کر بدنصیبی اور کیا ہوسکتی ہے؟ اللہ تعالیٰ اہل ایمان کی اصلاح فرمائے۔

حل لغات:

○ ﴿یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقْرَبُو الصَّلٰوۃَ وَاَنْتُمْ سُکٰرٰی حَتّٰی تَعْلَمُوْا مَا تَقُوْلُوْنَ﴾ میں یٰٓاَیُّھَا حرف نداء،اَلَّذِیْنَ موصولہ۔ اٰمَنُوْا اس کا صلہ۔موصول صلہ مل کر منادیٰ۔ لَا تَقْرَبُوْا امر نہی۔ اَلصَّلٰوۃَ اس کا مفعول۔ وَاَنْتُمْ سُکٰرٰی جملہ حالیہ میں سُکٰرٰی سَکِرَ یَسْکَرُ سَکْرَانًا وَسُکْرَانًا سے صفت سَکِرٌ وَسَکْرَانٌ کی جمع۔حَتّٰی بمعنی اِلٰی اَنْ اسی کی وجہ سے تَعْلَمُوْنَ کی نون گری ہوئی ہے۔ مَا موصولہ۔ تَقُوْلُوْنَ فعل مضارع۔ جملے کا معنی ہے:اے ایمان والو! نماز کے قریب اس حال میں نہ جاؤ کہ تم شراب کے نشے میں ہو۔ جب تک تم جان نہ لو کہ جو تم کہہ رہے ہو۔

○ ﴿وَلَا جُنُبًا اِلَّا عَابِرِیْ سَبِیْلٍ حَتّٰی تَغْتَسِلُوْا﴾ میں واؤ عاطفہ۔ لَا نافیہ۔ جُنُبًا ایسا لفظ ہے کہ جو مذکر مونث۔ تثنیہ اور جمع سب کے لیے استعمال ہوتا ہے۔ یہاں جمع کی صورت میں آیا ہے۔ حال ہونے کی وجہ سے منصوب ہے۔اِلَّا حرف استثناء۔ عَابِرِیْ اصل میں عَابِرِیْنَ ہے۔ سَبِیْلٍ کا مضاف ہونے کی وجہ سے اس کی نون گری ہوئی ہے۔ حَتّٰی تَعْلَمُوْا کی طرح حَتّٰی تَغْتَسِلُوْا۔ جملے کا معنیٰ ہے:اور نہ ہی جنبی ناپاک لوگ نماز کے قریب جائیں۔ جب تک تم نہا کر پاک نہ ہوجاؤ۔ سوائے اس کے کہ جو صرف نماز کی جگہ میں سے گزرنے والا ہو۔

○ ﴿وَاِنْ کُنْتُمْ مَّرْضٰی اَوْ عَلٰی سَفَرٍ اَوْ جَآءَ اَحَدٌ مِّنْکُمْ مِّنَ الْغَآئِطِ اَوْلٰمَسْتُمُ النِّسَآءَ فَلَمْ تَجِدُوْا مَآءً﴾ میں واؤ عاطفہ۔ اِنْ شرطیہ۔ کُنْتُمْ فعل ناقص ۔ مَّرْضٰی مَرِیْضٌ کی جمع۔ اَوْ عاطفہ۔ عَلٰی سَفَرٍ جار مجرور۔ اَوْ عاطفہ۔ جَآءَ فعل ماضی۔ اَحَدٌ مِّنْکُمْ اس کا فاعل ۔ مِنْ حرف جر۔ اَلْغَآئِطِ غَاطَ یَغُوْطُ سے اسم فاعل۔ اس کا لغوی معنی عام زمین سے نیچے زمین یا کھدی ہوئی۔ لیکن یہاں وہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جگہ مراد ہے جو بول و براز کے لیے مخصوص ہو۔ اَوْ عاطفہ۔ لٰمَسْتُمُ باب مفاعلۃ سے فعل ماضی جمع مذکر حاضر کا صیغہ۔ اَلنِّسَآءَ اس کا مفعول۔ لَمْ تَجِدُوْا نفی جحد بلَمْ پر فائے ربط۔ مَآءً اس کا مفعول۔ جملے کا معنی ہے: اور اگر تم بیمار ہو یا سفر میں ہو یا تم میں سے کوئی ایک رفع حاجت سے فارغ ہو کر آئے یا تم نے بیویوں سے ازدواجی تعلق قائم کر لیے ہوں اور تم غسل جنابت یا وضو کے لیے پانی نہ پاؤ۔

- ﴿فَتَيَمَّمُوْا صَعِيْدًا طَيِّبًا﴾ میں تَيَمَّمُوْا باب تفعل سے فعل امر۔ صَعِيْدًا طَيِّبًا مرکب توصیفی اس کا مفعول۔ تَيَمَّمْ کا لغوی معنی ارادہ کرنا ہے لیکن یہاں مسح کرنے کے لیے استعمال ہوا ہے۔ تَيَمَّمُوْا پر لائی گئی فاء جواب شرط ہے۔ جملے کا معنی ہے: تو پاک مٹی سے تیمم کرلو۔
- ﴿فَامْسَحُوْا بِوُجُوْهِكُمْ وَاَيْدِيْكُمْ﴾ فَامْسَحُوْا فعل امر پر فاء تفصیلیہ۔ بِوُجُوْهِكُمْ وَاَيْدِيْكُمْ حرف جر کی وجہ سے مجرور۔ كُمْ ضمیریں مخاطب کی۔ جملے کا معنی ہے: پس تم اپنے چہروں اور ہاتھوں پر مسح کرلو۔
- ﴿اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَفُوًّا غَفُوْرًا﴾ میں اِنَّ مشبہ بفعل۔ لفظ اَللّٰهَ اس کا اسم۔ كَانَ فعل ناقص۔ عَفُوًّا غَفُوْرًا مبالغے کے صیغے كَانَ اپنے متعلقات سے مل کر ان کی خبر۔ جملے کا معنی ہے: بے شک اللہ تعالیٰ بڑا ہی درگزر کرنے والا اور بخشنے والا ہے۔

﴿۱۶﴾

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ اُوْتُوْا نَصِيْبًا مِّنَ الْكِتٰبِ يَشْتَرُوْنَ الضَّلٰلَةَ وَيُرِيْدُوْنَ اَنْ تَضِلُّوا السَّبِيْلَ ﴿44﴾	کیا تم نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جن کو کتاب میں سے ایک حصہ دیا گیا وہ (ہدایت کے بدلے) گمراہی خرید رہے ہیں اور ارادہ رکھتے ہیں کہ تمہیں (بھی) راہ حق سے ہٹا دیں۔
وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِاَعْدَآئِكُمْ ؕ وَكَفٰى بِاللّٰهِ وَلِيًّا ۙ وَّكَفٰى بِاللّٰهِ نَصِيْرًا ﴿45﴾	اور اللہ تعالیٰ تمہارے دشمنوں کو خوب جانتا ہے اور کافی ہے اللہ تعالیٰ دوست اور کافی ہے اللہ مددگار۔
مِنَ الَّذِيْنَ هَادُوْا يُحَرِّفُوْنَ الْكَلِمَ عَنْ مَّوَاضِعِهٖ وَيَقُوْلُوْنَ سَمِعْنَا	جو لوگ یہودی ہوئے ان میں سے وہ بھی ہیں جو کلمات کو ان کی جگہ سے ہٹا دیتے ہیں (یعنی ہیرا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَعَصَيۡنَا وَاسۡمَعۡ غَيۡرَ مُسۡمَعٍ وَّرَاعِنَا لَيًّۢا بِاَلۡسِنَتِهِمۡ وَطَعۡنًا فِى الدِّيۡنِ‌ؕ وَلَوۡ اَنَّهُمۡ قَالُوۡا سَمِعۡنَا وَاَطَعۡنَا وَاسۡمَعۡ وَانْظُرۡنَا لَـكَانَ خَيۡرًا لَّهُمۡ وَاَقۡوَمَ ۙ وَلٰـكِنۡ لَّعَنَهُمُ اللّٰهُ بِكُفۡرِهِمۡ فَلَا يُؤۡمِنُوۡنَ اِلَّا قَلِيۡلًا ﴿46﴾

پھیری کرتے ہیں) اور کہتے ہیں کہ ہم نے سنا اور ہم نے نافرمانی کی اور وہ تمہیں یہ بھی کہتے ہیں کہ سنیے اس حال میں کہ آپ کو سنایا نہ جائے۔ اپنی زبانوں کو دبا کر کہتے ہیں کہ ہمارے ساتھ رعایت کریں (جس سے ان کا مطلب کچھ اور ہوتا ہے) اور وہ دین میں طعن کرتے ہیں اور اگر وہ کہتے کہ ہم نے سنا اور ہم نے اطاعت کی آپ سنیں اور دیکھیں تو ان کے لیے ضرور بہتر اور انتہائی مناسب ہوتا۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے ان کے کفر کے سبب ان پر لعنت فرمائی۔ پس ان میں سے تھوڑے ایمان لائیں گے۔

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيۡنَ اُوۡتُوا الۡكِتٰبَ اٰمِنُوۡا بِمَا نَزَّلۡنَا مُصَدِّقًا لِّمَا مَعَكُمۡ مِّنۡ قَبۡلِ اَنۡ نَّـطۡمِسَ وُجُوۡهًا فَنَرُدَّهَا عَلٰۤى اَدۡبَارِهَاۤ اَوۡ نَلۡعَنَهُمۡ كَمَا لَعَنَّاۤ اَصۡحٰبَ السَّبۡتِ‌ؕ وَكَانَ اَمۡرُ اللّٰهِ مَفۡعُوۡلًا ﴿47﴾

اے لوگو جن کو کتاب دی گئی! تم اس پر ایمان لے آؤ جو ہم نے نازل فرمایا وہ اس کی تصدیق کرنے والا جو تمہارے پاس ہے اس سے پہلے کہ ہم تمہارے چہروں کو مٹا دیں اور ان کو ان کی پشت پر کردیں یا اس طرح ان پر لعنت کریں جس طرح اصحاب سبت پر کی اور اللہ تعالیٰ کا فرمان پورا ہو کر رہے گا۔

تشریح:

مدینہ طیبہ میں جب اسلامی ریاست قائم ہوئی تو اس کی مخالفت کرنے والے دو گروہوں میں ایک منافقوں کا اور دوسرا یہود کا تھا۔ منافق ظاہری طور پر مسلمان ہونے کے دعوے دار تھے جب کہ ان کی سینوں میں اسلام دشمنی کی آگ بھڑکتی رہتی تھی۔ یہود کے قبائل کو غلط فہمی تھی کہ ان کے پاس ایسی طاقت ہے جس کی وجہ سے اہل اسلام ان سے ٹکرانے کی جرأت نہیں کریں گے۔

سورۃ الحشر میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَظَنُّوۡۤا اَنَّهُمۡ مَّانِعَتُهُمۡ حُصُوۡنُهُمۡ مِّنَ اللّٰهِ فَاَتٰٮهُمُ اللّٰهُ مِنۡ حَيۡثُ لَمۡ يَحۡتَسِبُوۡا وَقَذَفَ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فِيْ قُلُوْبِهِمُ الرُّعْبَ يُخْرِبُوْنَ بُيُوْتَهُمْ بِاَيْدِيْهِمْ وَاَيْدِي الْمُؤْمِنِيْنَ فَاعْتَبِرُوْا يٰۤاُولِي الْاَبْصَارِ ﴾

اور انہیں یقین تھا کہ بے شک ان کے قلعے ان کو اللہ تعالیٰ سے بچالیں گے پس اللہ ان کو وہاں سے آیا جہاں سے ان کو خیال تک نہ تھا اور اللہ نے ان کے دلوں میں رعب ڈال دیا وہ اپنے گھروں کو اپنے ہاتھوں اور مومنوں کے ہاتھوں خراب کررہے تھے، پس اے بصیرت والو! عبرت حاصل کرو۔

رسول اللہ ﷺ نے اسلامی ریاست میں ان کو برابری کے حقوق سے نوازا لیکن ان کی خباثت نے ان کو ذلیل ورسوا کردیا۔ جس جگہ وہ اپنے آپ کو بہت ہی طاقتور سمجھتے تھے وہاں سے ان کو نکلنا پڑا۔ بنونضیر اور بنوقینقاع جلا وطن ہوئے اور قریظہ کے جنگجو قتل کیے گئے، یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کی نصرت سے ہوا۔ کیونکہ اہل اسلام کی زندگیوں کا مقصود ومطلوب صرف اللہ کے دین کی سربلندی تھا اس لیے اللہ نے ان سے اپنا وعدہ پورا کیا۔

اہل کتاب کی سوچ جس طرح چودہ صدیاں پہلے تھی اسی طرح وہ آج بھی سوچ رہے ہیں بلکہ اس کو عملی جامہ پہنانے میں پوری شدت سے لگے ہوئے ہیں۔ ان کی اسی سوچ کو اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کے عہد مبارک میں ضلالت سے تعبیر کیا اور آج اس میں ہزاروں گنا اضافہ ہوچکا ہے۔ اس وقت انہوں نے ہدایت کو ٹھکرایا اور گمراہی کو اپنایا اور اہل اسلام کو راہ حق سے ہٹانے کی بھرپور کوشش کی۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے ان کی تمام کوششوں کو خاک میں ملایا اور دین حق کو تمام ادیان پر غالب فرمایا۔ کیونکہ اس وقت اہل اسلام کے ایمان مضبوط تھے۔ دنیا کی بجائے آخرت کو سنوارنے میں کوشاں رہتے تھے ایک دوسرے کے ہمدرد اور معاون تھے۔ اس وقت کا اسلامی معاشرہ دنیا کا بہترین معاشرہ تھا اس لیے اللہ تعالیٰ ان پر مہربان تھا۔

آج مسلمانوں کی اکثریت نام کی مسلمان ہے، قرآن وسنت کی تعلیمات سے بہت دور ہے راہ حق سے خود ہی ہٹ کر گمراہی میں لگی ہوئی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی اس نصرت واعانت کی کیسے حق دار ہوگی جس سے اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کو اور آپ کے صحابہ رضی اللہ عنہم کو نواز رکھا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو ضمانت دی کہ اللہ ہی ان کو دوست اور مددگار کی حیثیت میں کافی ہے۔ یعنی دشمن جتنی بھی قوت وطاقت جمع کرلے۔ اس سے مسلمانوں کا کچھ نقصان نہیں کرسکے گا۔ بلکہ اس کا اپنا ہی نقصان ہوگا۔

اس وقت کے یہود کی جرات ودلیری اور ان کے خبثِ باطن کا ذکر یوں ہوا کہ وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل ہونے والے کلمات کو تبدیل کردیا کرتے تھے اور واضح طور پر کہا کرتے تھے: ہم نے سنا اور ہم نے نافرمانی کی۔ یعنی ہم نے کہی گئی بات کو قبول نہیں کیا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیدالانبیاء محمد رسول اللہ ﷺ سے گفتگو کرتے ہوئے ایسا انداز اپناتے جو کسی طرح بھی مناسب نہ ہوتا ایسے الفاظ استعمال کرتے جو ذومعنی ہوتے اور اس پر آپس میں بہت خوش ہوتے۔ اللہ کے دین میں طعن کرتے ہوئے ذرا بھی شرم نہ کرتے۔

سورۃ آل عمران میں اللہ نے ان کے بارے میں فرمایا:

﴿ وَدَّتْ طَّآئِفَةٌ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ لَوْ يُضِلُّوْنَكُمْ ۚ وَمَا يُضِلُّوْنَ اِلَّآ اَنْفُسَهُمْ وَمَا يَشْعُرُوْنَ ﴿39﴾ ﴾

اہل کتاب میں سے ایک گروہ پسند کرتا ہے کہ کاش وہ تمہیں گمراہ کردیں۔ حالانکہ وہ اپنے آپ ہی کو گمراہ کررہے ہیں اور وہ جانتے نہیں۔

اللہ تعالیٰ نے ان سے خطاب فرمایا:

﴿يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ لِمَ تَكْفُرُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَاَنْتُمْ تَشْهَدُوْنَ ﴿70﴾ يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ لِمَ تَلْبِسُوْنَ الْحَقَّ بِالْبَاطِلِ وَتَكْتُمُوْنَ الْحَقَّ وَاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿71﴾ ﴾

اے اہل کتاب! تم اللہ کی آیات کا انکار کیوں کرتے ہو حالانکہ تم خود ہی ان پر گواہ ہو۔ اے اہل کتاب! حق کو باطل کے ساتھ کیوں خلط ملط کرتے ہو اور حق کو کیوں چھپاتے ہو حالانکہ تم جانتے ہو۔

عجیب بات یہ ہے کہ قرآن حکیم میں سابقہ قوموں میں سے سب سے زیادہ ذکر یہود کا ہوا ہے۔ اللہ علیم وحکیم نے اس میں صرف اشارہ ہی نہیں کیا بلکہ واضح طور پر اہل ایمان کو آگاہ کردیا ہے کہ قیامت تک یہی قوم فتنہ وفساد کا سبب بنی رہے گی۔

اللہ تعالیٰ نے یہ وضاحت بھی فرما دی کہ اگر وہ سرکشی کا مظاہرہ نہ کرتے اور محمد رسول اللہ ﷺ سے مذاق کرنے کی بجائے سیدھے سادے الفاظ استعمال کرتے تو ان کے لیے بہت بہتر ہوتا اور بات بھی اچھی ہوتی۔ لیکن ان کا کفر آڑے آیا اور اسی کے سبب اللہ تعالیٰ نے لن پر لعنت فرمائی اور یہ بھی اعلان کردیا کہ ان میں سے ایمان کی دولت سے مالا مال ہونے والوں کی تعداد بہت ہی کم ہوگی۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ اور آپ کے بعد بلکہ آج تک معاملہ اسی طرح ہے اور ان کی خباثت اپنے انتہائی عروج پر ہے۔

اللہ تعالیٰ نے اہل کتاب پر یہ واضح بھی فرمایا کہ ہم نے جو قرآن نازل فرمایا ہے وہ اسی کی تصدیق کرنے والا ہے جو تمہارے پاس ہے۔ یعنی جو کتابیں اللہ کی طرف سے تمہارے نبیوں پر نازل ہوئی قرآن مجید بھی اسی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سلسلے کی آخری کڑی ہے۔ لہٰذا اس پر ایمان لے آؤ ایسا نہ ہو کہ تمہارے چہروں کو مسخ کر دیا جائے یا جس طرح اصحاب سبت پر لعنت کی گئی تم پر بھی کی جائے۔ اصحاب السبت کا پورا واقعہ ان شاء اللہ سورۃ اعراف میں بیان ہوگا۔ ان کی ہیرا پھیری پر ان کو بندر بنا دیا گیا تھا۔ نعوذ باللہ من ذلك

تفسیر ابن جریر (۱۲۳/۵) میں کعب احبار کے مسلمان ہونے کا واقعہ منقول ہے کہ وہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی خلافت میں مسلمان ہوئے۔ بیت المقدس جاتے ہوئے عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ان کو اسلام قبول کرنے کی دعوت دی تو انہوں نے سورۃ الجمعہ کے حوالے سے عرض کیا آپ پڑھتے ہیں کہ جن کو تورات دی گئی ان کی مثال گدھے جیسی ہے جس پر بوجھ ڈال دیا گیا۔ میں بھی ان میں سے ہوں لیکن جب حمص میں ایک گھر سے سورۃ النساء کی اس آیت کی تلاوت سنی تو فوراً پکار اٹھے۔ « یَا رَبِّ! اَسْلَمْتُ » اے میرے رب! میں مسلمان ہو گیا۔ قرآن سنتے ہی اللہ کا خوف ان پر طاری ہو گیا اور انہوں نے راہ حق اختیار کر لی۔

اللہ تعالیٰ ہمیں بھی قرآنی ہدایت کے مطابق عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

حل لغات:

○ ﴿ اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ اُوْتُوْا نَصِيْبًا مِّنَ الْكِتٰبِ ﴾ میں أ ہمزہ استفہامیہ۔ لَمْ نفی جحد تَرَ فعل مضارع معروف اس کی یاء اسی (لم کی) وجہ سے گری ہوئی ہے۔ اِلٰی حرف جر اَلَّذِيْنَ اسم موصول۔ اُوْتُوْا نَصِيْبًا مِّنَ الْكِتٰبِ اس کا صلہ۔ جملے کا معنی ہے: کیا تم نے ان کی طرف نہیں دیکھا جنہیں کتاب میں سے ایک حصہ دیا گیا۔ کتاب سے یہاں مراد تورات ہے۔

○ ﴿ يَشْتَرُوْنَ الضَّلٰلَةَ ﴾ میں يَشْتَرُوْنَ فعل مضارع معروف۔ اَلضَّلٰلَةَ اس کا مفعول اور بِالْهُدٰى یہاں محذوف ہے۔ جملے کا معنی ہے۔: جو (ہدایت کے بدلے) گمراہی خرید رہے ہیں۔

○ ﴿ وَيُرِيْدُوْنَ اَنْ تَضِلُّوا السَّبِيْلَ ﴾ کا عطف اپنے ماقبل پر۔ يُرِيْدُوْنَ فعل مضارع۔ اَنْ ناصبہ۔ اسی کی وجہ سے فعل مضارع تَضِلُّوْا کی نون گری ہوئی ہے۔ اَلسَّبِيْلَ مفعول۔ جملے کا معنی ہے: اور وہ چاہتے ہیں کہ تم راہ حق سے ہٹ جاؤ۔

○ ﴿ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِاَعْدَآئِكُمْ وَكَفٰى بِاللّٰهِ وَلِيًّا وَّكَفٰى بِاللّٰهِ نَصِيْرًا ﴾ میں واؤ استینافیہ۔ لفظ اَللّٰهُ مبتدا، اَعْلَمُ افعل التفضیل اس کی خبر۔ بِاَعْدَآئِكُمْ جار مجرور۔ كَفٰى فعل ماضی۔ وَلِيًّا اور نَصِيْرًا تمیز یا حال۔ جملے کا معنی ہے: اور اللہ تمہارے دشمنوں کو خوب جاننے والا ہے اور اللہ ہی تمہیں ازروئے دوست اور مددگار کافی ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

﴿مِنَ الَّذِیْنَ هَادُوْا یُحَرِّفُوْنَ الْكَلِمَ عَنْ مَّوَاضِعِهٖ﴾ میں مِنْ حرف جر۔ اَلَّذِیْنَ موصولہ هَادُوْا فعل ماضی معروف، صیغہ واحد مذکر غائب، اس کا صلہ۔ یُحَرِّفُوْنَ (باب تفعیل سے) فعل مضارع۔ اَلْكَلِمَ اس کا مفعول (اَلْكَلِمَة کی جمع) عَنْ مَوَاضِعِهٖ جار مجرور۔ جملے کا معنی ہے: یہود میں سے وہ بھی ہیں جو کلمات کو ان کی جگہ سے ہٹا دیتے ہیں۔ یعنی ان میں تغیر وتبدل کرتے ہیں۔

﴿وَیَقُوْلُوْنَ سَمِعْنَا وَعَصَیْنَا وَاسْمَعْ غَیْرَ مُسْمَعٍ وَّرَاعِنَا لَیًّا ۢبِاَلْسِنَتِهِمْ وَطَعْنًا فِی الدِّیْنِ﴾ میں یَقُوْلُوْنَ فعل مضارع سَمِعْنَا وَعَصَیْنَا فعل ماضی سے جمع متکلم۔ اِسْمَعْ فعل امر۔ غَیْرَ اسم لازم الاضافت۔ مُسْمَعٍ: اَسْمَعَ، یُسْمِعُ (باب افعال) سے اسم مفعول۔ رَاعِ فعل امر نَا ضمیر منصوب متصل (مفعول) لَیًّا، لَوٰی یَلْوِی سے مصدر اور طَعْنًا بھی مصدر۔ جملے کا معنی ہے: اور وہ کہتے ہیں ہم نے سنا اور ہم نے نافرمانی کی اور اس حال میں کہ سنایا نہ جائے اپنی زبانوں کو ٹیڑھا کر کے کہتے ہیں "رَاعِنَا" (ہم سے رعایت کریں) اور دین میں طعن زنی کرتے ہیں۔

﴿وَلَوْ اَنَّهُمْ قَالُوْا سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا وَاسْمَعْ وَانْظُرْنَا لَكَانَ خَیْرًا لَّهُمْ وَاَقْوَمَ﴾ میں لَوْ حرف شرط۔ اَنَّهُمْ میں اَنَّ حرفِ مشبہ بالفعل۔ هُمْ ضمیر منصوب متصل اس کا اسم۔ اس سے مراد یہود ہیں۔ قَالُوْا، سَمِعْنَا اور اَطَعْنَا فعل ماضی کے صیغے۔ اِسْمَعْ اور اُنْظُرْ فعل امر کے صیغے۔ كَانَ فعل ناقص پر لام تاکید کا۔ خَیْرًا اور اَقْوَمَ اس کی خبریں۔ جملے کا معنی ہے: اور اگر وہ کہتے کہ ہم نے سنا اور ہم نے اطاعت کی اور سنیے اور (ہماری طرف بھی) دیکھیے تو ان کے لیے بہتر اور نہایت ہی مناسب ہوتا۔

﴿وَلٰكِنْ لَّعَنَهُمُ اللّٰهُ بِكُفْرِهِمْ فَلَا یُؤْمِنُوْنَ اِلَّا قَلِیْلًا﴾ میں لٰكِنْ حرف استدراک۔ لَعَنَ فعل ماضی۔ هُمْ ضمیر اس کا مفعول اور لفظ اَللّٰهُ اس کا فاعل۔ بِكُفْرِ هِمْ کی باء سببیہ۔ هِمْ ضمیر یہود کی طرف راجع۔ فَلَا نافیہ۔ یُؤْمِنُوْنَ فعل مضارع۔ اِلَّا حرف استثناء۔ قَلِیْلًا مستثنیٰ۔ جملے کا معنی ہے: اور اللہ تعالیٰ نے ان پر ان کے کفر کے سبب لعنت فرمائی، پس نہیں ایمان لائیں گے مگر تھوڑے۔

﴿یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ اٰمِنُوْا بِمَا نَزَّلْنَا مُصَدِّقًا لِّمَا مَعَكُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ نَّطْمِسَ وُجُوْهًا﴾ میں یٰٓاَیُّهَا حرف ندا۔ اَلَّذِیْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ منادیٰ۔ اٰمِنُوْا فعل امر۔ ب حرف جر اور مَا موصولہ۔ نَزَّلْنَا فعل ماضی۔ مُصَدِّقًا (باب تفعیل سے) اسم فاعل۔ حال لِمَا کی لام حرف جر۔ مَا موصولہ مَعَكُمْ کی ضمیر كُمْ اہل کتاب کی طرف راجع مِنْ قَبْلِ جار مجرور اَنْ ناصبہ نَطْمِسَ فعل مضارع سے جمع متکلم کا صیغہ اس کے آخر میں اَنْ کی وجہ سے زبر آئی ہے۔ وُجُوْهًا (وَجْهٌ کی جمع) اس کا مفعول۔ اصل میں وُجُوْهَكُمْ ہے۔ كُمْ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی بجائے تنوین آ گئی۔ جملے کا معنی ہے: اے وہ لوگو جن کو کتاب (یعنی تورات) دی گئی! اس پر ایمان لے آؤ جو ہم نے نازل فرمایا وہ اس کی تصدیق کرنے والا جو تمہارے پاس ہے،اس سے پہلے کہ ہم تمہارے چہرے مٹا دیں۔

○ ﴿فَنَرُدَّهَا عَلٰٓى اَدْبَارِ هَآ اَوْ نَلْعَنَهُمْ كَمَا لَعَنَّآ اَصْحٰبَ السَّبْتِ﴾ میں نَرُدَّ فعل مضارع پر فاء عطف کی اور اس کے آخر میں مَاقبل اَنْ کی وجہ سے زبر آئی ہے۔ هَا ضمیر وُجُوْهًا کی طرف راجع۔ عَلٰی حرف جر۔ اَدْبَارِ هَآ مجرور۔ نَلْعَنَهُمْ کی ضمیر هُمْ کی اہل کتاب کی طرف راجع۔ نَلْعَنَ پر بھی ان کا عمل ہوا۔ كَمَا میں کاف تشبیہ کا اور مَا مصدریہ۔ لَعَنَّا فعل ماضی اَصْحٰبَ السَّبْتِ (مرکب اضافی) اس کا مفعول۔ جملے کا معنی ہے: اور ان کو ان کی پشت پر ہم کر دیں یا ہم ان پر اسی طرح لعنت کریں گے جس طرح اصحاب سبت پر کی۔

○ ﴿وَكَانَ اَمْرُ اللّٰهِ مَفْعُوْلًا﴾ میں واؤ عاطفہ۔ كَانَ فعل ناقص۔ اَمْرُ اللّٰهِ (مرکب اضافی) اس کا اسم۔ مَفْعُوْلًا اس کی خبر۔ جملے کا معنی ہے: اور اللہ تعالیٰ کا حکم پورا ہونے ہی والا ہے۔

﴿۱۷﴾

اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَيَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَآءُ ۚ وَمَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدِ افْتَرٰٓى اِثْمًا عَظِيْمًا ﴿48﴾

بے شک اللہ نہیں بخشتا یہ کہ اس کے ساتھ شرک کیا جائے اور اس سے کم تر جو گناہ ہیں جس کے لیے چاہئے وہ بخش دیتا ہے اور جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کرتا وہ یقیناً عظیم گناہ والی بہتان بازی کرتا ہے۔

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ يُزَكُّوْنَ اَنْفُسَهُمْ ۭ بَلِ اللّٰهُ يُزَكِّيْ مَنْ يَّشَآءُ وَلَا يُظْلَمُوْنَ فَتِيْلًا ﴿49﴾

کیا آپ نے ان لوگوں کی طرف نہیں دیکھا جو اپنے آپ کو پاکیزہ خیال کرتے ہیں؟ بلکہ اللہ جس کو چاہیے پاکیزہ کرتا ہے اور وہ دھاگے کے برابر بھی ظلم نہیں کیے جائیں گے۔

اُنْظُرْ كَيْفَ يَفْتَرُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ ۭ وَكَفٰى بِهٖٓ اِثْمًا مُّبِيْنًا ﴿50﴾

آپ دیکھیں کہ وہ اللہ تعالیٰ پر کیسا جھوٹ باندھتے ہیں؟ ایسا کرنے والے کے لیے اتنا ہی واضح گناہ کافی ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ اُوْتُوْا نَصِيْبًا مِّنَ الْكِتٰبِ يُؤْمِنُوْنَ بِالْجِبْتِ وَالطَّاغُوْتِ وَيَقُوْلُوْنَ لِلَّذِيْنَ كَفَرُوْا هٰۤؤُلَاۤءِ اَهْدٰى مِنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا سَبِيْلًا ﴿51﴾ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ ۭ وَمَنْ يَّلْعَنِ اللّٰهُ فَلَنْ تَجِدَ لَهٗ نَصِيْرًا ﴿52﴾

کیا آپ نے ان لوگوں کی طرف نہیں دیکھا جو کتاب میں سے حصہ دیئے گئے، وہ باطل معبودوں اور شیطان پر ایمان رکھتے ہیں؟ اور کفار سے کہتے ہیں کہ وہ اہل ایمان سے زیادہ ہدایت کی راہ پر ہیں۔
وہی لوگ ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ان پر لعنت فرمائی اور جس پر اللہ لعنت فرمائے آپ اس کے لیے ہرگز کوئی مددگار نہیں پائیں گے۔

تشریح:

شرک ذات وصفات یا اللہ تعالیٰ کی عبادت میں ہو یا اس کو پکارنے کی بجائے کسی اور کو پکارا جائے یا اس کی مخلوق میں سے کسی کو ملجا وماوی سمجھتے ہوئے اس کی قبر پر حاضری دی جائے، یا کوئی ایسا عمل کیا جائے جس سے اللہ خالق ومالک کا حق کسی اور کی طرف منتقل ہوجائے یا کوئی اس میں شریک ہوجائے تو یہ ایسا گناہ کبیرہ ہے کہ اگر اس کے مرتکب کی موت اس پر ہوجائے تو وہ جہنمی ہوگا۔ سورۃ المائدہ میں اللہ تعالیٰ نے اپنا فیصلہ سنایا ہے:

﴿ اِنَّهٗ مَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدْ حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ ﴿72﴾ ﴾

بے شک جس نے اللہ کے ساتھ کسی کو شریک بنایا، اللہ تعالیٰ نے یقیناً اس پر جنت کو حرام کردیا ہے۔

اللہ تعالیٰ تو کل کائنات کا خالق ومالک ہے نہ اسے اُونگھ آتی ہے اور نہ نیند وہی حیات وممات پر قدرت رکھنے والا ہے اس کے علاوہ ہر ذی روح پر موت واقع ہونے کا قانون اسی نے بنا رکھا ہے۔ اس کے سوا ہر شے نے فنا ہونا ہے اسی کی بارگاہ میں اس کی تمام مخلوق کو قیامت کے روز حاضر ہونا ہے وہی اپنی تمام مخلوق کو رزق پہنچانے والا ہے عزت وذلت کا معاملہ اسی کے پاس ہے وہی بادشاہوں کو بادشاہی عطا کرتا ہے اور جب چاہیے بادشاہت سے محروم کردیتا ہے ہر بادشاہ زندگی کا ملنے والا وقت پورا کر کے قبر میں چلا جاتا ہے۔ عارضی طور پر بادشاہت پانے والا یہ برداشت نہیں کرتا کہ اس کی بادشاہت میں کوئی دخیل ہو تو کل کائنات کا دائمی خالق ومالک کس طرح برداشت کرے گا کہ اس کی ذات وصفات یا عبادت میں کسی کو شریک کیا جائے۔ اسی لیے اس نے اعلان کردیا کہ شرک کے علاوہ باقی گناہ جس کے لیے چاہے گا معاف کردے گا لیکن شرک پر مرنے والے کو معاف نہیں کرے گا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سورۃ النساء میں دو مرتبہ اس لیے ذکر ہوا ہے تاکہ اس کی مخلوق پر واضح ہو جائے کہ اگر شرک پر کسی کی موت واقع ہو جائے تو وہ جنت میں نہیں جا سکتا۔

عجیب بات ہے کہ اس معاملے میں اللہ تعالیٰ نے اپنے جلیل القدر نبیوں اور رسولوں علیہم السلام کو بھی شریک رکھا ہے۔ سورۃ الانعام میں ابراہیم، اسحٰق، یعقوب، نوح، یوسف، موسیٰ، ہارون، زکریا، یحییٰ، عیسیٰ، الیاس، اسمٰعیل، الیسع، یونس اور لوط علیہم السلام کے فضائل بیان کرنے کے بعد فرمایا:

﴿ وَلَوْ أَشْرَكُوا لَحَبِطَ عَنْهُم مَّا كَانُوا يَعْمَلُونَ ﴿88﴾ ﴾

اور اگر وہ بھی شرک کرتے تو جو وہ کیا کرتے تھے وہ ان سے ضائع ہو جاتا۔

بلکہ امام الانبیاء محمد رسول اللہ ﷺ پر بھی واضح کر دیا۔ سورۃ الزمر کے الفاظ ہیں:

﴿ لَئِنْ أَشْرَكْتَ لَيَحْبَطَنَّ عَمَلُكَ ﴿65﴾ ﴾

اگر آپ شرک کرتے تو آپ کا عمل ضرور ضائع ہو جاتا۔ عربی گرامر کی رو سے یہاں ﴿يَحْبَطُ﴾ پر لام تاکید کا اور نون ثقیلہ آیا ہوا ہے جس سے ہر قسم کے شک وشبہ کو دور کرتے ہوئے وضاحت کر دی گئی کہ شرک کی صورت میں آپ ﷺ کا عمل ضرور ضائع ہو جاتا۔

اس کے برعکس شرک سے بچنے والے انسان کو اللہ تعالیٰ نے اپنی بخشش سے نوازنے کی بشارت دے دی۔
امام ترمذی رحمہ اللہ نے اپنی جامع کے ابواب الدعوات کے باب فضل التوبة والاستغفار (۲/۲۱۶) میں حدیث قدسی نقل کی ہے یعنی اللہ تعالیٰ کا اعلان ہے۔

اے ابن آدم! جب تک تو مجھے پکارتا رہے گا اور میری بخشش کی امید رکھے گا تیرے تمام گناہوں کے باوجود میں تجھے بخش دوں گا۔ اے ابن آدم! مجھے پروا نہیں کہ تیرے گناہ آسمان کے بادلوں جتنے ہو جائیں پھر تو مجھ سے بخشش طلب کرے تو میں تجھے بخش دوں گا۔ اے ابن آدم! مجھے پروا نہیں کہ جتنی زمین ہے اتنے گناہ لے کر تو میرے پاس اس حال میں آئے کہ میرے ساتھ کسی کو شریک نہ کرتا ہو تو میں تیرے پاس اتنی ہی بخشش لے کر ضرور آؤں گا۔

امام ترمذی رحمہ اللہ نے اس روایت کو توبہ واستغفار کے باب میں نقل کر کے واضح کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی بخشش کے حصول کے لیے توبہ واستغفار کی بھی ضرورت ہوتی ہے۔

شرک کی ایک قسم ریاکاری ہے اور جب انسان لوگوں کے سامنے اپنی پاکیزگی کا چرچا کرتا ہے اور دوسروں کے مقابلے میں خود کو افضل واعلیٰ ثابت کرنے میں کوشاں رہے تو اللہ تعالیٰ نے اس سے بھی منع فرمایا ہے۔ سورۃ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

النجم میں ارشاد ہوتا ہے:

﴿ فَلَا تُزَكُّوا أَنفُسَكُمْ ﴿32﴾ ﴾

اپنی پاکیزگی کا چرچا نہ کرو۔

کیوں کہ یہود نصاریٰ میں یہ بیماری موجود تھی۔

سورۃ المائدہ کے الفاظ ہیں:

﴿ وَقَالَتِ الْيَهُودُ وَالنَّصَارَىٰ نَحْنُ أَبْنَاءُ اللَّهِ وَأَحِبَّاؤُهُ ﴿18﴾ ﴾

یہود و النصاری نے کہا: ہم اللہ کے بیٹے اور اس کے محبوب ہیں۔

سورۃ البقرۃ میں ان کا دعویٰ یوں مذکور ہے:

﴿ وَقَالُوا لَن يَدْخُلَ الْجَنَّةَ إِلَّا مَن كَانَ هُودًا أَوْ نَصَارَىٰ ﴿111﴾ ﴾

اور انہوں نے کہا کہ جنت میں وہی داخل ہوں گے جو یہودی یا نصاریٰ ہیں۔

تفسیر القرطبی میں الضحاک اور السدی کے حوالے سے منقول ہے: ان کا کہنا تھا کہ ہم پر کوئی گناہ نہیں دن میں جو کرتے ہیں رات وہ معاف کردیا جاتا ہے اور رات میں جو کرتے ہیں وہ دن میں معاف کردیا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: یہ سراسر جھوٹ اور کھلا گناہ ہے۔ اگر کوئی واقعتاً پاکیزہ ہوگا تو اللہ تعالیٰ اس کو ایسا اجر دے گا جس میں معمولی سی بھی کمی نہ ہوگی۔

یہود ونصاریٰ میں یہ بیماری پیدا ہوچکی تھی کہ اللہ پر ایمان رکھنے کی بجائے جبت وطاغوت پر ایمان رکھتے تھے۔ تفسیر القرطبی میں عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ جبت سے مراد جادو اور طاغوت، سے مراد شیطان ہے۔ جب کہ امام القرطبی رحمہ اللہ نے یہ بھی نقل کیا ہے کہ جبت سے مراد ہر وہ چیز یا کام جو اللہ تعالیٰ نے حرام کردیا ہے اور طاغوت، سے مراد ہر وہ چیز جو انسان کو سرکشی پر ابھارے سورۃ النازعات میں موسیٰ علیہ السلام کو حکم ملتا ہے:

﴿ اذْهَبْ إِلَىٰ فِرْعَوْنَ إِنَّهُ طَغَىٰ ﴿17﴾ ﴾

فرعون کی طرف جاؤ بے شک وہ سرکش ہوگیا ہے۔

سورۃ الشمس میں ثمودیوں کے بارے میں ارشاد ہوتا ہے۔

﴿ كَذَّبَتْ ثَمُودُ بِطَغْوَاهَا ﴿7﴾ ﴾

ثمود نے اپنی سرکشی کی بنا پر جھٹلایا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سورۃ البقرہ میں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ اَللّٰهُ وَلِيُّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا يُخْرِجُهُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَوْلِيٰٓـُٔهُمُ الطَّاغُوْتُ يُخْرِجُوْنَهُمْ مِّنَ النُّوْرِ اِلَى الظُّلُمٰتِ ۗ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿257﴾ ﴾

اللہ ان کا دوست ہے جو ایمان لائے اور ان کو گمراہی کے اندھیروں سے نکال کر ہدایت کے اجالے کی طرف لے جاتا ہے جب کہ کفار کے دوست طاغوت ہیں جو ان کو نور ہدایت سے نکال کر گمراہی کے اندھیروں کی طرف لے جاتے ہیں وہی جہنمی ہیں اس میں ہمیشہ رہیں گے۔

اسی لیے اللہ نے سورۃ النحل میں حکم فرمایا:

﴿ اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ وَاجْتَنِبُوا الطَّاغُوْتَ ﴿36﴾ ﴾

اللہ کی عبادت کرو اور شیطان سے بچ جاؤ۔

اہل کتاب کی اسلام دشمنی اس حد تک پہنچ گئی کہ ان کا ایک وفد غزوہ خندق سے پہلے مکہ آیا تو انہوں نے مکہ کے مشرکوں کو یہ سند دے دی کہ تمہارا دین اسلام سے بہتر ہے اور انہوں نے مشرکوں سے مل کر اسلام کو ختم کرنے کا پروگرام بنالیا۔ آج یہود ونصاریٰ جو کرنے کی کوشش کر رہے ہے اس کی ابتدا انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے عہد مبارک ہی میں کردی تھی۔ اس وقت اللہ تعالیٰ نے اہل اسلام کی مدد فرمائی اور ان شاء اللہ اب بھی فرمائے گا۔ شرط یہ ہے کہ ہم حقیقی طور پر مومن ہو جائیں۔ اہل کتاب کی خباثتوں کی بنا پر اللہ تعالیٰ نے ان پر لعنت فرمائی۔ جب تک سبب موجود رہے گا تب تک لعنت ان سے۔۔ نہیں ہوسکتی۔ مسلمانوں کے ساتھ آج جو کچھ ہو رہا ہے اس کے ذمہ دار بھی وہ خود ہیں۔ توبہ واستغفار کے ساتھ دشمن کا مقابلہ کرنے والے وسائل پیدا کیے جائیں تو اللہ ضرور کامیابی سے نوازے گا۔ اللہ ہمارے تمام گناہ معاف فرمائے۔

حل لغات:

- ﴿اِنَّ اللّٰهَ لَايَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ﴾ میں اِنَّ حرف مشبہ بفعل، لفظ اَللّٰہُ اس کا اسم۔ لا نافیہ۔ یَغْفِرُ فعل مضارع۔ اَنْ ناصبہ یُشْرَکَ فعل مضارع مجہول۔ بہ کی ضمیر اَللّٰہُ کی طرف راجع۔ جملے کا معنی ہے۔ بیشک اللہ تعالیٰ نہیں بخشتا یہ کہ اس کے ساتھ شرک کیا جائے۔
- ﴿وَيَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَآءُ﴾ میں دُوْنَ دُنُوٌ کا مقلوب ہے۔ جو کسی چیز سے قاصر وکوتاہ ہو وہ دُون کہلاتا ہے۔ جملے کا معنی ہے: اور جو اس سے کم یعنی شرک کے علاوہ جس کے لیے چاہے بخش

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دیتا ہے۔

○ ﴿وَمَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدِ افْتَرٰٓى اِثْمًا عَظِيْمًا﴾ میں مَنْ يُشْرِكْ بِاللّٰهِ شرط۔ فَقَدْ افْتَرٰی اِثْمًا عَظِيْمًا جواب شرط۔ اِثْمًا مصدر یا مفعول ہونے کی بنا پر منصوب۔ عَظِيْمًا اس کی صفت۔ جملے کا معنی ہے: جس نے اللہ کے ساتھ شرک کیا اس نے یقیناً عظیم گناہ والا بہتان باندھا۔

○ ﴿اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ يُزَكُّوْنَ اَنْفُسَهُمْ﴾ ہمزہ استفہامیہ۔ لَمْ نفی جحد اَلَّذِيْنَ موصولہ۔ يُزَكُّوْنَ فعل مضارع۔ اَنْفُسَهُمْ اس کا مفعول۔ جملے کا معنی ہے۔ کیا آپ نے ان لوگوں کی طرف نہیں دیکھا جو اپنے آپ کو پاکیزہ خیال کرتے ہیں۔

○ ﴿بَلِ اللّٰهُ يُزَكِّيْ مَنْ يَّشَآءُ﴾ میں بَلْ حرف اضراب جو پہلی چیز سے اعراض اور دوسری کے اثبات کے لیے لایا جاتا ہے۔ لفظ اَللّٰهُ مبتدا۔ يُزَكِّيْ فعل مضارع (باب زَكّٰى يُزَكِّيْ تَزْكِيَةً، تفعیل) خبر۔ مَنْ موصولہ۔ يَشَآءُ فعل مضارع۔ جملے کا معنی ہے۔ بلکہ اللہ تعالیٰ جس کو چاہتا ہے پاکیزہ کرتا ہے۔

○ ﴿وَلَا يُظْلَمُوْنَ فَتِيْلًا﴾ میں يُظْلَمُوْنَ فعل مضارع مجہول۔ فَتِيْلًا، فَعِيْلًا کے وزن پر مفعول۔ جملے کا معنی ہے: اور ان پر دھاگے کے برابر بھی ظلم نہیں کیا جائے گا۔

○ ﴿اُنْظُرْ كَيْفَ يَفْتَرُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ﴾ میں اُنْظُرْ فعل امر۔ كَيْفَ استفہامیہ۔ يَفْتَرُوْنَ فعل مضارع۔ عَلَى اللّٰهِ جار مجرور۔ اَلْكَذِبَ مفعول۔ جملے کا معنی ہے: آپ دیکھیں کہ وہ اللہ تعالیٰ پر کیسا جھوٹا بہتان لگاتے ہیں۔

○ ﴿وَكَفٰى بِهٖٓ اِثْمًا مُّبِيْنًا﴾ میں كَفٰى فعل ماضی بِهٖ کی ضمیر ان کے افتراء کی طرف راجع۔ اِثْمًا مُبِيْنًا مرکب توصیفی بیانیہ یا حالیہ جملے کا معنی ہے: یہ کھلا گناہ ہی اسے کافی ہے۔

○ ﴿اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ اُوْتُوْا نَصِيْبًا مِّنَ الْكِتٰبِ يُؤْمِنُوْنَ بِالْجِبْتِ وَالطَّاغُوْتِ﴾ میں اُوْتُوْا فعل ماضی مجہول نَصِيْبًا مفعول مِنَ الْكِتٰبِ جار مجرور۔ يُؤْمِنُوْنَ فعل مضارع۔ بِالْجِبْتِ وَالطَّاغُوْتِ جار و مجرور کی صورت میں يُؤْمِنُوْنَ کے متعلق جملے کا معنی ہے: کیا آپ نے ان لوگوں کی طرف نہیں دیکھا جو کتاب میں سے حصہ دیئے گئے وہ بتوں اور شیطان پر ایمان رکھتے ہیں۔

○ ﴿وَيَقُوْلُوْنَ لِلَّذِيْنَ كَفَرُوْا هٰٓؤُلَآءِ اَهْدٰى مِنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا سَبِيْلًا﴾ میں يَقُوْلُوْنَ فعل مضارع۔ اَلَّذِيْنَ موصولہ پر لام حرف جر۔ كَفَرُوْا فعل ماضی هٰؤُلَآءِ اسم اشارہ۔ اَهْدٰى افعل تفضیل کا صیغہ۔ مِنْ حرف جر۔ اَلَّذِيْنَ موصولہ۔ اٰمَنُوْا فعل ماضی اس کا صلہ۔ سَبِيْلًا تمیز جملے کا معنی ہے اور وہ ان لوگوں سے کہتے ہیں کہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جنہوں نے کفر کیا کہ وہ اہل ایمان سے زیادہ سیدھی راہ پر ہیں۔

○ ﴿اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ﴾ میں اُولٰٓئِكَ اسم اشارہ اَلَّذِيْنَ موصولہ لَعَنَ فعل ماضی۔ هُمْ ضمیر مفعول لفظ اَللّٰهُ لَعَنَ کا فاعل۔ جملے کا معنی ہے: وہی لوگ ہیں جن پر اللہ تعالیٰ نے لعنت فرمائی۔

○ ﴿وَمَنْ يَّلْعَنِ اللّٰهُ فَلَنْ تَجِدَ لَهٗ نَصِيْرًا﴾ میں واؤ عاطفہ مَنْ شرطیہ يَلْعَنْ فعل مضارع کے آخر میں اسی کی وجہ سے جزم آئی تھی لیکن اس کو آگے ملانے کے لیے کسرہ دی گئی۔ لفظ اَللّٰهُ اس کا فاعل لَنْ نفی تَجِدَ پر فاء جواب شرط۔ تَجِدَ کے آخر میں زبر لَنْ کی وجہ سے آئی ہے۔ لَنْ جب مضارع پر آتا ہے تو تاکید کے ساتھ معنی مستقبل نفی میں کر دیتا ہے۔ لَهٗ کی ضمیر مَنْ کی طرف راجع نَصِيْرًا مفعول جملے کا معنی ہے: اور جس پر اللہ تعالیٰ لعنت فرمائے آپ اس کے لیے ہرگز کوئی مددگار نہیں پائیں گے۔

﴿۱۸﴾

اَمْ لَهُمْ نَصِيْبٌ مِّنَ الْمُلْكِ فَاِذًا لَّا يُؤْتُوْنَ النَّاسَ نَقِيْرًا ﴿53﴾

کیا ان کا بادشاہت میں کوئی حصہ ہے پس اگر ہوتا تو لوگوں کو کھجور کی گٹھلی پر پڑے شگاف کے برابر بھی نہ دیتے۔

اَمْ يَحْسُدُوْنَ النَّاسَ عَلٰى مَآ اٰتٰىهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ ۚ فَقَدْ اٰتَيْنَآ اٰلَ اِبْرٰهِيْمَ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَاٰتَيْنٰهُمْ مُّلْكًا عَظِيْمًا ﴿54﴾

یا لوگوں سے اس پر حسد کرتے ہیں جو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے ان کو عطا فرمایا ہے، پس تحقیق ہم نے آل ابراہیم کو کتاب وحکمت دی اور ہم نے ان کو عظیم بادشاہت سے نوازا۔

فَمِنْهُمْ مَّنْ اٰمَنَ بِهٖ وَمِنْهُمْ مَّنْ صَدَّ عَنْهُ ۭ وَكَفٰى بِجَهَنَّمَ سَعِيْرًا ﴿55﴾

پس ان میں سے وہ ہے جو اس پر ایمان لایا اور وہ بھی ہے جس نے اس سے اعراض کیا اور جہنم ہی کافی ہے جلانے والی۔

اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِاٰيٰتِنَا سَوْفَ نُصْلِيْهِمْ نَارًا ۭ كُلَّمَا نَضِجَتْ جُلُوْدُهُمْ بَدَّلْنٰهُمْ جُلُوْدًا غَيْرَهَا لِيَذُوْقُوا

بے شک جنہوں نے ہماری آیات کا انکار کیا عنقریب ہم ان کو آگ میں داخل کریں گے جب بھی ان کے چمڑے جل جائیں گے ہم ان کو دوسرے چمڑے بدل

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الْعَذَابَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَزِيْزًا حَكِيْمًا ﴿56﴾	دیں گے تاکہ وہ عذاب چکھتے رہیں۔ بے شک اللہ تعالیٰ عزیز وحکیم ہے۔
وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَنُدْخِلُهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ؕ لَهُمْ فِيْهَآ اَزْوَاجٌ مُّطَهَّرَةٌ ۡ وَّنُدْخِلُهُمْ ظِلًّا ظَلِيْلًا ﴿57﴾	اور جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے نیک عمل کیے عنقریب ہم ان کو ایسے باغات میں داخل کریں گے جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی ان میں وہ ہمیشہ رہیں گے۔ ان کے لیے اس میں پاک بیویاں ہوں گی اور ہم ان کو بہت ہی گھنے دائمی سائے میں داخل کردیں گے۔

تشریح:

اہل کتاب میں سے جبت وطاغوت پر ایمان رکھنے والوں کے متکبرانہ رویے اور اسلام دشمنی کا مظاہرہ کرنے پر ان کے بارے میں بطور انکار ارشاد ہوا: کیا اللہ کی بادشاہت میں سے ان کو کوئی حصہ ملا ہے جس کی وجہ سے اسلام دشمنی پر تلے ہوئے ہیں؟ اللہ تعالیٰ نے دولت سے ان کی محبت اوران کی بخیلی کی مذمت کرتے ہوئے واضح فرمایا کہ اللہ کی بادشاہت میں اگر ان کا کوئی حصہ ہوتا تو لوگوں کو ان کی طرف سے کچھ بھی نہ ملتا۔ خود اللہ کا دیا ہوا مال خرچ کرتے نہیں اور جو دل کھول کر اللہ کے فضل سے ملنے والا مال اس کی راہ میں لگاتے ہیں ان سے حسد کرتے ہیں۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کہا کرتے تھے کہ اس سے مراد ہم یعنی اہل اسلام ہیں۔ قرآن حکیم میں اللہ تعالیٰ نے زکوٰۃ کی ادائیگی کے ساتھ معاشرے کے مستحق اور ضرورت مند افراد پر اللہ کا دیا ہوا مال خرچ کرنے کا بار بار حکم دیا ہے اور مدینہ طیبہ میں قائم ہونے والی اسلامی فلاحی ریاست کا یہی امتیاز تھا کہ اس میں مال ودولت جمع کرنے کی بجائے اس کو اللہ کی مخلوق کی فلاح و بہبود کے لیے خرچ کیا جاتا تھا۔ جب کہ آج امت محمدیہ نے ان لوگوں کا رویہ اپنالیا ہے کہ جن کی اللہ تعالیٰ نے مذمت فرمائی اور ان پر لعنت بھیج کر جہنم کی وعید سنائی۔

امام القرطبی رحمہ اللہ نے الضحاک رحمہ اللہ سے نقل ہے کہ یہود نے قریش سے حسد کیا کیونکہ نبوت ان میں چلی گئی۔

« وَالْحَسَدُ مَذْمُوْمٌ وَصَاحِبُهٗ مَغْمُوْمٌ وَهُوَ يَأْكُلُ الْحَسَنَاتِ كَمَا تَأْكُلُ النَّارُ الْحَطَبَ »

یعنی حسد کی مذمت کی گئی ہے اور حسد کرنے والا غم زدہ رہتا ہے اور حسد نیکیوں کو اسی طرح کھا جاتا ہ جس طرح آگ لکڑیوں کو کھاجاتی ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے ایک موقع پر کہا کہ اللہ کی نعمتوں سے دشمنی نہ کرو۔ ان سے کہا گیا اللہ کی نعمتوں سے دشمنی کون کرتا ہے؟ انہوں نے کہا کہ جو لوگ ان سے حسد کرتے ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے مال دیا ہو۔

قرآن حکیم کا مطالعہ کیا جائے تو معلوم ہوگا کہ آسمان میں سب سے پہلا جو گناہ ہوا وہ ابلیس کا آدم علیہ السلام سے حسد کرتے ہوئے سجدہ نہ کرنا تھا اور زمین میں پہلا گناہ آدم علیہ السلام کے ایک بیٹے کا اپنے بھائی کو ناحق قتل کرنا تھا اور اس کی وجہ بھی حسد ہی تھا۔

یہود نے جب سید الانبیاء محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے حسد کیا تو اللہ تعالیٰ نے ان پر واضح کیا کہ ان سے پہلے تمہارے نبیوں علیہم السلام کو نہ صرف کتاب وحکمت سے نوازا گیا بلکہ ان کو عظیم مملکت بھی عطا ہوئی۔ اب اگر کتاب وحکمت کا سلسلہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو منتقل ہوا ہے تو اس کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے سمجھتے ہوئے قبول کرو۔ تعجب کی بات تو یہ ہے کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کے بارے میں ان کے علماء کو اچھی طرح علم تھا۔

سورۃ البقرۃ میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ اَلَّذِیْنَ اٰتَیْنٰهُمُ الْكِتٰبَ یَعْرِفُوْنَهٗ كَمَا یَعْرِفُوْنَ اَبْنَآءَهُمْ وَاِنَّ فَرِیْقًا مِّنْهُمْ لَیَكْتُمُوْنَ الْحَقَّ وَهُمْ یَعْلَمُوْنَ (14) ﴾

وہ لوگ جن کو ہم نے کتاب دی، وہ ان کو (یعنی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو) اسی طرح پہچانتے ہیں جس طرح اپنے بیٹوں کو پہچانتے ہیں اور بے شک ان میں ایک فریق جان بوجھ کر حق چھپا رہا ہے۔

سورۃ الانعام میں اللہ تعالیٰ نے مزید یہ بھی فرما دیا۔

﴿ اَلَّذِیْنَ خَسِرُوْۤا اَنْفُسَهُمْ فَهُمْ لَا یُؤْمِنُوْنَ (20) ﴾

جنہوں نے اپنے آپ کو گھاٹے میں ڈالا ہوا ہے پس وہ ایمان نہیں لائیں گے۔

ظاہر ہے کہ جنہوں نے اپنے نبیوں کی اطاعت کا حق ادا نہ کیا وہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کو تسلیم کیسے کر سکتے تھے؟ جس طرح پہلے ان میں سے بعض ایمان لائے اور بعض نے سرکشی کو اپنایا اسی طرح آپ کے ساتھ بھی ہوا۔ عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ جیسے بزرگوں نے آپ کو دیکھتے ہی آپ کی رسالت کی گواہی دے دی۔ لیکن ان کی قوم کی اکثریت نے آپ کو قبول نہ کیا۔ بلکہ اسلام دشمنی میں کوئی کسر نہ رہنے دی۔ جس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے ان کو ملنے والے عذاب کا ذکر بھی فرما دیا۔ ویسے تو سب سے بڑا اور برا عذاب یہ ہے کہ کوئی جہنم میں داخل کیا جائے۔ لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کو ٹھکرانے والوں کو جہنم کی آگ میں جب پھینکا جائے گا تو ان کے جسم

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے چمڑے جل کر سفید ہو جائیں گے اللہ تعالیٰ ان کے جلے ہوئے چمڑوں کو پھر درست کر دے گا تا کہ آگ ان کو دوبارہ جلائے۔ عذاب کی یہ صورت تسلسل سے جاری رہے گی اس میں کمی یا وقفے کی کوئی گنجائش نہ ہوگی، (نعوذ باللہ من ذلک) کُلَّمَا سے اس کی وضاحت ہو جاتی ہے۔ سورۃ ابراہیم میں اس کی دوسری صورت کا ذکر یوں ہوا ہے۔

﴿ سَرَابِيلُهُم مِّن قَطِرَانٍ وَتَغْشَىٰ وُجُوهَهُمُ النَّارُ ﴿50﴾ ﴾

ان کے لباس گندھک کے ہوں گے اور ان کے چہروں کو آگ ڈھانپ لے گی۔

ظاہر ہے کہ گندھکی لباس جسم سے چمٹا رہے گا اور آگ اپنا کام کرتی رہے گی۔ مزید وضاحت یوں ہوتی ہے۔

﴿ لِيَجْزِيَ اللَّهُ كُلَّ نَفْسٍ مَّا كَسَبَتْ إِنَّ اللَّهَ سَرِيعُ الْحِسَابِ ﴿51﴾ ﴾

تا کہ اللہ تعالیٰ ہر نفس کو اس کا بدلہ دے جو اس نے کمایا یعنی دنیا میں جو عمل کیا۔ بے شک اللہ تعالیٰ جلدی حساب لینے والا ہے۔

سورۃ النساء میں وعید سنائی گئی کہ ان کے چمڑے بار بار اس لیے بدلے جائیں گے تا کہ وہ عذاب کا مزہ چکھتے رہیں۔ یہاں یہ خیال بھی رہے کہ انسان کے کسی بھی حصے کو چوٹ لگے تو اس کی تکلیف سارا جسم محسوس کرتا ہے، جب سارا جسم ہی آگ کی لپیٹ میں ہوگا تو حالت کیا ہوگی!

سورۃ ابراہیم کی آخری آیت میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے فرمایا:

﴿ هَٰذَا بَلَاغٌ لِّلنَّاسِ وَلِيُنذَرُوا بِهِ وَلِيَعْلَمُوا أَنَّمَا هُوَ إِلَٰهٌ وَاحِدٌ وَلِيَذَّكَّرَ أُولُو الْأَلْبَابِ ﴿52﴾ ﴾

یہ لوگوں کو پہنچا دینا ہے اور تا کہ اس کے ذریعے ان کو ڈرایا جائے اور وہ جان لیں کہ بے شک وہی اکیلا معبود ہے اور تا کہ عقل مند نصیحت حاصل کریں۔

نافرمانوں اور سرکشوں کے انجام سے آگاہ کرنے کے بعد ایمان لانے اور نیک عمل کرنے والوں کو ملنے والی نعمتوں کا بھی خالق و مالک نے ذکر فرما دیا تا کہ اس کی مخلوق کو معلوم ہو جائے کہ اپنے اطاعت گزار بندوں پر وہ کس طرح مہربان ہوتا ہے۔ اطاعت گزاری میں عموماً مشکلات کا سامنا رہتا ہے۔ لیکن اس کی جزا ایسی ہوگی کہ انسان دنیا میں آنے والی مشکلات و مصائب کو بالکل بھول جائے گا۔ اللہ کی سب سے بڑی نعمت یہی ہوگی کہ وہ چمڑوں کو جلانے والی آگ سے بچ جائے گا اور اس جنت میں داخل ہوگا جس کے نیچے نہری بہتی ہوں گی جہاں اس کو پاک بیویاں نصیب ہوں گی اور دائمی سایہ میں اس کا ٹھکانا ہوگا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صحیح بخاری ''باب مافی صفة الجنة ''(ص۳٦۱)، صحیح مسلم، کتاب الجنة (۳۷۸/۲) میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

جنت میں ایک ایسا درخت ہے کہ کوئی تیز رفتار سواری پر اس کے سایہ میں سے نکلنا چاہئے تو سو سال گزرنے پر بھی سایہ ختم نہ ہوگا۔

اللہ تعالیٰ ہمیں بھی وہ سایہ نصیب فرمائے۔

حل لغات:

○ ﴿اَمْ لَهُمْ نَصِيْبٌ مِّنَ الْمُلْكِ فَاِذًا لَّا يُؤْتُوْنَ النَّاسَ نَقِيْرًا﴾ میں اَمْ منقطعہ نَصِيْبٌ سے مراد حظ۔ مِنَ الْمُلْكِ جار مجرور تک جملہ استفہامیہ انکاری۔ اِذًا اگرچہ مضارع کا ناصب ہوتا ہے لیکن جب اس پر حرف عطف فاء یا واو آجائے تو پھر اس کا عمل کرنا یا نہ کرنا دونوں طرح جائز ہوتا ہے۔ لَا نافیہ۔ يُؤْتُوْنَ فعل مضارع معروف۔ اَلنَّاسَ مفعول اول۔ نَقِيْرًا مفعول ثانی اس سے مراد کھجور کی گٹھلی کے عقب میں پڑا ہوا شگاف ہے۔ جملے کا معنی ہے: کیا ان کے لیے یعنی یہود کے لیے بادشاہت میں کوئی حصہ ہے؟ اگر ہوتا تو وہ لوگوں کو کچھ بھی نہ دیتے۔

○ ﴿اَمْ يَحْسُدُوْنَ النَّاسَ عَلٰى مَآ اٰتٰهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ﴾ میں يَحْسُدُوْنَ فعل مضارع۔ اَلنَّاسَ اس کا مفعول۔ عَلٰى حرف جر۔ مَا موصولہ۔ اٰتٰى فعل ماضی۔ هُمْ ضمیر (مفعول) اَلنَّاسَ کی طرف راجع۔ لفظ اَللّٰهُ فعل ماضی کا فاعل۔ مِنْ فَضْلِهٖ جار مجرور۔ جملے کا معنی ہے: یا وہ لوگوں سے اس پر حسد کرتے ہیں جو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے ان کو دیا۔

○ ﴿فَقَدْ اٰتَيْنَآ اٰلَ اِبْرٰهِيْمَ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَاٰتَيْنٰهُمْ مُّلْكًا عَظِيْمًا﴾ قَدْ تحقیق کا۔ اٰتَيْنَا فعل ماضی جمع متکلم۔ اٰلَ اِبْرٰهِيْمَ مرکب اضافی، مضاف الیہ اِبْرٰهِيْمَ کے آخر میں قاعدہ کے مطابق زیر اس لیے نہیں آئی کیونکہ اِبْرٰهِيْمَ غیر منصرف ہے۔ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ اور مُلْكًا عَظِيْمًا مفعول۔ جملے کا معنی ہے: بیشک ہم نے آل ابراہیم کو کتاب وحکمت عطا کی اور ان کو ہم نے عظیم بادشاہت سے نوازا۔

○ ﴿فَمِنْهُمْ مَّنْ اٰمَنَ بِهٖ وَمِنْهُمْ مَّنْ صَدَّ عَنْهُ﴾ میں مِنْهُمْ ضمیر سے مراد یہود ہیں۔ مَنْ موصولہ۔ اٰمَنَ وَصَدَّ فعل ماضی۔ بِهٖ اور عَنْهُ کی ضمیریں الْكِتٰبَ کی طرف راجع۔ جملے کا معنی ہے: پس ان میں سے کوئی اس کتاب پر ایمان لایا اور ان میں سے بعض نے اس سے اعراض کیا۔

○ ﴿وَكَفٰى بِجَهَنَّمَ سَعِيْرًا﴾ میں واؤ عاطفہ۔ كَفٰى فعل ماضی۔ بِجَهَنَّمَ جا مجرور۔ سَعِيْرًا تمیز۔ جملے کا معنی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے:اور جہنم کا جلانا بھڑکانا ہی ان کو کافی ہے۔ یعنی اعراض کرنے والوں کے لیے جہنم کی آگ ہی کافی ہوگی۔

○ ﴿اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِاٰيٰتِنَا سَوْفَ نُصْلِيْهِمْ نَارًا﴾ میں اِنَّ حرف مشبہ بفعل۔ اَلَّذِيْنَ اسم موصول۔ كَفَرُوْا بِاٰيٰتِنَا صلہ۔ سَوْفَ کلمہ تہدید ووعید۔ نُصْلِيْ فعل مضارع۔ هِمْ ضمیر مفعول کافروں کی طرف راجع۔ نَارًا: امام قرطبی کے مطابق یہ منصوب بنزع الخافض ہے یعنی یہ اصل میں بِنَارٍ ہے۔ جملے کا معنی ہے: بیشک وہ لوگ جنہوں نے ہماری آیات کا انکار کیا عنقریب ان کو ہم آگ میں داخل کردیں گے۔

○ ﴿كُلَّمَا نَضِجَتْ جُلُوْدُهُمْ بَدَّلْنٰهُمْ جُلُوْدًا غَيْرَهَا لِيَذُوْقُوا الْعَذَابَ﴾ میں كُلَّمَا كُلَّ اور مَا کا مرکب ہے۔ كُلٌّ ایسا اسم ہے جو متعدد افراد کا احاطہ کرنے یا واحد کے اجزاء کو عام کرنے کے لیے وضع کیا گیا ہے اور یہ بغیر اضافت استعمال نہیں ہوتا۔ اگرچہ اضافت تقدیری ہو یا لفظی اور ما مصدریہ یا ظرفیہ کے داخل ہونے پر تکرار کا مفہوم ادا کرتا ہے۔ نَضِجَتْ فعل ماضی۔ جُلُوْدُهُمْ اس کا فاعل۔ بَدَّلْنَا فعل ماضی جمع متکلم۔ هُمْ ضمیر مفعول۔ جُلُوْدٌ جِلْدٌ کی جمع بَدَّلْنٰهُمْ تفسیر غَيْرَهَا یہاں مجازاً استعمال ہوا ہے۔ لِيَذُوْقُوْا فعل مضارع پر لام کَیْ۔ اَلْعَذَابَ مفعول۔ جملے کا معنی ہے: جب ان کے چمڑے جل جائیں گے تو ہم ان کو ان کے بدلے اور چمڑے دے دیں گے تاکہ وہ عذاب چکھتے رہیں۔

○ ﴿اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَزِيْزًا حَكِيْمًا﴾ میں اِنَّ حرف مشبہ بفعل لفظ اللہ اس کا اسم۔ كَانَ اپنے متعلقات سے مل کر اس کی خبر۔ جملے کا معنی ہے: بے شک اللہ تعالیٰ غلبے والا حکمت والا ہے۔

○ ﴿ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَنُدْخِلُهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا اَبَدًا﴾ میں اَلَّذِيْنَ موصولہ۔ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اس کا صلہ۔ سَنُدْخِلُهُمْ فعل مضارع نُدْخِلُ پر سین وعدے کی تاکید۔ هُمْ ضمیر مفعول۔ جَنّٰتٍ ظرف مکان۔ تَجْرِيْ فعل مضارع۔ مِنْ تَحْتِهَا جار مجرور کی هَا ضمیر جنت کی طرف راجع۔ اَلْاَنْهٰرُ فاعل۔ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا اَبَدًا حال۔ جملے کا معنی ہے: اور جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے نیک عمل کیے ان کو عنقریب ایسی جنات میں داخل کریں گے، جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی اس میں وہ ہمیشہ رہیں گے۔

○ ﴿لَهُمْ فِيْهَا اَزْوَاجٌ مُّطَهَّرَةٌ﴾ اَزْوَاجٌ: زَوْجٌ کی جمع کی وجہ سے اس کی صفت مُطَهَّرَةٌ واحد مونث آئی ہے۔ جملے کا معنی ہے: ان کے لیے اس جنت میں پاک بیویاں ہوں گی۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

○ ﴿وَنُدْخِلُهُمْ ظِلًّا ظَلِيلًا﴾ میں ظَلِيلًا ظِلًّا کی دائمی صفت یعنی صفت مشبہ ہے۔ جملے کا معنی ہے: اور ہم ان کو دائمی گھنے سائے میں داخل کریں گے۔

﴿۱۹﴾

اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُكُمْ اَنْ تُؤَدُّوا الْاَمٰنٰتِ اِلٰٓى اَهْلِهَا ۙ وَاِذَا حَكَمْتُمْ بَيْنَ النَّاسِ اَنْ تَحْكُمُوْا بِالْعَدْلِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ نِعِمَّا يَعِظُكُمْ بِهٖ ۭ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ سَمِيْعًا ۢ بَصِيْرًا ﴿58﴾

بے شک اللہ تعالیٰ تمھیں حکم دیتا ہے کہ امانتوں کو ان کے مالکوں کی طرف پہنچا دو اور جب تم لوگوں کے درمیان فیصلہ کرنے لگو تو عدل سے فیصلہ کرو۔ وہ بہت ہی اچھی چیز ہے جس کا اللہ تعالیٰ تمھیں حکم دے رہا ہے۔ بے شک اللہ تعالیٰ بڑا ہی سننے والا دیکھنے والا ہے۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِي الْاَمْرِ مِنْكُمْ ۚ فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِيْ شَيْءٍ فَرُدُّوْهُ اِلَى اللّٰهِ وَالرَّسُوْلِ اِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ۭ ذٰلِكَ خَيْرٌ وَّاَحْسَنُ تَاْوِيْلًا ﴿59﴾

اے ایمان والو! اطاعت کرو اللہ کی اور اطاعت کرو رسول اللہ کی اور ان کی جو تم میں سے صاحب اختیار ہیں پس اگر تمہارا کسی معاملے میں اختلاف ہو جائے تو اس کو اللہ اور رسول کی طرف لوٹاؤ اگر تم اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتے ہو یہ بہتر اور از روئے تاویل بہت ہی خوبصورت ہوگا۔

تشریح:

سورۃ الاحزاب میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ اِنَّا عَرَضْنَا الْاَمَانَةَ عَلَى السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَالْجِبَالِ فَاَبَيْنَ اَنْ يَّحْمِلْنَهَا وَاَشْفَقْنَ مِنْهَا وَحَمَلَهَا الْاِنْسَانُ ۭ اِنَّهٗ كَانَ ظَلُوْمًا جَهُوْلًا ﴿72﴾ ﴾

ہم نے امانت کو آسمانوں، زمین اور پہاڑوں پر پیش کیا تو انہوں نے اس کی ذمہ داری قبول کرنے سے انکار کردیا اور وہ اس سے ڈر گئے۔ لیکن انسان نے اس کو اٹھالیا یعنی اس کی ذمہ داری قبول کرلی۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بے شک وہ ظالم وجاہل ہے۔

اَلْاَمَانَۃَ کا مادہ (ام ن) ہے۔ جب یہ باب کَرُمَ یَکْرُمُ سے آئے تو اس کا مصدر اَمَانَۃً یعنی امانت دار ہونا ہوتا ہے اور اس کی صفت اَمِیْن ہوتی ہے۔ جب یہ باب ضَرَبَ یَضْرِبُ سے آئے تو اس کا مصدر اَمْنًا یعنی کسی پر اعتماد واعتبار یا بھروسہ کرنا ہوتا ہے اور اس کی صفت آمن ہوتی ہے۔ جب اس کو باب سَمِعَ یَسْمَعُ سے لایا جائے تو اس کا مصدر اَمْنًا ،اَمَنًا ،اَمَانًا اور اَمَنَۃً یعنی مطمئن ہونا ہوتا ہے اور اس کی صفت اَمِنٌ،اَمِیْنٌ اور آمِنٌ ہوتی ہے۔

لہٰذا کوئی شخص کسی کے پاس جب اپنی کوئی چیز امانت کے طور پر رکھتا ہے تو وہ اس پر اعتماد واعتبار کرتا اور بھروسہ رکھتا ہے کہ وہ اس کی چیز کو اس کے طلب کرنے پر واپس لوٹا دے گا اور اس میں کوئی ہیر پھیر نہیں کرے گا۔ اسی لیے جس پر امانت کے سلسلے میں بھروسہ کیا جاتا ہے وہ امین کہلاتا ہے اور جو امانت کو ذاتی ملک سمجھے یا بنالے تو وہ خائن بن جاتا ہے۔ ہر انسان کو ملنے والی زندگی اس کے پاس اللہ کی دی ہوئی امانت ہوتی ہے۔خودکشی کرنے والے کی موت حرام اس لیے ہوجاتی ہے کہ وہ اس کو اپنی زندگی سمجھتے ہوئے اپنا اختیار استعمال کرتا ہے۔ ہر سرکش نافرمان جہنم کا ایندھن اس لیے بنتا ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے عائد ہونے والی ذمہ داری کو ٹھکرا کر اپنے نفس کی اتباع کرتا ہے۔

ہر صاحب اختیار واقتدار کو ملنے والا اختیار واقتدار اس کو امانت کی صورت میں ملتا ہے جو وقتی اور عارضی ہوتا ہے۔لیکن عموماً ہر صاحب اختیار واقتدار اس کو دائمی اور ذاتی ملک سمجھتے ہوئے خیانت کا مرتکب ہوتا ہے اور وہ بھول جاتا ہے کہ اللہ کے ہاں جا کر اس نے اپنے کیے کا حساب دینا ہے۔

عدالتوں میں بیٹھنے والے جج اور قاضی عدل وانصاف کرنے کے امین ہوتے ہیں ان کو عدالتوں میں اس لیے بٹھایا جاتا ہے کہ ظالم کو ظلم کرنے کی سزا دی جائے اور مظلوم کی فریاد رسی میں کوئی کسر نہ رہ جائے زمین میں انسان کو امامت کے طور پر ملنے والی خلافت میں وہ بھی شریک ہوتے ہیں۔ کیونکہ عدل و انصاف کے تقاضوں کو انہی نے پورا کرنا ہوتا ہے۔لوگوں کو ظالموں کے ظلم سے بھی انہی نے بچانا ہوتا ہے۔

مال داروں کے پاس اللہ کا دیا ہوا مال بھی امانت ہی ہوتا ہے۔ جب وہ اللہ کے دیے ہوئے مال کو اللہ کی مخلوق پر خرچ نہیں کرتے۔ بلکہ شریعت میں ممنوعہ کاموں پر ضائع کرتے ہیں تو وہ سراسر خیانت ہی کے مرتکب ہوتے ہیں۔

سورۃ الانفال میں اللہ تعالیٰ نے اہل ایمان سے خطاب فرمایا:

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

﴿ يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَخُونُوا اللَّهَ وَالرَّسُولَ وَتَخُونُوا أَمَانَاتِكُمْ وَأَنتُمْ تَعْلَمُونَ ﴿27﴾ ﴾

اے ایمان والو! اللہ اور رسول ﷺ کی خیانت نہ کرو اور نہ آپس میں امانتوں کی خیانت کرو اس حال میں کہ تم جانتے ہو۔

﴿ وَاعْلَمُوا أَنَّمَا أَمْوَالُكُمْ وَأَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ وَأَنَّ اللَّهَ عِندَهُ أَجْرٌ عَظِيمٌ ﴿28﴾ ﴾

اور جان لو کہ بے شک تمہارے مال اور تمہاری اولادیں فتنہ ہیں اور بے شک اللہ تعالیٰ کے پاس ہی اجر عظیم ہے۔

سورۃ الانفال کی ان دو آیتوں میں واضح کر دیا گیا کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے معاملے میں کسی قسم کی خیانت نہیں ہونی چاہیے۔ اسی طرح اہل ایمان کی آپس میں رکھی ہوئی امانتوں کی بھی حفاظت ہونی چاہیے۔ خیانتوں کی عموماً وجہ مال کا حصول اور اولاد کے مستقبل کو سنوارنے کی خواہش ہوتی ہے۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ نے ان دونوں کو فتنہ کا سبب قرار دے دیا اور ساتھ ہی رہنمائی فرمائی کہ اللہ کے پاس اجر عظیم ہے اس کی طرف دیکھو اس کو پانے کے لیے ہمیشہ کوشاں رہو۔

سورۃ النساء کی آیت ﴿إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُكُمْ﴾ کے بارے میں امام ابن جریر نے اپنی تفسیر جامع البیان میں مختلف طرق سے نقل کیا ہے کہ یہ حکمرانوں کے بارے میں نازل ہوئی۔ اگرچہ اس کا ایک شان نزول یہ بھی ہے کہ فتح مکہ کے موقع پر بیت اللہ کے دروازے پر لگے تالے کی چابی آپ نے عثمان رضی اللہ عنہ بن طلحہ سے تالہ کھولنے کے لیے لی اور بیت اللہ میں داخل ہو کر جب باہر تشریف لائے تو آپ یہ آیت تلاوت فرما رہے تھے۔ لیکن انہوں نے ترجیح اس بات کو دی ہے کہ یہ مسلمان حکمرانوں کے بارے میں نازل ہوئی تاکہ مسلمانوں کے جن حقوق کے وہ امین ہیں وہ ادا کریں۔ اور ان کے درمیان عدل وانصاف کے تقاضوں کو پورا کیا کریں۔

اگر اس آیت مبارکہ کو عام رکھا جائے تو ہر مسلمان کا فرض ہے کہ اگر اس کے پاس کسی کی امانت ہے تو اس میں خیانت نہ کرے۔ مسند احمد (۷۲/۵) کی روایت کے مطابق رسول اللہ ﷺ نے حجۃ الوداع کے موقع پر فرمایا:

« مَنْ كَانَتْ عِنْدَهُ أَمَانَةٌ فَلْيُؤَدِّهَا »

جس کسی کے پاس کوئی امانت ہے تو وہ ادا کرے۔

مسند احمد (۱۳۵/۳-۱۵۴-۲۱۰-۲۵۱) میں ہی انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

«قَلَّمَا خَطَبَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلَّا قَالَ لَا اِيْمَانَ لِمَنْ لَّا اَمَانَةَ لَهٗ وَلَا دِيْنَ لِمَنْ لَّا عَهْدَ لَهٗ»

جب بھی رسول اللہ ﷺ ہم سے خطاب کرتے تو ارشاد فرماتے: اس شخص کا ایمان نہیں جو امانت کا خیال نہیں کرتا اور اس کا دین نہیں جو وعدے کا پاس نہیں کرتا۔

امام بخاری رحمہ اللہ اور امام مسلم رحمہ اللہ دونوں نے اپنی اپنی صحیح کے کتاب الایمان میں منافق کی علامات میں سے ایک علامت یہ نقل کی ہے:

«اِذَا اؤْتُمِنَ خَانَ»

جب اس کے پاس امانت رکھی جائے تو خیانت کرے۔

امانت کی ادائیگی اور لوگوں کے درمیان عدل کرنے کے ساتھ امت محمدیہ کو یہ حکم بھی ملا کہ اللہ، اس کے رسول اور اولی الامر کی اطاعت کی جائے۔ لیکن یہ وضاحت بھی کر دی گئی کہ اولی الامر سے اختلاف کی صورت میں حتمی فیصلے کے لیے اختلافی معاملے کو اللہ اور رسول کی طرف لوٹایا جائے اسی لیے رسول اللہ ﷺ کی زندگی مبارک میں آپ سے فیصلہ کرایا جاتا تھا اور آپ کے بعد قرآن وسنت کو معیار بنالیا گیا۔ راجح قول کے مطابق اولی الامر سے مراد مسلمان حکمران ہیں۔ کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی زندگی مبارک میں ایسا ہی فرمایا۔ صحیح بخاری کتاب الاحکام ص ۱۰۵۷، صحیح مسلم: کتاب الامارۃ (۱۲۴/۲) کے الفاظ ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے میری اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی جس نے میری نافرمانی کی اس نے اللہ کی نافرمانی کی اور جس نے میرے امیر کی اطاعت کی اس نے میری اطاعت کی اور جس نے میرے امیر کی نافرمانی کی اس نے میری نافرمانی کی۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اولی الامر آپ کے مقرر کردہ امیر ہوا کرتے تھے۔

صحیح بخاری کتاب الاحکام ص ۱۰۵۸ اور صحیح مسلم، کتاب الامارۃ (۱۲۵/۲) ہی کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک لشکر کہیں روانہ کیا اور ایک انصاری کو ان پر امیر مقرر کر کے فرمایا کہ ان کی بات سننا اور ان کی اطاعت کرنا۔ راستے میں امیر کسی بات پر ناراض ہو گئے اور انہوں نے ساتھیوں سے کہا: کیا رسول اللہ ﷺ نے میری بات سننے اور اطاعت کرنے کا حکم نہ دیا تھا؟ انہوں نے کہا ہاں امیر نے ان کو حکم دیا کہ لکڑیاں جمع کرو اور ان کو آگ لگاؤ پھر اس میں داخل ہو جاؤ۔ ساتھیوں نے لکڑیاں جمع کر کے جب ان کو آگ لگائی تو انہوں نے آپس میں کہا کہ ہم نے آگ سے بچنے کے لیے رسول اللہ ﷺ کی اتباع کی اب ہمارا امیر ہمیں آگ میں داخل ہونے کا حکم دے رہا ہے۔ وہ اسی سوچ بچار میں تھے کہ آگ بجھ گئی اور امیر کا غصہ بھی ٹھنڈا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہوگیا۔ ساتھیوں نے جب رسول اللہ ﷺ کو واقعہ سنایا تو آپ نے فرمایا۔ اگر تم آگ میں داخل ہوجاتے تو ہمیشہ اس میں رہتے۔

« لَا طَاعَةَ فِيْ مَعْصِيَةِ اللّٰهِ اِنَّمَا الطَّاعَةُ فِي الْمَعْرُوْفِ »

اللہ کی معصیت میں کسی کی اطاعت نہ کی جائے۔ بے شک اطاعت معروف کاموں یعنی شریعت کے مطابق ہونے والے کاموں میں کی جائے۔

یوں آپ نے زندگی مبارک میں ہی اس مسئلے کو حل کردیا۔ اسی لیے علامہ قاضی ثناء اللہ پانی پتی الحنفی النقشبندی نے اپنی تفسیر المظہری (۱۰۳/۲) میں لکھا ہے۔

« إذا افتى المجتهد وظهر ان فتواه مخالف الكتاب والسنة وجب علينا اتباع الكتاب والسنة روى البيهقي في المدخل باسناد صحيح اى عبدالله بن المبارك قال سمعت ابا حنيفة يقول :اذا جاء عن النبى ﷺ فعلى الرّأس والعين و ذكر عن روضة العلماء وعن ابى حنيفة قال اتركوا قولي بخبر الرسول ﷺ وقول الصحابة رضى الله عنهم ونقل عنه انه قال اذا صح الحديث فهو مذهبى»

جب مجتہد فتویٰ دے اور ظاہر ہوجائے کہ اس کا فتوی کتاب وسنت کی خلاف ہے تو کتاب وسنت کی اتباع کرنا ہمارے اوپر واجب ہے۔ امام بیہقی رحمہ اللہ نے صحیح سند کے ساتھ المدخل میں عبداللہ بن مبارک سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کو کہتے سنا کہ جب نبی کریم ﷺ سے حدیث آئے تو سر اور آنکھ پر۔ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ سے روضۃ العلماء نے ذکر کیا ہے کہ انہوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کی حدیث کے مقابلے میں میری بات کو ترک کردینا۔ یہ بھی ان سے منقول ہے کہ انہوں نے فرمایا: جب حدیث صحیح ہوگی تو وہی میرا مذہب ہوگا۔ اللہ تعالیٰ اپنے قائم کردہ معیار کے مطابق ہمیں بھی عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

حل لغات:

- ﴿اِنَّ اللّٰهَ يَأْمُرُكُمْ اَنْ تُؤَدُّوا الْاَمٰنٰتِ اِلٰٓى اَهْلِهَا﴾ میں اِنَّ مشبہ بفعل۔ لفظ اللہ اس کا اسم۔ یَأْمُرُکُمْ فعل مضارع کے ساتھ کُمْ ضمیر مخاطب کی۔ اَنْ ناصبہ۔ تُؤَدُّوا فعل مضارع کی نون اعرابی اسی کی وجہ سے گری ہوئی ہے۔ اَلْاَمٰنٰتِ، اَلْاَمَانَةَ کی جمع مفعول۔ اِلٰٓى اَهْلِهَا جار مجرور۔ جملے کا معنی ہے: بیشک اللہ تعالیٰ تمہیں

www.KitaboSunnat.com
محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حکم دیتا ہے کہ تم امانت والوں کی امانتیں ان کو ادا کر دو۔ یعنی ان کو واپس لوٹا دو۔

○ ﴿وَاِذَا حَكَمْتُمْ بَيْنَ النَّاسِ اَنْ تَحْكُمُوْا بِالْعَدْلِ﴾ میں واؤ عاطفہ۔ اِذَا ظرف۔ حَكَمْتُمْ فعل ماضی۔ جب اِذَا ماضی پر آئے تو معنی مستقبل میں کر دیتا ہے اور اس میں شرط کا مفہوم بھی آ جاتا ہے۔ اَنْ ناصبہ۔ تَحْكُمُوْا فعل مضارع۔ بِالْعَدْلِ جار مجرور۔ جملے کا معنی ہے: اور جب تم لوگوں کے درمیان فیصلہ کرنے لگو تو عدل کے ساتھ فیصلہ کرو۔

○ ﴿اِنَّ اللّٰهَ نِعِمَّا يَعِظُكُمْ بِهٖ﴾ میں اِنَّ مشبہ بفعل۔ لفظ اللّٰہ اس کا اسم اور نِعِمَّا يَعِظُكُمْ بِهٖ اس کی خبر۔ نِعِمَّا اصل میں نِعْمَ مَا ہے۔ اَیْ نِعْمَ شَيْئًا یانِعْمَ شَیْءٌ۔ يَعِظُ باب وَعَظَ يَعِظُ (مثال واوی) سے فعل مضارع۔ كُمْ ضمیر مخاطب کی۔ بِهٖ کی ضمیر امانتوں کی ادائیگی اور عدل سے فیصلہ کرنے کی طرف راجع۔ جملے کا معنی: یقیناً وہ بہتر چیز ہے کہ جس کی اللہ تعالیٰ تمہیں نصیحت کر رہا ہے۔

○ ﴿ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ سَمِيْعًا ۢبَصِيْرًا﴾ میں اِنَّ مشبہ بفعل۔ لفظ اَللّٰہ اس کا اسم۔ كَانَ اپنے متعلقات سَمِيْعًا ۢبَصِيْرًا کے ساتھ مل کر اِنَّ کی خبر۔ جملے کا معنی ہے۔ بے شک اللہ تعالیٰ سننے والا اور دیکھنے والا ہے۔۔ سَمِيْعٌ اور بَصِيْرٌ دونوں صفت مشبہ یعنی دائمی صفات ہیں۔

○ ﴿يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِي الْاَمْرِ مِنْكُمْ﴾ میں يٰۤاَيُّهَا حرف ندا۔ اَلَّذِيْنَ موصولہ۔ اٰمَنُوْا اس کا صلہ۔ اَطِيْعُوْا دونوں جگہ فعل امر۔ لفظ اَللّٰہ، الرَّسُوْلَ اور وَاُولِي الْاَمْرِ مِنْكُمْ مفعول۔ جملے کا معنی ہے: اے ایمان والو! اطاعت کرو اللہ کی اور اطاعت کرو رسول اللہ ﷺ کی اور ان کی کہ جو تم میں سے صاحب اختیار ہوں۔

○ ﴿ فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِيْ شَيْءٍ فَرُدُّوْهُ اِلَى اللّٰهِ وَالرَّسُوْلِ﴾ میں فَاِنْ شرطیہ۔ تَنَازَعْتُمْ فعل ماضی۔ فِيْ شَيْءٍ جامجرور رُدُّوْهُ پر فاء جواب شرط۔ رُدُّوْا فعل امر۔ ہٗ ضمیر فِيْ شَيْءٍ کی طرراجع۔ اِلَى اللّٰهِ وَالرَّسُوْلِ جارمجرور۔ جملے کا معنی ہے: اگر تمہارا کسی شی میں اختلاف ہو جائے تو اس کو اللہ اور رسول ﷺ کی طرف لوٹاؤ۔

○ ﴿اِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُوْ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ﴾ میں اِنْ شرطیہ۔ كُنْتُمْ فعل ناقص۔ تُؤْمِنُوْنَ فعل مضارع۔ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ جارمجرور۔ جملے کا معنی ہے: اگر تم اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتے ہو۔

○ ﴿ ذٰلِكَ خَيْرٌ وَّاَحْسَنُ تَاْوِيْلًا ﴾ میں ذٰلِكَ اسم اشارہ مبتدا۔ خَيْرٌ وَّاَحْسَنُ تَاْوِيْلًا اس کی خبر۔ اَحْسَنُ افعل تفضیل تَاْوِيْلًا تمیز۔ جملے کا معنی ہے: یہ بہت بہتر اور بہت ہی خوبصورت تاویل ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۲۰

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ يَزْعُمُوْنَ اَنَّهُمْ اٰمَنُوْا بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ يُرِيْدُوْنَ اَنْ يَّتَحَاكَمُوْٓا اِلَى الطَّاغُوْتِ وَقَدْ اُمِرُوْٓا اَنْ يَّكْفُرُوْا بِهٖ ۭ وَيُرِيْدُ الشَّيْطٰنُ اَنْ يُّضِلَّھُمْ ضَلٰلًۢا بَعِيْدًا ﴿60﴾	کیا آپ نے ان لوگوں کی طرف نہیں دیکھا کہ جو گمان کرتے ہیں کہ وہ اس پر ایمان لے آئے جو آپ پر نازل کیا گیا اور جو آپ سے پہلے نازل کیا گیا۔ وہ ارادہ رکھتے ہیں کہ اپنے جھگڑوں کا فیصلہ کرانے کے لیے طاغوت کے پاس جائیں حالانکہ ان کو حکم دیا گیا ہے کہ وہ اس کا یعنی طاغوت کا انکار کریں اور شیطان چاہتا ہے کہ ان کو دور کی گمراہی میں گم کر دے۔
وَاِذَا قِيْلَ لَھُمْ تَعَالَوْا اِلٰى مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ وَاِلَى الرَّسُوْلِ رَاَيْتَ الْمُنٰفِقِيْنَ يَصُدُّوْنَ عَنْكَ صُدُوْدًا ﴿61﴾	اور جب ان سے کہا جائے گا کہ اس کی طرف آؤ کہ جو اللہ نے نازل فرمایا اور رسول اللہ ﷺ کی طرف آؤ۔ تو آپ منافقوں کو دیکھیں گے کہ وہ آپ سے ضرور منہ پھیر لیں گے۔
فَكَيْفَ اِذَآ اَصَابَتْھُمْ مُّصِيْبَةٌۢ بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْهِمْ ثُمَّ جَاۗءُوْكَ يَحْلِفُوْنَ ڰ بِاللّٰهِ اِنْ اَرَدْنَآ اِلَّآ اِحْسَانًا وَّتَوْفِيْقًا ﴿62﴾	پس اس وقت کیا ہوگا کہ جب ان کو اپنے ہی ہاتھوں کیے ہوئے کی وجہ سے تکلیف پہنچے گی پھر وہ آپ کے پاس آئیں گے۔ اس حال میں کہ اللہ کی قسم کھا کر کہہ رہے ہوں گے کہ ہم نے تو بھلائی اور میلاپ کا ہی ارادہ کیا تھا۔
اُولٰۗىِٕكَ الَّذِيْنَ يَعْلَمُ اللّٰهُ مَا فِيْ قُلُوْبِهِمْ ۤ فَاَعْرِضْ عَنْھُمْ وَعِظْھُمْ وَقُلْ لَّھُمْ فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ قَوْلًۢا بَلِيْغًا ﴿63﴾	وہی لوگ ہیں کہ اللہ تعالیٰ جانتا ہے جو ان کے دلوں میں ہے۔ پس آپ ان سے اعراض کریں اور ان کو وعظ ونصیحت کریں اور ان سے ان کے بارے میں دلوں میں اترنے والی گفتگو کریں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تشریح:

مدینہ طیبہ میں اسلامی ریاست کے قائم ہوتے ہی مہاجرین وانصار اور مدینہ میں بسنے والے یہود پر واضح کر دیا گیا تھا کہ باہمی اختلاف اور جھگڑوں کو اللہ عزوجل اور محمد رسول اللہ ﷺ کی طرف لوٹایا جائے گا اور ان کا کیا ہوا فیصلہ تسلیم ہوگا۔ سیرت ابن ہشام (۱/۵۰۱) میں ''کتابہ ﷺ بین المھاجرین والا نصار وموادعۃ یھود'' کے تحت اس کی پوری تفصیل موجود ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اسلامی ریاست کے وجود میں آنے سے پہلے مدینہ میں جھگڑوں کو نپٹانے کا جو طریقہ تھا اس کو ختم کر کے قانون الٰہی کے نفاذ کا اعلان کر دیا گیا کہ آئندہ ہر فیصلہ طلب معاملہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل ہونے والی ہدایت کی روشنی میں طے ہوگا۔ غیر اللہ کی طرف رجوع نہیں کیا جائے گا۔ یعنی اسلامی قانون کے علاوہ کوئی اور قانون قابل قبول نہ ہوگا۔ یہ پابندی نہ صرف اہل ایمان پر تھی بلکہ یہود اور دوسرے بھی اس میں شریک تھے اور جب اسلامی ریاست دنیا کی عظیم ترین ریاست بن گئی اور اس میں بسنے والی کئی قومیں اس کا حصہ بن گئیں تو بھی اسلامی قانون کے مطابق ہی فیصلے ہوتے تھے۔ ظاہر ہے کہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے بڑھ کر عدل وانصاف کے تقاضوں کو کون پورا کر سکتا تھا؟ اور جب رسول اللہ ﷺ کے تربیت یافتہ افراد میں بھی وہ صلاحیت پیدا ہوگئی جس کی ضرورت قانون الٰہی کے نفاذ کے لیے لازمی تھی تو اولی الامر کی صورت میں ان کی بھی اطاعت کا حکم اہل ایمان کو مل گیا۔ لیکن اختلاف ہونے پر معاملے کو طے کرنے کے لیے قرآن وسنت ہی کو پیمانہ بنا دیا گیا۔

قانونی سلسلے میں اسی نکتہ کو اجاگر کرنے کے لیے سورۃ النسآء کی آیت ﴿أَنْ يَتَحَاكَمُوٓا۟ إِلَى ٱلطَّٰغُوتِ﴾ کا نزول ہوا۔ تقریباً تمام معتبر تفاسیر میں منقول ہے کہ مدینہ کے لوگ عموماً کعب بن اشرف یہودی یا ابو برزہ الاسلمی سے اپنے جھگڑوں کا فیصلہ کرایا کرتے تھے۔ ایسے بھی تھے جو کاہنوں کے پاس جاتے یا بتوں کے پاس رکھے ہوئے تیروں کے ذریعے ہی جھگڑے والا معاملہ طے کر لیتے۔ لیکن اسلامی ریاست میں تمام معاملات کو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی طرف لوٹا دیا گیا اور خلاف ورزی کرنے والوں کو شیطان کے پروگرام سے آگاہ کر دیا گیا۔

مذکورہ آیت کی تفسیر میں امام فخر الدین رازی نے اپنی تفسیر کبیر میں لکھا ہے کہ كَثِيرٌ مِّنَ الْمُفَسِّرِينَ یعنی بہت سے مفسروں کا کہنا ہے کہ ایک منافق اور ایک یہودی کا آپس میں جھگڑا ہوا تو یہودی نے کہا: اس معاملے کا فیصلہ ابوالقاسم سے کرا لیتے ہیں۔ جب کہ منافق چاہ رہا تھا کہ فیصلہ کعب بن اشرف سے کرایا جائے۔ یہودی جھگڑے کو اس لیے آپ کے پاس لانا چاہتا تھا کہ اس کو معلوم تھا کہ آپ حق کے مطابق فیصلہ کرتے ہیں اور کعب بن اشرف رشوت لے کر حق کو پامال کر دیتا ہے۔ یہودی کے اصرار پر جھگڑا رسول اللہ ﷺ کے ہاں آ گیا اور آپ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نے فیصلہ یہودی کے حق میں کر دیا۔

منافق نے یہودی سے کہا: میں اس فیصلے پر راضی نہیں ہوں چلو ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس چلتے ہیں۔ یہودی منافق کے کہنے پر ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس آ گیا۔ انہوں نے جب دونوں کی باتیں سنیں تو فیصلہ یہودی کے حق میں ہی کیا۔

منافق نے کہا کہ عمر کے پاس چلتے ہیں جو وہ فیصلہ کریں گے مجھے منظور ہوگا۔ یہودی اس کے کہنے پر عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آ گیا۔ لیکن اس نے آتے ہی کہہ دیا کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فیصلہ میرے حق میں کیا تھا یہ شخص ان کے فیصلے پر راضی نہیں ہوا۔ عمر رضی اللہ عنہ نے منافق سے کہا: کیا یہودی ٹھیک کہہ رہا ہے؟ منافق نے تصدیق کر دی۔ عمر رضی اللہ عنہ نے کہا تم دونوں ذرا انتظار کرو میں ابھی فیصلہ کیے دیتا ہوں چنانچہ وہ اندر گئے اور اپنی تلوار لے کر باہر آتے ہی منافق کا سر اس کے تن سے جدا کر دیا۔ منافق کے لواحقین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عمر رضی اللہ عنہ کی شکایت کی رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے جب عمر رضی اللہ عنہ سے وضاحت چاہی تو انہوں نے عرض کیا اللہ کے رسول اِنَّهٗ رَدَّ حُكْمَكَ اس نے آپ کے فیصلے کو ٹھکرا دیا۔

فَجَاءَ جبريل عليه السلام فِي الْحَالِ وَقَالَ: اِنَّهُ الْفَارُوْقُ فَرَّقَ بَيْنَ الْحَقِّ وَالْبَاطِلِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِعُمَرَ: (أَنْتَ الْفَارُوْقُ)

اسی وقت جبریل علیہ السلام آ گئے اور انہوں نے کہا: بے شک عمر الفاروق ہیں کیونکہ انہوں نے حق و باطل میں فرق کیا ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عمر رضی اللہ عنہ سے فرمایا: تم الفاروق ہو۔

تفسیر القرطبی میں یہ الفاظ بھی منقول ہیں:

« قَالَ هٰكَذَا اَقْضِي عَلٰى مَنْ لَمْ يَرْضَ بِقَضَاءِ اللّٰهِ وَقَضَاءِ رَسُوْلِهٖ وَهَرَبَ الْيَهُوْدِيّ وَنَزَلَتْ الاية »

عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: جو اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے فیصلے پر راضی نہیں ہوتا اس کا فیصلہ میں اسی طرح کرتا ہوں۔ یہودی ڈر کے مارے بھاگ گیا اور یہ آیت نازل ہوئی۔

اس کے نزول کے بعد عمر رضی اللہ عنہ کو الفاروق کا خطاب ملا۔

امام ابوبکر محمد بن عبداللہ المعروف بابن العربی نے بھی اپنی تفسیر احکام القرآن میں اس روایت کو نقل کیا ہے۔

جو لوگ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم کو نظر انداز کرتے ہوئے اپنے معاملات طاغوتی طاقتوں کے سپرد کرتے ہیں اور انہی کے احکام کے مطابق عمل کرتے ہیں ان کو سوۃ النسآء کی مذکورہ آیت اپنے سامنے رکھنے کی ضرورت ہے۔ حقیقی اہل ایمان اس بات کو اچھی طرح سمجھتے ہیں کہ قرآن کا نزول اس لیے ہوا کہ قیامت تک

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مسلمانوں کو غیر اسلامی دستوروں سے بے نیاز کردیا جائے۔ قرآن حکیم کا یہ اعجاز ہے کہ جس دور میں اسے پڑھا جائے گا تو پڑھنے والے کو ایسے محسوس ہوگا کہ یہ ہمارے لیے ہمارے بارے میں نازل ہوا ہے۔

ان آیات میں منافقوں کی بنیادی نشانیوں کا ذکر ہوا ہے۔

- پہلی یہ کہ ان کا گمان ہوتا ہے کہ وہ آسمانی کتابوں پر ایمان رکھتے ہیں۔
- دوسری نشانی: اس کے باوجود اپنے معاملات طاغوت کے سپرد کردیتے ہیں۔ حالانکہ ان کو اس سے منع کیا گیا ہے اور ان کو بتا دیا گیا کہ شیطان ان کو دور کی گمراہی میں لے جانا چاہتا ہے۔
- تیسری نشانی: جب ان کو اللہ اور اس کے رسول یعنی قرآن وسنت کی طرف بلایا جاتا ہے تو وہ حقارت سے منہ پھیر لیتے ہیں۔ بلکہ طرح طرح کی باتیں بناتے ہیں۔
- چوتھی نشانی: جب اپنے ہی کیے کی بنا پر مصائب وتکالیف کا شکار ہوتے ہیں تو پھر اس میں سیدھا سادہ اقرار کر کے معافی مانگنے کی بجائے اپنے گناہ پر پردہ ڈالنے کی کوشش کرتے ہیں۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ کے عہد مبارک میں منافقوں کا یہی معمول تھا۔ اسلام کی مخالفت میں بھرپور کردار ادا کرتے ۔لیکن جیسے ہی ان کے کرتوت ظاہر ہوجاتے تو قسمیں کھا کھا کر اس کا انکار کر دیتے ۔ جب اس سے بھی بات نہ بنتی تو مختلف تاویلوں کا سہارا لیتے۔ اسی لیے رسول اللہ ﷺ نے منافق کے بارے میں فرمایا:

«اِذَا حَدَّثَ كَذَبَ، وَإِذَا وَعَدَ أَخْلَفَ»(صحیح بخاری ومسلم، کتاب الایمان)

جب منافق بات کرے گا تو جھوٹ بولے گا اور جب وعدہ کرے گا تو اس کو پورا نہیں کرے گا۔

ایمان داری سے قوم اپنا جائزہ لے تو معلوم ہوگا کہ بہت ہی کم لوگ ہیں جو قرآن وسنت کے مطابق عمل کرتے ہوئے اپنے ایمان کے تقاضوں کو پورا کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ کے ذریعہ آپ کی امت کے مبلغین کو بھی بہترین راہنمائی دی گئی۔ ایسے لوگوں کے نفاق کو اللہ خوب جانتا ہے۔ لہٰذا مبلغ کا کام ہے کہ ان کے اختیار کردہ عمل ورویہ کو نظر انداز کرتے ہوئے وعظ ونصیحت کرتا رہے اور ان سے ایسے گفتگو کرنے کی کوشش کرے جو ان کے دلوں میں اترتی جائے۔ ہوسکتا ہے کہ ان میں کوئی اچھی بات کا اثر لیتے ہوئے اپنے منافقانہ عمل کو ترک کر کے صلحاء کی راہ اختیار کرلے اور دوسروں کے لیے مشعل راہ بن جائے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں کتاب وسنت کے مطابق عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

حل لغات:

- ﴿اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ يَزْعُمُوْنَ اَنَّهُمْ اٰمَنُوْا بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ﴾ میں ہمزہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

استفہامیہ ۔ لَمْ نفی جحد ۔ اسی کی وجہ سے فعل مضارع تَرَیٰ کی یاء گری ہوئی ہے۔ اِلٰی حرف جر۔ اَلَّذِیْنَ موصلہ ۔ یَزْعُمُوْنَ فعل مضارع ۔ اَنَّھُمْ کی ضمیر ھُمْ، سے مراد منافق لوگ ۔ اٰمَنُوْا فعل ماضی بِمَآ کا مَا موصلہ اُنْزِلَ دونوں جگہ فعل ماضی مجہول اِلَیْکَ اور مِنْ قَبْلِکَ جار مجرور جملے کا معنی ہے: کیا آپ نے نہیں دیکھا ان لوگوں کی طرف جو گمان کرتے ہیں کہ بے شک وہ اس پر ایمان لے آئے جو آپ کی طرف اور آپ سے پہلے نازل کیا گیا۔ یعنی قرآن اور اس سے پہلے نازل ہونے والی کتابیں۔

○ ﴿یُرِیْدُوْنَ اَنْ یَّتَحَاکَمُوْٓا اِلَی الطَّاغُوْتِ وَقَدْ اُمِرُوْٓا اَنْ یَّکْفُرُوْا بِهٖ﴾ میں یُرِیْدُوْنَ فعل مضارع ۔ اَنْ دونوں جگہ ناصبہ یا مصدریہ ۔ اسی کی وجہ سے فعل مضارع یَتَحَاکَمُوْنَ اور یَکْفُرُوْنَ سے نون اعرابی گر گیا ہے ۔ اِلَی الطَّاغُوْت جار مجرور ۔ قَدْ تحقیق کا اور بِهٖ کی ضمیر الطَّاغُوْت کی طرف راجع ۔ یہاں الطَّاغُوْت سے مراد اللہ اور اس کے رسول ﷺ کا نافرمان اور قرآن وسنت کو ٹھکرانے والا ہے۔ جملے کا معنی ہے: وہ ارادہ رکھتے ہیں کہ اپنے جھگڑے کا فیصلہ کرانے کے لیے طاغوت کے پاس جائیں۔ حالانکہ ان کو حکم دیا گیا ہے کہ اس کا انکار کریں۔

○ ﴿وَیُرِیْدُ الشَّیْطٰنُ اَنْ یُّضِلَّھُمْ ضَلٰلًا ۢ بَعِیْدًا﴾ میں واو عاطفہ ۔ یُرِیْدُ فعل مضارع ۔ اَلشَّیْطَانُ اس کا فاعل ۔ اَنْ ناصبہ ۔ یُضِلَّ فعل مضارع کے آخر میں اسی کی وجہ سے زبر آئی ہے۔ ھُمْ ضمیر منافقون کی طرف راجع ۔ ضَلَالًا ۢ بَعِیْدًا مرکب توصیفی فعل یُضِلُّ کی تاکید ۔ جملے کا معنی: اور شیطان چاہتا ہے کہ ان کو دور کی گمراہی میں بہکا دے۔

○ ﴿وَاِذَا قِیْلَ لَھُمْ تَعَالَوْا اِلٰی مَآ اَنْزَلَ اللّٰہُ وَاِلَی الرَّسُوْلِ﴾ میں واو عاطفہ ۔ اِذَا ظرف ۔ قِیْلَ فعل ماضی مجہول ۔ لَھُمْ جار مجرور ۔ تَعَالَوْا فعل امر ۔ اِلٰی حرف جر ۔ مَا موصولہ ۔ اَنْزَلَ فعل ماضی ۔ لفظ اَللّٰہُ اس کا فاعل ۔ واؤ عاطفہ ۔ اِلَی الرَّسُوْلِ جار مجرور ۔ جملے کا معنی ہے: اور جب ان سے کہا جائے گا کہ اس کی طرف آؤ جو اللہ نے نازل کیا اور رسول کی طرف آؤ۔

○ ﴿رَاَیْتَ الْمُنٰفِقِیْنَ یَصُدُّوْنَ عَنْکَ صُدُوْدًا﴾ میں رَاَیْتَ فعل ماضی ۔ اَلْمُنَافِقِیْنَ اس کا مفعول ۔ یَصُدُّوْنَ فعل مضارع ۔ عَنْکَ جار مجرور ۔ صُدُوْدًا (مصدر) مفعول مطلق یَصُدُّوْنَ کی تاکید ۔ جملے کا معنی ہے: تو آپ دیکھیں گے کہ منافق لوگ آپ سے ضرور منہ پھیر لیں گے۔

○ ﴿فَکَیْفَ اِذَآ اَصَابَتْھُمْ مُّصِیْبَةٌ ۢ بِمَا قَدَّمَتْ اَیْدِیْھِمْ﴾ میں فَکَیْفَ تعجب کے طور پر استفہام۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اِذَا ظرف۔ اَصَابَتْ فعل ماضی کی هُمْ ضمیر منافقون کی طرف راجع۔ مُصِيْبَةٌ فاعل۔ بِمَا کی باء سببیہ۔ مَا موصولہ۔ قَدَّمَتْ فعل ماضی۔ اَيْدِيْهِمْ اس کا فعل۔ جملے کا معنی ہے: پس اس وقت کیا ہوگا جب ان کو ان کے اپنے ہاتھوں کے سبب جو مصیبت پہنچے گی۔

○ ﴿ثُمَّ جَآءُوْكَ يَحْلِفُوْنَ بِاللّٰهِ اِنْ اَرَدْنَآ اِلَّآ اِحْسَانًا وَّتَوْفِيْقًا﴾ میں ثُمَّ حرف عطف۔ جَاءُوْا فعل ماضی۔ کاف ضمیر مخاطب کی۔ يَحْلِفُوْنَ فعل مضارع۔ بِاللّٰهِ جار مجرور۔ اِنْ نافیہ۔ اَرَدْنَا فعل ماضی جمع متکلم اِلَّا حرف استثناء۔ اِحْسَانًاوَّ تَوْفِيْقًا مستثنیٰ۔ دونوں مصدر پہلا باب افعال اور دوسرا باب تفعیل سے جملے کا معنی ہے: پھر وہ آپ کے پاس آئیں گے اور اللہ کی قسم کھا کر کہیں گے کہ ہم نے تو صرف میل ملاپ اور بھلائی کا ارادہ کیا تھا۔

○ ﴿اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ يَعْلَمُ اللّٰهُ مَافِيْ قُلُوْ بِهِمْ﴾ میں اُولٰٓئِكَ اسم اشارہ۔ الَّذِيْنَ موصولہ۔ يَعْلَمُ فعل مضارع۔ لفظ اللہ اس کا فاعل۔ مَا موصولہ۔ فِيْ قُلُوْ بِهِم جار مجرور۔ جملے کا معنی ہے: وہی لوگ ہیں کہ اللہ تعالیٰ جانتا ہے جو ان کے دلوں میں ہے۔

○ ﴿فَاَعْرِضْ عَنْهُمْ وَعِظْهُمْ وَقُلْ لَّهُمْ فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ قَوْلًا ۢ بَلِيْغًا﴾ میں اَعْرِضْ عِظْ اور قُلْ فعل امر کے صیغے۔ پہلا باب افعال سے اور دوسرا وَعَظَ يَعِظُ مثال واوی سے اور تیسرا قَالَ يَقُوْلُ اجوف واوی سے۔عَنْهُمْ لَّهُمْ اور فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ جار مجرور۔ قَوْلًا بَلِيْغًا مرکب توصیفی قُلْ کا مفعول۔ جملے کا معنی ہے: پس ان سے اعراض کریں اور ان کو وعظ ونصیحت کریں اور ان سے ان کے بارے میں دلوں میں اترنے والی بات کریں۔

﴿۲۱﴾

وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا لِيُطَاعَ بِاِذْنِ اللّٰهِ ؕ وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا ﴿64﴾

اور ہم نے ہر رسول کو اس لیے بھیجا تاکہ اللہ کے حکم سے اس کی اطاعت کی جائے اور اگر یہ لوگ جب بھی اپنی جانوں پر ظلم کرتے تو آپ کے پاس آجاتے۔ پھر اللہ تعالیٰ سے بخشش طلب کرتے اور ان کے لیے رسول اللہ بھی استغفار کرتے تو اللہ تعالیٰ کو ضرور بڑا ہی توبہ قبول کرنے والا اور رحم کرنے والا پاتے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ حَتّٰى يُحَكِّمُوْكَ فِيْمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوْا فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا ﴿65﴾	اور قسم ہے آپ (ﷺ) کے رب کی کہ وہ ہرگز ایمان والے نہیں ہوسکتے جب تک آپ کو اس میں فیصل نہ بنالیں کہ جو جھگڑے ان کے درمیان پیدا ہوتے ہیں پھر اپنے دلوں میں اس کے بارے میں کوئی تنگی نہ پائیں کہ جو آپ نے فیصلہ کیا اور اس کو اچھی طرح قبول کرلیں۔
وَلَوْ اَنَّا كَتَبْنَا عَلَيْهِمْ اَنِ اقْتُلُوْٓا اَنْفُسَكُمْ اَوِ اخْرُجُوْا مِنْ دِيَارِكُمْ مَّا فَعَلُوْهُ اِلَّا قَلِيْلٌ مِّنْهُمْ ۭ وَلَوْ اَنَّهُمْ فَعَلُوْا مَا يُوْعَظُوْنَ بِهٖ لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ وَاَشَدَّ تَثْبِيْتًا ﴿66﴾	اور اگر ہم ان پر فرض کردیتے کہ اپنے آپ کو قتل کردیا اپنے گھروں سے نکل جاؤ تو ان میں بہت کم ہی ایسا کرتے۔ اور اگر وہ وہی کرتے جس کی ان کو نصیحت کی جاتی ہے تو ان کے لیے ضرور بہتر اور انتہائی مضبوطی کا سبب پیدا ہوتا۔
وَّاِذًا لَّاٰتَيْنٰهُمْ مِّنْ لَّدُنَّآ اَجْرًا عَظِيْمًا ﴿67﴾	اس وقت ہم ان کو اپنے پاس سے ضرور اجر عظیم عطا کرتے۔
وَّلَهَدَيْنٰهُمْ صِرَاطًا مُّسْتَقِيْمًا ﴿68﴾	اور ان کو سیدھی راہ دکھاتے۔

تشریح:

جن لوگوں کا گمان تھا کہ وہ تورات اور قرآن پر ایمان رکھتے ہیں لیکن اپنے جھگڑوں کا فیصلہ طاغوت سے کراتے یا کرانا چاہتے ان پر واضح کردیا گیا کہ ہر رسول علیہ الصلوۃ والسلام کو اس لیے مبعوث کیا جاتا تھا کہ اس کی اطاعت کی جائے کیونکہ رسول ہی کے ذریعے اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق کو ہدایت سے نوازتا تھا۔ گمراہی کو اپنانے اور بھٹکنے والوں کو رسول ہی راہ حق دکھایا کرتے تھے۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ نے اعلان فرمایا۔ سورۃ النسآء ہی کے الفاظ ہیں۔

﴿ وَمَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ ﴿80﴾ ﴾

اور جس نے رسول کی اطاعت کی درحقیقت اس نے اللہ کی اطاعت کی۔

سورۃ الشعراء میں انبیاء علیہم السلام کے واقعات بیان کرتے ہوئے نوح، ہود، صالح، لوط اور شعیب علیہم السلام کے بارے میں فرمایا ہے کہ ان میں سے ہر ایک نے یہی کہا:

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

﴿ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوْنِ ﴾

اللہ سے ڈر جاؤ اور میری اطاعت کرو۔

سورۃ آل عمران اور سورۃ الزخرف میں عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں بھی ایسی ہی خبر دی گئی ہے کہ انہوں نے بنو اسرائیل کو اسی کی دعوت دی تھی لیکن عجیب بات یہ ہے کہ مذکورہ انبیاء علیہم السلام کی قوموں نے اپنے اپنے نبیوں کی اطاعت کرنے کی بجائے ایسی نافرمانی اور سرکشی کی کہ جس کی بنا پر وہ تباہ و برباد ہوگئیں۔ لہٰذا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں طاغوت کی طرف دیکھنے اور اس کی اطاعت کرنے والوں کو آگاہ کر دیا کہ رسول کے ہوتے ہوئے طاغوت کی اطاعت صریحاً ہلاکت وتباہی ہے اور اللہ تعالیٰ کی منشا و مرضی یہی ہے کہ تم اپنے تمام جھگڑے اور فیصلہ طلب معاملات اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لاؤ۔ اگر اس سلسلے میں کوئی کوتاہی ہو جائے یا تم اپنی جانوں پر ظلم کر بیٹھو تو اللہ سے بخشش چاہو اور میرے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے دعا کی درخواست کرو۔ جب تم ایسا کرو گے تو اللہ تعالیٰ کو بہت ہی توبہ قبول کرنے والا اور انتہائی رحم کرنے والا پاؤ گے۔ کیونکہ جو بھی اپنے رب کی بارگاہ میں جھک جاتا ہے اور اپنے گناہوں کا اقرار کرتے ہوئے تائب ہو جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ کی رحمت اس کو ڈھانپ لیتی ہے۔ اس کے گناہوں کو نہ صرف معاف کر دیا جاتا ہے بلکہ ان کو نیکیوں میں بدل دیا جاتا ہے۔

سورۃ الفرقان کے الفاظ ہیں:

﴿ اِلَّا مَنْ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ عَمَلًا صَالِحًا فَاُولٰٓئِكَ يُبَدِّلُ اللّٰهُ سَيِّاٰتِهِمْ حَسَنٰتٍ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ۝70 ﴾

مگر جس نے توبہ کی اور ایمان لے آیا اور اس نے نیک عمل کیے پس وہی لوگ ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان کی برائیوں کو اچھائیوں میں بدل دیتا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ بڑا ہی بخشنے والا اور بڑا ہی رحم کرنے والا ہے۔

مزید وضاحت کے لیے یہ بھی فرما دیا گیا کہ اپنے جھگڑوں کا فیصلہ صرف اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے کروانا ہے اور وہ جو بھی فیصلہ کریں اس کو دل میں کسی قسم کی تنگی محسوس کیے بغیر خوش دلی سے قبول کر لینا ہے یہی اہل ایمان ہونے کی اہم ترین شرط ہے اور یہ ایسی شرط ہے کہ اس میں اپنے متعلق صاحب ایمان ہونے کا گمان رکھنے والوں کے ساتھ حقیقی ایمان والے بھی شامل ہیں کیونکہ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کی عملی صورت اسی سے واضح ہوتی ہے۔

صحیح بخاری (کتاب التفسیر ص ۶۶۰) میں عروۃ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ان کے والد زبیر رضی اللہ عنہ کا جھگڑا مدینہ سے باہر والی زمین میں پانی کی نالی کے سلسلہ میں انصار کے ایک آدمی سے ہوا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے زبیر رضی اللہ عنہ سے فرمایا:

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اپنے باغ کو پانی لگانے کے بعد اپنے ہمسائے کے لیے پانی چھوڑ دینا۔

انصاری نے کہا: اللہ کے رسول! آپ نے یہ فیصلہ اس لیے کیا ہے کہ زبیر آپ کی پھوپھی کا بیٹا ہے۔ انصاری کی یہ بات سنتے ہی آپ کے چہرہ مبارک کا رنگ تبدیل ہوگیا یعنی آپ کو اس کی یہ بات پسند نہ آئی۔ آپ نے فرمایا: زبیر! اپنے باغ کو پانی لگانے کے بعد روک لینا حتی کہ باغ کی دیواروں تک پہنچ جائے۔ پھر اپنے ہمسائے کے لیے چھوڑ دینا۔ رسول اللہ ﷺ نے پہلے ایسی صورت بتائی جس سے زبیر کو مشکل کا سامنا نہ کرنا پڑے اور انصاری کے لیے بھی کشادگی ہو جائے۔ لیکن جب انصاری نے آپ کے فیصلے میں تنگی محسوس کی تو آپ نے وہ فیصلہ فرمایا جس سے زبیر رضی اللہ عنہ کو ان کا پورا حق مل گیا۔ زبیر رضی اللہ عنہ کہا کرتے تھے کہ میرا خیال ہے کہ یہ آیت ﴿ فَلَا وَ رَبِّكَ ﴾ اسی سلسلے میں نازل ہوئی۔

سورۃ محمد میں اہل ایمان سے خطاب ہوتا ہے:

﴿ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَلَا تُبْطِلُوْۤا اَعْمَالَكُمْ ﴿33﴾ ﴾

اے ایمان والو! اللہ کی اطاعت کرو اور رسول اللہ ﷺ کی اطاعت کرو اور اپنے اعمال ضائع نہ کرو۔

یہاں اعمال ضائع کرنے سے مراد اللہ اور رسول کی اطاعت ترک کرنا ہے یعنی اہل ایمان نے ہمیشہ ہی اللہ اور رسول ﷺ کی اطاعت کرنی ہے ان کے حکم اور فیصلے کے مطابق عمل کرنا ہے۔

سورۃ الحجرات میں ارشاد ہوتا ہے۔

﴿ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْۤا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ وَلَا تَجْهَرُوْا لَهٗ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ اَنْ تَحْبَطَ اَعْمَالُكُمْ وَاَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ ﴿2﴾ ﴾

اے ایمان والو! نبی ﷺ کی آواز سے اپنی آوازوں کو اونچا نہ کرو اور نہ اس طرح اونچی آواز میں ان سے بات کرو جس طرح تمہارا بعض بعض سے کرتا ہے۔ ایسا نہ ہو کہ تمہارے اعمال ضائع ہو جائیں اور تم کو معلوم ہی نہ ہو۔

جب اہل ایمان کو آپ کی آواز سے اونچی آواز کرنے اور عامیانہ انداز سے پکارنے یا خطاب کرنے سے روک دیا گیا تو آپ کی اطاعت ترک کرنے یا آپ کے فیصلہ کو قبول نہ کرنے کی صورت میں ایمان کی سلامتی کیسے ممکن ہوسکتی ہے؟

اپنے بارے میں جو اہل ایمان ہونے کے دعویدار تھے ان کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اگر ان کو حکم ملتا کہ اپنے برے اعمال بخشوانے کے لیے اپنے آپ کو قتل کر دو یا اپنے گھروں سے نکل جاؤ تو چند لوگ ہی اس پر

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عمل کرتے۔ اصل میں یہ بات موسیٰ علیہ السلام کی قوم کے حوالے سے ہوئی۔ کیونکہ جب وہ اللہ تعالیٰ سے ہمکلام ہونے طور پہاڑ پر گئے تو ان کی غیر موجودگی میں قوم نے سونے کا بچھڑا بنا کر اس کی پرستش شروع کر دی۔ موسیٰ علیہ السلام نے واپسی پر ان سے کہا: تم نے بچھڑے کو معبود بنا کر اپنے آپ پر ظلم کیا ہے اس لیے اپنے پیدا کرنے والے سے توبہ کرو اور آپس میں قتال کرو۔ اللہ تعالیٰ کے نزدیک تمہارے لیے یہی بہتر ہے چنانچہ انہوں نے ایسا ہی کیا اور اللہ تعالیٰ نے ان کی توبہ قبول فرمائی کیونکہ وہ توبہ قبول کرنے والا مہربان ہے۔ سورۃ البقرہ میں اس واقعہ کا ذکر ہو چکا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اپنے آپ کو مومن گمان کرنے والے اگر ویسا کرتے کہ جس کی ان کو نصیحت کی گئی تو ضرور ان کے لیے بہتر اور انتہائی مضبوطی کا سبب ہوتا ہم نہ صرف ان کو اپنے پاس سے اجر عظیم سے نوازتے بلکہ حقیقی سیدھی راہ پر چلا دیتے۔

تفسیر قرطبی کی روایت ہے کہ جب قتال والی آیت نازل ہوئی تو ایک صحابی نے کہا: اگر ہمیں یہ حکم ملتا تو ہم ضرور ایسا کرتے لیکن سب تعریفیں اس اللہ کے لیے ہیں جس نے ہمیں عافیت سے نوازا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جب یہ بات پہنچی تو آپ نے فرمایا: میری امت میں ایسے لوگ بھی ہیں جن کے ایمان گڑے ہوئے پہاڑوں سے بھی زیادہ مضبوط ہیں۔ اللہ تعالیٰ صحابہ والا ایمان ہمیں بھی عطا فرمائے۔ (آمین)

حل لغات:

- ﴿وَمَآ اَرۡسَلۡنَا مِنۡ رَّسُوۡلٍ اِلَّا لِيُطَاعَ بِاِذۡنِ اللّٰهِ﴾ میں مَا نافیہ۔ اَرۡسَلۡنَا فعل ماضی جمع متکلم مِنۡ رَّسُوۡلٍ جار مجرور۔ اِلَّا حرف استثناء۔ لِيُطَاعَ فعل مضارع مجہول واحد مذکر غائب پر لامِ کَیۡ۔ بِاِذۡنِ اللّٰهِ جار مجرور۔ جملے کا معنی ہے: اور نہیں بھیجا ہم نے کوئی رسول مگر یہ کہ اللہ کے حکم سے اس کی اطاعت کی جائے۔
- ﴿وَلَوۡ اَنَّهُمۡ اِذۡ ظَّلَمُوۡۤا اَنۡفُسَهُمۡ جَآءُوۡكَ فَاسۡتَغۡفَرُوا اللّٰهَ وَاسۡتَغۡفَرَ لَهُمُ الرَّسُوۡلُ﴾ میں لَوۡ شرطیہ۔ اَنَّهُمۡ سے مراد منافق لوگ۔ اِذۡ ظرف مبنی۔ ظَلَمُوۡا فعل ماضی۔ اَنۡفُسَهُمۡ اس کا مفعول۔ جَآءُوۡكَ فعل ماضی کی ضمیر کاف مخاطب کی۔ فَاسۡتَغۡفَرُوۡا فعل ماضی۔ لفظ اَللّٰهَ اس کا مفعول۔ واو عاطفہ۔ اسۡتَغۡفَرَ فعل ماضی لَهُمۡ کی ضمیر منافقوں کی طرف راجع۔ الرَّسُوۡلُ فاعل۔ جملے کا معنی ہے: اور جب انہوں نے اپنی جانوں پر ظلم کیا اگر آپ کے پاس آجاتے اور اللہ سے بخشش طلب کرتے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی ان کے لیے استغفار کرتے۔
- ﴿لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيۡمًا﴾ وَجَدُوۡا فعل ماضی پر لام تاکید کا جواب لَوۡ لفظ اَللّٰهَ اس کا مفعول۔ تَوَّابًا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رَّحِيمًا حال یا تمیز۔ دونوں مبالغے کے صیغے جملے کا معنی ہے: تو اللہ تعالیٰ کو ضرور اس حال میں پاتے کہ وہ بڑا ہی توبہ قبول کرنے والا اور بڑا ہی رحم کرنے والا ہے۔

○ ﴿فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتّٰى يُحَكِّمُوكَ فِيمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ﴾ میں واو قسمیہ سے پہلے فلا نافیہ تاکید کا۔ دوسرا لَا بھی نافیہ۔ يُؤْمِنُونَ فعل مضارع۔ حَتّٰى ناصبہ۔ يُحَكِّمُوكَ فعل مضارع کی ضمیر کاف مخاطب کی۔ فِيمَا کا مَا آا موصولہ۔ شَجَرَ فعل ماضی۔ جملے کا معنی ہے: قسم ہے آپ کے رب کی! وہ ہرگز ایمان والے نہیں ہوسکتے جب تک آپ کو اپنے درمیان پیدا ہونے والے اختلاف میں فیصل نہیں بنالیتے۔

○ ﴿ثُمَّ لَا يَجِدُوا فِي أَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوا تَسْلِيمًا﴾ میں ثُمَّ عاطفہ۔ لَا نافیہ۔ يَجِدُوا فعل مضارع کا عطف يُحَكِّمُوا پر ہے۔ اس لیے حَتّٰى ہی کی وجہ سے ان کی نون گری ہوئی ہے۔ فِي أَنْفُسِهِمْ جار مجرور۔ حَرَجًا مفعول۔ مِمَّا کا ما موصولہ۔ قَضَيْتَ فعل ماضی واو۔ عاطفہ۔ تَسْلِيمًا مصدر تاکید برائے فعل مضارع يُسَلِّمُوا۔ جملے کا معنی ہے: پھر وہ اپنے دلوں میں اس سے تنگی محسوس نہ کریں کہ آپ نے جو فیصلہ کیا اور اس کو پوری طرح تسلیم نہ کرلیں۔ یعنی اہل ایمان ہونے کی شرط صرف یہ نہیں کہ آپ کو فیصل بنالیا جائے بلکہ آپ کا جو فیصلہ ہو۔ اس کو بھی بغیر تنگی محسوس کیے تسلیم کرنا ہوگا۔

○ ﴿وَلَوْ أَنَّا كَتَبْنَا عَلَيْهِمْ أَنِ اقْتُلُوا أَنْفُسَكُمْ أَوِ اخْرُجُوا مِنْ دِيَارِكُمْ﴾ واو عاطفہ۔ لَوْ شرطیہ۔ أَنَّا ضمیر جمع متکلم تاکیدی۔ كَتَبْنَا فعل ماضی۔ عَلَيْهِمْ جار مجرور۔ أَنْ ناصبہ۔ اقْتُلُوا فعل امر۔ أَنْفُسَكُمْ اس کا مفعول۔ أَوْ عاطفہ۔ اخْرُجُوا بھی فعل امر۔ مِنْ دِيَارِكُمْ جار مجرور۔ جملے کا معنی ہے: اور اگر ہم ان پر لکھ دیتے یعنی فرض کردیتے کہ اپنے آپ کو قتل کردیا اپنے گھروں سے نکل جاؤ۔

○ ﴿مَّا فَعَلُوهُ إِلَّا قَلِيلٌ مِّنْهُمْ﴾ میں مَا نافیہ۔ فَعَلُوا فعل ماضی۔ هُ ضمیر اس کا مفعول۔ إِلَّا حرف استثناء قَلِيلٌ مِّنْهُمْ مستثنٰی۔ عربی گرائمر کے مطابق مستثنٰی کی دو قسمیں ہیں۔ پہلی متصل اور دوسری منقطع۔ جب مستثنٰی اور مستثنٰی منہ کی جنس ایک ہوگی تو وہ متصل ہوگا اور اگر جنس مختلف ہو تو منقطع ہوگا اور منقطع ہمیشہ منصوب ہوگا جب کہ متصل کو منصوب اور مرفوع پڑھنا اور لکھنا دونوں طرح جائز ہوتا ہے۔ چونکہ یہاں مستثنٰی متصل ہے اس لیے قلیل (مرفوع) آیا ہے۔ اس کی دوسری مثال سورۃ النور کی آیت نمبر ۶ میں ہے۔ (وَلَمْ يَكُنْ لَّهُمْ شُهَدَآءُ إِلَّا أَنْفُسُهُمْ﴾ لعان کے بارے میں ارشاد ہوتا ہے کہ جو اپنی بیویوں پر الزام لگاتے ہیں۔ لیکن اپنے علاوہ ان کے لیے گواہ نہیں ہوتے۔ یہاں أَنْفُسُهُمْ کا اعراب پیش سے آیا ہے۔ یعنی مرفوع ہے۔ مَّا فَعَلُوهُ والے جملے کا معنی ہے: تو ان میں سے بہت کم اس پر عمل کرتے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

○ ﴿ وَلَوْ اَنَّهُمْ فَعَلُوْا مَا يُوْعَظُوْنَ بِهٖ لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ وَاَشَدَّ تَثْبِيْتًا ﴾ میں ما موصول۔ يُوْعَظُوْنَ فعل مضارع مجہول۔ خَيْرًا لَّهُمْ وَاَشَدَّ تَثْبِيْتًا۔ لَكَانَ ناقصہ کی خبر۔ تَثْبِيْتًا باب تفعیل سے مصدر اور اس کے معنی میں زیادتی کے لیے اس سے پہلے اَشَدَّ لایا گیا ہے۔ جملے کا معنی ہے: اور اگر وہ وہی کرتے جس کی ان کو نصیحت کی جاتی ہے تو ان کے لیے ضرور بہتر اور بہت مضبوطی کا سبب ہوتا۔

○ ﴿ وَاِذًا لَّاٰتَيْنٰهُمْ مِّنْ لَّدُنَّآ اَجْرًا عَظِيْمًا ﴾ میں اِذًا جزائیہ۔ لَاٰتَيْنَاهُمْ پر لام تاکید کا۔ اٰتَيْنَا فعل ماضی هُمْ ضمیر مفعول۔ مِنْ لَّدُنَّآ ای مِنْ عِنْدِنَا ظرف۔ اَجْرًا عَظِيْمًا مرکب توصیفی۔ مفعول ثانی۔ جملے کا معنی ہے۔ تو ہم ان کو ضرور اپنے پاس سے اجر عظیم دیتے۔

○ ﴿ وَلَهَدَيْنٰهُمْ صِرَاطًا مُّسْتَقِيْمًا ﴾ کی بھی وہی ترکیب اور جملے کا معنی ہے: اور ہم ان کو ضرور ی سیدھی راہ دکھا دیتے۔

﴿۲۲﴾

وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِيْنَ ۚ وَحَسُنَ اُولٰٓئِكَ رَفِيْقًا ﴿69﴾	جو بھی اللہ اور رسول (ﷺ) کی اطاعت کریں گے وہ ان کے ساتھ ہوں گے کہ جن کو اللہ تعالیٰ نے نعمتوں سے نوازا وہ انبیاء علیہم السلام اور حق کی تصدیق کرنے والے ہمیشہ سچ بولنے والے اور اللہ کی راہ میں اپنی جانیں قربان کرنے والے اور اللہ کی رضا کے حصول کے لیے نیک کام کرنے والے ہوں گے اور وہ بہترین رفیق ہوں گے۔
ذٰلِكَ الْفَضْلُ مِنَ اللّٰهِ ۭ وَكَفٰى بِاللّٰهِ عَلِيْمًا ﴿70﴾	یہ فضل اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوگا اور اللہ تعالیٰ ہی کافی ہے جاننے والا۔

تشریح:

قیامت کے روز اللہ تعالیٰ کی نعمتوں سے مالا مال ہونے والے چار قسم کے خوش نصیب ہوں گے اور وہی اللہ تعالیٰ کی تمام مخلوق میں سے ممیّز وممتاز ہوں گے۔ سب سے اونچا مقام انبیاء ورسل علیہم السلام کا ہوگا جن کو اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوق کی رشد وہدایت کے لیے بھیجا اور انہوں نے اپنی طرف سے نبوت ورسالت کا حق ادا کر دیا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ان میں ایسے بھی ہوں گے جو اپنی اپنی قوم کے ہاتھوں شہید ہوئے۔ سورۃ النسآء ہی میں یہود کے بارے میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَقَتْلِهِمُ الْأَنْبِيَاءَ بِغَيْرِ حَقٍّ ﴿155﴾ ﴾

یعنی ان کو ملنے والے عذاب کا ایک سبب نبیوں کو ناحق قتل کرنا تھا۔

حضرت نوح علیہ السلام نے اپنی قوم کو ساڑھے نو سو سال تبلیغ کی لیکن ان کی بات ماننے والوں کی تعداد سو تک نہ پہنچ سکی۔ تباہ و برباد ہونے والی قوموں کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے سورۃ النحل میں خود ہی فرمایا:

﴿ وَمَا ظَلَمَهُمُ اللّٰهُ وَلٰكِنْ كَانُوْٓا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ ﴿33﴾ فَاَصَابَهُمْ سَيِّاٰتُ مَا عَمِلُوْا وَحَاقَ بِهِمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ﴿34﴾ ﴾

اور اللہ تعالیٰ نے ان پر ظلم نہیں کیا بلکہ وہ خود اپنی جانوں پر ظلم کیا کرتے تھے۔ پس ان کو وہ برائی پہنچی جس پر انہوں نے عمل کیا اور ان کو اس نے گھیر لیا جس کے بارے میں وہ مذاق کیا کرتے تھے۔

چونکہ انبیاء علیہم السلام کی آزمائش دنیا میں سب سے زیادہ ہوا کرتی تھی، اس لیے قیامت کے روز وہی سب سے اونچے درجے میں ہوں گے۔

ترمذی (۲/۰۷)"باب فی الصبر علی البلاء" کی روایت ہے، رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں عرض کیا گیا۔ اللہ کے رسول! لوگوں میں سے سب سے زیادہ اور سخت آزمائش کس کی ہوتی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

نبیوں کی پھر ان کے بعد ان کے قریب رہنے والوں کی اور ان کے بعد ان کے قریب ہونے والوں کی۔ یعنی نبیوں کی اتباع کرنے والوں کی۔

آپ نے یہ وضاحت بھی فرمادی کہ آدمی کی آزمائش اس کے دین کے مطابق ہوتی ہے۔ اگر انسان مضبوطی سے دین پر قائم رہنے والا ہو تو اس کی آزمائش سخت اختیار کر جاتی ہے، اگر انسان دینی طور پر کمزور ہو تو آزمائش بھی ہلکی ہو جاتی ہے۔ یہاں تک کہ آدمی زمین میں اس طرح ہو جاتا ہے کہ اس پر کسی خطا کا بوجھ نہیں ہوتا۔

امام ترمذی رحمہ اللہ نے یہ روایت بھی نقل کی ہے کہ انسان کی جتنی بڑی آزمائش ہوتی ہے اس کو اتنی ہی بڑی جزا دی جاتی ہے۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ بیماری کی جو شدت میں نے رسول اللہ ﷺ پر دیکھی اس کے بعد کسی اور پر نہیں دیکھی۔

سید الانبیاء محمد رسول ﷺ کو یہ شرف حاصل ہوگا کہ جب خالق کی بارگاہ میں اس کی مخلوق کی شفاعت کرنے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے لیے آدم علیہ السلام سے لے کر عیسی علیہ السلام تک بات کی جائے گی تو ان تمام جلیل القدر انبیاء علیہم السلام میں سے کوئی بھی ذمہ داری قبول کرنے کو تیار نہ ہوگا۔ تو آپ رب العالمین کی بارگاہ میں سجدہ ریزہ کر شفاعت کریں گے جو مقبول ہوگی۔

صحیح بخاری (ص۹۷۱) کی روایت کے مطابق حدیث الشفاعۃ کے الفاظ ہیں:

« ثُمَّ يُقَالُ لِي: اِرْفَعْ رَأْسَكَ فَسَلْ تُعْطَهُ ،وَقُلْ تُسْمَعْ وَاشْفَعْ تُشَفَّعْ »

...... پھر مجھ سے کہا جائے گا کہ اپنے سر کو اٹھائیں اور سوال کریں آپ کو وہ دیا جائے گا اور کہیں آپ کی بات سنی جائے گی اور شفاعت کریں آپ کی شفاعت قبول کی جائے گی۔

اپنے رب کی اس وقت کی سکھائی گئی تحمید کے ساتھ سجدوں میں گر کر آپ شفاعت کریں گے جس کی وجہ سے سوائے ان کے کہ جن کو قرآن جہنم میں روک لے گا باقی تمام جہنم سے نجات پائیں گے۔ قرآن کے روکنے سے مراد وہ لوگ ہوں گے جو اپنے برے اعمال کی بنا پر تباہ و برباد ہوئے اور ان کے جہنمی ہونے کا اللہ تعالیٰ نے خود اعلان کر دیا۔ آپ کی شفاعت کا قبول ہونا قیامت کے وقوع پذیر ہونے پر آپ کو یہ شرف عطا ہوگا جب کہ دنیا میں آپ پر نبوت و رسالت کو ختم کر کے دین حق کو مکمل کرنا، اسلامی ریاست کے قیام کے بعد اس کو مستحکم کرنا اور دنیا میں ایک مثالی معاشرہ قائم کرنا یہ سب اللہ تعالیٰ ہی کی نعمتیں تھی جن سے آپ کو نوازا گیا۔

اسی طرح آپ سے پہلے ہونے والے تمام انبیاء علیہم السلام کو ان کے اپنے اپنے وقت میں معجزات کا ملنا اور مخالفت کرنے والوں کا تباہ و برباد ہونا اور دین حق ہی کا غالب آنا اور انبیاء علیہم السلام کو مغلوب ہونے سے بچانا اور ان کی نصرت فرمانا، یہ بھی اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا حصہ تھا۔

انبیاء علیہم السلام کے بعد ان کا ذکر ہوا ہے جنہوں نے انبیاء علیہم السلام کی نہ صرف مدد و اعانت کی بلکہ حق کی تصدیق و تائید کا حق ادا کر دیا۔ جو قول کے سچے اور کردار کے پکے ہوا کرتے تھے۔ جنہوں نے مشکل حالات میں دین کی سربلندی میں فرق نہ آنے دیا۔ اپنی جانیں، اپنے مال اور اپنی اولادیں اللہ کی راہ میں پیش کر دیں۔ سنن ترمذی (۲/۲۲۹) میں ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے مناقب میں منقول ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

جس کسی نے بھی ہمارے ساتھ احسان کیا ہم نے اس کا بدلہ دے دیا۔ لیکن ابوبکر رضی اللہ عنہ کا احسان ایسا ہے کہ ہم اس کا بدلہ نہیں دے پائے۔ قیامت کے روز اللہ تعالیٰ اس کو اس کا بدلہ دے گا۔

اُسد الغابہ (۲/۳۱۰، ۳۲۱) کی روایات کے مطابق حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو یہ شرف حاصل ہوا کہ مردوں میں سے سب سے پہلے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کی تصدیق و تائید انہوں نے کی۔ پھر انہی کی ترغیب و تلقین اور دعوت پر عثمان، زبیر، طلحہ اور عبدالرحمن رضی اللہ عنہم ایمان لائے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیرت ابن ہشام(۳۹۹/۱) کی روایت ہے کہ واقعہ معراج کے سلسلہ میں رسول اللہ ﷺ نے اہل مکہ کے سامنے جب بیت المقدس کی نشانیاں بیان کیں تو ابوبکر رضی اللہ عنہ نے آپ کی تصدیق کی جس پر آپ نے فرمایا:

”وَاَنْتَ يَا اَبَا بَكْرٍ اَلصِّدِّيْقُ“

اے ابا بکر! تو الصّدّیق ہے۔

اَلشُّهَدَآءِ= اَلشَّهِيْد کی جمع ہے۔ اس سے مراد حاضر و گواہ ہونے والا۔ یہاں مراد وہی لوگ ہیں جنہوں نے دین کی خاطر اپنی جانوں کو قربان کیا، جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا، سورۃ آل عمران کے الفاظ ہیں:

﴿وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا بَلْ اَحْيَآءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُوْنَ ﴿169﴾﴾

اور تم ان لوگوں کو ہرگز مردہ گمان نہ کرو جو اللہ کی راہ میں قتل کیے گئے بلکہ زندہ ہیں۔ اپنے رب کے پاس رزق دیے جاتے ہیں۔

خیال رہے کہ شہداء کی زندگی کا تعلق اس دنیا کی زندگی سے اسی وقت ختم ہوجاتا ہے کہ جب وہ دشمن سے ٹکراتے ہوئے جام شہادت نوش کرلیتے ہیں۔ ہمارے ہاں بہت سے ایسے لوگ ہیں جو شہداء کی زندگی سے اولیاء کی زندگی کو ثابت کرنے کے بعد انہی کو ملجا و ماویٰ بنا کر رب حقیقی سے دور ہوجاتے ہیں اور عوام الناس کے لیے گمراہی کا سبب بنتے ہیں۔

رسول اللہ ﷺ کی زندگی مبارک میں اور آپ کے بعد بہت سے صحابہ رضی اللہ عنہم شہید ہوئے اور ان کی شہادت کے بعد ان کی وراثت تقسیم ہوئی۔ بیوہ ہونے والیوں کی شادیاں دوسری جگہ ہوئیں۔ اگر وہ عام لوگوں کی طرح زندہ ہوتے تو کیا یہ سب کچھ ہونے دیتے یا ان کے ورثا اور بیویاں یہ برداشت کرتے۔ اصل میں یہ ایسی فضیلت ہے جس کا ذکر نعمت کی صورت میں ہوا ہے۔ اسی طرح صالحین کو بھی نعمتوں سے مالا مال ہونے والوں میں شریک کرلیا گیا۔ کیونکہ وہی لوگ دنیا میں رہتے ہوئے ثابت کرتے ہیں کہ اللہ کو بن دیکھے اس پر نہ صرف ایمان رکھتے ہیں بلکہ اس کی طرف سے ملنے والے ہر حکم کو تسلیم کرتے ہوئے اس کے مطابق عمل کرنے میں کوشاں رہتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے سورۃ النسآء میں بہت بڑی بشارت یہ دی کہ جو لوگ اللہ اور رسول ﷺ کی اطاعت کریں گے وہ قیامت کے روز نبیوں، صدیقوں، شہداء اور صلحاء کے ساتھ ہوں گے اور وہی بہترین ساتھی ہوں گے۔

صحیح بخاری کی (کتاب التفسیر ص۶۶۰) میں عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: جو نبی بیمار ہوتا ہے اس کو دنیا اور آخرت کے بارے میں اختیار دیا جاتا ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آپ کی جس بیماری میں روح مبارک قبض کی گئی جب اس نے شدت اختیار کی تو آپ کی آواز بیٹھ گئی لیکن میں نے سنا۔ ﴿ مَعَ الَّذِينَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِنَ النَّبِيِّينَ وَالصِّدِّيقِينَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصَّالِحِينَ ﴾)

بخاری (باب مرض النبی ﷺ ووفاته ص ۸۲۸) کی روایت کے مطابق آپ کے آخری الفاظ تھے۔

« اَللّٰهُمَّ فِي الرَّفِيْقِ الْاَ عْلٰى۔»

بخاری کے اسی باب میں « اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيْ وَارْحَمْنِيْ وَاَلْحِقْنِيْ بِالرَّفِيْقِ» کے الفاظ بھی منقول ہیں۔ یعنی اے اللہ! مجھے بخش دے اور مجھ پر رحم فرما اور رفیق اعلیٰ سے ملا۔

ترمذی (۱/ ۱۷۹، ابواب البیوع) ابن ماجه (ص ۱۰۰) دارمی (ص ۳۳۸) کی روایات کے مطابق رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

سچا امین تاجر قیامت کے روز نبیوں، صدیقوں اور شہیدوں کے ساتھ ہوگا۔

یہ عزت وشرف اس کو اس لیے حاصل ہوگا کہ اس نے کسی مسلمان بھائی بہن کو تجارت کرتے ہوئے دھوکا نہیں دیا ہوگا۔ اس نے قرآن وسنت کے مطابق عمل کرتے ہوئے دنیا میں مال ودولت جمع کرنے کی بجائے اہل اسلام کی خدمت کرنے کو ترجیح دی ہوگی اللہ اور رسول اللہ ﷺ کی اطاعت کا حق ادا کیا ہوگا۔

صحیح مسلم (۱/۱۹۳) (باب فضل السجود) میں ربیعہ بن کعب الاسلمی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں رات نبی کریم ﷺ کی خدمت میں گزارا کرتا تھا۔ وضو کے لیے پانی پیش کرتا یا کوئی اور حاجت ہوتی تو پوری کردیتا تھا۔ ایک موقع پر آپ نے فرمایا:

کچھ مانگ۔

میں نے عرض کیا:

« اَسْأَلُكَ مُرَافَقَتَكَ فِي الْجَنَّةِ۔»

جنت میں آپ کی رفاقت کا سوال کرتا ہوں۔

آپ ﷺ نے فرمایا:

اس کے علاوہ کسی اور چیز کا؟)

میں نے عرض کیا: صرف یہی میرا سوال ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

« فَأَعِنِّيْ عَلٰى نَفْسِكَ بِكَثْرَةِ السُّجُوْدِ»

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کثرت کے ساتھ سجدے کرتے ہوئے اپنے لیے تو بھی میری مدد کر۔یعنی اللہ کی جتنی بھی اطاعت ہوسکتی ہے کر۔

اسی باب میں معدان بن ابی طلحہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آزاد کردہ غلام ثوبان رضی اللہ عنہ سے ملا اوران سے کہا کہ مجھے ایسا عمل بتائیں جس کو اپنا کر میں جنت میں داخل ہو جاؤں یا وہ عمل بتائیں جو اللہ تعالیٰ کے نزدیک محبوب ترین ہو۔ میری بات سن کر وہ خاموش رہے۔ میرے تیسری مرتبہ سوال دوہرانے پر انہوں نے کہا: میں نے بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہی سوال کیا تھا آپ نے فرمایا تھا۔

کثرت سے سجدے کیا کرو۔ جب تو ایک سجدہ اللہ کے لیے کرے گا تو اللہ تیرا ایک درجہ بلند کرے گا اور تیرا ایک گناہ معاف فرمائے گا۔ معدان کا کہنا ہے پھر میں نے ابو الدرداء رضی اللہ عنہ سے ملاقات کر کے ان سے بھی وہی سوال کیا اور انہوں نے بھی وہی جواب دیا جو ثوبان رضی اللہ عنہ نے دیا تھا۔

اس سے معلوم ہوا کہ قیامت کے روز نبیوں،صدیقوں،شہداء اور صلحاء کی رفاقت کے حصول کے لیے ضروری ہے کہ اہل اسلام،اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی عملی اطاعت کریں۔ اللہ تعالیٰ اس کی ہمیں توفیق عطا فرمائے۔

حل لغات:

○ ﴿وَمَنْ يُطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ﴾ واؤ عاطفہ۔ مَنْ شرطیہ۔ يُطِعِ فعل مضارع اصل میں يُطِيْعُ تھا۔ من شرطیہ کی وجہ سے اس کے آخر میں جزم آگئی اور التقائے ساکنین کی وجہ سے یاء حذف ہوگئی۔لیکن اس کو آگے ملانے کے لیے اس کو زیر دینی پڑی۔ لفظ اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ اس کے مفعول۔ فَاُولٰٓئِكَ اسم اشارہ پر فاء جواب شرط کی۔ مَعَ بمعنی ساتھ۔ الَّذِيْنَ موصلہ۔ اَنْعَمَ فعل ماضی۔ لفظ اللّٰهُ اس کا فاعل۔ عَلَيْهِمْ جار مجرور فعل۔ اَنْعَمَ کے متعلق۔ فعل اپنے فاعل اور متعلق سے مل کر جملہ فعلیہ کی صورت میں الَّذِيْنَ کا صلہ۔ جملے کا معنی ہے: جو بھی اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کریں گے پس وہ ان کے ساتھ ہوں گے جن پر اللہ تعالیٰ نے انعام کیے۔

○ ﴿مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِيْنَ﴾ میں مِنْ بیانیہ۔ یعنی وہ لوگ انبیاء علیہم السلام اور حق کی تصدیق کرنے والے اور اللہ کی راہ میں اپنی جانوں کا نذرانہ پیش کرنے والے اور اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم کے مطابق نیک عمل کرنے والے ہوں گے۔

○ ﴿وَحَسُنَ اُولٰٓئِكَ رَفِيْقًا﴾ میں واو عاطفہ۔ حَسُنَ فعل ماضی۔ اُولٰٓئِكَ اسم اشارہ۔ رَفِيْقًا تمیز یا حال۔ جملے کا معنی ہے: اور وہ لوگ بہترین رفیق ہوں گے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

﴿ذٰلِکَ الۡفَضۡلُ مِنَ اللّٰہِ وَکَفٰی بِاللّٰہِ عَلِیۡمًا﴾ میں ذٰلِکَ اسم اشارہ اور اَلۡفَضۡلُ مشار الیہ۔ مِنَ اللّٰہِ جار مجرور۔ واو عاطفہ۔ کَفٰی فعل ماضی۔ بِاللّٰہِ جار مجرور۔ عَلِیۡمًا تمیز۔ جملے کا معنی ہے: یہ فضل اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے اور اللہ تعالیٰ ہی جاننے والا کافی ہے۔

۲۳

یٰۤاَیُّہَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا خُذُوۡا حِذۡرَکُمۡ فَانۡفِرُوۡا ثُبَاتٍ اَوِ انۡفِرُوۡا جَمِیۡعًا ﴿71﴾

اے ایمان والو! اپنے بچاؤ کا بندوبست تیار رکھا کرو پھر (دشمن کے خلاف) چھوٹے چھوٹے گروہوں کی صورت میں یا سب مل کر نکلا کرو۔

وَ اِنَّ مِنۡکُمۡ لَمَنۡ لَّیُبَطِّئَنَّ ۚ فَاِنۡ اَصَابَتۡکُمۡ مُّصِیۡبَۃٌ قَالَ قَدۡ اَنۡعَمَ اللّٰہُ عَلَیَّ اِذۡ لَمۡ اَکُنۡ مَّعَہُمۡ شَہِیۡدًا ﴿72﴾

اور بے شک تم میں وہ بھی ہوگا جو (نکلنے میں) ٹال مٹول کرے گا۔ پس اگر تمہیں کوئی مصیبت پہنچے تو کہے گا کہ اللہ نے مجھ پر انعام کیا کہ میں ان کے ساتھ موجود نہ تھا۔

وَلَئِنۡ اَصَابَکُمۡ فَضۡلٌ مِّنَ اللّٰہِ لَیَقُوۡلَنَّ کَاَنۡ لَّمۡ تَکُنۡۢ بَیۡنَکُمۡ وَبَیۡنَہٗ مَوَدَّۃٌ یّٰلَیۡتَنِیۡ کُنۡتُ مَعَہُمۡ فَاَفُوۡزَ فَوۡزًا عَظِیۡمًا ﴿73﴾

اور اگر تمہیں اللہ کی طرف سے فضل مل جائے تو ضرور کہے گا گویا اس کے اور تمہارے درمیان کوئی دوستی نہ تھی کہ کاش میں ان کے ساتھ ہوتا اور عظیم کامیابی پا لیتا۔

فَلۡیُقَاتِلۡ فِیۡ سَبِیۡلِ اللّٰہِ الَّذِیۡنَ یَشۡرُوۡنَ الۡحَیٰوۃَ الدُّنۡیَا بِالۡاٰخِرَۃِ ؕ وَمَنۡ یُّقَاتِلۡ فِیۡ سَبِیۡلِ اللّٰہِ فَیُقۡتَلۡ اَوۡ یَغۡلِبۡ فَسَوۡفَ نُؤۡتِیۡہِ اَجۡرًا عَظِیۡمًا ﴿74﴾

پس چاہیے کہ وہ لوگ اللہ کی راہ میں قتال کریں جو آخرت کے بدلے دنیا کی زندگی خرید رہے ہیں اور جو کوئی اللہ کی راہ میں قتال کرتا ہے پھر شہادت پا لیتا ہے یا غالب آ جاتا ہے تو ہم اسے عنقریب عظیم اجر سے نوازیں گے۔

تشریح:

اسلامی ریاست کے حکمرانوں اور اس میں بسنے والے تمام مسلمانوں کو اپنی بقا اور سلامتی کا تحفظ کرنے اور

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسلام دشمن قوتوں سے مقابلہ کرنے کا بہترین طریقہ یہاں بتایا اور سمجھایا گیا ہے نیز دنیا میں اپنے وجود کو قائم رکھنے کا یہی بنیادی اصول ہے کیونکہ دنیا میں حکمرانی ہمیشہ ان قوموں کے پاس رہی ہے جو دوسروں سے طاقتور ہوا کرتی تھیں اور اب بھی حکمرانی ان کے پاس ہے جن کا دفاعی نظام ایسا ہے کہ کوئی ملک ان کو نقصان پہنچانے میں کامیاب نہیں ہوسکتا اور جب وہ حملہ آور ہوتے ہیں تو ہر طرف تباہی و بربادی پھیلا دیتے ہیں ایسے حملہ آوروں سے بچنے کے لیے اہل ایمان کو حکم دیا کہ اپنے بچاؤ کا ہمیشہ بندوست ٹھیک رکھو۔ تفسیر القرطبی میں منقول ایک قول کے مطابق ﴿خُذُوْا حِذْرَكُمْ﴾ سے مراد "خُذُوا السِّلَاحَ حِذْرًا" ہے یعنی بچاؤ کے لیے ہتھیار بند ہو جاؤ۔ سورۃ النسآء میں ہی نماز خوف کے موقع پر اسی طریقے کو اپنانے کی تعلیم دی گئی ہے لیکن عام حالات میں بھی اہل ایمان کو اپنی قوت میں اضافہ کرتے رہنے کی تلقین کی گئی ہے۔

سورۃ الانفال میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَاَعِدُّوْا لَهُمْ مَّا اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ قُوَّةٍ وَّمِنْ رِّبَاطِ الْخَيْلِ تُرْهِبُوْنَ بِهٖ عَدُوَّ اللّٰهِ وَعَدُوَّكُمْ وَاٰخَرِيْنَ مِنْ دُوْنِهِمْ ۚ لَا تَعْلَمُوْنَهُمْ ۚ اَللّٰهُ يَعْلَمُهُمْ ؕ وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ شَيْءٍ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ يُوَفَّ اِلَيْكُمْ وَاَنْتُمْ لَا تُظْلَمُوْنَ (60) ﴾

دشمن کے مقابلے میں جتنی بھی قوت تم تیار کر سکتے ہو کرو اور گھوڑے بھی تیار رکھو، اس کے ذریعے تم اللہ کے دشمن اور اپنے دشمن کو ڈراؤ گے نیز ان کے علاوہ اوروں کو بھی جنہیں تم نہیں جانتے اللہ ان کو خوب جانتا ہے اور اللہ کی راہ میں تم جو کچھ خرچ کرو گے اس کا اجر تمہیں پورا پورا دیا جائے گا اور تم پر ظلم نہیں کیا جائے گا۔

ہر شک وشبہ سے بالاتر قرآن حکیم میں اللہ تعالیٰ کا یہ واضح حکم ہے۔ اہل ایمان نے جب اس کے مطابق عمل کیا تو انہوں نے دنیا کی طاقتور ترین قوتوں کو مغلوب کر دیا اور جب اہل اسلام نے قرآنی حکم کو نظر انداز کرتے ہوئے اپنی قوت کو بکھیر دیا تو دشمن ان پر غالب آ گیا۔ آج مسلمانوں کی تعداد کروڑوں میں ہے اور وسائل کی بھی کمی نہیں۔ لیکن بکھری ہوئی قوت ناکامی کا شکار ہو چکی ہے۔ طاغوتی طاقتوں نے افتراق وانتشار کا جو جال مسلم ممالک میں پھیلا رکھا ہے اس سے نکلنے اور چھٹکارا حاصل کرنے کے لیے اللہ ذوالجلال والاکرام کے حکم کے مطابق عمل کرنا ہوگا اور موجودہ دور کے تقاضوں کو پورا کرنے والی صلاحیت پیدا کر کے اپنے دفاعی نظام کو مضبوط بنانا ہوگا۔

اللہ تعالیٰ نے دشمن سے ٹکراؤ کی صورت میں ضرورت کے مطابق چھوٹے چھوٹے گروہوں اور پوری امت کو

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اجتماعی طور پر میدان جنگ میں نکلنے کا بھی حکم فرمایا۔ کیوں کہ جنگوں میں غلبہ کے حصول کے لیے یہی حکمت عملی کامیابی کی ضمانت ہوتی ہے۔

امام بخاری رحمہ اللہ نے کتاب الجہاد (ص۳۹۶) میں باب باندھا ہے: وجوب النفیروما یجب من الجہاد۔ دشمن سے مقابلہ کرنے کے لیے نکلنے اور جہاد کے سلسلے میں جو واجب ہے اس کا بیان پھر انہوں نے سورۃ التوبۃ کی آیات نقل کی ہیں:

﴿ اِنْفِرُوْا خِفَافًا وَّثِقَالًا وَّجَاهِدُوْا بِاَمْوَالِكُمْ وَاَنْفُسِكُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿41﴾ ﴾

ہلکے اور بھاری جسموں والے سب میدان میں نکل آئیں اور اپنے مالوں اور جانوں کے ساتھ اللہ کی راہ میں جہاد کرو۔ اگر تم جانتے ہو تو تمہارے لیے یہی بہتر ہے۔

خِفَافًا اور ثِقَالًا کا لغوی معنی ہلکا اور بھاری ہونا ہے لیکن امام ابن جریر رحمہ اللہ نے اپنی تفسیر میں یہ بھی نقل کیا ہے کہ اس سے مراد جوان اور بوڑھے مرد ہیں۔

سورۃ التوبۃ کی دوسری آیت میں ارشاد ہوتا ہے:

﴿ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَا لَكُمْ اِذَا قِيْلَ لَكُمُ انْفِرُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اثَّاقَلْتُمْ اِلَى الْاَرْضِ اَرَضِيْتُمْ بِالْحَيٰوةِ الدُّنْيَا مِنَ الْاٰخِرَةِ فَمَا مَتَاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا فِي الْاٰخِرَةِ اِلَّا قَلِيْلٌ ﴿38﴾ ﴾

اے ایمان والو! تمہیں کیا ہوگیا ہے کہ جب تم سے کہا جاتا ہے کہ اللہ کی راہ میں نکلو تو تم زمین سے چمٹ جاتے ہو۔ کیا تم آخرت کی بجائے دنیا کی زندگی سے راضی ہو گئے۔ حالانکہ دنیا کی زندگی کا سامان آخرت میں معمولی سا ہوگا۔

مذکورہ باب کے تحت ہی ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ کے موقع پر فرمایا:

« لَا هِجْرَةَ بَعْدَ الْفَتْحِ وَلٰكِنْ جِهَادٌ وَنِيَّةٌ وَإِذَا اسْتُنْفِرْتُمْ فَانْفِرُوْا »

مکہ فتح ہونے کے بعد ہجرت نہیں ہوگی۔ لیکن جہاد اور نیت کا سلسلہ جاری رہے گا اور جب تم کو دشمن کے مقابلے میں نکلنے کے لیے کہا جائے تو نکلا کرو۔

یہ روایت کتاب الجہاد کے آغاز میں بھی منقول ہے۔

قرآنی آیات اور احادیث سے ثابت ہوتا ہے کہ اہل اسلام نے نہ صرف اپنا دفاع انتہائی مضبوط بنانا ہے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بلکہ جب دشمن حملہ آور ہو تو امت نے اجتماعی طور پر اس کا مقابلہ بھی کرنا ہے۔ اگر قرآنی حکم کو نہ مانا گیا تو اس کا کیا انجام ہوگا؟ اللہ تعالیٰ نے اس سے بھی آگاہ کر دیا۔

سورۃ التوبۃ ہی کی الفاظ ہیں:

﴿ اِلَّا تَنْفِرُوْا يُعَذِّبْكُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا ۙ وَّيَسْتَبْدِلْ قَوْمًا غَيْرَكُمْ وَلَا تَضُرُّوْهُ شَيْــًٔـا ۭ وَاللّٰهُ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿39﴾ ﴾

اگر تم دشمن کے مقابلے میں نہ نکلے تو اللہ تم کو دردناک عذاب دے گا اور تمہارے بدلے کوئی دوسری قوم لے آئے گا اور تم اس کو کوئی نقصان نہ پہنچا سکو گے اور اللہ تعالیٰ ہر شے پر قدرت رکھنے والا ہے۔

امام القرطبی نے ﴿اَوِ انْفِرُوْا جَمِيْعًا﴾ کی تفسیر میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کیا ہے کہ تمام لشکر امام یعنی حکمران وقت کی اجازت سے نکلیں گے تاکہ اس کو ان کے معاملات کی خبر رہے اور وہ ان کے پیچھے ان کا مددگار بنا رہے اور بسا اوقات لشکر اس کی دفاعی قوت کے محتاج ہوتے ہیں۔

صحیح بخاری (کتاب الجهاد، باب يُقَاتَلُ مِنْ وَّرَآءِ الْإِمَامِ وَ يُتَّقٰى بِهٖ ، ص:۴۱۵) میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث کا حصہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

« اِنَّمَا الْاِمَامُ جُنَّةٌ يُقَاتَلُ مِنْ وَّرَائِهٖ وَيُتَّقٰى بِهٖ فَاِنْ اَمَرَ بِتَقْوَى اللّٰهِ وَعَدَلَ فَاِنَّ لَهٗ بِذٰلِكَ اَجْرًا وَاِنْ قَالَ غَيْرَهٗ فَاِنَّ عَلَيْهِ مِنْهُ »

بیشک امام ڈھال ہوتا ہے اس کی پشت پناہی میں قتال کیا جائے اور اسی کے ذریعے دشمن سے بچا جائے اگر وہ اللہ سے ڈرنے کا حکم دے اور عدل کرے تو اس کو یقیناً اس کا اجر ملے گا اور اگر اس نے اس کے علاوہ کوئی اور بات کہی تو اس کا وبال بھی اسی پر ہوگا۔ یہاں امام کو ڈھال اس لیے کہا گیا کیونکہ سارا عسکری نظام اسی کے ہاتھ میں ہوتا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد مبارک میں امت کو اکٹھے ہو کر دشمن کا مقابلہ کرنے کی تلقین کی گئی ہے۔ کیونکہ امام سے کٹ کر جب مختلف جماعتوں کی صورت میں جہاد ہوگا تو امام کے ڈھال ہونے کا تصور ختم ہو جائے گا اور دفاعی نظام ناکام ہو جائے گا اور دشمن کے غالب آنے کا امکان بڑھ جائے گا۔

دشمن کے خلاف دفاع مضبوط کرنے کے بعد اس سے ٹکرانے کا حکم دیتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے یہ بھی واضح کر دیا کہ ایسے موقعوں پر ایسے بھی لوگ ہوں گے جو ایمانی قوت کا مظاہرہ کرنے کی بجائے قتال میں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شریک ہونے سے گریزاں ہوں گے اور اگر اہل اسلام کو دشمن کے خلاف ناکامی کا سامنا کرنا پڑ جائے تو وہ اپنے آپ کو خوش نصیب تصور کریں گے۔ جیسا کہ جنگ احد کے موقع پر عبداللہ بن ابی اور اس کے ساتھیوں نے کیا اور جب مسلمانوں کو اللہ تعالیٰ نے کامیابیوں سے نوازا تو وہ تمنا کیا کرتے تھے کہ کاش وہ بھی ساتھ ہوتے۔

اسلامی تاریخ گواہ ہے کہ جب مسلمانوں میں ایسے لوگوں کی کثرت ہوگئی جو دنیا کو آخرت پر ترجیح دیا کرتے تھے تو ان کی دنیا اور آخرت دونوں برباد ہوگئیں۔ کیونکہ مسلمان کی عزت وشان اس کے دین کے غلبے میں ہے۔ جب طاغوتی طاقتیں غالب ہوجائیں تو مسلمان کی آزمائش کا دور شروع ہوجاتا ہے۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ نے اہل اسلام کو آگاہ کردیا کہ جو اللہ کی راہ میں دشمن کے حملہ آور ہونے کی صورت میں قتال کرتے ہوئے شہید ہوگا یا غالب آئے گا تو دونوں صورتوں میں اللہ تعالیٰ اس کو عظیم اجر دے گا۔

اللہ تعالیٰ اہل اسلام کو اللہ یہ نکتہ سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

حل لغات:

- ﴿يَآيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْ خُذُوْا حِذْرَ كُمْ فَانْفِرُوْ اثُبَاتٍ اَوِانْفِرُوْا جَمِيْعًا﴾ میں یَآيُّهَا حرف ندا۔ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا منادیٰ۔ خُذُوْا فعل امر حاضر۔ حِذْرَ كُمْ مفعول۔ اِنْفِرُوْا بھی دونوں جگہ فعل امر۔ پہلے اِنْفِرُوْا پر فاء تعقیب کی۔ ثُبَاتٍ اور جَمِيْعًا حال ہونے کی بنا پر منصوب۔ جملے کا معنی ہے: اے ایمان والو! اپنے بچاؤ کا پورا پورا بندوست کیے رکھا کرو۔ پھر دشمن کے خلاف چھوٹے چھوٹے گروہوں کی صورت میں یا سب مل کر نکلا کرو۔
- ﴿وَاِنَّ مِنْكُمْ لَمَنْ لَّيُبَطِّئَنَّ﴾ میں واو عاطفہ۔ اِنَّ مشبہ بفعل ۔ مِنْكُمْ جار مجرور اس کی خبر مقدم۔ مَنْ موصولہ پر لام تاکید کا ۔ لَّيُبَطِّئَنَّ اس کا صلہ۔ جو باب تفعیل سے فعل مضارع واحد مذکر غائب بالام تاکیدونون ثقیلہ۔ جملہ کا معنی ہے: اور بے شک تم میں وہ بھی ہوگا جو نکلنے میں ضرور دیر کرے گا۔ یعنی ٹال مٹول کی کوشش کرے گا۔
- ﴿فَاِنْ اَصَابَتْكُمْ مُّصِيْبَةٌ قَالَ قَدْ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيَّ اِذْلَمْ اَكُنْ مَّعَهُمْ شَهِيْدًا﴾ میں فَاِنْ شرطیہ۔ اَصَابَتْ فعل ماضی۔ كُمْ ضمیر مخاطب کی، مفعول ۔ مُصِيْبَةٌ فاعل۔ قَالَ فعل ماضی۔ قَدْ تحقیق کا۔ اَنْعَمَ بھی فعل ماضی، لفظ اللّٰهُ فاعل۔ عَلَيَّ جار مجرور مفعول۔ اِذْ ظرف ۔ لَمْ نفی جحد۔ اَكُنْ فعل مضارع۔ مَعَهُمْ کی ضمیر

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مومنوں کی طرف راجع۔ شَهِيدًا فعل ناقص اَكُنْ کی خبر۔ جملے کا معنی ہے: پس تمہیں کوئی مصیبت پہنچے تو کہے گا کہ اللہ نے مجھ پر انعام کیا کہ میں ان کے ساتھ نہیں تھا۔

○ ﴿وَلَئِنْ اَصَابَكُمْ فَضْلٌ مِّنَ اللّٰهِ﴾ میں واو عاطفہ۔ لَئِنْ شرطیہ۔ اَصَابَ فعل ماضی۔ كُمْ ضمیر مخاطب کی مفعول۔ فَضْلٌ مِّنَ اللّٰهِ فاعل۔ جملے کا معنی ہے: اور اگر تمہیں اللہ کی طرف سے فضل پہنچے یعنی ملے۔

○ ﴿لَيَقُوْلَنَّ كَاَنْ لَّمْ تَكُنْ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهٗ مَوَدَّةٌ يّٰلَيْتَنِيْ كُنْتُ مَعَهُمْ فَاَفُوْزَ فَوْزًا عَظِيْمًا﴾ میں لَيَقُوْلَنَّ فعل مضارع واحد مذکر پر لام تاکید کا اور آخر میں نون ثقیلہ۔ كَاَنْ مثقلہ (كَاَنَّ) سے مخفف۔ لَمْ نفی جحد۔ تَكُنْ فعل مضارع۔ بَيْنَكُمْ کی ضمیر مخاطب کی اور بَيْنَهٗ کی ضمیر ٹال مٹول کرنے والے کی طرف راجع۔ مَوَدَّةٌ فاعل۔ كَاَنْ سے لے کر مَوَدَّةٌ تک یہ جملہ معترضہ۔ يّٰلَيْتَنِيْ کی یاء حرف ندا۔ لَيْتَ حرف تمنا۔ نِيْ ضمیر متکلم کی۔ كُنْتُ فعل ناقص مَعَهُمْ کی ضمیر مومنوں کی طرف راجع۔ فَاَفُوْزَ فعل مضارع جواب تمنا ہونے کی وجہ سے منصوب۔ فَوْزًا مفعول مطلق اور عَظِيْمًا اس کی صفت۔ جملے کا معنی ہے۔ وہ ضرور کہے گا گویا اس کے اور تمہارے درمیان کوئی دوستی نہ تھی کہ کاش! میں ان کے ساتھ ہوتا اور عظیم کامیابی حاصل کرلیتا۔

○ ﴿فَلْيُقَاتِلْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ الَّذِيْنَ يَشْرُوْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا بِالْاٰخِرَةِ﴾ میں فَلْيُقَاتِلْ باب مفاعلة سے فعل امر غائب پر فاء تعقیب کی۔ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ جار مجرور۔ الَّذِيْنَ موصولہ۔ يَشْرُوْنَ فعل مضارع۔ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا اس کا مفعول۔ بِالْاٰخِرَةِ کی باء بدلے کی۔ جملہ فعلیہ الَّذِيْنَ کا صلہ۔ جملے کا معنی ہے: پس ان کو اللہ کی راہ میں قتال کرنا چاہیے جو آخرت کے بدلے دنیا کی زندگی خریدتے ہیں۔

○ ﴿وَمَنْ يُّقَاتِلْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَيُقْتَلْ اَوْ يَغْلِبْ﴾ میں واو عاطفہ۔ مَنْ موصولہ۔ يُقَاتِلْ فعل مضارع۔ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ جار مجرور۔ فَيُقْتَلْ اور يَغْلِبْ دونوں فعل مضارع۔ پہلا مجہول اور دوسرا معروف۔ جواب شرط ہونے کی وجہ سے مجزوم۔ جملے کا معنی ہے اور جو اللہ کی راہ میں قتال کرتے ہوئے شہادت پائے یا غالب آئے۔

○ ﴿فَسَوْفَ نُؤْتِيْهِ اَجْرًا عَظِيْمًا﴾ میں سَوْفَ فعل مضارع کے معنی کو مستقبل میں کرنے کے لیے اور اس پر فاء جزائیہ یا جملہ سابقہ شرطیہ کا جواب۔ نُؤْتِيْ فعل مضارع اور اس کی ضمیر فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ قتال کرنے والے کی طرف راجع اَجْرًا عَظِيْمًا مرکب توصیفی اس کا مفعول۔ جملے کا معنی ہے: عنقریب ہم اس کو اجر عظیم عطا کریں گے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۲۴

وَمَا لَكُمْ لَا تُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَالْمُسْتَضْعَفِيْنَ مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَآءِ وَالْوِلْدَانِ الَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَآ اَخْرِجْنَا مِنْ هٰذِهِ الْقَرْيَةِ الظَّالِمِ اَهْلُهَا ۚ وَاجْعَلْ لَّنَا مِنْ لَّدُنْكَ وَلِيًّا وَّاجْعَلْ لَّنَا مِنْ لَّدُنْكَ نَصِيْرًا ﴿75﴾

اور تمہیں کیا ہوگیا ہے کہ اللہ کی راہ میں اور ان کمزور مردوں، عورتوں اور بچوں کو چھڑانے کے لیے قتال نہیں کرتے جو کہتے ہیں: اے ہمارے رب! ہمیں اس بستی سے نکال جس کے رہنے والے ظالم ہیں اور اپنے پاس سے ہمارا کوئی حمایتی بنادے اور اپنے پاس سے ہمارا کوئی مددگار بنادے۔

اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۚ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ الطَّاغُوْتِ فَقَاتِلُوْٓا اَوْلِيَآءَ الشَّيْطٰنِ ۚ اِنَّ كَيْدَ الشَّيْطٰنِ كَانَ ضَعِيْفًا ﴿76﴾

جو لوگ ایمان لائے وہ اللہ کی راہ میں قتال کرتے ہیں اور جنہوں نے کفر کیا وہ طاغوت کی راہ میں قتال کرتے ہیں۔ پس (اے اہل ایمان!) تم شیطان کے دوستوں سے قتال کرو۔ بے شک شیطان کی چال بہت کمزور ہے۔

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ قِيْلَ لَهُمْ كُفُّوْٓا اَيْدِيَكُمْ وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ فَلَمَّا كُتِبَ عَلَيْهِمُ الْقِتَالُ اِذَا فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ يَخْشَوْنَ النَّاسَ كَخَشْيَةِ اللّٰهِ اَوْ اَشَدَّ خَشْيَةً ۚ وَقَالُوْا رَبَّنَا لِمَ كَتَبْتَ عَلَيْنَا الْقِتَالَ ۚ لَوْلَآ اَخَّرْتَنَآ اِلٰٓى اَجَلٍ قَرِيْبٍ ۭ قُلْ مَتَاعُ الدُّنْيَا قَلِيْلٌ ۚ وَالْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لِّمَنِ اتَّقٰى ۣ وَلَا تُظْلَمُوْنَ فَتِيْلًا ﴿77﴾

کیا آپ نے ان لوگوں کی طرف نہیں دیکھا جن سے کہا گیا کہ اپنے ہاتھوں کو روکے رکھو اور نماز قائم کرو اور زکوۃ ادا کرو۔ پھر ان پر جب قتال فرض ہوا تو ان میں سے ایک جماعت لوگوں سے ایسے ڈرتی ہے جیسے اللہ سے ڈرنا ہوتا ہے یا اس سے بھی زیادہ ڈرتے ہیں اور انہوں نے کہا اے ہمارے رب! تو نے ہم پر قتال کیوں لکھ دیا تو نے ہمیں تھوڑی سی اور زندگی کیوں نہ گزارنے دی۔ آپ کہہ دیں کہ دنیا کا سامان تو بہت کم ہے اور آخرت اس کے لیے بہتر ہے جو صاحب تقویٰ ہوا اور تم پر ذرا سا بھی ظلم نہیں کیا جائے گا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تشریح:

اسلامی جہاد وقتال کے حکیمانہ تصور کو مسخ کر کے طاغوتی طاقتوں نے جس چالاکی کے ساتھ مسلمانوں کو تابع کرنے اور اسلامی قوت کو پاش پاش کرنے کا سلسلہ موجودہ دور میں شروع کر رکھا ہے اس کی مثال ماضی میں نہیں ملتی۔ اسلام دشمن قوتیں مسلمانوں سے ٹکراتی اور کامیاب ہوتی رہی ہیں اور مسلمانوں کا خون انتہائی سفاکی سے بہایا جاتا رہا ہے۔ لیکن جس دھوکہ دہی اور فریب کاری کو اب اپنایا گیا ہے ایسا پہلے نہیں ہوا کرتا تھا۔ حالانکہ قرآن وسنت کی روشنی میں جہاد وقتال کا تجزیہ کیا جائے تو اس میں کہیں بھی وہ ظلم وتباہی دکھائی نہیں دے گی جس کا مظاہرہ غیر مسلم طاقتیں کرتی رہی ہیں اور کر رہی ہیں۔ حد تو یہ ہے کہ ایک طرف انسانی حقوق کی بات کی جاتی ہے اور دوسری طرف حقوق کی بات کرنے والے خود انسانی حقوق کو بے دردی سے پامال کر رہے ہیں۔

جہاد وقتال کی اسلام میں اس وقت اجازت ہوئی جب غیر مسلموں کا ظلم ناقابل برداشت ہوگیا۔ سورۃ الحج میں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ أُذِنَ لِلَّذِينَ يُقَاتَلُونَ بِأَنَّهُمْ ظُلِمُوا وَإِنَّ اللَّهَ عَلَىٰ نَصْرِهِمْ لَقَدِيرٌ ﴿39﴾ ﴾

جن لوگوں سے قتال کیا جاتا ہے ان کو (جوابی قتال) اجازت اس لیے دی گئی کہ بلاشک وشبہ ان پر ظلم کیا گیا، اور بے شک اللہ تعالیٰ ان کی مدد کرنے پر قادر ہے۔

امام قرطبی رحمہ اللہ کا کہنا ہے کہ قتال کے بارے میں نازل ہونے والی یہی پہلی آیت ہے۔ مزید وضاحت یوں ہوتی ہے:

﴿ الَّذِينَ أُخْرِجُوا مِن دِيَارِهِم بِغَيْرِ حَقٍّ إِلَّا أَن يَقُولُوا رَبُّنَا اللَّهُ وَلَوْلَا دَفْعُ اللَّهِ النَّاسَ بَعْضَهُم بِبَعْضٍ لَّهُدِّمَتْ صَوَامِعُ وَبِيَعٌ وَصَلَوَاتٌ وَمَسَاجِدُ يُذْكَرُ فِيهَا اسْمُ اللَّهِ كَثِيرًا وَلَيَنصُرَنَّ اللَّهُ مَن يَنصُرُهُ إِنَّ اللَّهَ لَقَوِيٌّ عَزِيزٌ ﴿40﴾ ﴾

وہ لوگ جنہیں ان کے گھروں سے ناحق نکال دیا گیا اس کی وجہ یہ تھی کہ انہوں نے کہا کہ ہمارا رب اللہ ہے اور اللہ تعالیٰ اگر بعض کے ساتھ بعض کو نہ روکتا تو عیسائیوں اور یہودیوں کی چھوٹی بڑی عبادت گاہوں اور مسلمانوں کی مساجد کو گرا دیا جاتا جن میں کثرت سے اللہ کے نام کا ذکر کیا جاتا ہے۔ اور اللہ ضرور اس کی مدد کرے گا جو اس کی مدد (یعنی اس کے دین کی مدد) کرے گا۔ بے شک اللہ تعالیٰ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قوت و غلبے والا ہے۔

اس سے واضح ہوتا ہے کہ مسلمانوں کا جہاد وقتال دنیا میں ظلم وتباہی کے لیے نہیں بلکہ ظلم وتباہی سے بچنے اور اس کو ختم کرنے کے لیے ہوتا ہے۔ اسی لیے مسلمانوں کو اپنے دفاع پر توجہ دینے کا حکم ملا۔ دشمن حملہ آور ہو یا کسی جگہ مسلمانوں کو ظلم ستم کا نشانہ بنایا جا رہا ہو تو اس وقت جہاد وقتال مسلمانوں پر فرض ہو جاتا ہے۔

صحیح بخاری (کتاب الجھاد، باب :لا تمنوا لقاء العدو) میں مروی ہے کہ ایک موقع پر جب دشمن سے آمنا سامنا ہوا تو آپ ﷺ نے خطبہ میں ارشاد فرمایا:

« اَیُّهَا النَّاسُ! لَا تَمَنَّوْا لِقَاءَ الْعَدُوِّ وَسَلُوا اللّٰهَ الْعَافِیَةَ فَإِذَا لَقِیْتُمْ فَاصْبِرُوْا وَاعْلَمُوْا أَنَّ الْجَنَّةَ تَحْتَ ظِلَالِ السُّیُوْفِ ثُمَّ قَالَ:اَللّٰهُمَّ مُنْزِلَ الْکِتَابِ وَمُجْرِیَ السَّحَابِ وَهَازِمَ الْأَحْزَابِ اهْزِمْهُمْ وَانْصُرْنَا عَلَیْهِمْ »

اے لوگو! دشمن سے ٹکراؤ کی تمنا نہ کرنا اور اللہ سے عافیت کا سوال کرتے رہنا۔ لیکن جب ٹکراؤ ہو جائے تو پھر صبر کرتے ہوئے مقابلہ کرنا ہے اور جان لو کہ جنت تلواروں کے سایہ میں ہے پھر آپ نے دعا کی کہ کتاب کو نازل کرنے والے بادلوں کو چلانے والے اور لشکروں کو شکست دینے والے اے اللہ! دشمن کو شکست دے اور ان کے خلاف ہماری مدد فرما۔

جس دین میں تعلیم یہ دی گئی کہ دشمن سے ٹکرانے کی تمنا نہ کرنا اور اللہ سے عافیت کا سوال کرتے رہنا، اس میں ظلم وتباہی اور دہشت گردی کا تصور کیسے پیدا ہو سکتا ہے؟ اپنے آپ کو تباہی سے بچانا اور اپنی حفاظت کرنا ہر انسان کا بنیادی حق ہے، اگر اسلام اس کی اجازت دیتا ہے تو یہ کسی پر ظلم نہیں۔ اسلامی تاریخ کا آغاز سے مطالعہ کیا جائے تو جہاد وقتال کے بارے میں ہر غلط فہمی دور ہو جائے گی۔

۱۳ سال مکہ میں مسلمان قریش کے ظلم اور زیادتیوں کو صبر سے برداشت کرتے رہے۔ مدینہ طیبہ میں اسلامی ریاست جب قائم ہوئی تب بھی اہل مکہ نے پیچھا نہ چھوڑا اور جو لوگ ہجرت نہ کر سکے اہل مکہ کو ان پر بھی رحم نہ آیا۔ ان حالات میں اہل اسلام کو اللہ تعالیٰ نے مکہ میں پھنسے ہوئے کمزور مردوں، عورتوں اور بچوں کو چھڑانے کے لیے اور ان کو دیئے جانے والے عذابوں سے نجات دلانے کے لیے جہاد وقتال کا حکم دیا۔ درحقیقت مکہ میں پھنسے ہوئے مسلمانوں کی دعا تھی جس کو رب العزت نے قبول فرمایا، ان کی پکار تھی: اے ہمارے رب! ان ظالموں کی بستی سے نکال لینے کا کوئی بندوبست کر دے۔ کسی کو ہمارا حمایتی اور مددگار بنا دے۔ پکارنے والوں کی دعا رنگ لائی اور سنہ ۸ ہجری میں مکہ فتح ہوا اور مسلمانوں پر ہونے والے ظلم

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وستم کا سلسلہ ختم ہوا۔

تاریخ شاہد ہے کہ جن لوگوں نے ۲۱ سال مسلمانوں کو چین نہ لینے دیا اور طرح طرح کے عذابوں میں مبتلا کیے رکھا مدینہ پر بار بار چڑھائی کی ۶ ہجری میں عمرہ تک نہ کرنے دیا ان پر غالب آنے کے بعد رحمۃ للعالمین ﷺ نے کسی بھی ظالم سے بدلہ نہ لیا۔ بلکہ تمام اہل مکہ کو معاف کر دیا۔ آپ نے ثابت کر دیا کہ اسلام بدلہ لینے والا دین نہیں۔ بلکہ درگزر کرنے اور معاف کرنے والا دین ہے۔ تاریخ میں کون سا غیر مسلم حکمران ایسا گزرا ہے جس نے ایسا رویہ مسلمانوں کے ساتھ اپنایا ہو۔ انسانی حقوق کے علمبرداروں نے تو انسانی خون بہانے میں تمام ریکارڈ توڑ دیئے ہیں۔

المستدرک حاکم اور نسائی دونوں کے کتاب الجہاد کی روایت ہے کہ عبدالرحمٰن بن عوف اور ان کے ساتھی مکہ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ جب ہم کفر کی حالت میں تھے تو عزت والے تھے۔ مسلمان ہوئے تو ذلیل سمجھے جانے لگے۔ ان کا مطلب یہ تھا کہ آپ ہمیں ان کفار سے ٹکرانے کی اجازت کیوں نہیں دیتے؟ آپ نے فرمایا کہ ابھی مجھے درگزر کرنے کا حکم ہے۔ لہٰذا تم نے ابھی کفار سے جنگ نہیں کرنی۔ اس سے واضح ہوتا ہے کہ جہاد وقتال کا آغاز اس وقت ہوا جب اللہ تعالیٰ کی طرف سے اجازت ملی۔ حالانکہ اہل مکہ ظلم کرنے میں بے دردی کی انتہا کر چکے تھے۔ صحیح بخاری (کتاب التفسیر ص ۶۶۰) میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ قرآن حکیم میں جن کمزوروں کا ذکر ہوا ان میں میری والدہ اور میں بھی تھا۔

اللہ تعالیٰ نے یہ وضاحت بھی کر دی کہ اہل ایمان کا قتال اللہ کے لیے ہے جب کہ اہل کفر کا شیطان کے لیے ہوتا ہے۔ اس لیے شیطان کے ساتھیوں سے قتال ہونا چاہئے۔ اللہ تعالیٰ نے ساتھ ہی یہ یقین وہانی کروا دی کہ شیطان جو بھی چالیں چلے یا حیلے کرے وہ کامیاب نہیں ہوگا۔ لیکن اس کے باوجود مسلمانوں کی ایک جماعت نے اسلامی ریاست کے قائم ہونے کے بعد جہاد وقتال سے بے رغبتی کا مظاہرہ کیا تو اللہ تعالیٰ نے ان کو بتا دیا کہ جس دنیا کی زندگی اور اس کے سامان کی خاطر تم کترا رہے ہو وہ تو بہت ہی کم فائدے والا ہے اور آخرت کی کامیابی اس کے لیے ہوگی جو تقویٰ اختیار کرنے والا ہوگا۔ لہٰذا لوگوں سے ڈرنے کی بجائے اپنے رب سے ڈرتے ہوئے اپنی آخرت کو سنوارنے کی کوشش کرو اللہ تعالیٰ اس کی ہمیں بھی توفیق عطا فرمائے۔

حل لغات:

○ ﴿وَمَالَكُمْ لَا تُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَالْمُسْتَضْعَفِيْنَ مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَآءِ وَالْوِلْدَانِ﴾ میں مَا استفہامیہ برائے تعجب مبتدا۔ لَكُمْ جار مجرور اس کی خبر۔ لَا نافیہ۔ تُقَاتِلُوْنَ فعل مضارع۔ جمع مذکر

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حاضر (باب مفاعلہ) فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ جار مجرور۔ واو عاطفہ۔ اَلْمُسْتَضْعَفِیْنَ کا عطف لفظ اللّٰہ یا سَبِیْلِ پر۔ مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَآءِ وَالْوِلْدَانِ اس کا بیان۔ جملے کا معنی ہے: اور تمہیں کیا ہوگیا ہے کہ تم اللہ کی راہ میں اور کمزور مردوں، عورتوں اور بچوں کو چھڑانے کے لیے قتال نہیں کرتے۔

○ ﴿اَلَّذِیْنَ یَقُوْلُوْنَ رَبَّنَآ اَخْرِجْنَا مِنْ هٰذِهِ الْقَرْیَةِ الظَّالِمِ اَهْلُهَا﴾ میں اَلَّذِیْنَ موصولہ۔ یَقُوْلُوْنَ فعل مضارع۔ رَبَّنَا منادیٰ اور اس کا حرف ندا یَا محذوف۔ اَخْرِجْ فعل امر حاضر۔ نَا ضمیر جمع متکلم کی۔ مِنْ حرف جر۔ هٰذِهِ اسم اشارہ۔ اَلْقَرْیَةِ مشارالیہ۔ اَلظَّالِمِ اَهْلُ کی صفت مقدم۔ هَا ضمیر اَلْقَرْیَةِ کی طرف راجع۔ جس سے مراد مکہ۔ امام ابن جریر کا کہنا ہے کہ جب اپنے ساتھ والے اسم کی صفت مقدم ہو تو اس کا اعراب اپنے ماقبل کے تابع ہو کر ایسے معلوم ہوتا ہے کہ وہ اپنے ماقبل کی صفت ہے۔ جیسا کہ یہاں دکھائی دے رہا ہے۔ جملے کا معنی ہے: وہ لوگ جو کہتے ہیں کہ اے ہمارے ربّ! ہمیں اس بستی سے نکال جس کے رہنے والے ظالم ہیں۔

○ ﴿وَاجْعَلْ لَّنَا مِنْ لَّدُنْکَ وَلِیًّاوَّاجْعَلْ لَّنَا مِنْ لَّدُنْکَ نَصِیْرًا﴾ میں اِجْعَلْ دونوں جگہ فعل امر۔ وَلِیًّا اور نَصِیْرًا ان کے مفعول۔ لَنَا اور مِنْ لَّدُنْکَ جار مجرور۔ جملے کا معنی ہے: اور اپنے پاس سے ہمارے لیے حمایتی بنادے اور اپنے پاس ہی سے ہمارے لیے مددگار بنادے۔

○ ﴿اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا یُقَاتِلُوْنَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ ۚ وَالَّذِیْنَ کَفَرُوْا یُقَاتِلُوْنَ فِیْ سَبِیْلِ الطَّاغُوْتِ﴾ میں اَلَّذِیْنَ موصولہ۔ اٰمَنُوْا اور کَفَرُوْا فعل ماضی۔ یُقَاتِلُوْنَ فعل مضارع۔ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ اور فِیْ سَبِیْلِ الطَّاغُوْتِ جار مجرور۔ جملے کا معنی ہے: جو لوگ ایمان لائے وہ اللہ کی راہ میں قتال کرتے ہیں اور وہ لوگ جنہوں نے کفر کیا وہ طاغوت کی راہ میں قتال کرتے ہیں۔

○ ﴿فَقَاتِلُوْٓا اَوْلِیَآءَ الشَّیْطٰنِ﴾ میں قَاتِلُوْا فعل امر پر فائے تحریض۔ اَوْلِیَآءَ الشَّیْطٰنِ مرکب اضافی مفعول۔ جملے کا معنی ہے: پس تم شیطان کے دوستوں سے قتال کرو۔

○ ﴿اِنَّ کَیْدَ الشَّیْطٰنِ کَانَ ضَعِیْفًا﴾ میں اِنَّ مشبہ بفعل۔ کَیْدَ الشَّیْطٰنِ مرکب اضافی اس کا اسم اور کَانَ ضَعِیْفًا اس کی خبر۔ جملے کا معنی ہے: بے شک شیطان کی چال بہت کمزور ہے۔

○ ﴿اَلَمْ تَرَ اِلَی الَّذِیْنَ قِیْلَ لَهُمْ کُفُّوْٓا اَیْدِیَکُمْ﴾ میں ہمزہ استفہامیہ تعجب کا۔ لَمْ نفی جحد۔ اِلٰی حرف جر۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اَلَّذِیْنَ موصولہ۔ قِیْلَ فعل ماضی مجہول لَھُمْ جار مجرور۔ کُفُّوا فعل امر۔ اَیْدِیَکُمْ مفعول۔ جملے کا معنی ہے: کیا آپ نے ان لوگوں کی طرف نہیں دیکھا جن سے کہا گیا کہ اپنے ہاتھوں کو روکے رکھو۔

○ ﴿وَاَقِیْمُو الصَّلٰوۃَ وَاٰتُو الزَّکٰوۃَ﴾ میں اَقِیْمُو اور اٰتُوا دونوں فعل امر۔ الصَّلٰوۃَ اور الزَّکٰوۃَ ان کے مفعول۔ جملے کا معنی ہے: اور نماز قائم کرو اور زکوٰۃ ادا کرو۔

○ ﴿فَلَمَّا کُتِبَ عَلَیْھِمُ الْقِتَالُ اِذَا فَرِیْقٌ مِّنْھُمْ یَخْشَوْنَ النَّاسَ کَخَشْیَۃِ اللّٰہِ اَوْاَشَدَّ خَشْیَۃً﴾ میں لَمَّا پر فائے عطف اور لَمَّا جب مضارع پر آئے تو آخر میں جزم دیتا ہے اور جب ماضی پر آئے تو حِیْنَ اور اِذْ کا معنی دیتا ہے۔ کُتِبَ فعل ماضی مجہول۔ عَلَیْھِمْ جار مجرور۔ الْقِتَالُ کُتِبَ کا نائب فاعل۔ اِذَا حرف مفاجاۃ جواب لَمَّا۔ فَرِیْقٌ مبتدا۔ مِّنْھُمْ صفت یَخْشَوْنَ النَّاسَ اس کی خبر۔ خَشْیَۃِ اللّٰہِ مرکب اضافی پر کاف تشبیہ کا۔ اَوْ حرف عطف۔ اَشَدَّ خَشْیَۃً حال۔ اَشَدَّ فعل تفضیل۔ خَشْیَۃً مصدر۔ جملے کا معنی ہے: اور جب ان پر قتال فرض کیا گیا تو ان میں سے ایک جماعت لوگوں سے ایسے ڈرنے لگی جیسا کہ اللہ سے ڈرنا ہوتا ہے یا اس سے بھی زیادہ ڈرنا۔

○ ﴿وَقَالُوْا رَبَّنَا لِمَ کَتَبْتَ عَلَیْنَا الْقِتَالَ﴾ میں واو عاطفہ۔ قَالُوْا اور کَتَبْتَ فعل ماضی۔ پہلا جمع مذکر غائب اور دوسرا واحد مذکر حاضر۔ رَبَّنَا منادی۔ لِمَ استفہامیہ۔ عَلَیْنَا جار مجرور۔ الْقِتَالَ مفعول۔ جملے کا معنی ہے: اور انہوں نے کہا: اے ہمارے رب! تو نے ہم پر قتال کیوں فرض کر دیا۔

○ ﴿لَوْلَآ اَخَّرْتَنَآ اِلٰٓی اَجَلٍ قَرِیْبٍ﴾ میں لَوْلَآ حرف تخصیص۔ اَخَّرْتَ فعل ماضی اور نَا ضمیر جمع متکلم کی۔ اَجَلٍ قَرِیْبٍ مرکب توصیفی۔ حرف جر اِلٰی کی وجہ سے مجرور۔ جملے کا معنی ہے: تو نے ہمیں تھوڑی زندگی جینے کو اور کیوں نہ دی۔

○ ﴿قُلْ مَتَاعُ الدُّنْیَا قَلِیْلٌ ۚ وَالْاٰخِرَۃُ خَیْرٌ لِّمَنِ اتَّقٰی ۣ وَلَا تُظْلَمُوْنَ فَتِیْلًا﴾ میں قُلْ فعل امر۔ مَتَاعُ الدُّنْیَا مرکب اضافی۔ مبتدا اور قَلِیْلٌ اس کی خبر اور خَیْرٌ آخرت کے بارے میں خبر۔ لِمَنِ کی لام حرف جر اور مَنْ موصولہ۔ اِتَّقٰی فعل ماضی۔ واؤ عاطفہ۔ لا نافیہ۔ تُظْلَمُوْنَ فعل مضارع مجہول۔ فَتِیْلًا مفعول۔ جملے کا معنی ہے: آپ کہہ دیں کہ دنیا کا سامان بہت کم ہے جب کہ آخرت اس کے لیے بہتر ہے جس نے تقویٰ اختیار کیا اور تم پر ذرا سا بھی ظلم نہیں کیا جائے گا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

﴿۲۵﴾

اَيْنَ مَا تَكُوْنُوْا يُدْرِكْكُّمُ الْمَوْتُ وَلَوْ كُنْتُمْ فِيْ بُرُوْجٍ مُّشَيَّدَةٍ ؕ وَاِنْ تُصِبْهُمْ حَسَنَةٌ يَّقُوْلُوْا هٰذِهٖ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ ۚ وَاِنْ تُصِبْهُمْ سَيِّئَةٌ يَّقُوْلُوْا هٰذِهٖ مِنْ عِنْدِكَ ؕ قُلْ كُلٌّ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ ۚ فَمَالِ هٰٓؤُلَآءِ الْقَوْمِ لَا يَكَادُوْنَ يَفْقَهُوْنَ حَدِيْثًا ﴿78﴾

جہاں بھی تم ہو گے موت تمہیں پالے گی خواہ تم مضبوط قلعوں میں رہائش پذیر ہو جاؤ اور اگر ان کو کوئی بھلائی ملتی ہے تو کہتے ہیں کہ یہ اللہ کے پاس سے ہے اور اگر انہیں کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو کہتے ہیں کہ یہ تمہاری طرف سے ہے۔ آپ کہہ دیں کہ (بھلائی اور تکلیف) سب اللہ کی طرف سے ہے۔ پس ان لوگوں کو کیا ہو گیا ہے کہ بات کو سمجھنے کے قریب ہی نہیں آتے۔

مَآ اَصَابَكَ مِنْ حَسَنَةٍ فَمِنَ اللّٰهِ وَمَآ اَصَابَكَ مِنْ سَيِّئَةٍ فَمِنْ نَّفْسِكَ ؕ وَاَرْسَلْنٰكَ لِلنَّاسِ رَسُوْلًا ؕ وَكَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا ﴿79﴾

آپ کو جو بھی بھلائی ملتی ہے وہ اللہ کی طرف سے ہوتی ہے جو تکلیف پہنچتی ہے وہ آپ کی اپنی طرف سے ہوتی ہے اور ہم نے لوگوں کے لیے آپ کو رسول بنا کر بھیجا ہے۔ اور اللہ ہی (اس پر) گواہ کافی ہے۔

وَمَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ ۚ وَمَنْ تَوَلّٰى فَمَآ اَرْسَلْنٰكَ عَلَيْهِمْ حَفِيْظًا ﴿80﴾

اور جس نے رسول اللہ (ﷺ) کی اطاعت کی اس نے بلاشبہ اللہ کی اطاعت کی اور جس نے منہ پھیر لیا تو ہم نے آپ کو ان پر نگہبان بنا کر نہیں بھیجا۔

وَيَقُوْلُوْنَ طَاعَةٌ ۫ فَاِذَا بَرَزُوْا مِنْ عِنْدِكَ بَيَّتَ طَآئِفَةٌ مِّنْهُمْ غَيْرَ الَّذِيْ تَقُوْلُ ؕ وَاللّٰهُ يَكْتُبُ مَا يُبَيِّتُوْنَ ۚ فَاَعْرِضْ عَنْهُمْ وَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ ؕ وَكَفٰى بِاللّٰهِ وَكِيْلًا ﴿81﴾

اور وہ کہتے ہیں کہ ہم پر اطاعت لازمی ہے لیکن جب آپ کے پاس سے نکلتے ہیں تو ان کی ایک جماعت راتوں میں اس بات کے بارے میں مشورہ کرتی ہے جو آپ نے نہیں کہی ہوتی اور اللہ تعالیٰ لکھ لیتا ہے جو وہ راتوں کو مشورے کرتے ہیں۔ پس آپ ان سے اعراض کریں اور اللہ پر توکل کریں اور اللہ ہی کارساز کافی ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تشریح:

اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو اگرچہ اپنے ہاتھ سے بنایا، فرشتوں سے سجدہ کروایا لیکن ان کے لیے اور ان کی اولاد کے لیے قانون بنایا کہ ان میں سے ہر ایک نے اپنی زندگی کو پورا کرنے کے بعد واپس اسی کے پاس چلے جانا ہے۔ سورۃ الانبیاء میں رسول اللہ ﷺ کو اس ابدی قانون کے بارے میں یوں آگاہ کیا گیا۔

﴿ وَمَا جَعَلْنَا لِبَشَرٍ مِّنْ قَبْلِكَ الْخُلْدَ ؕ اَفَا۟ئِنْ مِّتَّ فَهُمُ الْخٰلِدُوْنَ ﴿34﴾ كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ ؕ وَنَبْلُوْكُمْ بِالشَّرِّ وَالْخَيْرِ فِتْنَةً ؕ وَاِلَيْنَا تُرْجَعُوْنَ ﴿35﴾ ﴾

اور آپ سے پہلے ہم نے کسی بشر کے لیے ہمیشہ زندہ رہنے والا قانون نہیں بنایا۔ اگر آپ فوت ہوئے تو کیا وہ زندہ رہیں گے؟ ہر نفس نے موت کا مزا چکھنا ہے اور ہم تم کو شر اور خیر کے ذریعہ آزمائیں گے اور تم ہماری ہی طرف لوٹائے جاؤ گے۔

سورۃ الزمر میں ارشاد ہوتا ہے:

﴿ اِنَّكَ مَيِّتٌ وَّاِنَّهُمْ مَّيِّتُوْنَ ﴿30﴾ ﴾

بے شک آپ فوت ہونے والے ہیں اور وہ بھی یقیناً فوت ہونے والے ہیں۔

عرب کے مشہور شاعر زہیر نے اللہ کے قانون کو اپنے الفاظ میں خوب بیان کیا ہے۔

مَنْ هَابَ اَسْبَابَ الْمَنَايَا يَنَلْنَهُ
وَلَوْ رَامَ اَسْبَابَ السَّمَآءِ بِسُلَّمِ

جو موت کے اسباب سے ڈرا وہ اس کو پالیتے ہیں۔ اگرچہ وہ سیڑھی لگا کر آسمان کے اسباب بھی جمع کرلے۔

اسی بات کو سمجھانے کے لیے اللہ تعالیٰ نے واضح کردیا کہ کوئی اگر موت سے بچنے کے لیے مضبوط قلعوں میں چلا جائے یا زبردست قسم کے محلات تعمیر کرلے تو بھی موت سے وہ بچ نہیں سکتا۔ درحقیقت یہ ان لوگوں کو جواب تھا جنہوں نے بارگاہ الٰہ میں عرض کیا تھا کہ اے ہمارے رب! تو نے ہم پر قتال کیوں فرض کردیا؟ ان کا خیال تھا کہ قتال میں شریک ہونا موت کو دعوت دینے کے مترادف ہے۔ ظاہر ہے قتال میں انسان قتل کرتا ہے اور قتل بھی ہوتا ہے۔ اگر قتال طاغوتی ہو تو سراسر خسارے کا سودا ہوتا ہے اور قتال اگر اللہ کے حکم کے مطابق ہو تو اس کی راہ میں قتل کرنے اور قتل ہونے دونوں ہی صورتوں میں فائدہ ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ فی سبیل اللہ قتال کرنے والے ہمیشہ غالب آتے ہیں کیونکہ ان کے نزدیک اللہ کی راہ میں موت کو گلے لگانا ہی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بہترین کامیابی ہوتی ہے اور جو مرنے کے لیے گھر سے نکلتا ہے دنیا کی کوئی طاقت اس کو روکنے میں کامیاب نہیں ہوتی۔

دنیا داری میں غرق ہونے والے اللہ کی راہ میں قتال کرنے سے ہمیشہ کتراتے رہے ہیں اور اپنے اپنے وقتوں میں مختلف قسم کی تاویلوں کا سہارا لیتے رہے ہیں۔ مدینہ طیبہ میں جب اسلامی ریاست قائم ہوئی اور اس کی سلامتی اور دفاع کے لیے قتال کا حکم ملا تو اس وقت کے منافقوں نے بھی اپنے آپ کو مسلمان ظاہر کرتے ہوئے رسول اللہ ﷺ پر کئی اعتراضات کیے اور اسلام دشمنی کا اظہار ایسے انداز میں کرتے جس سے مسلمانوں کے دلوں میں شکوک پیدا ہوں۔ جب مسلمانوں کے ساتھ رہتے ہوئے کوئی بھلائی پاتے تو اس کو اللہ کا فضل قرار دیتے لیکن جیسے ہی کوئی آزمائش ہوتی تو اس کی نسبت رسول اللہ ﷺ کی طرف کردیتے۔

امام قرطبی رحمہ اللہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کیا ہے کہ آیت ﴿إِنْ تُصِبْهُمْ حَسَنَةٌ﴾ یہود اور منافقوں کے بارے میں نازل ہوئی۔ جب انہوں نے یہ کہا کہ جب سے یہ شخص یعنی محمد رسول اللہ ﷺ آئے ہیں ہماری کھیتی اور پھلوں میں نقصان ہورہا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے خود ہی وضاحت فرمائی کہ بھلائی کا ملنا اور تکلیف کا آنا یہ سب کچھ اللہ ہی کی طرف سے ہوتا ہے۔ اس نے تو اعلان کررکھا ہے ہم خیر وشر سے تمہیں آزمائیں گے۔

سورۃ التغابن میں ارشاد ہوتا ہے:

﴿ اِنَّمَآ اَمْوَالُكُمْ وَاَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ وَاللّٰهُ عِنْدَهٗٓ اَجْرٌ عَظِيْمٌ ﴿15﴾ ﴾

بے شک تمہارے مال اور تمہاری اولادیں فتنہ ہیں اور اللہ کے پاس ہی اجر عظیم ہے۔

جن دو چیزوں کو اللہ نے فتنہ کہا، انہی دونوں کے لیے انسان اپنی زندگی کھپا دیتا ہے۔ اگر مال جائز طریقہ سے آئے اور اللہ کی راہ میں خرچ ہو تو یہ بہت بڑی بھلائی ہے۔ ایسے ہی اگر اولاد نیک صالح ہو، اللہ کی عبادت کرتے پروان چڑھے اور والدین کی زندگی کے بعد ان کے لیے صدیقہ جاریہ بن جائے تو اس سے بڑھ کر بھلائی کون سی ہوسکتی ہے اور اگر یہی دونوں چیزیں تکلیف اور آزمائش کا سبب بن جائیں حرام طریقے سے حاصل ہونے والا مال حرام کاموں میں لگا دے اور اولاد سرکشی اور نافرمانی کو اپنا لے تو اس سے بڑھ کر دکھ کی بات اور کیا ہوسکتی ہے۔ اس لیے خیر اور شر دونوں کا معاملہ اللہ ہی کے ہاتھ میں ہے اور انسان کو ہر وقت اس سے عافیت کا طلب گار رہنا چاہیے۔

اللہ تعالیٰ نے اسی نکتہ کو سمجھانے کے لیے یہ وضاحت بھی کردی، خطاب اگرچہ محمد رسول اللہ ﷺ سے ہے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لیکن قانون امت محمدیہ کے لیے بیان ہورہا ہے کہ انسان کو پہنچنے والی تکلیف میں عموماً اس کا اپنا عمل دخل ہوتا ہے۔
سورۃ الشوریٰ کے الفاظ ہیں:

﴿ مَا اَصَابَكُمْ مِّنْ مُّصِيْبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتْ اَيْدِيْكُمْ وَ يَعْفُوْا عَنْ كَثِيْرٍ ﴾

جو بھی مصیبت تمھیں پہنچتی ہے وہ تمھارے اپنے ہاتھوں کی کمائی ہوتی ہے۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ بہت سے گناہوں کو معاف کر دیتا ہے۔

اس وضاحت میں رسول اللہ ﷺ پر اعتراض کرنے اور برائی کی نسبت آپ کی طرف کرنے والوں کو بھی جواب دیا گیا ہے۔

اللہ تعالیٰ کا یہ معمول بھی رہا ہے کہ اپنے نبیوں اور رسولوں علیہم السلام کو ان کی مشکلات میں تسلیاں بھی دیتا رہا ہے۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ کو تسلی ملتی ہے کہ آپ اللہ کے رسول ہیں اور آپ کی رسالت پر اللہ خود گواہ ہے۔ مخالفت کرنے والے اگر اللہ کے بھیجے ہوئے رسول کی اطاعت کریں گے تو وہ حقیقت میں اللہ ہی کی اطاعت ہوگی کیونکہ رسول اپنے رب کا پیغام بر ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو بتا دیا کہ آپ ان پر نگہبان یا محافظ نہیں ہیں۔ آپ کا کام ان کو میرا پیغام سنانا ہے۔ باقی رہی ان کی منافقت اور آپ کی کہی ہوئی باتوں میں ردوبدل کر کے آپ کے خلاف راتوں کو مشورے کرنے والی بات تو ان کو معلوم نہیں کہ ہمارے مقرر کردہ فرشتے وہ سب کچھ لکھ رہے ہیں۔ لہٰذا آپ ان سے اعراض کریں اور اللہ پر توکل کریں۔

اسلام پر دہشت گردی کی چھاپ لگانے والوں کو اسی ایک آیت پر غور کرنے کی ضرورت ہے کہ اللہ تعالیٰ خود منافقوں کی منافقت سے آگاہ کرنے کے باوجود حکم دے رہا ہے کہ ان سے اعراض کریں آپ نے اسی کے مطابق عمل کیا عبداللہ بن ابی کی تمام بدخصلتوں کے باوجود آپ نے اس پر کوئی سختی نہ کی۔ کسی منافق کو اس کی منافقت کی سزا نہ دی۔ بلکہ ہمیشہ اپنے رب پر توکل کرتے رہے اور آپکا رب وعدہ کے مطابق آپ کی مدد فرماتا رہا اور اسلام دشمن طاقتوں کے عزائم کو خاک میں ملاتا رہا۔

سورۃ الفرقان میں ارشاد ہوتا ہے:

﴿ وَتَوَكَّلْ عَلَى الْحَيِّ الَّذِيْ لَا يَمُوْتُ وَسَبِّحْ بِحَمْدِهٖ وَكَفٰى بِهٖ بِذُنُوْبِ عِبَادِهٖ خَبِيْرًا ﴿58﴾ ﴾

اور آپ اس ہمیشہ زندہ رہنے والے پر توکل کریں کہ جس نے مرنا نہیں اور اس کی حمد کے ساتھ تسبیح کرتے رہیں اپنے بندوں کے گناہوں کی خبر رکھنے والا وہی کافی ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس سے واضح ہوتا ہے کہ جس نے موت کا مزا چکھنا ہے یا وہ مر چکا ہے تو اس پر توکل نہیں کیا جائے گا۔ اگر کہیں ایسا ہوا تو اس کا نتیجہ اچھا نہیں ہوگا۔ اللہ ہمیں اس مرکزی نکتہ کو سمجھنے اور سمجھ کر اس کے مطابق عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

حل لغات:

○ ﴿اَیۡنَ مَاتَکُوۡنُوۡا یُدۡرِ کۡکُّمُ الۡمَوۡتُ وَلَوۡ کُنۡتُمۡ فِیۡ بُرُوۡجٍ مُّشَیَّدَۃٍ﴾ میں اَیۡنَ مَاتَکُوۡنُوۡا جملہ شرطیہ اور یُدۡرِ کۡکُّمُ الۡمَوۡتُ اس کا جواب۔ وَلَوۡ کُنۡتُمۡ فِیۡ بُرُوۡجٍ مُّشَیَّدَۃٍ اس کا بیان۔ تَکُوۡنُوۡا کی نون شرط ہونے کی وجہ سے گری ہوئی ہے اور یُدۡرِکۡ کے آخر میں جزم جواب شرط ہونے کی وجہ سے آئی ہے۔ کُمۡ ضمیر مخاطب کی مفعول اور الۡمَوۡتُ فاعل۔ بُرُوۡجٍ ،بُرۡج کی جمع موصوف اور مُشَیَّدَۃٍ اس کی صفت مونث جملے کا معنی ہے: جہاں بھی تم ہوگے موت تم کو پالے گی اگرچہ تم مضبوط قلعوں میں ہی رہتے ہو۔

○ ﴿وَاِنۡ تُصِبۡهُمۡ حَسَنَۃٌ یَّقُوۡلُوۡا هٰذِهٖ مِنۡ عِنۡدِاللّٰهِ﴾ میں واو عاطفہ۔ اِنۡ شرطیہ۔ تُصِبۡ اور یَّقُوۡلُوۡا فعل مضارع۔ پہلا شرط ہونے کی وجہ سے مجزوم اور دوسرا جواب شرط کی وجہ سے اس لیے اس کی نون اعرابی گری ہوئی ہے۔ حَسَنَۃٌ فاعل۔ هٰذِهٖ اسم اشارہ۔ مبتدا۔ مِنۡ عِنۡدِاللّٰهِ جار مجرور خبر۔ جملے کا معنی ہے: اور اگر ان کو کوئی بھلائی ملتی ہے تو کہتے ہیں کہ یہ اللہ کی طرف سے ہے۔

○ ﴿وَاِنۡ تُصِبۡهُمۡ سَیِّئَۃٌ یَّقُوۡلُوۡا هٰذِهٖ مِنۡ عِنۡدِکَ﴾ میں بھی پہلے والی ترکیب استعمال ہوئی ہے۔ جملے کا معنی ہے: اور اگر ان کو کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو کہتے ہیں کہ یہ تمہاری طرف سے ہے۔

○ ﴿قُلۡ کُلٌّ مِّنۡ عِنۡدِاللّٰهِ﴾ قُلۡ فعل امر۔ کُلٌّ اسم۔ مِّنۡ عِنۡدِاللّٰهِ جار مجرور۔ جملے کا معنی ہے: آپ کہہ دیں کہ سب کچھ اللہ کی طرف سے ہی ہوتا ہے۔

○ ﴿فَمَالِ هٰۤؤُلَآءِ الۡقَوۡمِ لَا یَکَادُوۡنَ یَفۡقَهُوۡنَ حَدِیۡثًا﴾ میں مَا استفہامیہ پر فاء استینافیہ۔ لام حرف جر۔ هٰۤؤُلَآءِ اسم اشارہ هٰذَا وَهٰذِهٖ کی جمع الۡقَوۡمِ مشار الیہ۔ لَا نافیہ۔ یَکَادُوۡنَ فعل۔ مقاربہ۔ یَفۡقَهُوۡنَ فعل مضارع حَدِیۡثًا اس کا مفعول۔ جملے کا معنی ہے: پس کیا ہے ان لوگوں کو کہ ایک بات بھی سمجھنے کے قریب نہیں ہو رہے ہیں۔

○ ﴿مَاۤ اَصَابَکَ مِنۡ حَسَنَۃٍ فَمِنَ اللّٰهِ وَمَاۤ اَصَابَکَ مِنۡ سَیِّئَۃٍ فَمِنۡ نَّفۡسِکَ﴾ میں مَا دونوں جگہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شرطیہ۔ اَصَابَکَ کی ضمیر کاف مخاطب کی۔ مِنْ حَسَنَةٍ اور مِنْ سَيِّئَةٍ جار مجرور۔ فَمِنَ اللّٰهِ اور فَمِنْ نَّفْسِكَ دونوں جگہ مِنْ پر فاء جواب شرط کی۔ جملے کا معنی ہے: جو بھی بھلائی آپ کو ملتی ہے وہ اللہ کی طرف سے ہوتی ہے اور جو بھی تکلف آپ کو پہنچتی ہے وہ آپ کے نفس کی طرف سے ہوتی ہے۔

○ ﴿وَاَرْسَلْنٰكَ لِلنَّاسِ رَسُوْلًا﴾ میں واو عاطفہ۔ اَرْسَلْنَا فعل ماضی سے جمع متکلم اور کاف ضمیر مخاطب کی۔ مفعول۔ یعنی رسول اللہ ﷺ سے خطاب ہے۔ لِلنَّاسِ جار مجرور۔ رَسُوْلًا حال۔ جملے کا معنی ہے: اور ہم نے آپ کو لوگوں کے لیے رسول بنا کر بھیجا ہے۔

○ ﴿وَكَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا﴾ میں كَفٰى فعل ماضی۔ بِاللّٰهِ جار مجرور۔ شَهِيْدًا بیان ہونے کی وجہ سے منصوب۔ جملے کا معنی ہے: اور آپ کی رسالت کے حق ہونے پر اللہ تعالیٰ کا گواہ ہونا ہی کافی ہے۔

○ ﴿وَمَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ﴾ میں مَنْ شرطیہ۔ يُطِعِ اصل میں يُطِيْعُ تھا۔ مَن کی وجہ سے آخر میں جزم آ گئی اور پھر التقائے ساکنین کی وجہ سے "یا" حذف ہو گئی۔ لفظ الرَّسُوْلَ مفعول۔ فَقَدْ کی فا جواب شرط اور قَدْ تحقیق کا۔ اَطَاعَ فعل ماضی۔ لفظ اللّٰهَ اس کا مفعول۔ جملے کا معنی ہے: اور جس نے رسول (ﷺ) کی اطاعت کی اس نے بے شک اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی۔

○ ﴿وَمَنْ تَوَلّٰى فَمَآ اَرْسَلْنٰكَ عَلَيْهِمْ حَفِيْظًا﴾ میں بھی مَنْ شرطیہ۔ تَوَلّٰى فعل ماضی۔ فاء جواب شرط ما نافیہ۔ اَرْسَلْنٰكَ فعل ماضی۔ اس کے ساتھ ضمیر کاف رسول اللہ ﷺ سے خطاب کی۔ عَلَيْهِمْ جار مجرور۔ حَفِيْظًا کاف ضمیر کا حال۔ جملے کا معنی ہے: اور جس نے منہ پھیر لیا تو ہم نے آپ کو ان پر نگہبان بنا کر نہیں بھیجا۔

○ ﴿وَيَقُوْلُوْنَ طَاعَةٌ فَاِذَا بَرَزُوْا مِنْ عِنْدِكَ بَيَّتَ طَآئِفَةٌ مِّنْهُمْ غَيْرَ الَّذِیْ تَقُوْلُ﴾ میں يَقُوْلُوْنَ اور تَقُوْلُ دونوں فعل مضارع۔ بَرَزُوْا اور بَيَّتَ فعل ماضی۔ طَاعَةٌ مصدر۔ اِذَا ظرف۔ مِنْ عِنْدِكَ جار مجرور۔ طَآئِفَةٌ مِّنْهُمْ سے مراد منافقوں کی جماعت۔ غیر اسم لازم الاضافۃ۔ الَّذِیْ موصولہ۔ جملے کا معنی ہے: اور وہ کہتے ہیں کہ ہم نے تو اطاعت کرنی ہے۔ لیکن جب آپ کے پاس سے نکلتے ہیں تو ان میں سے ایک جماعت اس کے خلاف راتوں میں مشورہ کرتی ہے جو آپ نے نہیں کہا ہوتا۔ یعنی جو بات آپ نے کہی تھی اس کو بدل دیتی ہے۔

○ ﴿وَاللّٰهُ يَكْتُبُ مَا يُبَيِّتُوْنَ فَاَعْرِضْ عَنْهُمْ وَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ ط وَكَفٰى بِاللّٰهِ وَكِيْلًا﴾ میں لفظ اللّٰه

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مبتدا۔ یَکْتُبُ فعل مضارع۔ اپنے مابعد موصول اور صلہ سے مل کر اس کی خبر۔ مَا موصولہ۔ یُبَیِّتُوْنَ فعل مضارع کی ضمیر مستتر منافقوں کی طرف راجع۔ اَعْرِضْ اور تَوَکَّلْ دونوں فعل امر۔ عَنْھُمْ عَلَی اللّٰہِ اور بِاللّٰہِ جار مجرور۔ کَفٰی فعل ماضی۔ حال۔ جملے کا معنی ہے: اور اللہ تعالیٰ وہ لکھ رہا ہے جو وہ مشورے کرتے ہیں۔ پس آپ ان سے اعراض کریں اور اللہ پر بھروسہ کریں اور کارسازی کرنے کے لیے اللہ تعالیٰ ہی کافی ہے۔

﴿۲۶﴾

اَفَلَا یَتَدَبَّرُوْنَ الْقُرْاٰنَ ؕ وَلَوْ کَانَ مِنْ عِنْدِ غَیْرِ اللّٰهِ لَوَجَدُوْا فِیْهِ اخْتِلَافًا کَثِیْرًا ﴿82﴾

کیا بھلا وہ قرآن پر تدبر نہیں کرتے۔ اور اگر وہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی اور کی طرف سے ہوتا تو اس میں وہ بہت زیادہ اختلاف پاتے۔

وَاِذَا جَآءَهُمْ اَمْرٌ مِّنَ الْاَمْنِ اَوِ الْخَوْفِ اَذَاعُوْا بِهٖ ؕ وَلَوْ رَدُّوْهُ اِلَی الرَّسُوْلِ وَاِلٰۤی اُولِی الْاَمْرِ مِنْهُمْ لَعَلِمَهُ الَّذِیْنَ یَسْتَنْۢبِطُوْنَهٗ مِنْهُمْ ؕ وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَتُهٗ لَاتَّبَعْتُمُ الشَّیْطٰنَ اِلَّا قَلِیْلًا ﴿83﴾

اور جب ان کو امن یا خوف کے کسی معاملے کی خبر ملتی ہے تو اس کی بہت تشہیر کرتے ہیں۔ اور اگر وہ اس کو پیغمبر (ﷺ) کی طرف اور اپنے میں سے اولی الامر کی طرف لوٹا دیتے تو اس (کی حقیقت) کو وہ لوگ معلوم کر لیتے جو استنباط (نتیجہ اخذ) کرتے ہیں اور اگر تم پر اللہ تعالیٰ کا فضل اور اس کی رحمت نہ ہوتی تو قلیل تعداد کے علاوہ تم ضرور شیطان کی اتباع کرتے۔

فَقَاتِلْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ ۚ لَا تُکَلَّفُ اِلَّا نَفْسَکَ وَحَرِّضِ الْمُؤْمِنِیْنَ ۚ عَسَی اللّٰهُ اَنْ یَّکُفَّ بَاْسَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا ؕ وَاللّٰهُ اَشَدُّ بَاْسًا وَّاَشَدُّ تَنْکِیْلًا ﴿84﴾

پس آپ اللہ کی راہ میں قتال کرتے رہیں اس میں آپ صرف اپنے نفس کے بارے میں مکلف ہوں گے اور مومنوں کو آپ رغبت دیتے رہیں۔ ممکن ہے اللہ تعالیٰ ان کی جنگ روک دے جنہوں نے کفر کیا اور اللہ تعالیٰ لڑائی میں سختی کرنے والا اور سخت سزا دینے والا ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تشریح:

سیدھا سادہ سا علمی اصول ہے کہ جب کسی کتاب کو توجہ اور انہماک سے پڑھا جائے تو اس میں دیا ہوا پیغام یا بیان ہونے والا مضمون ذہن نشین ہو جائے گا۔ اگر اس کتاب کو بار بار پڑھا جائے تو پڑھنے والا اس کا حافظ بن جائے گا اور مضمون کے ہر پہلو کی گہرائی تک اس کی رسائی ہو جائے گی غور وفکر کرنے کی اس کو عادت پڑ جائے گی۔

قرآن حکیم کا بھی یہی معاملہ ہے۔ اگر اس کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل ہونے والی کتاب سمجھتے اور اس پر ایمان رکھتے ہوئے پڑھا جائے اور کسی قسم کے شیطانی وسوسے کو قریب نہ آنے دیا جائے تو یہ کتاب انسان میں انقلاب پیدا کر دیتی ہے۔ راہ حق سے بھٹکنے والے کو جنت کی طرف جانے والی راہ پر گامزن کر دیتی ہے۔ گناہوں میں غرق ہونے والوں کو اللہ تعالیٰ کی رحمت سے مایوس ہونے سے نہ صرف بچاتی ہے بلکہ توبہ کرنے پر تمام گناہوں کی بخشش کی بشارت دیتی ہے۔ تائب ہونے والوں کو نیک اعمال میں لگ جانے پر گناہوں کو نیکیوں میں تبدیل کیے جانے کا پیغام دیتی ہے۔ زندگی کے ہر شعبہ میں کامل رہنمائی مہیا کرتی ہے۔ جو تکبر وغرور کا مظاہرہ کرتے ہوئے اس کی تعلیم کو ٹھکراتے ہیں اور شیطانی راہ پر ڈٹے رہتے ہیں تو تباہ و برباد ہونے والی سابقہ قوموں کے واقعات بیان کر کے ان کو بُرے انجام سے آگاہ کرتی ہے۔ یہود ونصاریٰ نے اپنے نبیوں کی تعلیم کو جس طرح مسخ کیا، اس کی پوری طرح نشان دہی کرتی ہے۔ اس کتاب کی انتہائی خوبصورتی یہ ہے کہ اللہ کی طرف سے مبعوث ہونے والے تمام انبیاء و رسل علیہم السلام کی تصدیق کرنے کے ساتھ ان کو ملنے والی کتابوں اور صحیفوں کو ان کی اصلی حالت میں تسلیم کرنے کا حکم دیتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اہل اسلام سید الانبیاء محمد رسول اللہ ﷺ سے پہلے اللہ تعالیٰ کی طرف سے آنے والے تمام نبیوں کی اسی طرح عزت کرتے ہیں جس طرح وہ اپنے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کرتے ہیں۔

اسی لیے اللہ تعالیٰ نے قرآن حکیم میں تدبر کا حکم دیا۔ تدبر کا معنی ہے کہ جو عمل کیا جاتا ہے اس کے نتائج اور انجام پر غور وفکر کیا جائے۔ یعنی قرآنی تعلیم کو اپنانے یا ٹھکرانے کا انجام کیا ہوگا، اس کو سمجھنے کی کوشش کی جائے۔

سورۃ محمد میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ اَفَلَا يَتَدَبَّرُوْنَ الْقُرْاٰنَ اَمْ عَلٰى قُلُوْبٍ اَقْفَالُهَا ﴿24﴾ ﴾

کیا وہ قرآن پر غور نہیں کرتے، یا ان کے دلوں پر تالے لگ گئے ہیں۔

﴿ اِنَّ الَّذِيْنَ ارْتَدُّوْا عَلٰٓى اَدْبَارِهِمْ مِّنْۢ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمُ الْهُدَى الشَّيْطٰنُ سَوَّلَ لَهُمْ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَاَمْلٰى لَهُمْ ﴿25﴾

بے شک وہ لوگ جو اپنی پیٹھوں پر پھر گئے جب کہ ہدایت ان پر واضح ہوگئی۔ شیطان نے ایسا کرنا ان کے لیے مزین کر دیا اور ان کو ملنے والی ڈھیل کی طرف لگا دیا۔

﴿ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَالُوْا لِلَّذِيْنَ كَرِهُوْا مَا نَزَّلَ اللّٰهُ سَنُطِيْعُكُمْ فِيْ بَعْضِ الْاَمْرِ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ اِسْرَارَهُمْ ﴿26﴾

یہ اس لیے کہ انہوں نے ان لوگوں سے کہا جنہوں نے اسے ناپسند کیا جو کہ اللہ تعالیٰ نے اتارا عنقریب ہم تمہاری بعض معاملات میں اطاعت کریں گے اور اللہ تعالیٰ ان کے خفیہ مشورے کو جانتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے ایسا پروگرام بنانے والوں کو متنبہ کر دیا۔

﴿ فَكَيْفَ اِذَا تَوَفَّتْهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ يَضْرِبُوْنَ وُجُوْهَهُمْ وَاَدْبَارَهُمْ ﴿27﴾

پس اس وقت کیا ہوگا جب ان کو فرشتے اس حال میں فوت کریں گے کہ ان کے چہروں اور پیٹھوں پر ضربیں لگا رہے ہوں گے۔

﴿ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمُ اتَّبَعُوْا مَآ اَسْخَطَ اللّٰهَ وَكَرِهُوْا رِضْوَانَهٗ فَاَحْبَطَ اَعْمَالَهُمْ ﴿28﴾

یہ اس لیے ہوگا کہ انہوں نے بلاشبہ اس کی اتباع کی جس نے اللہ تعالیٰ کو ناراض کر دیا اور اللہ تعالیٰ کی رضا مندی کو ناپسند کیا پس اللہ تعالیٰ نے ان کے اعمال کو ضائع کر دیا۔

اس سے عیاں ہوتا ہے کہ شیطان ہی انسان کے برے اعمال کو اس کی نظروں میں مزین کرتا ہے اور موت کے تصور کو اس کے ذہن میں آنے نہیں دیتا۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ملنے والی زندگی اور اس میں آزمائش کے طور پر حاصل ہونے والی نعمتوں میں اس طرح اس کو مصروف و مشغول کر دیتا ہے کہ زندگی اور نعمتوں سے نوازنے والے کی طرف اس کو رجوع کرنے اور اس کا شکر گزار بندہ بننے کا خیال ہی اس کے دل و دماغ میں نہیں آتا اور وہ سمجھنے لگ جاتا ہے کہ اس نے ہمیشہ زندہ رہنا ہے اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے ملنے والی نعمتوں نے کبھی بھی زائل نہیں ہونا۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ نے اہل ایمان سے سورۃ البقرہ میں شیطان کے بارے میں ارشاد فرمایا:

﴿ وَلَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ ﴿208﴾

. شیطان کی پیروی نہ کرنا۔ کیونکہ وہ تمہارا کھلا دشمن ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سورۃ النور کے الفاظ ہیں:

﴿ وَمَنْ يَّتَّبِعْ خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ فَاِنَّهٗ يَاْمُرُ بِالْفَحْشَاۗءِ وَالْمُنْكَرِ ﴾

جو شیطان کی پیروی کرے گا تو اس کو جان لینا چاہیے کہ وہ بے شک فحاشی اور اسلام میں ممنوعہ کاموں کا حکم دیتا ہے۔

یعنی اپنی پیروی کرنے والوں کو برے کاموں میں لگا دیتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے یہی بات سمجھانے کے لیے یہود و نصاریٰ اور منافقوں کو قرآن میں تدبر کا حکم دیا اور ان کو بتایا کہ اگر اس کا نازل کرنے یا بنانے والا کوئی اور ہوتا تو اس میں بہت سا اختلاف ہوتا۔ اس میں جو فصاحت و بلاغت ہے، مضامین میں جو ربط ہے، آدم علیہ السلام سے لے کر حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک تک پہلی قوموں کے واقعات کی جو صحت ہے، دینی اور دنیوی معاملات میں جو راہنمائی مہیا کی گئی ہے، کائنات کی تخلیق اور اس کے نظام عمل پر جس طرح روشنی ڈالی گئی ہے، اگر یہ غیر اللہ کی طرف سے ہوتا تو اس میں یہ سب کچھ نہ ہوتا۔

قرآن حکیم کی حقانیت کو ثابت کرنے کے بعد ایک ایسی بات کا بھی ذکر ہوا ہے جس میں اہل اسلام میں سے کمزور ایمان والوں کو بھی شامل کر لیا گیا کہ جب امن یا خوف سے تعلق رکھنے والے کسی معاملے کی خبر آئے تو سوچے سمجھے بغیر اس کی تشہیر نہیں ہونی چاہیے۔ اکثر لوگوں میں یہ کمزوری ہوتی ہے کہ جیسے ہی کوئی بات ان کو کسی طرف سے پہنچتی ہے تو اس کو فوراً دوسروں تک پہنچا دیتے ہیں۔ اس کے سچی یا جھوٹی ہونے کی پروا نہیں کرتے۔ صحیح مسلم (۸/۱) کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

آدمی کے جھوٹا ہونے کے لیے اتنا ہی کافی ہے کہ جو سنے وہ بیان کر دے۔

سنن ابی داؤد ص ۶۸۱ میں کذباً کی جگہ اثما کا لفظ (یعنی گناہ) منقول ہے۔

سورۃ الحجرات میں اہل ایمان سے خطاب ہے۔

﴿ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِنْ جَآءَكُمْ فَاسِقٌۢ بِنَبَاٍ فَتَبَيَّنُوْۤا اَنْ تُصِيْبُوْا قَوْمًۢا بِجَهَالَةٍ فَتُصْبِحُوْا عَلٰى مَا فَعَلْتُمْ نٰدِمِيْنَ ﴾

اے ایمان والو! اگر تمہارے پاس کوئی فاسق خبر لائے تو اس کی تحقیق کر لو۔ ایسا نہ ہو کہ تم جہالت کی بنا پر کسی قوم کو نقصان پہنچا دو۔ پھر جو تم نے کیا اس پر تمہیں نادم ہونا پڑے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہمارے ہاں عام رواج ہے کہ اخبارات میں ایسی خبریں چھپتی ہیں کہ جن کی تحقیق نہیں کی جاتی۔ بلکہ لوگوں میں جان بوجھ کر اضطراب پیدا کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی ہدایت ہے کہ امن یا خوف والے معاملے کی خبر پہلے رسول اللہ ﷺ یا کبار صحابہ رضی اللہ عنہم تک پہنچائی جائے تاکہ خبر کے سچ یا جھوٹ ہونے میں کوئی شک نہ رہے۔ اللہ تعالیٰ نے اہل اسلام پر اپنے خاص احسان کا ذکر یوں فرمایا کہ اگر اس کا فضل اور اس کی رحمت تمہارے ساتھ نہ ہوتی تو تمہاری اکثریت شیطان کے جال میں پھنس جاتی۔

اللہ تعالیٰ کی راہ میں قتال کے سلسلہ میں رسول اللہ ﷺ کو حکم ملتا ہے کہ آپ کے ماننے والے اس میں شریک ہوتے ہیں یا نہیں۔ لیکن آپ نے اس کو جاری رکھنا ہے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو اس پر آمادہ کرتے رہنا ہے کیونکہ کفار کو لڑائی سے باز رکھنے کا یہی ایک طریقہ کارگر ہوتا ہے۔ دنیا میں عام معمول ہے کہ طاقتور سے ٹکر لینا مشکل ہوتا ہے۔ جب اہل اسلام اپنا دفاع مضبوط کر کے ہر حملہ آور سے قتال کے لیے تیار ہوں گے تو دشمن حملہ کرنے کی جرات نہیں کرے گا۔ اللہ تعالیٰ نے یہ بھی واضح کر دیا کہ اس سے بڑھ کر قوت و طاقت والا اور سزا دینے والا کوئی نہیں۔ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو بھی غور و فکر کی توفیق عطا فرمائے۔

حل لغات:

- ﴿اَفَلَا یَتَدَبَّرُوْنَ الْقُرْاٰنَ﴾ میں ہمزہ استفہامیہ۔ لَا نافیہ پر فاء وجوبی۔ یَتَدَبَّرُوْنَ فعل مضارع۔ اَلْقُرْاٰنَ مفعول۔ جملے کا معنی ہے: کیا وہ قرآن پر غور نہیں کرتے؟
- ﴿وَلَوْ کَانَ مِنْ عِنْدِ غَیْرِ اللّٰهِ لَوَجَدُوْا فِیْهِ اخْتِلَافًا کَثِیْرًا﴾ میں لَوْ شرطیہ۔ کَانَ فعل ناقص۔ مِنْ حرف جر۔ عِنْدِ غَیْرِ اللّٰهِ مجرور۔ یہاں تک جملہ شرط اور بعد والا جواب شرط۔ لَوَجَدُوْا فعل ماضی جمع مذکر غائب پر لام جواب شرط۔ فِیْهِ کی ضمیر ہ، اَلْقُرْاٰنَ کی طرف راجع۔ اِخْتِلَافًا کَثِیْرًا مرکب توصیفی مفعول۔ پورے جملے کا معنی ہے: اور اگر اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی اور کی طرف سے ہوتا تو وہ اس میں بہت زیادہ اختلاف پاتے۔
- ﴿وَاِذَا جَآءَهُمْ اَمْرٌ مِّنَ الْاَمْنِ اَوِ الْخَوْفِ اَذَاعُوْا بِهٖ﴾ میں واؤ عاطفہ۔ اِذَا شرطیہ۔ جَآءَ فعل ماضی۔ هُمْ اس کا مفعول۔ اَمْرٌ فاعل۔ مِنْ بیانیہ۔ اَلْاَمْنِ اَوِ الْخَوْفِ بیان۔ اَذَاعُوْا بِهٖ جواب شرط۔ جملے کا معنی ہے: اور جب ان کے پاس امن یا خوف کے کسی معاملے کی خبر آتی ہے تو اس کی بڑی تشہیر کرتے ہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

○ ﴿وَلَوْ رَدُّوْهُ اِلَی الرَّسُوْلِ وَاِلٰٓی اُولِی الْاَمْرِ مِنْهُمْ لَعَلِمَهُ الَّذِیْنَ یَسْتَنْبِطُوْنَهٗ مِنْهُمْ﴾ لَوْ حرف شرط۔ رَدُّوْا فعل ماضی کی ضمیر ہٗ اَلْاَمْرِ کی طرف راجع۔ اِلَی الرَّسُوْلِ اور اِلٰٓی اُولِی الْاَمْرِ جار مجرور۔ مِنْهُمْ بھی جار مجرور۔ یہاں تک شرط اور اگلا حصہ اس کا جواب۔ لَعَلِمَهُ کی لام تاکیدی جواب شرط۔ عَلِمَ فعل ماضی۔ ہٗ ضمیر بھی اَلْاَمْر کے طرف راجع۔ اَلَّذِیْنَ موصولہ۔ یَسْتَنْبِطُوْنَ فعل مضارع اور ہٗ ضمیر میں اَلْاَمْر کی طرف راجع۔ مِنْهُمْ جار مجرور۔ پورے جملے کا معنی ہے: اور اگر وہ اس کو رسول اللہ ﷺ اور اپنے میں سے اولی الامر کی طرف لوٹا دیتے تو ان میں سے استنباط کرنے والے ضرور اس کی حقیقت جان لیتے۔ یعنی قرآن و سنت کی روشنی میں حل طلب معاملے کا حل تلاش کر لیتے۔

○ ﴿وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَیْكُمْ وَرَحْمَتُهٗ لَاتَّبَعْتُمُ الشَّیْطٰنَ اِلَّا قَلِیْلًا﴾ میں لَوْ حرف شرط۔ لَا نافیہ۔ فَضْلُ اللّٰهِ اور رَحْمَتُهٗ دونوں مرکب اضافی۔ عَلَیْكُمْ جار مجرور۔ جملے کا یہ حصہ شرط اور اگلا اس کا جواب۔ لَاتَّبَعْتُمْ، اِتَّبَعْتُمْ فعل ماضی پر لام جواب شرط تاکیدی۔ اَلشَّیْطٰنَ مفعول۔ اِلَّا حرف استثنٰی اور قَلِیْلًا مستثنٰی۔ پورے جملے کا معنی ہے: اور اگر تم پر اللہ تعالیٰ کا فضل اور اس کی رحمت نہ ہوتی تو قلیل تعداد کے علاوہ تم سب شیطان کی اتباع ضرور کرتے۔

○ ﴿فَقَاتِلْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ لَا تُكَلَّفُ اِلَّا نَفْسَكَ وَحَرِّضِ الْمُؤْمِنِیْنَ﴾ میں قَاتِلْ فعل امر پر فاء تاکید و تحریض کی۔ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ مرکب جاری۔ لَا نافیہ۔ تُكَلَّفُ فعل مضارع مجہول۔ اِلَّا حرف استثناء۔ نَفْسَكَ مستثنٰی۔ واؤ عاطفہ۔ حَرِّضْ بھی فعل امر۔ اَلْمُؤْمِنِیْنَ مفعول۔ جملے کا معنی ہے: پس آپ اللہ تعالیٰ کی راہ میں قتال کریں۔ آپ ﷺ کو صرف اپنے نفس کا مکلف بنایا گیا ہے اور آپ ﷺ مومنوں کو قتال کی رغبت دیتے رہیں۔

○ ﴿عَسَی اللّٰهُ اَنْ یَّكُفَّ بَاْسَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا﴾ میں عَسٰی فعل مقارب۔ لفظ اللّٰهُ اس کا اسم۔ اَنْ ناصبہ۔ یَكُفَّ فعل مضارع۔ بَاْسَ مفعول۔ اَلَّذِیْنَ موصولہ۔ كَفَرُوْا اس کا صلہ۔ اَنْ یَّكُفَّ سے آخر تک عَسٰی کی خبر۔ جملے کا معنی ہے: ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کی لڑائی کو روک دے جنہوں نے کفر کیا۔

○ ﴿وَاللّٰهُ اَشَدُّ بَاْسًا وَّاَشَدُّ تَنْكِیْلًا﴾ میں دونوں جگہ اَشَدُّ فعل تفضیل۔ تَنْكِیْلًا مصدر۔ جملے کا معنی ہے: اور اللہ تعالیٰ لڑائی میں سختی کرنے والا اور سخت سزا دینے والا ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مَنْ يَّشْفَعْ شَفَاعَةً حَسَنَةً يَّكُنْ لَّهٗ نَصِيْبٌ مِّنْهَا ۚ وَمَنْ يَّشْفَعْ شَفَاعَةً سَيِّئَةً يَّكُنْ لَّهٗ كِفْلٌ مِّنْهَا ۚ وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ مُّقِيْتًا ﴿85﴾

جو کوئی اچھے کام میں سفارش کرے گا تو اس کے لیے اس میں سے حصہ ہوگا اور جو کوئی برے کام کے لیے سفارش کرے گا تو اس میں سے اس کے لیے بھی حصہ ہوگا اور اللہ تعالیٰ ہر شے پر قدرت رکھنے والا حافظ و نگہبان ہے۔

وَاِذَا حُيِّيْتُمْ بِتَحِيَّةٍ فَحَيُّوْا بِاَحْسَنَ مِنْهَآ اَوْ رُدُّوْهَا ۭ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ حَسِيْبًا ﴿86﴾

اور جب تمہیں سلام کیا جائے تو اس سے بہتر الفاظ میں اس کا جواب دیا کرو یا اتنا ہی جواب لوٹایا کرو۔ بے شک اللہ تعالیٰ ہر شے کا حساب لینے والا ہے۔

اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۭ لَيَجْمَعَنَّكُمْ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ لَا رَيْبَ فِيْهِ وَمَنْ اَصْدَقُ مِنَ اللّٰهِ حَدِيْثًا ﴿87﴾

اللہ وہ ہے جس کے علاوہ کوئی معبود نہیں۔ وہ تمہیں قیامت کے روز ضرور جمع کرے گا جس میں کوئی شک نہیں اور اللہ تعالیٰ سے بڑھ کر سچی بات کرنے والا کون ہوسکتا ہے۔

فَمَا لَكُمْ فِي الْمُنٰفِقِيْنَ فِئَتَيْنِ وَاللّٰهُ اَرْكَسَهُمْ بِمَا كَسَبُوْا ۭ اَتُرِيْدُوْنَ اَنْ تَهْدُوْا مَنْ اَضَلَّ اللّٰهُ ۭ وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَلَنْ تَجِدَ لَهٗ سَبِيْلًا ﴿88﴾

تمہیں کیا ہوگیا کہ تم منافقوں کے بارے میں دو گروہ ہو گئے۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ نے ان کو اوندھا کر دیا اس کے سبب جو انہوں نے کیا۔ کیا تم ارادہ رکھتے ہو کہ تم ان کو راہ راست پر لے آؤ کہ جن کو اللہ نے ان کے بُرے اعمال کی بنا پر گمراہی میں غرق کر دیا، اور جس کو اللہ تعالیٰ گمراہ کر دے اس کے لیے آپ ہرگز کوئی راہ نہیں پائیں گے۔

تشریح:

سید الانبیاء محمد رسول اللہ ﷺ کے قائم کردہ معاشرے کی خوبیوں میں سے ایک خوبی یہ تھی کہ اس میں ہر فرد اپنے مسلمان بھائی کی خدمت کرنے میں کوشاں رہتا۔ اگر کسی بھلے کام کے لیے کسی سے سفارش کرنی ہوتی تو اس

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں کسی قسم کی بخیلی کا مظاہرہ نہ کرتا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی یہی تعلیم تھی۔

بخاری ص۱۹۲ مسلم (۳۳۰/۲) میں ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب کوئی حاجت مند آپ کی خدمت میں حاضر ہوتا تو آپ اس کی حاجت پوری کرنے یا کرانے سے پہلے ان کی طرف متوجہ ہو کر فرماتے جو اس وقت آپ کے پاس حاضر ہوتے۔

«اِشْفَعُوْا فَلْتُوْجَرُوْا وَلْيَقْضِ اللّٰهُ عَلٰى لِسَانِ نَبِيِّهٖ ﷺ مَا اَحَبَّ»

شفاعت کرو، تاکہ تمہیں اجر دیا جائے اور اللہ تعالیٰ اپنے نبی کی زبان سے وہ حکم جاری کرائے گا جو وہ پسند کرتا ہے یا چاہتا ہے۔

بہترین شفاعت یہ ہوتی ہے کہ جب کوئی مسلمان اپنے مسلمان بھائی کی غیر موجودگی میں اس کی بھلائی کے لیے رب العالمین سے دعا کرتا ہے۔ صحیح مسلم (۳۵۲/۲) کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔

«دَعْوَةُ الْمَرْءِ الْمُسْلِمِ لِاَخِيْهِ مُسْتَجَابَةٌ، عِنْدَ رَأْسِهٖ مَلَكٌ مُوَكَّلٌ كُلَّمَا دَعَا لِاَخِيْهِ بِخَيْرٍ قَالَ الْمَلَكُ الْمُوَكَّلُ بِهٖ: اٰمِيْنَ وَلَكَ بِمِثْلٍ»

مسلمان آدمی کی اپنے بھائی کے لیے کی گئی دعا مقبول ہوتی ہے۔ اس کے سر کے پاس ایک مقرر کردہ فرشتہ موجود ہوتا ہے، مسلمان جب بھی اپنے بھائی کیلیے بھلائی کی دعا کرتا ہے تو مقرر کیا گیا فرشتہ کہتا ہے کہ اللہ تیری دعا قبول کرے اور اسی کی مثل تجھے بھی نصیب ہو۔

جامع الترمذی (۱۰۸/۲) میں حضرت بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک شخص نے آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر سواری کے لیے ایک جانور کا سوال کیا جو آپ ﷺ کے پاس نہ تھا۔ آپ ﷺ نے اس کو ایک اور شخص کا پتا بتایا۔ جس نے اس کو ایک سواری دے دی۔ اس نے واپس آ کر جب نبی پاک ﷺ کو اس کی خبر دی تو آپ ﷺ نے فرمایا:

«اِنَّ الدَّالَّ عَلَى الْخَيْرِ كَفَاعِلِهٖ»

بے شک بھلائی کی راہ دکھانے والا بھلا کام کرنے والے ہی کی طرح ہوتا ہے۔

جس طرح بھلائی کے کام میں سفارشی کو حصہ ملتا ہے، اسی طرح برے کاموں کے سفارشی کو برائی میں سے حصہ دیا جاتا ہے جو اس کو برے انجام تک پہنچانے کا سبب بن جاتا ہے۔ سنن ابن ماجہ کے ابواب الدیات ص۱۸۸ میں عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

جو نفس ظلماً قتل کیا جاتا ہے اس میں سے حضرت آدم علیہ السلام کے پہلے بیٹے کا حصہ ہوتا ہے۔ کیوں کہ سب

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے پہلے اس نے یہ کام کیا۔

دوسری روایت کے مطابق آپ نے فرمایا:

جو کسی مومن کے قتل میں معمولی سی لفظی معاونت کرتا ہے، وہ اللہ تعالیٰ سے اس حال میں ملے گا کہ اس کی دونوں آنکھوں کے درمیان یعنی اس کی پیشانی پر لکھا ہوا ہو گا کہ یہ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے محروم و مایوس ہونے والا ہے۔

قرآن و سنت میں واضح کر دیا گیا ہے کہ سفارش بھلائی میں محمود ہے اور برائی میں مذموم ہے۔ لہٰذا سفارش کرنے اور کروانے والے کو اس کا خیال رکھنے کی ضرورت ہے۔ کیوں کہ اللہ تعالیٰ ہر شے پر حافظ و نگہبان ہے۔

دنیا میں اسلام کے علاوہ جتنے بھی مذاہب ہیں، ان سے تعلق رکھنے والے جب آپس میں ملاقات کرتے ہیں تو اپنے رسم و رواج کے مطابق کلمہ خیر کا تبادلہ کرتے ہیں۔ لیکن اسلام میں جو طریقہ اپنایا گیا ہے، اس کی تعلیم اللہ تعالیٰ نے خود فرمائی۔

صحیح بخاری (كتاب الاستيذان ،باب بدء السلام) میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ، سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق اپنی صورت پر کی اور ان کا قد ساٹھ ہاتھ تھا۔ جب اللہ تعالیٰ نے ان کی تخلیق کرنے کے بعد جان ڈال دی تو ان سے فرمایا جاؤ اور فرشتوں کی جو جماعت بیٹھی ہے، ان کو سلام کرو۔ وہ جو جواب دیں اس کو سنو۔ پس سلام کرنے کا تیرا اور تیری اولاد کا وہی طریقہ ہو گا۔

چنانچہ حضرت آدم علیہ السلام نے ان سے کہا: السلام علیکم ۔تم پر سلامتی ہو۔فرشتوں نے جواب میں کہا:

«اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ وَرَحْمَتُه اللهِ فَزَادُوْهُ وَرَحْمَةُ اللهِ۔»

تم پر بھی سلامتی اور اللہ تعالیٰ کی رحمت ہو یعنی انہوں نے رحمۃ اللہ کا اضافہ کر دیا۔

امام بخاری رحمہ اللہ نے باب کے طور پر نقل کیا ہے:

«اَلسَّلَامُ اِسْمٌ مِنْ اَسْمَاءِ اللهِ ۔»

www.KitaboSunnat.com

اَلسَّلَامُ اللہ کے ناموں میں سے ایک نام ہے۔

یعنی اللہ تعالیٰ کی ذات عالیہ ہر قسم کے نقص و عیب سے سلامت ہے۔ لہٰذا جب ایک مسلمان اپنے بھائی مسلمان سے ملتا ہے تو اس کو اللہ تعالیٰ کی سلامتی والے نام کا تحفہ دیتا ہے۔ جس کو اللہ تعالیٰ کے نام کا تحفہ دیا جائے تو اللہ تعالیٰ اس کو حکم دیتا ہے کہ وہ جواب میں اسی طرح اضافہ کرے جس طرح فرشتوں نے کیا یا اتنا ہی جواب

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ضرور دے۔ علمائے امت کا اجماع ہے کہ سلام کرنا مسنون ہے اور اس کا جواب دینا فرض ہے۔ کیوں کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ فَحَيُّوا بِأَحْسَنَ مِنْهَا أَوْ رُدُّوهَا ﴾

پس سے بہتر تحفہ دو یا اتنا ہی جواب دے دو۔

سورۃ النور میں ارشاد ہوا ہے۔

﴿ فَإِذَا دَخَلْتُمْ بُيُوتًا فَسَلِّمُوا عَلَىٰ أَنفُسِكُمْ تَحِيَّةً مِّنْ عِندِ اللَّهِ مُبَارَكَةً طَيِّبَةً (61) ﴾

جب تم گھروں میں داخل ہوتے ہو تو اپنے اہل کو سلام کیا کرو۔ کیوں کہ وہ اللہ کی طرف سے ملنے والا بابرکت پاک تحفہ ہے۔

اس آیت مبارکہ کی تفسیر میں حافظ ابن کثیر نے ابو بکر البزار کے حوالے سے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے پانچ عمل کرنے کی وصیت فرمائی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

اے انس! وضو کو اچھی طرح پورا کیا کرو، اس سے تیری عمر میں اضافہ ہوگا۔ میرے جس امتی سے تیری ملاقات ہو، اس کو سلام کیا کر، یہ عمل تیری نیکیوں کو بڑھائے گا۔ جب تو اپنے گھر میں داخل ہوا کرے تو اپنے اہل کو سلام کیا کرو۔ ایسا کرنا تیرے گھر کی بھلائی کو زیادہ کرے گا۔ اور ضحیٰ کی نماز پڑھا کر۔ تجھ سے پہلے اللہ والوں کا یہی طریقہ تھا۔ اے انس! چھوٹی عمر والے پر رحم کیا کرنا اور بڑے کی عزت کرتے رہنا۔ قیامت کے روز تو میرے رفقاء میں سے ہوگا۔

صحیح مسلم کی کتاب الایمان کے باب افشاء السلام (۵۴/۱) میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

تم اس وقت تک جنت میں داخل نہیں ہوسکو گے جب تک اہل ایمان نہ بن جاؤ اور اس وقت تک اہل ایمان نہیں ہو سکتے جب تک آپس میں ایک دوسرے کو محبوب نہ بنا لو۔ کیا میں تمہیں وہ عمل نہ بتاؤں جس کو اپنا کر تم ایک دوسرے کے محبوب بن جاؤ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ « اَفْشُو السَّلَامَ بَيْنَكُمْ » آپس میں ایک دوسرے کو سلام کرنا عام کرو یعنی اپنے درمیان اس کو پھیلا دو۔

جامع الترمذی کے ابواب الاستیذان میں اس روایت سے پہلے آپکا قسم کھانا بھی مروی ہے۔ ترمذی کی دوسری روایت کے مطابق نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر ایک صحابی نے اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ کہا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''دس نیکیاں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دوسرے صحابی آئے تو انہوں نے کہا۔

«اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللهِ»

آپ ﷺ نے فرمایا: بیس نیکیاں۔

تیسرے آئے تو انہوں نے کہا۔

«اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللهِ وَبَرَكَاتُهُ»

آپ ﷺ نے فرمایا: تیس نیکیاں۔

بخاری ص ۹۲۱ میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک شخص نے نبی کریم ﷺ سے سوال کیا کہ کون سا اسلام خیر ہے؟ آپ نے فرمایا: تو کھانا کھلائے اور جس کو جانتا یا نہ جانتا ہو۔ اس کو سلام کرے مشاہدے اور تجربے کی بات ہے کہ سلام کرنے سے محبت پیدا ہو کر بڑھتی ہے اور نیکیوں کے معاملے کی اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے خود وضاحت کر دی ہے جو احادیث کی کتابوں میں موجود ہے۔ سلام کا تحفہ لینے دینے کے حکم کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے واضح کر دیا کہ وہ ہر شے کا حساب رکھنے والا ہے۔ یعنی اس بارے جتنا عمل کرو گے اتنا ہی نیکیوں کے کھاتے میں اس کو پاؤ گے۔

اللہ تعالیٰ نے بار بار اپنے بارے میں اعلان فرمایا ہے کہ اس کے سوا کوئی معبود نہیں اور اسی نے تمام مخلوق کو قیامت کے روز جزا یا سزا دینے کے لیے اکٹھا کرنا ہے۔ جس میں شک وشبہ کی کوئی گنجائش نہیں۔ کیوں کہ اللہ سے بڑھ کر پکی اور سچی بات کرنے والا کوئی اور نہیں۔

جنگ احد کے موقع پر عبداللہ بن ابی اپنے ساتھیوں کے ساتھ لشکر اسلام سے الگ ہو گیا تھا۔ اہل اسلام جب میدان احد سے واپس ہوئے تو منافقوں کے بارے میں ان کے دو گروہ ہو گئے۔ ایک کا خیال تھا کہ ان سے قتال کیا جائے۔ کیوں کہ انہوں نے آزمائش میں ہمیں دھوکہ دیا ہے۔ جب کہ دوسرے کا خیال تھا کہ ان کا معاملہ اللہ تعالیٰ کے سپرد کر دیا جائے ہوسکتا ہے کہ وہ راہ راست پر آ جائیں۔ بخاری ص ٦٦ کی روایت کے مطابق اللہ تعالیٰ نے ان کے بارے میں قرآنی آیت نازل کر کے خود ہی فیصلہ کر دیا کہ منافقوں نے جو کچھ کیا یہ ان کی منافقت کا نتیجہ تھا۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے ان کی عقلوں پر پردہ ڈال دیا۔ جس کی وجہ سے وہ حق سے دور ہو کر گمراہی میں ہی غرق ہو گئے۔ اللہ تعالیٰ نے اہل اسلام پر بھی واضح کر دیا کہ جن کو ان کی منافقت کی بنا پر اللہ تعالیٰ راہ حق سے دور کر دے، ان کو تم راہ راست پر نہیں لا سکتے۔ رسول اللہ ﷺ کے ذریعہ یہ وضاحت بھی ہو گئی کہ آپ ان کے لیے ہرگز کوئی راہ نہیں پائیں گے۔ یعنی ان کو ان کے برے انجام سے کوئی بچا نہیں سکے گا۔ جب سید الانبیاء ﷺ ان کی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مدد نہیں کر سکیں گے تو کوئی اور ان کا مددگار کیسے ہوگا؟

یہاں یہ بھی سمجھا دیا گیا ہے کہ انسان جو راہ اختیار کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کو اسی پر لگا دیتا ہے۔ کیوں کہ اللہ تعالیٰ کسی پر جبر نہیں کرتا۔ حسیب ہونے کے ناطے وہ نیک کاموں کی جزا نیک اور برے کاموں کی سزا سخت دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہر برائی سے ہمیں محفوظ رکھے۔

حل لغات:

○ ﴿مَنْ يَّشْفَعْ شَفَاعَةً حَسَنَةً يَّكُنْ لَّهٗ نَصِيْبٌ مِّنْهَا﴾ میں مَنْ شرطیہ۔ يَشْفَعْ فعل مضارع۔ شَفَاعَةً حَسَنَةً مرکب توصیفی، مفعول مطلق، يَكُنْ فعل مضارع جواب شرط ہونے کی وجہ سے مجزوم۔ لَهٗ جار مجرور۔ ہٗ ضمیر مَنْ کی طرف راجع۔ نَصِيْبٌ فاعل۔ مِنْهَا کی ضمیر ھا. شَفَاعَةً حَسَنَةً کی طرف لوٹ رہی ہے۔ جملے کا معنی ہے: جو کوئی کسی بھلائی اور نیکی کے کام میں سفارش کرے گا۔ اس میں سے اس کو بھی حصہ ملے گا۔

○ ﴿وَمَنْ يَّشْفَعْ شَفَاعَةً سَيِّئَةً يَّكُنْ لَّهٗ كِفْلٌ مِّنْهَا﴾ میں شَفَاعَةً حَسَنَةً کے برعکس شَفَاعَةً سَيِّئَةً آیا ہے۔ یعنی جو کوئی کسی برے کام کی سفارش کرے گا تو اس میں سے اس کا بھی حصہ ہوگا۔

○ ﴿وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ مُّقِيْتًا﴾ میں واؤ عاطفہ، كَانَ فعل ناقص۔ لفظ اللّٰهُ اس کا اسم۔ اگلا جملہ اس کی خبر۔ مُقِيْتًا، اَقَاتَ يُقِيْتُ سے اسم فاعل۔ پورے جملے کا معنی ہے: اور اللہ تعالیٰ ہر شے پر قدرت رکھنے والا حافظ و نگہبان ہے۔

○ ﴿وَاِذَا حُيِّيْتُمْ بِتَحِيَّةٍ فَحَيُّوْا بِاَحْسَنَ مِنْهَا اَوْ رُدُّوْهَا﴾ میں واؤ عاطفہ۔ اِذَا شرطیہ۔ حُيِّيْتُمْ فعل ماضی مجہول۔ بِتَحِيَّةٍ جار مجرور۔ تَحِيَّةٍ باب تفعیل سے حَيّ کا مصدر۔ جیسے تَسْمِيَة اور تَرْضِيَةً ہوتے ہیں۔ تَحِيَّةٍ اصل میں تَحْيِيَةٍ تھا۔ یاء کو یاء میں ضم کر دیا گیا۔ فَحَيُّوْا کی فاء جواب شرط اور حَيُّوْا اور رُدُّوْا فعل امر۔ بِاَحْسَنَ جار مجرور ہونے کے باوجود اَحْسَنَ (افعل تفضیل) کے آخر میں غیر منصرف ہونے کی وجہ سے زبر آئی ہے۔ مِنْهَا کی ضمیر ھَا بِتَحِيَّةٍ کی طرف راجع۔ جملے کا معنی ہے: اور جب تمہیں سلامتی کا تحفہ دیا جائے تو تم اس سے بہتر تحفہ دو یا اتنا ہی جواباً لوٹا دو۔ یعنی جب تمہیں سلام کیا جائے تو اس سے بہتر الفاظ میں لوٹاؤ۔

○ ﴿اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ حَسِيْبًا﴾ میں اِنَّ مشبہ بفعل۔ لفظ اَللّٰه اس کا اسم اور كَانَ فعل ناقص اپنے متعلقات سے مل کر اس کی خبر۔ حَسِيْبًا باب حَسَبَ يَحْسُبُ حِسَابًا سے فَعِيْلٌ کے وزن پر صفت

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مشبہ۔ جملے کا معنی ہے: بے شک اللہ تعالیٰ ہر چیز کا حساب لینے والا ہے۔

- ﴿اَللّٰهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ﴾ میں لفظ اَللّٰهُ مبتدا باقی اس کی خبر۔ جملے کا معنی ہے: اللہ وہ ہے کہ جس کے سوا کوئی معبود نہیں۔
- ﴿لَيَجْمَعَنَّكُمْ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ لَا رَيْبَ فِيْهِ﴾ میں لَيَجْمَعَنَّكُمْ کی ضمیر کم مخاطب کی۔ يَجْمَعَنَّ فعل مضارع تاکیدی پر لام قسمیہ۔ يَوْمِ الْقِيٰمَةِ مرکب اضافی اِلٰى کی وجہ سے مجرور۔ لَا نفی جنس کا۔ رَيْبَ رَابَ يَرِيْبُ اجوف یائی سے مصدر۔ فِيْهِ کی ضمیر ہ يَوْمِ الْقِيٰمَةِ کی طرف راجع۔ جملے کا معنی ہے: وہ یعنی اللہ تعالیٰ تم سب کو قیامت کے دن ضرور جمع کرے گا جس میں کوئی شک نہیں۔
- ﴿وَمَنْ اَصْدَقُ مِنَ اللّٰهِ حَدِيْثًا﴾ میں واؤ عاطفہ۔ مَنْ استفہام انکاری، اَصْدَقُ افعل تفضیل۔ مِنَ اللّٰهِ جار مجرور۔ حَدِيْثًا تمیز۔ جملے کا معنی ہے: اور اللہ تعالیٰ سے بڑھ کر سچی بات کرنے والا کون ہو سکتا ہے۔
- ﴿فَمَا لَكُمْ فِي الْمُنٰفِقِيْنَ فِئَتَيْنِ﴾ میں مَا استفہامیہ پر فاء استئنافیہ۔ لَكُمْ جار مجرور کی ضمیر کُمْ مخاطب کی۔ فِي الْمُنٰفِقِيْنَ جار مجرو۔ فِئَتَيْنِ تثنیہ کا صیغہ حال ہونے کی وجہ سے منصوب۔ جملے کا معنی ہے: پس تمہیں کیا ہو گیا ہے کہ تم منافقوں کے بارے میں دو گروہوں میں تقسیم ہو گئے ہو۔
- ﴿وَاللّٰهُ اَرْكَسَهُمْ بِمَا كَسَبُوْا﴾ میں اَرْكَسَ فعل ماضی۔ هُمْ ضمیر مفعول اور لفظ اَللّٰهُ اس کا فاعل۔ بِمَا کی باء سببیہ اور مَا موصولہ۔ كَسَبُوْا فعل ماضی۔ جملے کا معنی ہے: حالانکہ اللہ تعالیٰ نے ان کو اس کے سبب اوندھا کر دیا کہ جو عمل انہوں نے کیے۔
- ﴿اَتُرِيْدُوْنَ اَنْ تَهْدُوْا مَنْ اَضَلَّ اللّٰهُ﴾ میں ہمزہ استفہام کا۔ تُرِيْدُوْنَ فعل مضارع۔ اَنْ ناصبہ۔ تَهْدُوْا فعل مضارع کی نون اسی کی وجہ سے گری ہوئی ہے۔ من موصولہ۔ اَضَلَّ فعل ماضی۔ لفظ اَللّٰهُ اس کا فاعل۔ جملے کا معنی ہے: کیا تم ارادہ رکھتے ہو کہ ان کو راہ راست پر لے آؤ کہ جن کو اللہ تعالیٰ نے (ان کے برے اعمال کی وجہ سے) گمراہی میں غرق کر دیا۔
- ﴿وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَلَنْ تَجِدَ لَهٗ سَبِيْلًا﴾ میں مَنْ شرطیہ۔ يُضْلِلُ فعل مضارع۔ لفظ اَللّٰهُ اس کا فاعل۔ لَنْ نفی مستقبل تاکیدی پر فاء جواب شرط۔ تَجِدَ فعل مضارع مثال واوی کے آخر میں زبر لَنْ کی وجہ سے آئی ہے۔ لَهٗ جار مجرور۔ سَبِيْلًا مفعول۔ جملے کا معنی ہے: اور اللہ تعالیٰ جس کو گمراہ کر دے، آپ اس کے لیے ہرگز ہدایت کی راہ نہیں پائیں گے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

﴿۲۸﴾

وَدُّوْا لَوْ تَكْفُرُوْنَ كَمَا كَفَرُوْا فَتَكُوْنُوْنَ سَوَآءً فَلَا تَتَّخِذُوْا مِنْهُمْ اَوْلِيَآءَ حَتّٰى يُهَاجِرُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۚ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَخُذُوْهُمْ وَاقْتُلُوْهُمْ حَيْثُ وَجَدْتُّمُوْهُمْ وَلَا تَتَّخِذُوْا مِنْهُمْ وَلِيًّا وَّلَا نَصِيْرًا ﴿89﴾	ان کی چاہت ہے کاش تم بھی اسی طرح کفر کرو کہ جس طرح انہوں نے کفر کیا، تاکہ تم ان کے برابر ہو جاؤ، پس تم ان میں سے اس وقت تک کسی کو دوست نہ بناؤ کہ جب تک وہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں ہجرت نہ کریں، اگر وہ پھر جائیں تو ان کو پکڑو اور ان کو قتل کرو جہاں بھی تم ان کو پاؤ اور ان میں سے دوست اور مددگار نہ بناؤ۔
اِلَّا الَّذِيْنَ يَصِلُوْنَ اِلٰى قَوْمٍۢ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُمْ مِّيْثَاقٌ اَوْ جَآءُوْكُمْ حَصِرَتْ صُدُوْرُهُمْ اَنْ يُّقَاتِلُوْكُمْ اَوْ يُقَاتِلُوْا قَوْمَهُمْ ۭ وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَسَلَّطَهُمْ عَلَيْكُمْ فَلَقٰتَلُوْكُمْ ۚ فَاِنِ اعْتَزَلُوْكُمْ فَلَمْ يُقَاتِلُوْكُمْ وَاَلْقَوْا اِلَيْكُمُ السَّلَمَ ۙ فَمَا جَعَلَ اللّٰهُ لَكُمْ عَلَيْهِمْ سَبِيْلًا ﴿90﴾	سوائے ان کے کہ جو اس قوم سے جا ملیں کہ تمہارے اور ان کے درمیان کوئی عہد ہو یا وہ اس حال میں تمہارے پاس آئیں کہ ان کے سینے اس بات پر تنگ ہو کہ وہ تم سے یا اپنی قوم سے قتال کریں اور اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو ان کو تم پر ضرور مسلط کر دیتا اور وہ تم سے ضرور قتال کرتے، پس وہ اگر تم سے الگ رہے اور تم سے انہوں نے قتال نہ کیا اور تمہاری طرف صلح کا پیغام بھیجا تو اللہ تعالیٰ نے ان کے خلاف قتال کرنے کی تمہارے لیے راہ نہیں بنائی۔
سَتَجِدُوْنَ اٰخَرِيْنَ يُرِيْدُوْنَ اَنْ يَّاْمَنُوْكُمْ وَيَاْمَنُوْا قَوْمَهُمْ ۭ كُلَّمَا رُدُّوْٓا اِلَى الْفِتْنَةِ اُرْكِسُوْا فِيْهَا ۚ فَاِنْ لَّمْ يَعْتَزِلُوْكُمْ وَيُلْقُوْٓا اِلَيْكُمُ السَّلَمَ	عنقریب تم دوسرے ایسے بھی پاؤ گے کہ جو چاہتے ہیں کہ تم سے اور اپنی قوم سے امن میں رہیں لیکن جب بھی فتنے کی طرف ان کو لوٹا دیا جاتا ہے تو اس میں اوندھے کیے جاتے ہیں پس اگر وہ قتال سے سے الگ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَيَكُفُّوٓا اَيۡدِيَهُمۡ فَخُذُوۡهُمۡ وَاقۡتُلُوۡهُمۡ حَيۡثُ ثَقِفۡتُمُوۡهُمۡ ؕ وَاُولٰٓئِكُمۡ جَعَلۡنَا لَكُمۡ عَلَيۡهِمۡ سُلۡطٰنًا مُّبِيۡنًا ﴿91﴾	نہ ہوئے اور تمہاری طرف صلح کا پیغام نہ بھیجا اور اپنے ہاتھوں کو نہ روکا تو تم ان کو پکڑو اور جہاں بھی وہ ہوں ان کو قتل کرو، وہی ہیں کہ جن پر ہم نے تمہارے لیے واضح دلیل کر دی ہے۔

تشریح:

حق کو ٹھکرانے والوں کی ہمیشہ کوشش رہی ہے کہ اہل حق کو بھی حق سے کسی نہ کسی طرح دور کیا جائے۔ اللہ تعالیٰ کا پیغام پہنچانے اور سنانے والے انبیاء علیہم السلام کی مخالفت میں ایسے لوگوں نے حق کو اس بے دردی سے ٹھکرایا کہ اللہ تعالیٰ کی غیرت جوش میں آئی اور ان کو مختلف عذابوں کے ذریعے تباہ و برباد کر دیا گیا۔ سیدالانبیاء محمد رسول اللہ ﷺ کے ساتھ بھی ایسا ہی معاملہ پیش آیا۔ کفار اور منافقوں نے بڑی کوشش کی کہ حق کو پھیلنے سے روکا جائے اور حق قبول کرنے والوں کے دلوں میں شکوک پیدا کیئے جائیں اور ان کو کفر کی طرف واپس لوٹنے کی رغبت دلائی جائے، لیکن اللہ تعالیٰ نے ان کے عزائم کو خاک میں ملا دیا اور اہل حق کو ہر موقع پر کفار اور منافقوں کی چالوں اور حیلوں سے آگاہ فرمایا۔ سورۃ البقرۃ میں ارشاد ہوتا ہے:

﴿ وَدَّ كَثِيۡرٌ مِّنۡ اَهۡلِ الۡكِتٰبِ لَوۡ يَرُدُّوۡنَكُمۡ مِّنۡۢ بَعۡدِ اِيۡمَانِكُمۡ كُفَّارًا ﴿109﴾ ﴾

اہل کتاب میں سے کثیر تعداد کی چاہت ہے، کاش کہ تمہارے ایمان لانے کے بعد پھر سے تمہیں کفر کی طرف لوٹ دیں۔

سورۃ آل عمران کے الفاظ ہیں:

﴿ وَدَّتۡ طَّآئِفَةٌ مِّنۡ اَهۡلِ الۡكِتٰبِ لَوۡ يُضِلُّوۡنَكُمۡ ﴿69﴾ ﴾

اہل کتاب کی ایک جماعت نے چاہا، کاش کہ وہ تمہیں گمراہ کر دیں۔

انسان کا عجیب معاملہ یہ رہا ہے کہ وہ اپنی سوچ، فکر اور عمل کو ہمیشہ درست سمجھتا رہا ہے اور اسی کے مطابق دوسروں کو تابع کرنے یا قائل کرنے کی کوشش کرتا رہا ہے۔ شیطان ہر انسان کو اسی طرح گمراہ کرتا رہا ہے اور اب بھی کر رہا ہے۔ لہٰذا رسول اللہ ﷺ کے عہد مبارک میں کافروں اور منافقوں نے چاہا کہ اسلام کی وجہ سے مسلمانوں اور ان کے درمیان جو تفریق ہوگئی ہے، وہ کسی نہ کسی طرح ختم ہو جائے یا ختم کر دی جائے تاکہ پھر سب کفر پر یکساں ہو جائیں۔ یہ سلسلہ رسول اللہ ﷺ کے عہد مبارک میں شروع ہوا لیکن اہل ایمان کے مضبوط ایمان اور رسول اللہ ﷺ کی تعلیم اور اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم کی وجہ سے بری طرح ناکام ہوگیا۔ اہل کتاب، کفار اور

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

منافق قسم کے لوگ پھر سے متحرک ہو کر اہل اسلام کو اپنی متعین کردہ سطح پر لانے میں کوشاں ہو گئے ہیں اب اہل اسلام کا کام ہے کہ وہ اپنے بچاؤ کی تدبیر کریں اور قرآن حکیم میں دی گئی راہنمائی سے فائدہ اٹھائیں۔

رسول اللہ ﷺ کے عہد مبارک میں واجب تھا کہ اہل ایمان مدینہ طیبہ کی طرف ہجرت کریں تاکہ اسلامی ریاست کی قوت و طاقت میں اضافہ ہو اور اسلام دشمن طاقتیں مرعوب ہوں، اسی لیے اللہ تعالیٰ نے حکم دے دیا کہ مسلمان ہونے کے دعوے داروں سے اس وقت تک دوستی نہیں کرنی چاہیے کہ جب تک وہ ہجرت کر کے مدینہ نہ آ جائیں۔ یعنی عملی طور پر ان کو اللہ تعالیٰ کے لیے قربانی دینی ہوگی۔ اہل ایمان کو تکراراً ہدایت کر دی کہ ان میں سے نہ کسی کو دوست بنانا ہے اور نہ ہی مددگار، کیونکہ ان کی دوستی اور مدد سے اہل اسلام کو نقصان پہنچنے کا خطرہ ہمیشہ موجود رہتا ہے، ویسے بھی جو اللہ پر ایمان لے آتا ہے اس کو زیب نہیں دیتا کہ وہ غیر اللہ پر توکل یا بھروسہ کرے۔

سیرت ابن ہشام (۶۴:۲) میں غزوہ اُحد کے حوالے سے منقول ہے، انصار نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں عرض کیا: اللہ کے رسول! یہود میں سے جو ہمارے حلیف ہیں، کیا ان سے ہم مدد طلب نہ کریں آپ نے فرمایا: ہمیں ان کی ضرورت نہیں۔

انصار کے مشورے کو آپ نے اس لیے قبول نہ فرمایا کیوں کہ اللہ تعالیٰ نے اس سے منع کر دیا تھا، سورۃ الاحزاب میں ارشاد ہوتا ہے:

﴿ وَلَا تُطِعِ الْكٰفِرِيْنَ وَالْمُنٰفِقِيْنَ وَدَعْ اَذٰىهُمْ وَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ وَكَفٰى بِاللّٰهِ وَكِيْلًا ﴿48﴾ ﴾

اور آپ کافروں اور منافقوں کی اطاعت نہ کریں اور ان کی طرف سے پہنچنے والی تکلیف کی پروا بھی نہ کریں اور اللہ تعالیٰ پر توکل کریں اور اللہ تعالیٰ ہی کارسازی کے لیے کافی ہے۔

یہی وہ تدبر تھی کہ جس کو رسول اللہ ﷺ اور خلفائے راشدین نے اپنایا اور اللہ تعالیٰ نے اپنے وعدے کے مطابق ان کی مدد فرمائی اور طاغوتی طاقتوں کی طاقت کو خاک میں ملا دیا۔ جب دشمن کی دشمنی واضح ہو جائے اور مسلمانوں کو ختم کرنے کے درپے ہو جائے تو ایسے دشمن کے بارے میں قرآنی حکم ہے کہ جہاں بھی وہ ہو اس سے زبردست قتال کیا جائے۔ اگر ان میں ایسے لوگ موجود ہوں کہ جو مسلمانوں اور اپنی قوم سے لڑائی کرنا نہ چاہتے ہوں اور مسلمانوں سے صلح کرنے کے خواہش مند ہوں تو اللہ تعالیٰ نے ایسے لوگوں سے قتال کرنے سے روک دیا ہے۔ اسلام کی عظمت و حکمت کی اس سے بڑھ کر کیا دلیل ہو سکتی ہے۔ حالاں کہ تاریخ شاہد ہے کہ غیر مسلم قوتوں نے جب بھی اہل اسلام پر چڑھائی کی تو انہوں نے اسلام کے اس بے مثال اصول کو انتہائی سفاکی سے کچل دیا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اللہ تعالیٰ نے لڑائی سے باز رہنے والوں کے بارے میں وضاحت کر دی کہ اگر اللہ چاہتا تو ان کو تم پر مسلط کر دیتا اور وہ تم سے قتال کرنے والوں کی طرح قتال کرتے، چوں کہ قتال کرنے کی بجائے ان کا رجحان و میلان صلح کی طرف ہے، اس لیے ان کے ساتھ صلح کا عہد کیا جائے، کیوں کہ صلح میں ہمیشہ خیر ہوتی ہے، اس سے دین کی تبلیغ کی راہیں کھلتی ہیں، جیسا کہ صلح حدیبیہ کے بعد ہوا۔

اللہ تعالیٰ نے کفار اور منافقوں کے ایک ایسے گروہ کا بھی ذکر فرمایا کہ جو تم سے اور اپنی قوم سے اگرچہ امن میں رہنا چاہتے ہیں لیکن جیسے ہی ان کو اپنی خباثت کے اظہار کا موقع ملتا ہے تو فوراً فتنہ کا شکار ہو جاتے ہیں اور اہل اسلام کو نقصان پہنچانے میں بھرپور کردار ادا کرتے ہیں۔ ان کے بارے میں قرآنی ہدایت ہے کہ اگر وہ دشمن سے الگ رہیں اور تمہارے خلاف اپنے ہاتھوں کو روکے رکھیں، دشمن کے مددومعاون بننے سے اجتناب کریں، تمہارے ساتھ عملی طور پر صلح کا ارادہ رکھتے ہو تو ان کو امن دیا جائے، اگر وہ دشمن کے ساتھی بن جائیں تو پھر ان سے دشمنوں والا ہی سلوک کیا جائے اور جہاں بھی وہ ہوں ان سے قتال کیا جائے۔ کیوں کہ ان کا اپنا عمل ہی ان پر حجت ہوگا۔

حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ نے اپنی تفسیر میں سراقہ بن مالک مدلجی کا واقعہ نقل کیا کہ اس نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ آپ میری قوم پر چڑھائی کرنے والے ہیں، میں چاہتا ہوں کہ آپ ان سے اس بات پر صلح کر لیں کہ اگر قریش مکہ نے اسلام قبول کر لیا تو وہ بھی مسلمان ہو جائیں گے، اگر وہ مسلمان نہ بھی ہوئے تو آپ ان پر حملہ نہیں کریں گے۔ آپ نے خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کا ہاتھ اپنے ہاتھ مبارک میں لے کر فرمایا: اس کے ساتھ جاؤ اور اس کے کہنے کے مطابق اس کی قوم سے صلح کر آؤ۔ چنانچہ ان سے اس پر صلح ہوگئی کہ وہ دشمن کی مدد نہیں کریں گے۔ اس سے معلوم ہوا کہ اسلام بنیادی طور پر صلح و امن کا دین ہے اور جہاد و قتال بھی صلح و امن کے لیے ہوتا ہے۔

حل لغات:

- ﴿وَدُّوْا لَوْ تَكْفُرُوْنَ كَمَا كَفَرُوْا فَتَكُوْنُوْنَ سَوَآءً﴾ میں وَدُّوْا اور كَفَرُوْا فعل ماضی۔ لَوْ حرف تمنا۔ تَكْفُرُوْنَ اور تَكُوْنُوْنَ فعل مضارع۔ كَمَا کا کاف تشبیہ کا۔ مَا موصولہ۔ تَكُوْنُوْنَ کی فاء عاطفہ یا جواب تمنا۔ سَوَآءً تَكُوْنُوْنَ کی خبر۔ جملے کا معنی ہے: انہوں نے چاہا کہ تم اسی طرح کفر کو اپناؤ کہ جس طرح انہوں نے اپنایا، تا کہ تم برابر ہو جاؤ۔
- ﴿فَلَا تَتَّخِذُوْا مِنْهُمْ اَوْلِيَآءَ حَتّٰى يُهَاجِرُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ﴾ میں لَا تَتَّخِذُوْا امر نہی کی فائے فصیحہ۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مِنۡهُمۡ جار مجرور۔ اَوۡلِيَآءَ مفعول۔ حتّٰی ناصبہ۔ یُھَاجِرُوۡا فعل مضارع کی نون اسی کی وجہ سے گری ہوئی ہے۔ فِیۡ سَبِيۡلِ اللّٰهِ مرکب جاری۔ جملے کا معنی ہے: پس ان میں سے دوست نہ بناؤ جب تک وہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں ہجرت نہ کریں۔

○ ﴿فَاِنۡ تَوَلَّوۡا فَخُذُوۡهُمۡ وَاقۡتُلُوۡهُمۡ حَيۡثُ وَجَدۡتُّمُوۡهُمۡ﴾ میں فَاِنۡ شرطیہ۔ تَوَلَّوۡا فعل ماضی۔ اگلا جملہ جواب شرط۔ اس میں خُذُوۡا اور اُقۡتُلُوۡا فعل امر کے صیغے۔ حَيۡثُ ظرف مکان۔ وَجَدۡتُّمُوۡا اصل میں فعل ماضی۔ جمع مذکر حاضر کا صیغہ وَجَدۡتُّم ہے۔ چونکہ هُمۡ ضمیر مفعول واقع ہوئی ہے۔ اس کی وجہ سے بیچ میں واؤ لائی گئی ہے۔ تاکہ پڑھنے میں آسانی ہو۔ اس سے پہلی دو ضمیریں هُمۡ بھی مفعول ہی ہیں۔ جملے کا معنی ہے: پس اگر وہ پھر جائیں تو ان کو پکڑو اور ان کو قتل کرو۔ جہاں بھی تم ان کو پاؤ۔

○ ﴿وَلَا تَتَّخِذُوۡا مِنۡهُمۡ وَلِيًّا وَّلَا نَصِيۡرًا﴾ میں لَا تَتَّخِذُوۡا امر نہی۔ مِنۡهُمۡ جار مجرور۔ وَلِيًّا وَّلَا نَصِيۡرًا مفعول۔ جملے کا معنی ہے: اور ان میں سے کسی کو دوست اور نہ ہی مددگار بناؤ۔

○ ﴿اِلَّا الَّذِيۡنَ يَصِلُوۡنَ اِلٰى قَوۡمٍۢ بَيۡنَكُمۡ وَبَيۡنَهُمۡ مِّيۡثَاقٌ﴾ اِلَّا حرف استثنا۔ اَلَّذِيۡنَ موصولہ۔ يَصِلُوۡنَ وَصَلَ يَصِلُ مثال واوی سے فعل مضارع جمع مذکر غائب۔ مِيۡثَاقٌ وَثِقَ يَثِقُ مثال واوی سے مصدر میمی۔ جملے کا معنی ہے: مگر وہ لوگ کہ جو ایسی قوم سے مل جائیں کہ تمہارے اور ان کے درمیان پکا عہد ہو چکا ہے۔

○ ﴿اَوۡ جَآءُوۡكُمۡ حَصِرَتۡ صُدُوۡرُهُمۡ اَنۡ يُّقَاتِلُوۡكُمۡ اَوۡ يُقَاتِلُوۡا قَوۡمَهُمۡ﴾ میں اَوۡ حرف عطف۔ جآءُوۡا فعل ماضی۔ كُمۡ ضمیر مخاطب کی۔ حَصِرَتۡ صُدُوۡرُهُمۡ جملہ فعلیہ جآءُوۡكُمۡ کا حال۔ ان ناصبہ۔ يُقَاتِلُوۡا اسی کی وجہ سے مجزوم۔ قَوۡمَهُمۡ مفعول۔ جملے کا معنی ہے: یا وہ تمارے پاس اس حال میں آئیں کہ ان کے سینے اس بات سے تنگ ہوں کہ وہ تم سے یا اپنی قوم سے قتال کریں۔

○ ﴿وَلَوۡ شَآءَ اللّٰهُ لَسَلَّطَهُمۡ عَلَيۡكُمۡ فَلَقٰتَلُوۡكُمۡ﴾ میں لَوۡ شرطیہ۔ شَآءَ فعل ماضی۔ لفظ اللّٰهُ اس کا فاعل۔ لَسَلَّطَهُمۡ کی لام تاکید سَلَّطَ فعل ماضی۔ هُمۡ ضمیر جآءُوۡكُمۡ کی طرف راجع۔ عَلَيۡكُمۡ جار مجرور۔ فَلَقٰتَلُوۡكُمۡ کی فاء تعقیب کی۔ قٰتَلُوۡا باب مفاعلہ سے فعل ماضی۔ کم ضمیر مخاطب کی۔ جملے کا معنی ہے: اور اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو ان کو تم پر ضرور مسلط کر دیتا۔ پھر وہ تم سے ضرور قتال کرتے۔

○ ﴿فَاِنِ اعۡتَزَلُوۡكُمۡ فَلَمۡ يُقَاتِلُوۡكُمۡ وَاَلۡقَوۡا اِلَيۡكُمُ السَّلَمَ﴾ میں فَاِنۡ شرطیہ۔ اِعۡتَزَلُوۡا باب افتعال سے فعل ماضی۔ فَلَمۡ يُقَاتِلُوۡكُمۡ نفی جحد۔ اَلۡقَوۡا فعل ماضی (باب افعال) اِلَيۡكُمۡ جار مجرور۔ اَلسَّلَمَ مفعول۔ كُمۡ ضمیریں مخاطب کی۔ جملے کا معنی ہے: پس اگر وہ تم سے الگ رہیں اور انہوں نے تم سے قتال نہیں کیا اور

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

انہوں نے تمہاری طرف صلح کی درخواست کی۔

○ ﴿فَمَا جَعَلَ اللّٰهُ لَكُمْ عَلَيْهِمْ سَبِيْلًا﴾ میں فاء جواب شرط۔ مَا نافیہ۔ جَعَلَ فعل ماضی۔ لفظ اَللّٰهُ اس کا فاعل اور سَبِیْلًا مفعول۔ جملے کا معنی ہے: تو اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے ان پر قتال کی کوئی راہ نہیں بنائی۔

○ ﴿سَتَجِدُوْنَ اٰخَرِيْنَ يُرِيْدُوْنَ اَنْ يَّاْمَنُوْكُمْ وَيَاْمَنُوْا قَوْمَهُمْ﴾ میں تَجِدُوْنَ مثال وادی سے فعل مضارع۔ اٰخَرِیْنَ اس کا مفعول۔ یُرِیْدُوْنَ باب افعال سے فعل مضارع۔ اَنْ ناصبہ۔ اسی کی وجہ سے فعل مضارع یَاْمَنُوْا کی نون گری ہوئی ہے۔ قَوْمَهُمْ مفعول۔ جملے کا معنی ہے: عنقریب تم دوسروں کو پاؤ گے کہ جو ارادہ رکھتے ہیں کہ تم سے اور اپنی قوم سے امن میں رہیں۔

○ ﴿كُلَّمَا رُدُّوْٓا اِلَى الْفِتْنَةِ اُرْكِسُوْا فِيْهَا﴾ میں کُلَّمَا اصل میں کُلُّ اور مَا سے مرکب ہے۔ رُدُّوْا فعل ماضی مجہول۔ اِلَى الْفِتْنَةِ جار مجرور۔ اُرْكِسُوْا بھی فعل ماضی مجہول اور فِيْهَا جار مجرور۔ جملے کا معنی ہے: جب بھی وہ فتنہ کی طرف لوٹائے جاتے ہیں تو اس میں اوندھے کیئے جاتے ہیں۔

○ ﴿فَاِنْ لَّمْ يَعْتَزِلُوْكُمْ وَيُلْقُوْٓا اِلَيْكُمُ السَّلَمَ وَيَكُفُّوْٓا اَيْدِيَهُمْ فَخُذُوْهُمْ وَاقْتُلُوْهُمْ حَيْثُ ثَقِفْتُمُوْهُمْ﴾ میں فَاِنْ سے لے کر اَيْدِيَهُمْ تک شرط اور اگلا حصہ اس کا جواب۔ جملے کا معنی ہے۔ پس وہ اگر تم سے الگ نہ رہے تو تم سے صلح کی درخواست نہ کی اور اپنے ہاتھوں کو نہ روکا، تو جہاں بھی ان کو پاؤ، ان کو قتل کرو۔

○ ﴿وَاُولٰٓئِكُمْ جَعَلْنَا لَكُمْ عَلَيْهِمْ سُلْطٰنًا مُّبِيْنًا﴾ میں واؤ عاطفہ۔ اُولٰٓئِكَ اسم اشارہ۔ كُمْ ضمیر مخاطب کی۔ جَعَلْنَا فعل ماضی۔ عَلَيْهِمْ جار مجرور۔ سُلْطٰنًا مُّبِيْنًا مرکب توصیفی مفعول۔ جملے کا معنی ہے: اور یہ وہی ہیں کہ جن پر ہم نے تمہارے لیے واضح دلیل کردی ہے۔

﴿۲۹﴾

وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ اَنْ يَّقْتُلَ مُؤْمِنًا اِلَّا خَطَاً ۚ وَمَنْ قَتَلَ مُؤْمِنًا خَطَاً فَتَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ مُّؤْمِنَةٍ وَّدِيَةٌ مُّسَلَّمَةٌ اِلٰٓى اَهْلِهٖٓ اِلَّآ اَنْ يَّصَّدَّقُوْا ۭ فَاِنْ كَانَ مِنْ قَوْمٍ عَدُوٍّ لَّكُمْ وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَتَحْرِيْرُ	کسی مومن کے لیے حلال نہیں کہ وہ کسی دوسرے مومن کو ناحق قتل کردے مگر یہ کہ خطا کے طور پر اس سے ایسا ہو جائے اور جو کسی مومن کو خطا کے طور پر قتل کردے تو اس کو ایک مومنہ گردن یعنی مومن غلام آزاد کرنا ہوگا اور مقتول کے اہل کو سپرد کیا جانے والا خون بہا بھی ادا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رَقَبَةٍ مُّؤْمِنَةٍ ۚ وَإِن كَانَ مِن قَوْمٍ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُم مِّيثَاقٌ فَدِيَةٌ مُّسَلَّمَةٌ إِلَىٰ أَهْلِهِ وَتَحْرِيرُ رَقَبَةٍ مُّؤْمِنَةٍ ۖ فَمَن لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ تَوْبَةً مِّنَ اللَّهِ ۗ وَكَانَ اللَّهُ عَلِيمًا حَكِيمًا ﴿92﴾

کرنا ہوگا، مگر یہ کہ وہ معاف کر دیں اور اگر مقتول تمہاری دشمن قوم میں سے تھا، اس حال میں کہ وہ مومن تھا تو پھر ایک مومنہ گردن آزاد کرنی ہوگی اگر وہ اس قوم میں سے تھا کہ جس کے اور تمہارے درمیان مضبوط عہد ہو چکا ہو تو اس کے اہل کو سپرد کیا جانے والا خون بہا ادا کرنا ہوگا اور ایک مومنہ گردن بھی آزاد کرنی ہو گی، پس جو یہ نہ پائے تو اس کو لگا تار دو مہینے کے روزے اللہ تعالیٰ سے توبہ کرنے کے لیے رکھنے ہوں گے اور اللہ تعالیٰ بڑا ہی جاننے والا حکمت والا ہے۔

وَمَن يَقْتُلْ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا فَجَزَاؤُهُ جَهَنَّمُ خَالِدًا فِيهَا وَغَضِبَ اللَّهُ عَلَيْهِ وَلَعَنَهُ وَأَعَدَّ لَهُ عَذَابًا عَظِيمًا ﴿93﴾

اور جو کوئی کسی مومن کو جان بوجھ کر قتل کرے گا تو اس کی سزا جہنم ہوگی، جس میں وہ ہمیشہ رہے گا اور اور اللہ تعالیٰ اس پر غضب ناک ہوگا اور اس پر لعنت کرے گا اور اس کے لیے اس نے عظیم عذاب تیار کر رکھا ہے۔

تشریح:

اسلام ایک ایسا دین ہے کہ اس میں ہر عمل مقرر کردہ ضابطہ کے تحت کرنے کی تعلیم دی گئی ہے تا کہ معاشرہ ہر قسم کے فتنہ وفساد سے محفوظ رہے۔ دشمن سے قتال کی صورتیں بیان کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ نے اہل اسلام پر واضح کر دیا کہ ان میں سے کسی کو اجازت نہیں کہ وہ کسی مومن بھائی کے خون سے اپنے ہاتھوں کو رنگے۔

صحیح بخاری کتاب الدیات (ص ۱۰۱۶) صحیح مسلم (۵۹/۲) کی روایت ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کسی مسلمان کا خون بہانا حلال نہیں جو اللہ تعالیٰ کے ایک ہونے اور میرے رسول ہونے کی گواہی دیتا ہو۔ مگر تین حالتیں ایسی ہیں کہ اس کا قتل کرنا جائز ہو جاتا ہے۔ یہ کہ اس نے کسی کا خون بہایا ہو یا شادی شدہ ہوتے ہوئے زنا کیا ہو یا اسلام کو چھوڑ کر جماعت سے الگ ہونے والا ہو۔ (یعنی مرتد ہو گیا ہو۔)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ان تین صورتوں میں بھی معاملہ امیر یا نائب امیر یا قاضی کے سامنے پیش کیا جائے گا جو اس کے جرم کے ثابت ہونے پر فیصلہ کرے گا۔ مقتول کے لواحقین کو یہ حق نہ ہوگا کہ خود ہی قاتل کو پکڑ کر قتل کر دیں اور اسلام کے مقرر کردہ ضابطہ کو نظر انداز کرتے ہوئے قانون کو اپنے ہاتھ میں لے لیں۔

جامع الترمذی ابواب الفتن(۲/۴۸) اور ابن ماجه،باب حرمة دم المومن (ص ۲۸۲)کی روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے حجۃ الوداع کے موقع پر فرمایا:

«فَإِنَّ دِمَاءَ كُمْ وَأَمْوَالَكُمْ وَ أَعْرَاضَكُمْ بَيْنَكُمْ حَرَامٌ كَحُرْمَةِ يَوْمِكُمْ هذَا وَفِي بَلَدِ كُمْ هذَا»

بے شک تمہارے خون اور تمہارے مال اور تمہاری عزتیں تمہارے درمیان ایک دوسرے پر اسی طرح حرام ہیں کہ جس طرح تمہارے اس دن اور تمہارے اس شہر کی حرمت ہے۔

یہ الگ بات ہے کہ کسی مسلمان سے کسی غلط فہمی کی بنا پر یا کسی حادثہ میں کسی کا خون ہو جائے۔ یعنی اس میں قتل کرنے کا ارادہ شامل نہ ہو، تو ایسی صورت میں اللہ تعالیٰ نے مقتول کے لواحقین کو دیت دینے کے ساتھ کفارہ بھی مقرر فرمایا ہے۔ دیت کے بارے میں جو روایات ہیں ان کو جمع کیا جائے تو واضح ہوتا ہے کہ اونٹوں کی تعداد ایک سو ہو گی، جو عمر کے لحاظ سے دو سال سے لے کر پانچ سال تک کے ہوں گے۔ اگر معاملہ اونٹوں کی بجائے نقدی کی صورت میں طے کیا جائے گا تو ایک ہزار سونے کے دینار یا بارہ ہزار چاندی کے درہم ادا کرنے ہوں گے۔ ایک قول یہ بھی ہے کہ بارہ ہزار کی بجائے دس ہزار درہم کی ادائیگی کی جائے گی۔

اگر مقتول کے قاتل یا قاتلوں کے بارے میں معلوم نہ ہو سکے تو دیت کی ادائیگی کا فریضہ اسلامی ریاست کو ادا کرنا ہوگا۔

صحیح بخاری کے باب القسامۃ (ص ۱۹۱۸) کی روایت کے مطابق ایک انصاری مقتول کے قاتل کا معاملہ جب الجھ گیا تو آپ نے مقتول کے ورثاء کو بیت المال سے صدقہ کے ایک سو اونٹ دیت کے طور پر دے دیئے۔

قتل کا معاملہ اتنا سنگین ہے کہ خطا کی صورت میں بھی دیت کے ساتھ کفارے کی ادائیگی کو اللہ تعالیٰ نے واجب کر دیا ہے۔ یعنی جس سے غیر ارادی طور پر قتل ہو، اس کو اس کے بدلے میں ایک غلام کی آزادی کا بھی ذمہ دار بنا دیا گیا۔ آزاد کیے جانے والے غلام کے مسلمان ہونے کی شرط بھی عائد کر دی گئی۔ چونکہ اسلام نے غلامی کو

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ختم کر دیا ہے لہٰذا موجودہ دور میں اندازاً اتنی ہی رقم اللہ تعالیٰ کی راہ میں صدقہ کرنی ہوگی۔ کسی غریب مسلمان کو اس کی غربت سے نجات دلانی ہوگی۔

خطأً قتل ہونے والا اگر مسلمان ہوتے ہوئے کفار کے درمیان رہائش پذیر تھا تو اس کی دیت ساقط ہو جاتی ہے لیکن کفارہ قائم رہتا ہے۔ یعنی اس نے ایک غلام آزاد ضرور کرنا ہے۔ تاکہ اس سے ضائع ہونے والی جان کا گناہ اللہ تعالیٰ معاف کر دے۔

اگر مقتول ایسی قوم میں رہتا تھا جس کے ساتھ اہل اسلام کا لڑائی نہ کرنے کا عہد ہو چکا تھا تو پھر مقتول کے ورثاء کو دیت دی جائے گی اور قاتل کو ایک غلام بھی آزاد کرنا ہوگا۔

اس اہم ترین قانونی ضابطے میں مقتول کے ورثاء کو حق ہے کہ اگر وہ چاہیں تو اللہ تعالیٰ سے اجر پانے کے لیے قاتل کو معاف کر سکتے ہیں اور اگر نہ کریں تو دیت کی ادائیگی کے ذمہ دار قاتل کے قریبی رشتہ دار یعنی ورثاء کے علاوہ عصبے ہوں گے۔ دیت ہر حال میں ہوگی۔

اگر قتل خطا کا مرتکب کوئی ایسا مسلمان ہو جو کفارے کے طور پر غلام آزاد کرنے کی استطاعت نہ رکھتا ہو تو اللہ تعالیٰ نے اس کے لیے یہ آسانی رکھ دی کہ وہ دو مہینے کے روزے پے در پے رکھے۔ بعض فقہاء کے نزدیک اگر ان میں انقطاع ہوتا ہے تو اس کو پھر سے روزے رکھنے ہوں گے۔ یہ بھی منقول ہے کہ اگر روزے رکھنے کی اس میں طاقت نہ ہو تو وہ ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلا دے جیسا کہ ظہار کے کفارے میں ہے۔

قتل خطا کے بعد قتل عمد کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے اعلان کر دیا کہ یہ اتنا بڑا گناہ ہے کہ قاتل اس کی وجہ سے ہمیشہ جہنم میں رہے گا، اللہ تعالیٰ اس پر غضب ناک ہوگا اور اس کی لعنت بھی اس پر ہوگی۔ ظاہر ہے کہ جہنم میں داخل کیا جانا ہی بہت بڑی سزا ہوگی۔ اس کے ساتھ ساتھ جس پر اللہ تعالیٰ کی لعنت اور اس کا غضب ہوگا، اس کا حال کیا ہوگا۔ نعوذ باللہ من ذالک۔

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک انسانی جان کی کتنی اہمیت ہے۔ سنن ابن ماجہ (ص ۲۸۲) میں عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم بیت اللہ کا طواف کر رہے تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

> تو کتنا پاک ہے اور تیری خوشبو کتنی پاک ہے، تو کتنا عظیم ہے اور تری حرمت کتنی عظیم ہے۔ لیکن قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے کہ مومن کی حرمت (یعنی اس کے خون اور مال کی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حرمت) تیری حرمت سے زیادہ عظیم ہے۔

امام ترمذی رحمہ اللہ نے "باب ما جاء فی تعظیم المومن" (۳۲/۲) کے تحت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے حسن غریب حدیث نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منبر مبارک پر تشریف فرما ہوئے اور آپ نے اونچی آواز سے فرمایا:

اے وہ لوگو! جنہوں نے زبانی اسلام کا اقرار کیا لیکن ایمان ان کے دلوں میں ابھی داخل نہیں ہوا! تم مسلمانوں کو عار نہ دلایا کرو اور نہ ان کی پوشیدہ باتوں کی تلاش میں رہا کرو۔ پس جو کوئی اپنے مسلم بھائی کی پوشیدہ بات یا کام کی تلاش میں رہے گا تو اللہ تعالیٰ اس کے رازوں کی تتبع کرے گا اور جس کے رازوں کی تتبع اللہ تعالیٰ کرے گا ،وہ اس کو رسوا کر دے گا اگرچہ وہ اپنے گھر کے اندرونی حصے ہی میں کیوں نہ ہو۔

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے ایک دن بیت اللہ یا کعبہ کی طرف دیکھ کر کہا: تو کتنا عظیم ہے اور تیری حرمت کتنی عظیم ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ کے نزدیک از روئے حرمت تجھ سے زیادہ عظیم مومن ہے۔

بخاری (ص ۱۰۱۵) مسلم (۳۸۹) میں مروی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب دو مسلمان اپنی اپنی تلوار لے کر لڑائی کرتے ہیں تو قاتل اور مقتول دونوں جہنم کا ایندھن بن جاتے ہیں۔

ابوبکرۃ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: اللہ تعالیٰ کے رسول! قاتل کے بارے میں بات سمجھ میں آتی ہے کہ اپنے مسلمان بھائی کو قتل کرنے کی وجہ سے جہنم میں چلا گیا۔ لیکن مقتول جہنم میں کیوں جائے گا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«اِنَّهٗ كَانَ حَرِيْصًا عَلٰى قَتْلِ صَاحِبِهٖ»

کیوں کہ وہ بھی اپنے ساتھی کو قتل کرنے کا حریص تھا۔

یعنی اگر اس کا بس چلتا تو اپنے بھائی کو وہ بھی قتل کر دیتا۔

صحیح بخاری کی کتاب الدیات (ص ۱۰۱۴، ۱۰۱۵) میں ہے کہ آپ نے اپنی امت کو حکم فرمایا:

«لَا تَرْجِعُوْا بَعْدِیْ كُفَّارًا يَّضْرِبُ بَعْضُكُمْ رِقَابَ بَعْضٍ»

میرے بعد پھر سے کافر نہ ہو جانا کہ بعض تمہارا بعض کی گردنیں مارتا پھرے۔

یعنی آپس میں خون خرابہ نہ کرنا۔ کیوں کہ مومنوں کا یہ کام نہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صحیح بخاری کتاب المغازی (ص۲۲۲) میں عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خالد بن ولید کو بنو جذیمہ کی طرف بھیجا۔ انہوں نے اپنے مسلمان ہونے کا اقرار ٹھیک طرح سے نہ کیا۔ اَسْلَمْنَا کی بجائے انہوں نے صَبَأْنَا صَبَأْنَا کہہ دیا۔ جس پر حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے ان کو قتل کرنا اور قیدی بنانا شروع کر دیا۔ اپنے ہر ساتھی کے سپرد ایک ایک قیدی کر دیا۔ اگلے دن حکم دیا کہ ہر قیدی کو قتل کر دیا جائے۔ عبداللہ رضی اللہ عنہ نے ان کو ایسا نہ کرنے دیا اور واپس آ کر جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے معاملے کی خبر دی تو آپ نے اپنے ہاتھوں کو اٹھا کر بارگاہ الٰہ میں عرض کیا:

اے اللہ! خالد نے جو کیا میں اس سے بری ہوں۔ دو مرتبہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا ہی کہا۔

زاد المعاد (۱۸۶/۲) کی روایت کے مطابق آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بھیجا جنہوں نے تمام مقتولوں کی دیت ادا کی۔ خطا کے طور پر ہونے والے قتال سے جب سید الانبیاء نے اپنی برات کا اعلان کر دیا تو جو مسلمان ہونے کے دعویدار عمداً ایسا کریں گے تو یقیناً ان کا معاملہ قرآنی اعلان کے مطابق ہوگا۔ اللہ تعالیٰ اس سے ہمیں محفوظ رکھے۔

حل لغات:

- ﴿وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ اَنْ يَّقْتُلَ مُؤْمِنًا اِلَّا خَطَأً﴾ میں مَا نافیہ تحریمی و نہی کا۔ كَانَ فعل ناقص۔ لِمُؤْمِنٍ جار مجرور۔ اَنْ ناصبہ۔ يَقْتُلَ فعل مضارع۔ مُؤْمِنًا مفعول۔ اِلَّا حرف استثنا۔ خَطَأً مستثنیٰ کے بارے میں کہا گیا ہے کہ یہ حال ہے۔ دوسرا قول ہے کہ مفعول لہ جب کہ یہ بھی منقول ہے کہ یہ مصدر کی صفت ہے۔ جملے کا معنیٰ ہے: کسی مومن کے لیے جائز نہیں کہ وہ ناحق کسی مومن کو قتل کرے مگر یہ کام اس سے خطا کے طور پر ہو جائے۔
- ﴿وَمَنْ قَتَلَ مُؤْمِنًا خَطَأً فَتَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ مُّؤْمِنَةٍ﴾ میں مَنْ شرطیہ۔ قَتَلَ فعل ماضی۔ مُؤْمِنًا مفعول۔ خَطَأً حال۔ تَحْرِيْرُ باب تفعیل سے مصدر پر فاء جواب شرط۔ رَقَبَةٍ مُّؤْمِنَةٍ مرکب توصیفی۔ جملے کا معنیٰ ہے: اور جس نے کسی مومن کو خطا کے طور پر قتل کر دیا اس کو ایک مومن غلام آزاد کرنا ہوگا۔
- ﴿وَدِيَةٌ مُّسَلَّمَةٌ اِلٰى اَهْلِهٖ اِلَّا اَنْ يَّصَّدَّقُوْا﴾ میں دِيَةٌ باب وَدٰى يَدِىْ وَدْيًا وَ دِيَةً (لفیف مفروق) سے مصدر مُسَلَّمَةٌ باب تفعیل سے مفعول مؤنث۔ اِلٰى اَهْلِهٖ جار مجرور۔ اِلَّا حرف استثنا۔ اَنْ ناصبہ۔ يَصَّدَّقُوْا فعل مضارع۔ جملے کا معنیٰ ہے: اور مقتول کے اہل کو حوالے کیا جانے والا خون بہا بھی ادا کرنا ہوگا۔ مگر یہ کہ وہ معاف کر دیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

○ ﴿فَاِنْ كَانَ مِنْ قَوْمٍ عَدُوٍّ لَّكُمْ وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَتَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ مُّؤْمِنَةٍ﴾ میں اِنْ شرطیہ۔ كَانَ فعل ناقص۔ مِنْ قَوْمٍ عَدُوٍّ جار مجرور۔ لَكُمْ بھی جار مجرور۔ واؤ حالیہ۔ هُوَ ضمیر مرفوع منفصل۔ مُؤْمِنٌ اسم فاعل تَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ مُّؤْمِنَةٍ جواب شرط۔ جملے کا معنی ہے: اور مقتول اگر تمہاری دشمن قوم میں سے تھا اس حال میں کہ وہ خود مومن تھا تو ایک مومنہ گردن یعنی غلام آزاد کرنا ہوگا۔

○ ﴿وَاِنْ كَانَ مِنْ قَوْمٍ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُمْ مِّيْثَاقٌ فَدِيَةٌ مُّسَلَّمَةٌ اِلٰى اَهْلِهٖ وَ تَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ مُّؤْمِنَةٍ﴾ میں مِيْثَاقٌ، وَثَقَ يَثِقُ مثال واوی سے مصدر میمی۔ جملے کا معنی ہے: اور وہ اگر اس قوم میں سے تھا جس کے اور تمہارے درمیان مضبوط عہد ہو چکا ہو تو مقتول کے اہل کے حوالے کی جانے والی دیت ادا کرنی ہوگی اور ایک مومنہ گردن بھی آزاد کرنی ہوگی۔

○ ﴿فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ تَوْبَةً مِّنَ اللّٰهِ﴾ میں فَمَنْ شرطیہ۔ لَمْ يَجِدْ نفی جحد، لَمْ کی وجہ سے فعل مضارع مجزوم۔ اگلا حصہ جواب شرط۔ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ تثنیہ کے صیغے، مرکب توصیفی۔ تَوْبَةً حال۔ مِنَ اللّٰهِ جار مجرور۔ جملے کا معنی ہے: پس جو کوئی غلام آزاد کرنے کی استطاعت نہ رکھتا ہو وہ اللہ تعالیٰ سے توبہ کرنے کے لیے دو مہینوں کے پے در پے یعنی لگا تار روزے رکھے۔

○ ﴿وَكَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا حَكِيْمًا﴾ میں كَانَ فعل ناقص۔ لفظ اللّٰهُ اس کا اسم اور عَلِيْمًا حَكِيْمًا اس کی خبر۔ عَلِيْمًا اور حَكِيْمًا دونوں صفت مشبہ۔ جملے کا معنی ہے: اور اللہ تعالیٰ بڑا ہی جاننے والا حکمت والا ہے۔

○ ﴿وَمَنْ يَّقْتُلْ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا فَجَزَآؤُهٗ جَهَنَّمُ خَالِدًا فِيْهَا﴾ میں واؤ عاطفہ۔ مَنْ شرطیہ۔ يَقْتُلْ فعل مضارع۔ مُؤْمِنًا مفعول۔ مُتَعَمِّدًا باب تفعل سے اسم فاعل، حال۔ فَجَزَآؤُهٗ کی فاء جواب شرط اور ہٗ ضمیر مَنْ يَّقْتُلْ یعنی قاتل کی طرف راجع خَالِدًا حال۔ فِيْهَا جار مجرور۔ جملے کا معنی ہے: اور جو کوئی کسی مومن کو عمداً قتل کرے گا، تو اس کی سزا جہنم ہوگی جس میں وہ ہمیشہ رہے گا۔

○ ﴿وَغَضِبَ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَلَعَنَهٗ﴾ میں غَضِبَ اور لَعَنَ دونوں فعل ماضی۔ لفظ اَللّٰهُ ان کا فاعل۔ عَلَيْهِ اور لَعَنَهٗ کی ضمیریں ہٗ قاتل کی طرف راجع۔ جملے کا معنی ہے: اور اللہ تعالیٰ اس پر غضب ناک ہوگا اور اس پر لعنت کرے گا۔

○ ﴿وَاَعَدَّ لَهٗ عَذَابًا عَظِيْمًا﴾ میں واؤ عاطفہ۔ اَعَدَّ فعل ماضی۔ لَهٗ جار مجرور۔ عَذَابًا عَظِيْمًا مرکب توصیفی (مفعول)۔ جملے کا معنی ہے: اور اس (قاتل) کے لیے اس نے عظیم عذاب تیار کر رکھا ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

﴿۳۰﴾

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا ضَرَبْتُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَتَبَيَّنُوْا وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ اَلْقٰٓى اِلَيْكُمُ السَّلٰمَ لَسْتَ مُؤْمِنًا ۚ تَبْتَغُوْنَ عَرَضَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۡ فَعِنْدَ اللّٰهِ مَغَانِمُ كَثِيْرَةٌ ۭ كَذٰلِكَ كُنْتُمْ مِّنْ قَبْلُ فَمَنَّ اللّٰهُ عَلَيْكُمْ فَتَبَيَّنُوْا ۭ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرًا ﴿94﴾

اے ایمان والو! جب تم زمین میں اللہ تعالیٰ کی راہ میں نکلو تو تحقیق کر لیا کرو اور تمہیں جو سلام کرے، اس سے یہ نہ کہو کہ تم ایمان والے نہیں ہو۔ تم دنیاوی زندگی کے اسباب تلاش کر رہے ہو حالاں کہ اللہ تعالیٰ کے پاس بہت سی غنیمتیں ہیں۔ تم بھی پہلے ایسے ہی تھے پھر اللہ تعالیٰ نے تم پر احسان کیا لہٰذا تحقیق کر لیا کرو۔ بے شک اللہ تعالیٰ اس سے باخبر ہے جو تم کرتے ہو۔

لَا يَسْتَوِي الْقٰعِدُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ غَيْرُ اُولِي الضَّرَرِ وَالْمُجٰهِدُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ ۭ فَضَّلَ اللّٰهُ الْمُجٰهِدِيْنَ بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ عَلَى الْقٰعِدِيْنَ دَرَجَةً ۭ وَكُلًّا وَّعَدَ اللّٰهُ الْحُسْنٰى ۭ وَفَضَّلَ اللّٰهُ الْمُجٰهِدِيْنَ عَلَى الْقٰعِدِيْنَ اَجْرًا عَظِيْمًا ﴿95﴾

تکلیف والوں (یعنی شرعی عذر والوں) کے علاوہ گھروں میں بیٹھے والے اور اپنے مالوں اور اپنی جانوں کے ساتھ اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والے برابر نہیں ہیں، اللہ نے اپنے مالوں اور اپنی جانوں کے ساتھ جہاد کرنے والوں کو درجوں میں فضیلت سے نواز دیا ہے اور ہر ایک سے اللہ تعالیٰ نے بھلائی کا وعدہ کر لیا ہے، اور اللہ تعالیٰ نے گھروں میں بیٹھنے والوں پر جہاد کرنے والوں کو اجر عظیم والی فضیلت عطا کر دی ہے۔

دَرَجٰتٍ مِّنْهُ وَ مَغْفِرَةً وَّرَحْمَةً ۭ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ﴿96﴾

اپنی طرف سے ان کو درجات اور بخشش اور رحمت کی فضیلت سے بھی نوازا ہے اور اللہ تعالیٰ بڑا ہی بخشنے والا مہربان ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تشریح:

صحیح بخاری کی کتاب التفسیر (ص ۶۶۰) میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ ایک شخص اپنی بکریوں کے ریوڑ میں تھا کہ جہاد کرنے والے مسلمانوں کی ایک جماعت اس کے پاس پہنچی تو اس نے ان کو اسلامی طریقے کے مطابق سلام کہا لیکن مسلمانوں نے اس کو مسلمان نہ سمجھتے ہوئے قتل کر کے اس کی بکریوں پر قبضہ کر لیا، اللہ تعالیٰ نے ﴿وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ اَلْقٰی اِلَیْکُمُ السَّلٰمَ﴾ والی آیت نازل فرما دی اور اہل اسلام کو حکم دے دیا کہ نہ صرف مومن کو قتل کرنا تم پر حرام ہے بلکہ کسی ایسے شخص کا خون بہانا اور اس کے مال کو غنیمت بنانا جائز نہیں جو تمہیں اسلامی طریقے کے مطابق سلام کر کے اپنے مسلمان ہونے کا اعلان کرے۔

سنن ابن ماجہ کے ابوب الفتن (ص ۲۸۱) میں عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک لشکر مشرکوں سے مقابلہ کرنے کے لیے بھیجا جس نے مشرکوں سے زبردست قتال کر کے ان کو شکست دی۔ مسلمانوں میں سے ایک شخص نے ایک مشرک پر نیزے سے حملہ کیا، تو اس نے کہا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی الٰہ نہیں اور میں مسلمان ہوں لیکن حملہ آور مسلمان نے اس کو نیزہ مار کر قتل کر دیا۔ پھر اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا: اللہ تعالیٰ کے رسول! میں ہلاک ہو گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک یا دو مرتبہ فرمایا کہ تو نے کون سا کام کیا ہے جس کی بنا پر ایسا کہہ رہا ہے؟ اس نے لا الہ الا اللہ کہنے والے کو قتل کرنے کا واقعہ بیان کر دیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تو نے اس کا پیٹ پھاڑ کر اس کے دل کو نکال کر کیوں نہ دیکھا کہ اس نے لا الہ الا اللہ صدق دل سے کہا تھا۔ اس نے عرض کیا: اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! اگر میں اس کا دل نکال کر دیکھتا تو کیا مجھے معلوم ہو جاتا کہ اس میں کیا ہے۔ آپ نے فرمایا: جو اس نے کہا، تو نے اس کو قبول نہ کیا اور جو اس کے دل میں تھا تو نے اس کو نہ جانا۔ آپ یہ فرما کر خاموش ہو گئے۔ تھوڑا ہی عرصہ گزرا تھا کہ اس کی موت واقع ہو گئی۔ راوی کا بیان ہے کہ ہم نے اس کو دفن کر دیا لیکن صبح جو دیکھا اس کی لاش قبر کے باہر پڑی تھی، ہم نے اس کو پھر دفن کر دیا اور چند لڑکوں کو رات نگہبانی کی ذمہ داری سونپ دی، صبح ہوئی تو دیکھا، اس کی لاش پھر قبر سے باہر تھی، ہم نے سوچا شاید لڑکوں نے ذمہ داری ٹھیک سے نہیں نبھائی اور سو گئے ہوں گے۔ لہٰذا ہم نے اس کو پھر سے دفنانے کے بعد خود چوکیداری کی لیکن صبح کے وقت اس کی لاش قبر کے باہر تھی۔ لہٰذا ہم نے اس کو کسی پہاڑی شگاف میں پھینک دیا۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کے بارے میں بتایا گیا تو آپ نے فرمایا کہ زمین اس سے برے برے لوگوں کو قبول کر لیتی ہے لیکن اللہ تعالیٰ کو یہ بات پسند آئی کہ تم کو دکھائے کہ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کی حرمت وتعظیم کیا ہے؟

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہ روایت کو الفاظ کے اختلاف کے ساتھ ابن جریر، ابن کثیر اور القرطبی نے بھی اپنی اپنی تفسیر میں نقل کیا ہے تاکہ واضح ہو جائے کہ جو اپنے مسلمان ہونے کا اعلان کر دے، اس کا خون بہانا بھی حرام ہو جاتا ہے اگرچہ وہ مسلمانوں میں نہ رہا ہو، مسلمان اس سے ناواقف ہوں یا اس کے کافر ہونے کی ان کو خبر تو ہو لیکن اس کے مسلمان ہونے سے آگاہ نہ ہوں۔

صحیح بخاری کتاب الدیات (ص ۱۰۱۴) کی روایت ہے۔ المقداد بن عمرو الکندی بدری صحابی رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا: اللہ تعالیٰ کے رسول! اگر میرا کسی کافر سے ٹکراؤ ہو جائے اور ہم میں خوب لڑائی ہو، جس میں وہ میرے ہاتھ پر وار کر کے اس کو میرے جسم سے الگ کر دے، پھر ایک درخت کے پیچھے ہو کر کہے کہ میں اللہ تعالیٰ کے لیے مسلمان ہو گیا۔ اس کے اس اقرار کے بعد کیا میں اس کو قتل کر دوں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم اس کو قتل نہ کرو۔ مقداد رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: اللہ تعالیٰ کے رسول! اس نے میرے دونوں ہاتھوں میں سے ایک ہاتھ کو کاٹ دیا آپ نے پھر بھی فرمایا: تم اس کو قتل نہ کرو، اگر تم اس کو قتل کرو گے تو وہ تمہاری اس جگہ ہو جائے گا جہاں تم اس کو قتل کرنے سے پہلے تھے اور تم اس کی اس جگہ میں ہو جاؤ گے جہاں وہ مسلمان ہونے والی بات کہنے سے پہلے تھا، یعنی اس کو اگر قتل کرو گے تو تم کافر ہو جاؤ گے اور وہ مسلمان مقتول ہوگا۔

صحیح بخاری کی اسی کتاب میں ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«لَنْ يَزَالَ الْمُؤْمِنُ فِي فُسْحَةٍ مِنْ دِينِهِ مَالَمْ يُصِبْ دَمًا حَرَامًا»

مومن ہمیشہ ہی اپنے دین کی وسعت میں رہتا ہے جب تک کسی حرام کردہ خون بہانے کا وہ مرتکب نہیں ہوتا۔

اسی لیے اللہ تعالیٰ نے جہاد کرنے والوں کو حکم فرمایا کہ جب اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کے لیے نکلو تو تم سے کوئی اسلامی طریقے سے سلام کرے تو اس کو یہ نہ کہو کہ تم مسلمان نہیں ہو، دنیا کے مال کے حصول کی خاطر اس کا خون بہا دو۔ بلکہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے اپنے پاس بے حساب نعمتوں کی صورت میں بہت سی غنیمتیں جمع کر رکھی ہیں۔ ان کو اپنی زندگی کا مقصود و مطلوب بنا لو اور جو اپنے مسلمان ہونے کا اعلان کر دے اس کے بارے میں ضرور تحقیق کر لیا کرو کیوں کہ کفار میں رہتے ہوئے تم بھی پہلے مسلمان ہونے کو مخفی رکھا کرتے تھے۔ ہو سکتا ہے کہ سلام کرنے والے مسلمان کا بھی یہی حال ہو۔

صحیح بخاری کتاب التفسیر (ص ۶۶۰، ص ۳۹۷) میں زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کو ﴿لَا يَسْتَوِي الْقٰعِدُونَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُجٰهِدُونَ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ﴾ لکھوا رہے تھے کہ ابن ام

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مکتوم رضی اللہ عنہ نے حاضر ہو کر عرض کیا: اللہ کے رسول! اگر میں جہاد کرنے کی استطاعت رکھتا تو ضرور جہاد کرتا۔ نابینا تھے لہٰذا اپنی مجبوری کا انہوں نے اظہار کر دیا۔ رحیم و کریم نے ان کی معذوری کا خیال رکھتے ہوئے اور ان کی نیت و جذبے کی قدر کرتے ہوئے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہونے والی آیت میں غیر اولی الضرر کا اضافہ فرما دیا۔ زید رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ جب آپ پر وحی کا نزول ہوا تو آپ کی ران مبارک میری ران پر تھی یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اپنے بہت قریب بٹھایا ہوا تھا۔ وحی کے نزول کا آغاز ہوتے ہی میری ران پر آپ کی ران کا اتنا وزن پڑا کہ میں نے خطرہ محسوس کیا کہ کہیں ٹوٹ نہ جائے۔ وحی کے اختتام پر وہ بوجھ ہلکا ہو گیا۔

اللہ تعالیٰ نے گھروں میں بیٹھنے والوں پر مجاہدین کو فضیلت سے نوازتے ہوئے معذوروں اور مجبوروں کو بھی ان کی نیت اور جذبے کی وجہ سے مجاہدین میں شامل کر دیا۔

صحیح بخاری غزوہ تبوک (ص ۶۳۷) میں انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غزوہ تبوک سے واپس آتے ہوئے جب مدینہ کے پاس پہنچے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بے شک مدینہ میں ایسے بھی لوگ ہیں کہ جو تم نے سفر کیا اور کسی وادی میں سے تمہارا گزر ہوا، وہ تمہارے ساتھ تھے۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: اللہ تعالیٰ کے رسول! اس حال میں کہ وہ مدینہ میں مقیم تھے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مدینہ میں رہتے ہوئے وہ تمہارے ساتھ تھے۔ یعنی تمہیں ملنے والے اجر و ثواب میں شریک تھے کیونکہ شرعی عذر نے ان کو غزوہ میں شامل ہونے سے روک لیا۔

اس سے معلوم ہوا کہ انسان کی نیت اور جذبہ ٹھیک ہو تو اللہ تعالیٰ سے ملنے والے اجر و ثواب سے محروم نہیں رہتا۔

مجاہدوں کو گھروں میں ٹھہرے رہنے والوں پر اللہ تعالیٰ نے فضیلت تو دی لیکن اہل ایمان کو بھلائی سے نوازنے کا وعدہ بھی کر لیا کیوں کہ اللہ تعالیٰ بڑا ہی بخشنے والا اور رحم کرنے والا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی اپنی بخشش و رحمت سے نواز دے۔

حل لغات:

- ﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا ضَرَبْتُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَتَبَيَّنُوْا﴾ میں يٰٓاَيُّهَا حرف ندا۔ اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا منادیٰ۔ اِذَا شرطیہ۔ ضَرَبْتُمْ فعل ماضی ۔ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ مرکب جاری فَتَبَيَّنُوْا فعل امر پر فاء جواب شرط۔ جملے کا معنی ہے: اے ایمان والو! جب تم اللہ تعالیٰ کی راہ میں نکلو تو تحقیق کر لیا کرو۔
- ﴿وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ اَلْقٰٓى اِلَيْكُمُ السَّلٰمَ لَسْتَ مُؤْمِنًا﴾ میں لَا تَقُوْلُوْا امر نہی۔ لِمَنْ کا لام حرف جر اور مَنْ موصولہ اَلْقٰى فعل ماضی ۔ اِلَيْكُمْ جار مجرور۔ اَلسَّلٰمَ مفعول۔ لَسْتَ فعل ناقص۔ مُؤْمِنًا اس کی خبر۔ جملے کا معنی: اور جو تم کو سلام کرے، اس کو نہ کہو کہ تو ایمان والا نہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

○ ﴿تَبْتَغُوْنَ عَرَضَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا فَعِنْدَ اللّٰهِ مَغَانِمُ كَثِيْرَةٌ﴾ تَبْتَغُوْنَ فعل مضارع۔ عَرَضَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا اس کا مفعول ۔ فَعِنْدَاللّٰهِ ظرف مکان ۔ مَغَانِمُ كَثِيْرَةٌ مرکب توصیفی جملے کا معنی ہے: تم دنیا کی زندگی کے اسباب کی تلاش میں ہو۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ کے پاس بہت سی غنیمتیں ہیں۔

○ ﴿كَذٰلِكَ كُنْتُمْ مِنْ قَبْلُ فَمَنَّ اللّٰهُ عَلَيْكُمْ فَتَبَيَّنُوْا﴾ میں كَذٰلِكَ اسم اشارہ پر کاف تشبیہ کا۔ كُنْتُمْ فعل ناقص مِنْ قَبْلُ جار مجرور اصل میں مِنْ قَبْلِ هٰذَا الزَّمَان ہے۔ فَمَنَّ فعل ماضی پر فاء اظہار احسان کی۔ لفظ اَللّٰهُ اس کا فاعل۔ عَلَيْكُمْ عَلٰى حرف جر اور كُمْ ضمیر مخاطب کی فَتَبَيَّنُوْا فعل امر۔ جملے کا معنی ہے: تم بھی پہلے ایسے ہی تھے۔ پس اللہ تعالیٰ نے تم پر احسان فرمایا۔ لہٰذا تم تحقیق کر لیا کرو۔

○ ﴿اِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرًا﴾ میں اِنَّ مشبہ بفعل۔ لفظ اَللّٰهَ اس کا اسم ۔ كَانَ اپنے متعلقات سے مل کر اس کی خبر۔ جملے کا معنی ہے: بے شک اللہ تعالیٰ اس سے باخبر ہے کہ جو تم کرتے ہے۔

○ ﴿لَا يَسْتَوِى الْقٰعِدُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ غَيْرُ اُولِى الضَّرَرِ وَالْمُجَاهِدُوْنَ فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ﴾ میں لَا نافیہ يَسْتَوِى فعل مضارع ۔ الْقٰعِدُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اور اَلْمُجَاهِدُوْنَ فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ دونوں جملے اس کے فاعل۔ بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ کی هُمْ ضمیریں اَلْمُجَاهِدُوْنَ کی طرف راجع ۔ غَيْرُ اُولِى الضَّرَرِ مستثنیٰ ۔ جملے کا معنی ہے: مومنوں میں سے تکلیف والوں کے علاوہ گھروں میں بیٹھنے والے اور اللہ کی راہ میں اپنے مالوں اور اپنی جانوں کے ساتھ جہاد کرنے والے برابر نہیں ہیں۔

○ ﴿فَضَّلَ اللّٰهُ الْمُجَاهِدِيْنَ بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ عَلَى الْقٰعِدِيْنَ دَرَجَةً﴾ میں فَضَّلَ فعل ماضی۔ لفظ اَللّٰهُ اس کا فاعل۔ اَلْمُجَاهِدِيْنَ مفعول۔ بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ جار مجرور۔ دَرَجَةً مفعول ثانی یا مصدر یا حال یا تمیز ہونے کی بنا پر منصوب۔ جملے کا معنی ہے: اپنے مالوں اور اپنی جانوں کے ساتھ جہاد کرنے والوں کو اللہ تعالیٰ نے گھروں میں بیٹھنے والوں پر درجوں کے اعتبار سے فضلیت سے نوازا ہے۔

○ ﴿وَكُلًّا وَّعَدَ اللّٰهُ الْحُسْنٰى﴾ میں كُلًّا مفعول اول (مقدم) اور اَلْحُسْنٰى مفعول ثانی۔ وَعَدَ مثال واوی سے فعل ماضی ۔ لفظ اَللّٰهُ اس کا فاعل ۔ جملے کا معنی ہے: حالاں کہ اللہ تعالیٰ نے ہر ایک سے اجر و ثواب کا وعدہ کر رکھا ہے۔

○ ﴿وَفَضَّلَ اللّٰهُ الْمُجَاهِدِيْنَ عَلَى الْقٰعِدِيْنَ اَجْرًا عَظِيْمًا﴾ میں واوٴ عاطفہ۔ فَضَّلَ فعل ماضی ۔ لفظ اَللّٰهُ فاعل۔ اَلْمُجَاهِدِيْنَ مفعول اول ۔ عَلَى الْقٰعِدِيْنَ جار مجرور۔ اَجْرًا عَظِيْمًا مرکب توصیفی مفعول ثانی۔ جملے کا معنی ہے: اور اللہ تعالیٰ نے گھروں میں بیٹھے رہنے والوں پر جہاد کرنے والوں کو بہت عظیم اجر کی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فضیلت عطا کر دی ہے۔

- ﴿دَرَجٰتٍ مِّنْهُ وَ مَغْفِرَةً وَّرَحْمَةً﴾ میں واؤ عاطفہ دَرَجٰتٍ مِّنْهُ وَ مَغْفِرَةً اور رَحْمَةً اللہ کے فضل کی تفصیل ہونے کی بنا پر منصوب۔
- ﴿وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا﴾ میں واؤ عاطفہ كَانَ فعل ناقص۔ لفظ اللّٰهُ اس کا اسم اور غَفُوْرًا رَّحِيْمًا اس کی خبر۔ جملے کا معنی ہے: اور اللہ تعالیٰ بڑا ہی بخشنے والا رحم کرنے والا ہے۔

﴿۳۱﴾

اِنَّ الَّذِيْنَ تَوَفّٰهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ ظَالِمِيْٓ اَنْفُسِهِمْ قَالُوْا فِيْمَ كُنْتُمْ ؕ قَالُوْا كُنَّا مُسْتَضْعَفِيْنَ فِي الْاَرْضِ ؕ قَالُوْٓا اَلَمْ تَكُنْ اَرْضُ اللّٰهِ وَاسِعَةً فَتُهَاجِرُوْا فِيْهَا ؕ فَاُولٰٓئِكَ مَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ ؕ وَسَآءَتْ مَصِيْرًا ﴿97﴾

بے شک وہ لوگ کہ فرشتے ان کی روحیں قبض کرتے ہیں۔ جو اپنی جانوں پر ظلم کرنے والے تھے۔ ان سے کہتے ہیں کہ تم کس حال میں تھے۔ وہ جواباً کہتے ہیں۔ ہم زمین میں کمزور و مغلوب تھے۔ فرشتے ان سے کہتے ہیں۔ کیا اللہ تعالیٰ کی زمین کشادہ نہ تھی کہ تم اس میں ہجرت کرتے۔ پس وہی ہیں کہ ان کا ٹھکانا جھنم ہو گا اور وہ بہت بری جگہ لوٹنے کی ہے۔

اِلَّا الْمُسْتَضْعَفِيْنَ مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَآءِ وَالْوِلْدَانِ لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ حِيْلَةً وَّلَا يَهْتَدُوْنَ سَبِيْلًا ﴿98﴾

سوائے ان کمزور و مغلوب مردوں، عورتوں اور بچوں کے کہ جو کوئی کارروائی کرنے کی طاقت نہیں رکھتے اور نہ نکلنے کی کوئی راہ پاتے ہیں۔

فَاُولٰٓئِكَ عَسَى اللّٰهُ اَنْ يَّعْفُوَ عَنْهُمْ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ عَفُوًّا غَفُوْرًا ﴿99﴾

پس وہی ہیں کہ جن کے بارے میں امید ہے کہ اللہ تعالیٰ ان سے درگزر فرمائے گا اور اللہ تعالیٰ بڑا ہی درگزر کرنے والا اور بخشنے والا ہے۔

وَمَنْ يُّهَاجِرْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ يَجِدْ فِي الْاَرْضِ مُرٰغَمًا كَثِيْرًا وَّسَعَةً ؕ وَمَنْ يَّخْرُجْ مِنْۢ بَيْتِهٖ مُهَاجِرًا اِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ثُمَّ يُدْرِكْهُ الْمَوْتُ فَقَدْ وَقَعَ

اور جو اللہ تعالیٰ کی راہ میں ہجرت کرے گا تو وہ زمین میں بہت سی جگہیں اور کشادگی پائے گا اور اپنے گھر سے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی طرف ہجرت

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اَجْرُهٗ عَلَى اللّٰهِ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ﴿100﴾	کرتے ہوئے نکلے اور موت اس کو پالے تو یقیناً اللہ تعالیٰ کے ذمہ اس کا اجر ہو جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ بڑا ہی بخشنے والا مہربان ہے۔

تشریح:

ابو داؤد کتاب الجہاد (ص ۳۸۵) میں سمرۃ رضی اللہ عنہ بن جندب سے مروی ہے: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

« مَنْ جَامَعَ الْمُشْرِكَ وَسَكَنَ مَعَهُ فَإِنَّهُ مِثْلُهُ »

جو مشرکوں سے ملا جلا رہے اور انہی کے ساتھ رہے تو وہ بھی انہی جیسا ہوتا ہے۔

رسول اللہ ﷺ جب مکہ سے ہجرت کر کے مدینہ طیبہ تشریف لے آئے اور اسلامی ریاست قائم ہوگئی تو اس کے بعد جو کفار کے ساتھ رہتے ہوئے مسلمان ہونے کے دعویدار تھے، ان کے انجام سے اللہ تعالیٰ نے آگاہ کر دیا۔

صحیح بخاری کتاب التفسیر (ص ۶۶۱) میں ابو الاسود سے مروی ہے کہ ان کو ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بتایا کہ مسلمانوں میں ایسے بھی لوگ تھے جو مشرکوں میں رہتے ہوئے رسول اللہ ﷺ کے خلاف ان کی تعداد بڑھاتے تھے۔ ان میں سے کسی پر تیر پھینکا جاتا یا تلوار سے حملہ کیا جاتا جس سے وہ قتل ہو جاتا تو اللہ تعالیٰ نے اس کے اور اس جیسے لوگوں کے بارے میں ﴿ ظَالِمِيْ اَنْفُسِهِمْ ﴾ والی آیت نازل فرما دی۔ یعنی وہ خود اپنی جانوں پر ظلم کرنے والے تھے۔ ایسے لوگوں کی موت کے وقت فرشتے ان سے سوال کرتے ہیں کہ تم نے رسول اللہ ﷺ کی قائم کردہ ریاست کی طرف ہجرت کیوں نہ کی؟ مشرکوں میں مقیم ہوتے ہوئے ان کی تعداد میں اضافہ کرتے رہے۔ اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ کی مخالفت کرنے والوں کا ساتھ دیتے رہے۔ حالانکہ تمہارا فرض تھا کہ اللہ تعالیٰ کے رسول اللہ ﷺ کا ساتھ دیتے اور موت تمہیں اس حال میں آتی کہ تم حقیقی مسلمان ہوتے۔ سورۃ ال عمران میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقٰتِهٖ وَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ﴿102﴾ ﴾

اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ سے اس طرح ڈر جاؤ جس طرح ڈرنے کا حق ہے اور موت تمہیں اس حال میں آئے کہ تم مسلمان ہو۔

ظاہر ہے کہ مشرکوں میں رہتے ہوئے لڑائیوں میں ان کا ساتھ دیتے ہوئے جو مر جائے یا قتل ہو جائے تو وہ ان نعمتوں سے محروم ہو جاتا ہے جن کا وعدہ اللہ تعالیٰ نے اہل ایمان سے کر رکھا ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مشرکوں کے ساتھ رہنے والوں سے جب فرشتے سوال کرتے ہیں تو وہ کہتے ہیں کہ ہم کمزور تھے۔ مشرکوں میں سے نکلنا ہمارے لیے ممکن نہ تھا۔ اللہ تعالیٰ کے ہاں ان کا عذر قبول نہیں ہوتا اور ان سے کہا جاتا ہے کیا اللہ تعالیٰ کی زمین کشادہ نہ تھی؟ تم اس میں ادھر ادھر ہو جاتے یعنی کفار کا ساتھ چھوڑ دیتے۔ لہٰذا ان کے لیے اعلان کر دیا گیا کہ ان کا ٹھکانا جہنم ہوگا جو یقیناً لوٹنے کی بہت ہی بری جگہ ہے۔

اللہ تعالیٰ علیم وخبیر ہونے کے ناطے ظاہر و پوشیدہ سے آگاہ ہے، اس لیے اس نے ان کا بھی ذکر فرما دیا جو واقعی مکہ میں کمزور و مغلوب تھے اور ہجرت کرنے میں کامیاب نہ ہوئے۔ بخاری (ص۶۶۱) ہی کی روایت کے مطابق رسول اللہ ﷺ ان کے لیے دعا کیا کرتے تھے ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب عشاء کی نماز پڑھتے تو سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہٗ کہنے کے بعد اور سجدہ میں جانے سے پہلے بارگاہ الٰہ میں عرض کیا کرتے:

اے اللہ! عیاش بن ابی ربیعہ کو نجات دے، اے اللہ! سلمہ بن ہشام کو نجات دے، اے اللہ! ولید بن ولید کو نجات دے۔ اے اللہ! مومنوں میں سے جو کمزور ہیں ان کو نجات دے۔ مضر قبیلے پر عذاب میں سختی فرما۔ ان کو ایسی قحط سالی میں مبتلا کر جیسی حضرت یوسف علیہ السلام کے زمانے میں آئی۔

تفسیر ابن کثیر میں ابن ابی حاتم کے حوالے سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے سلام پھیرنے کے بعد قبلے ہی کی طرف چہرہ مبارک کیے ہوئے ہاتھ اٹھا کر مذکورہ افراد کے لیے دعا کی۔ تفسیر ابن جریر کی روایت کے مطابق آپ یہ دعا ظہر کی نماز کے بعد مانگا کرتے تھے۔ درمنثور (۲/۲۰۶) میں منقول ہے کہ آپ ہر نماز کے بعد یہ دعا کیا کرتے تھے۔

اس سے معلوم ہوا کہ جو واقعتہً کمزور و مغلوب تھے، ان کے لیے دعائیں کی جاتی تھیں لیکن جن کی نیتوں میں کھوٹ تھا ان کو جہنم کی وعید سنا دی گئی اور جنہوں نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کرتے ہوئے ہجرت کی، اسلامی ریاست کے استحکام میں بھرپور کردار ادا کیا، اللہ تعالیٰ نے ان کو دنیا میں اپنی نعمتوں سے مالا مال کر دیا اور آخرت میں دیئے جانے والے اجر وثواب کی بشارت دے دی۔ اصل بات نیت کی ہے۔

صحیح بخاری کی پہلی حدیث عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا:

«اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّیَّاتِ وَاِنَّمَا لِامْرِئٍ مَّا نَوٰی ، فَمَنْ کَانَتْ هِجْرَتُهٗ اِلٰی دُنْیَا یُصِیْبُهَا اَوْ اِلٰی امْرَاَةٍ یَّنْکِحُهَا فَهِجْرَتُهٗ اِلٰی مَا هَاجَرَ اِلَیْهِ»

بے شک عملوں کا دارومدار نیتوں پر ہے۔ ہر شخص کے لیے وہی کچھ ہے جس کی اس نے نیت کی۔ پس جس کی ہجرت دنیا کے حصول کے لیے ہوگی، وہ اس کو پالے گا یا کسی عورت سے نکاح کرنے کی خاطر

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تھی تو اس کی ہجرت اسی کے لیے سمجھی جائے گی جس کے لیے اس نے ہجرت کی۔

یعنی اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے لیے ہجرت کا ثواب اس کو نہیں ملے گا۔

اللہ تعالیٰ نے اس کی مزید وضاحت یوں فرمائی کہ جو کوئی اللہ اور رسول ﷺ کی طرف ہجرت کرتا ہے اور اپنی منزل تک پہنچنے سے پہلے ہی اس کی موت کا وقت آ جاتا ہے اور وہ اپنے رب حقیقی سے جا ملتا ہے۔ تو اس کو اس کی نیت کے مطابق پورا پورا اجر مل جاتا ہے۔

مفسرین نے اس سلسلے میں نقل کیا کہ جب ﴿اِلَّا الْمُسْتَضْعَفِیْنَ﴾ والی آیت نازل ہوئی تو ایک بیمار شخص نے کہا: اگر چہ میں بیمار ہوں، لیکن میں مال دار ہوں۔ ہجرت کے لیے مطلوبہ اسباب بھی رکھتا ہوں، لہٰذا مجھے ہجرت کرنی چاہیے۔ جب سامان سفر تیار ہو گیا اور اس کو تنعیم تک پہنچایا گیا تو اس کی موت واقع ہو گئی۔ امام القرطبی رحمہ اللہ نے نقل کیا ہے کہ اس کی موت پر صحابہ رضی اللہ عنہم نے کہا: اگر وہ ہم تک پہنچ جاتا تو اس کو پورا اجر مل جاتا۔ اس کی موت کے بعد اس کے بیٹے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور باپ کا سارا واقعہ بیان کر دیا۔ اللہ تعالیٰ نے ﴿فَقَدْ وَقَعَ اَجْرُهٗ عَلَى اللّٰهِ﴾ والی آیت نازل فرما دی۔ چوں کہ اللہ تعالیٰ بڑا ہی درگزر کرنے، بہت ہی رحم کرنے اور بخشنے والا ہے لہٰذا نیک نیتی کے تحت ہونے والے کسی کے عمل کو ضائع نہیں کرتا۔ بلکہ وعدے کے مطابق اجر و ثواب سے نواز دیتا ہے اور ہجرت کرنے والوں کو زمین میں ہر طرح کی کشادگی اور محفوظ جگہیں عطا کر دیتا ہے۔

امام ابوبکر محمد بن عبداللہ المعروف ابن العربی المتوفی ۵۴۳ھ نے اپنی تفسیر احکام القرآن میں ہجرت کی وضاحت کرتے ہوئے لکھا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے عہد مبارک میں دارالحرب سے دار الاسلام کی طرف ہجرت فرض تھی۔ جس کی فرضیت فتح مکہ پر ساقط ہو گئی۔ لیکن اس کی دوسری اقسام پر قیامت تک عمل ہوتا رہے گا۔ جیسے اہل بدعت کی زمین سے نکلنا۔ انہوں نے ابن القاسم سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے امام مالک رحمہ اللہ کو کہتے ہوئے سنا۔

" لَا يَحِلُّ لِاَحَدٍ اَنْ يُّقِيْمَ بِبَلَدٍ سُبَّ فِيْهَا السَّلَفُ "

کسی ایک کے لیے اس شہر میں رہنا حلال نہیں جس میں اسلام لانے میں سبقت لے جانے والوں کو گالی دی جائے۔

امام ابن العربی کا کہنا ہے کہ اس جگہ سے بھی نکلنا چاہیے کہ جہاں حرام کا غلبہ ہو۔ کیوں کہ حلال کی طلب ہر مسلمان پر فرض ہے۔ عجیب بات یہ ہے کہ مسلم ممالک کی مسلم آبادی کی اکثریت کی آج کل خواہش و کوشش یہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہوتی ہے کہ کسی نہ کسی طرح طلب رزق کی لیے غیر مسلم ممالک کا رخ کیا جائے۔ جنہوں نے اپنے اپنے ملک میں بنیادی تعلیم حاصل کی ہوتی ہے۔ ان کے ذہن میں یہ بات نہیں آتی کہ ان پر سب سے پہلے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کا حق ہے جس کے تحت ان کا فرض بنتا ہے کہ اپنے ملک وقوم اور اپنے دین کی خدمت کریں۔ رزق اتنا ہی ملتا ہے کہ جتنا اللہ تعالیٰ نے ان کے نصیب میں لکھ دیا ہے۔ اہل اسلام کے اعلیٰ علم و ہنر والے، اسلام دشمن قوتوں کی خدمت کر رہے ہیں۔ مسلم ممالک کے سرمایہ کا زیادہ حصہ غیر مسلم ممالک کے بینکوں کے ذریعے طاغوتی معیشت کا سہارا بنا ہوا ہے۔ غیر مسلم ممالک کی وفاداری کا حلف اٹھا کر ان کی شہریت لے کر وہ اسلام کی خدمت کیسے کر سکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمارے حال پر رحم فرمائے۔

حل لغات:

- ﴿اِنَّ الَّذِيْنَ تَوَفّٰىهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ ظَالِمِيْٓ اَنْفُسِهِمْ قَالُوْا فِيْمَ كُنْتُمْ﴾ میں اِنَّ مشبہ بفعل۔ اَلَّذِيْنَ موصولہ۔ تَوَفّٰى فعل ماضی۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ یہ فعل مضارع ہے اور اسکی پہلی تاء گری ہوئی ہے۔ اَلْمَلٰٓئِكَةُ اس کا فاعل۔ عربی گرائمر کے مطابق جب فعل اور فاعل میں فاصلہ ہو جائے تو فعل مذکر اور مونث دونوں طرح سے آ سکتا ہے۔ ظَالِمِيْٓ اَنْفُسِهِمْ مرکب اضافی ہونے کے وجہ سے ظَالِمِيْ کی نون گری ہوئی ہے اور حال ہونے کی بنا پر منصوب ہے۔ قَالُوْا فعل ماضی۔ فِيْمَ اصل میں فِيْمَا یعنی فِيْ حرف جر اور ما استفہامیہ۔ كُنْتُمْ فعل ماضی۔ جملے کا معنی ہے: ”بے شک وہ لوگ کہ فرشتے ان کی روحیں اس حال میں قبض کرتے ہیں کہ وہ اپنی جانوں پر ظلم کرنے والے تھے۔ ان سے کہتے ہیں کہ تم کس حال میں تھے۔
- ﴿قَالُوْا كُنَّا مُسْتَضْعَفِيْنَ فِي الْاَرْضِ﴾ میں قَالُوْا فعل ماضی۔ كُنَّا بھی فعل ماضی لیکن جمع متکلم۔ مُسْتَضْعَفِيْنَ (اسم مفعول) كُنَّا کی خبر۔ فِي الْاَرْضِ جار مجرور مُسْتَضْعَفِيْنَ کے متعلق۔ جملے کا معنی ہے: وہ کہتے ہیں، ہم تو زمین میں کمزور و مغلوب تھے۔
- ﴿قَالُوْٓا اَلَمْ تَكُنْ اَرْضُ اللّٰهِ وَاسِعَةً فَتُهَاجِرُوْا فِيْهَا﴾ میں قَالُوْا فعل ماضی۔ ہمزہ استفہامیہ۔ لَمْ نفی جحد۔ تَكُنْ فعل مضارع۔ اَرْضُ اللّٰهِ مرکب اضافی تَكُنْ کا اسم۔ وَاسِعَةً اس کی خبر۔ فَتُهَاجِرُوْا فِيْهَا جواب استفہام۔ جملے کا معنی ہے: فرشتوں نے کہا: کیا اللہ تعالیٰ کی زمین کشادہ نہ تھی کہ تم اس میں ہجرت کرتے۔
- ﴿فَاُولٰٓئِكَ مَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ ۭ وَسَاۗءَتْ مَصِيْرًا﴾ میں اُولٰٓئِكَ اسم اشارہ مبتدا پر فاء تعقیب وسبب کی۔ مَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ اس کی خبر۔ واؤ عاطفہ۔ سَاۗءَتْ فعل ماضی۔ مَصِيْرًا تفسیر ہونے کی بنا پر منصوب۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جملے کا معنی ہے: پس وہی لوگ ہیں کہ جن کا ٹھکانا جہنم ہوگا اور وہ لوٹنے کی بہت بری جگہ ہے۔

○ ﴿اِلَّا الْمُسْتَضْعَفِیْنَ مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَآءِ وَالْوِلْدَانِ لَایَسْتَطِیْعُوْنَ حِیْلَةً﴾ میں اِلَّا حرف استثناء اَلْمُسْتَضْعَفِیْنَ مستثنیٰ منقطع۔ مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَآءِ وَالْوِلْدَانِ اس کا بیان۔ لَا نافیہ۔ یَسْتَطِیْعُوْنَ فعل مضارع۔ حِیْلَةً اس کا مفعول۔ جملے کا معنی ہے: مگر وہ کمزور و مغلوب مرد، عورتیں اور بچے جو کسی کارروائی کی طاقت نہیں رکھتے۔

○ ﴿وَّلَا یَهْتَدُوْنَ سَبِیْلًا﴾ میں واوٴ عاطفہ۔ لَا نافیہ۔ یَهْتَدُوْنَ فعل مضارع۔ سَبِیْلًا اس کا مفعول۔ جملے کا معنی ہے: اور نہ ہی نکلنے کی وہ کوئی راہ پاتے ہیں۔

○ ﴿فَاُولٰٓئِکَ عَسَى اللّٰهُ اَنْ یَّعْفُوَ عَنْهُمْ﴾ میں فَاُولٰٓئِکَ اسم اشارہ۔ عَسٰی فعل مقارب۔ لفظ اَللّٰهُ اس کا اسم۔ اَنْ یَّعْفُوَ عَنْهُمْ اس کی خبر۔ جملے کا معنی ہے: پس انہی کے بارے میں امید ہے کہ اللہ تعالیٰ ان سے درگزر کرے گا۔

○ ﴿وَکَانَ اللّٰهُ عَفُوًّا غَفُوْرًا﴾ میں واوٴعاطفہ۔ کَانَ فعل ناقص۔ لفظ اَللّٰهُ اس کا اسم۔ عَفُوًّا اور غَفُوْرًا دونوں مبالغے کے صیغے اس کی خبر۔ جملے کا معنی ہے: اور اللہ تعالیٰ بڑا ہی درگزر کرنے والا اور بڑا ہی بخشنے والا ہے۔

○ ﴿وَمَنْ یُّهَاجِرْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ یَجِدْ فِی الْاَرْضِ مُرٰغَمًا کَثِیْرًا وَّسَعَةً﴾ میں واوٴ عاطفہ۔ مَنْ شرطیہ۔ یُهَاجِرْ فعل مضارع۔ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ مرکب جاری۔ یَجِدْ فعل مضارع جواب شرط ہونے کی وجہ سے مجزوم۔ فِی الْاَرْضِ جار مجرور۔ مُرٰغَمًا کَثِیْرًا وَّسَعَةً مفعول۔ مُرٰغَمًا، رَاغَمَ یُرَاغِمُ سے اسم مفعول۔ کَثِیْرًا وَّسَعَةً دونوں مصدر۔ جملے کا معنی ہے: اور جو اللہ تعالیٰ کی راہ میں ہجرت کرے گا تو وہ زمین میں قیام کرنے کی بہت سی جگہیں اور کشادگی پائے گا۔

○ ﴿وَمَنْ یَّخْرُجْ مِنْ بَیْتِهٖ مُهَاجِرًا اِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ثُمَّ یُدْرِکْهُ الْمَوْتُ﴾ واوٴ عاطفہ۔ مَنْ شرطیہ یَخْرُجْ فعل مضارع۔ مِنْ بَیْتِهٖ اور اِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ جار مجرور۔ مُهَاجِرًا حال۔ ثُمَّ حرف عطف۔ یُدْرِکْهُ فعل مضارع کی ضمیرہُ مَنْ کی طرف راجع۔ اَلْمَوْتُ فاعل۔ جملے کا معنی ہے: اور جو اپنے گھر سے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی طرف ہجرت کے لیے نکلے اور راستے میں اس کو موت پالے۔

○ ﴿فَقَدْ وَقَعَ اَجْرُهٗ عَلَى اللّٰهِ﴾ میں قَدْ پر فاء جواب شرط۔ وَقَعَ فعل ماضی۔ اَجْرُهٗ اس کا فاعل۔ عَلَى اللّٰهِ جار مجرور۔ جملے کا معنی ہے: تو یقیناً اس کا اجر اللہ تعالیٰ کے ذمہ ہوگیا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

﴿وَ كَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا﴾ میں واؤ عاطفہ۔ كَانَ فعل ناقص۔ لفظ اَللّٰهُ اس کا اسم۔ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا اس کی خبر۔ جملے کا معنی ہے: اور اللہ تعالیٰ بڑا ہی بخشنے والا رحم کرنے والا ہے۔

﴿۳۲﴾

وَاِذَا ضَرَبْتُمْ فِي الْاَرْضِ فَلَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَقْصُرُوْا مِنَ الصَّلٰوةِ ۖ اِنْ خِفْتُمْ اَنْ يَّفْتِنَكُمُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ۭ اِنَّ الْكٰفِرِيْنَ كَانُوْا لَكُمْ عَدُوًّا مُّبِيْنًا ﴿101﴾

اور جب تم زمین میں سفر کو نکلو تو تم پر نمازوں کے قصر کرنے میں کوئی گناہ نہیں، اگر تمہیں ڈر ہو کہ کفار تمہیں فتنہ میں ڈالیں گے۔ بے شک کفار تمہارے کھلے دشمن ہیں۔

وَاِذَا كُنْتَ فِيْهِمْ فَاَقَمْتَ لَهُمُ الصَّلٰوةَ فَلْتَقُمْ طَاۗىِٕفَةٌ مِّنْهُمْ مَّعَكَ وَلْيَاْخُذُوْٓا اَسْلِحَتَهُمْ ۣ فَاِذَا سَجَدُوْا فَلْيَكُوْنُوْا مِنْ وَّرَاۗىِٕكُمْ ۠ وَلْتَاْتِ طَاۗىِٕفَةٌ اُخْرٰى لَمْ يُصَلُّوْا فَلْيُصَلُّوْا مَعَكَ وَلْيَاْخُذُوْا حِذْرَھُمْ وَاَسْلِحَتَھُمْ ۚ وَدَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَوْ تَغْفُلُوْنَ عَنْ اَسْلِحَتِكُمْ وَاَمْتِعَتِكُمْ فَيَمِيْلُوْنَ عَلَيْكُمْ مَّيْلَةً وَّاحِدَةً ۭ وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ اِنْ كَانَ بِكُمْ اَذًى مِّنْ مَّطَرٍ اَوْ كُنْتُمْ مَّرْضٰٓى اَنْ تَضَعُوْٓا اَسْلِحَتَكُمْ ۚ وَخُذُوْا حِذْرَكُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ اَعَدَّ لِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابًا مُّهِيْنًا ﴿102﴾

اور جب آپ ان میں ہوں اور آپ ان کو نماز پڑھانے لگیں تو ان میں سے ایک جماعت کو چاہیے کہ آپ کے ساتھ کھڑی ہو جائے اور ان کو چاہیے کہ اپنا اسلحہ اٹھائے رکھیں۔ پھر جب وہ سجدہ کر چکیں تو ہٹ کر تمہارے پیچھے ہو جائیں اور دوسری جماعت، جس نے نماز نہ پڑھی تھی، وہ (ان کی جگہ آ کر) آپ کے ساتھ نماز پڑھے اور وہ اپنے بچاؤ کا بندوبست کیے رہیں اور اپنا اسلحہ پکڑے رکھیں۔ کفار چاہتے ہیں کہ تم اپنے اسلحہ اور اپنے سامان سے غافل ہو جاؤ تاکہ وہ تم پر ایک زبردست حملہ کریں، البتہ اگر تمہیں بارش کی وجہ سے تکلیف ہو یا بیمار ہو جاؤ تو تم پر کوئی گناہ نہیں ہوگا یہ کہ تم اپنا اسلحہ رکھ دو لیکن اپنے بچاؤ کی تیاری پوری رکھو۔ بے شک اللہ تعالیٰ نے کفار کے لیے ذلیل کرنے والا عذاب تیار کر رکھا ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تشریح:

اللہ تعالیٰ نے اہل ایمان کو بہت سی آسانیوں سے نوازا ہے۔ ان میں سے بہت بڑی آسانی یہ ہے کہ سفر کرتے ہوئے نمازوں کو قصر کیا جا سکتا ہے۔ صحیح مسلم، کتاب صلوۃ المسافرین و قصر ھا (۲۴۱/۱) میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے:

« إِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰی فَرَضَ الصَّلٰوةَ عَلٰی لِسَانِ نَبِيِّكُمْ عَلَى الْمُسَافِرِ رَكْعَتَيْنِ ، وَعَلَى الْمُقِيمِ أَرْبَعًا، وَفِي الْخَوْفِ رَكْعَةً »

اللہ تعالیٰ نے تمہارے نبی (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کی زبان کے ذریعے نماز مسافر پر دو رکعتیں اور مقیم پر چار رکعتیں اور خوف کی حالت میں ایک رکعت فرض کی۔

امام القرطبی رحمہ اللہ نے ﴿وَاِذَا ضَرَبْتُمْ﴾ کا معنی سَافَرْتُمْ کیا ہے یعنی اور جب تم سفر کرو۔ یعنی اس سے مراد صرف جہادی سفر ہی نہیں بلکہ عام معمولات کے تحت ہونے والے تمام جائز سفر مراد ہیں۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہی منقول ہے۔ موطا امام مالک کے باب (قصر الصلاۃ فی السفر) میں ابن شہاب نے خالد بن اسید کے اہل میں سے ایک آدمی سے روایت کی ہے کہ اس نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے سوال کیا کہ قرآن میں حضر اور خوف کی نماز کا ذکر ہم تو پاتے ہیں لیکن سفر کی نماز کا ذکر نہیں پاتے۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے اس کو جواب دیا: اے بھتیجے! بیشک اللہ عزوجل نے ہماری طرف محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو بھیجا اور دین کے بارے میں ہم کچھ نہیں جانتے تھے، یقین کرو کہ ہم ویسا ہی کر رہے ہیں جیسا ان کو کرتے دیکھا۔

صحیح مسلم (۲۴۱/۱) میں یعلی بن امیہ سے مروی ہے کہ میں نے عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی خدمت میں عرض کیا کہ سورۃ النساء کی آیت کہ اگر تمہیں خطرہ ہو کہ کفار تمہیں فتنہ میں ڈالیں گے تو تم پر کوئی گناہ نہیں ہوگا اگر تم نماز قصر کرو۔ اب جب کہ لوگ امن میں ہو گئے ہیں تو قصر کرنے کی کیا ضرورت ہے؟ امیر المومنین نے کہا: جس بات پر تجھے تعجب ہو رہا ہے مجھے بھی ہوا تھا۔ چنانچہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس بارے میں پوچھا تو آپ نے فرمایا:

« صَدَقَةٌ تَصَدَّقَ اللّٰهُ بِهَا عَلَيْكُمْ فَاقْبَلُوا صَدَقَتَهُ »

یہ اللہ تعالیٰ کا صدقہ ہے جو اس نے تم پر کیا۔ لہٰذا اس کے صدقہ کو قبول کرو۔

صحیح مسلم (۲۴۲/۱) میں ہی حفص بن عاصم سے مروی ہے کہ میں بیمار ہوا۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما میری عیادت کو آئے تو میں نے ان سے سفر میں قصر نماز کے ساتھ نوافل پڑھنے کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے کہا: میں سفر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہا مگر میں نے آپ کو فرضوں کے ساتھ نفل پڑھتے ہوئے نہ دیکھا۔ اگر میں نے فرض

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نمازوں کے ساتھ نفل بھی پڑھتے ہوتے تو میں نمازوں کو پورا پڑھتا۔

صحیح بخاری کے ابواب (تقصیر الصلاۃ ص ۱٤۷) اور صحیح مسلم (۲۴۳/۱) میں انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مدینہ سے مکہ کی طرف نکلے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دو دو رکعت ہی پڑھتے تھے۔ یہاں تک کہ ہم مدینہ واپس آ گئے۔ ان سے پوچھا گیا کہ آپ مکہ میں کتنے دن ٹھہرے؟ تو انہوں نے کہا: دس دن۔

امام بخاری رحمہ اللہ نے یہ بھی نقل کیا ہے کہ مغرب کی نماز آپ تین ہی رکعت پڑھا کرتے تھے۔ خیال رہے کہ اس زمانے میں سفر پیدل، گھوڑوں، گدھوں اور اونٹوں پر کیا جاتا تھا اور حالات و واقعات کے مطابق سفر میں نمازیں قصر کی جاتی تھیں۔ موجودہ دور میں جب شہر بہت زیادہ پھیل گئے ہیں تو اس کے ایک کونے سے دوسرے کونے تک جانے والا مسافر نہیں کہلائے گا۔ بلکہ سفر وہی ہوگا جو ایک شہر سے دوسرے شہر تک کیا جائے گا جیسا کہ تفسیر القرطبی سے منقول ہے۔

بخاری مسلم میں عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم، ابوبکر صدیق، عمر فاروق، اور عثمان غنی رضی اللہ عنہم کی خلافت کے ابتدائی دور میں منیٰ میں ان کے ساتھ دو دو رکعتیں ہی پڑھیں، پھر عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے پوری نماز پڑھنی شروع کر دی۔

سنن ابی داوٗد باب الصلوٰۃ بمنٰی (ص ۲۷۰) میں اس کی وجہ یہ بیان ہوئی ہے کہ انہوں نے مکہ میں مقیم ہونے کا ارادہ کر لیا تھا۔

امام الزہری رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ انہوں نے اعراب (بدوؤں) کو تعلیم دینے کے لیے چار رکعتیں پڑھیں۔ تفسیر القرطبی میں ابن جریج سے اس کی وضاحت یوں ہوتی ہے کہ منیٰ میں مسجد خیف میں ایک اعرابی نے ان سے کہا: امیر المومنین! پہلے سال جب سے میں نے آپ کو دو رکعت پڑھتے دیکھا، تب سے دو رکعتیں پڑھ رہا ہوں۔ اس کی بات سن کر حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو خطرہ ہوا کہ لوگوں میں کم عقل والے خیال کریں گے نماز کی رکعتیں دو ہی ہیں۔ لہٰذا انہوں نے نماز پوری پڑھنی شروع کر دی۔

ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بھی سفر میں پوری نماز پڑھا کرتی تھیں۔ بخاری مسلم کی روایت ہے، امام زہری نے عروۃ سے پوچھا: عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نماز پوری کیوں پڑھتی ہیں۔ انہوں نے کہا۔ عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی طرح وہ بھی تاویل کرتی ہیں۔

امام القرطبی رحمہ اللہ نے اپنی تفسیر میں اس کی بڑی اچھی وضاحت نقل کی ہے۔

" اِنَّهَا اَخَذَتْ بِرُخْصَةِ اللّٰهِ لِتَرَى النَّاسُ اَنَّ الْاِ تْمَامَ لَيْسَ فِيْهِ حَرَجٌ وَاِنْ كَانَ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

غَيْرُهُ أَفْضَلُ۔"

انہوں نے اللہ تعالیٰ کی طرف سے ملنے والی رخصت کے مطابق عمل کیا تاکہ لوگ دیکھ لیں کہ پوری نماز پڑھنے میں کوئی حرج نہیں۔ اگر چہ قصر کرنا اس سے افضل ہے۔

قصر کرنے کی مدت میں کئی اقوال ہیں۔ اگر مسافر کہیں مقیم ہونے کا ارادہ نہ رکھتا ہو لیکن بعض وجوہات کی بنا پر وہ قیام کرنے پر مجبور ہو جائے تو اس کے قصر نماز پڑھتے رہنے پر سب کا اتفاق ہے۔ جب کہ عام حالات میں ایک دن رات سے انیس دن تک قصر نماز پڑھنے کا ذکر ہوا ہے۔

صحیح بخاری (ص ۶۱۵) میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ میں انیس دن قیام فرمایا اور آپ دو رکعتیں ہی پڑھتے رہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا اپنا قول ہے کہ ہم انیس دن نماز قصر کرتے تھے اور جب قیام زیادہ ہو جاتا تو پوری پڑھا کرتے تھے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ والی روایت میں دس دن کے قیام کا ذکر ہے۔ وہ حجۃ الوداع والا سفر تھا جس میں آپ کا قیام مکہ میں دس دن ہوا۔ امام قرطبی نے امام مالک، امام شافعی اور امام لیث رحمہم اللہ کے حوالے سے نقل کیا ہے کہ مسافر جب قیام کی نیت چار دنوں کی کرے تو وہ پوری نماز پڑھے۔ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ اور امام ثوری رحمہ اللہ کے مطابق جب پندرہ دن کے قیام کی نیت ہو تو نماز پوری پڑھی جائے۔

مسافر اگر مقیم امام کے پیچھے نماز پڑھے تو امام کے ساتھ پوری کرے۔

اللہ تعالیٰ نے مسافروں کو اس سہولت سے بھی نوازا کہ سفر کے دوران دو نمازوں کو جمع کر لیا جائے۔ صحیح بخاری (ص ۱۴۹) اور صحیح مسلم (۱/ ۲۴۵، ۲۴۶) کی روایات کے مطابق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سفر میں ظہر اور عصر، مغرب اور عشاء کو جمع کیا کرتے تھے۔

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ سفر میں اگر جلدی ہوتی تو مغرب کو مؤخر کر کے عشاء کے ساتھ ملا کر پڑھا کرتے تھے۔ انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سورج کے ڈھلنے سے پہلے جب سفر کا آغاز کرتے تو ظہر کو مؤخر کر کے عصر کے ساتھ پڑھا کرتے تھے۔

جامع الترمذی (۱/ ۹۹) اور ابو داؤد (ص ۱۷۲) میں اس کی مزید وضاحت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے مروی روایت سے یوں ہوتی ہے کہ غزوہ تبوک کے موقع پر جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم سفر کا آغاز سورج کے ڈھلنے سے پہلے کرتے تو ظہر کو مؤخر کر کے عصر کے ساتھ دونوں (اکٹھی) پڑھتے اور اگر سورج ڈھلنے کے بعد سفر کرتے تو عصر کو اس کے وقت سے پہلے کر کے ظہر سے ملا کر دونوں اکٹھی پڑھتے۔ اسی طرح اگر سورج کے غروب ہونے سے پہلے سفر شروع کر

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دیتے تو مغرب کو مؤخر کر کے عشاء کے ساتھ پڑھتے اور اگر سورج غروب ہونے کے بعد سفر کا پروگرام بنتا تو عشاء کو اس کے وقت سے پہلے مغرب کے ساتھ اکٹھا پڑھتے۔

اگر سفر جہادی ہو اور دشمن کے حملے کا خطرہ ہو تو اس کا طریقہ بھی اللہ تعالیٰ نے خود ہی بیان فرمایا کہ امام اپنے ساتھیوں کو دو جماعتوں میں تقسیم کرے۔ ایک جماعت امام کے ساتھ ایک رکعت پڑھے اور دوسری جماعت اس دوران اپنے اسلحہ کے ساتھ دشمن سے مقابلہ کے لیے تیار کھڑی رہے اور جب پہلی جماعت ایک رکعت پڑھ چکے تو محافظت کرنے والی ان کی جگہ چلی جائے اور امام کے ساتھ ایک رکعت پڑھے اور پہلی رکعت پڑھنے والی محافظت کی ڈیوٹی ادا کرے۔ پھر دونوں جماعتیں اپنی اپنی دوسری رکعت پڑھ لیں۔ اگر لشکر بہت بڑا ہو تو اس کو چھوٹے چھوٹے حصوں میں تقسیم کر کے اسی اصول کو اپنایا جائے۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے جس پہلو کو زیادہ اجاگر فرمایا ہے وہ مسلمانوں کا اپنے بچاء کا بندوبست کرنا ہے۔ کیوں کہ کفار کی ہمیشہ ہی خواہش رہی ہے کہ اہل اسلام پر غالب آ جائیں۔ لہٰذا اہل اسلام کا فرض ہے کہ ان کے عزائم کو خاک میں ملائیں۔ اللہ تعالیٰ نے آگاہ کر دیا کہ کفار کے لیے اس نے ذلیل کرنے والا عذاب تیار کر رکھا ہے۔

نماز خوف کا ذکر سورۃ البقرہ کی آیت ۲۳۹ میں بھی یوں ہوا ہے کہ اگر تمہیں دشمن کی طرف سے حملے کا خطرہ ہو یا لڑائی کا میدان گرم ہو تو اس وقت سواری پر یا پیدل چلتے ہوئے بھی نماز ادا ہو سکتی ہے۔ اس حالت میں قبلہ کی طرف منہ کرنے کی شرط بھی ختم ہو جاتی ہے اور اگر پھر بھی نماز کا موقع نہ ملے تو بعد میں پڑھی جا سکتی ہے۔

صحیح بخاری (غزوۃ الخندق ص۵۹۰) میں جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ خندق والے دن سورج غروب ہونے کے بعد کفار کو برا بھلا کہتے ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا: اللہ کے رسول! میں تو عصر کی نماز ہی نہیں پڑھ سکا اور سورج غائب ہونے والا ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کی قسم! میں نے بھی نہیں پڑھی۔

چنانچہ ہم آپ کے ساتھ وادی بطحان میں اترے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو کیا اور ہم نے بھی کیا۔ پھر آپ نے عصر کی نماز سورج کے غروب ہونے کے بعد پڑھائی اور اس کے بعد مغرب کی پڑھائی۔

یہاں یہ بھی واضح ہو جاتا ہے کہ نماز ایسا فریضہ ہے جو سفر اور خوف کی حالت میں بھی ساقط نہیں ہوتا۔ ہر مسلمان پر فرض ہے کہ اس فریضہ کی ادائیگی میں کوتاہی واقع نہ ہونے دے۔ اللہ تعالیٰ اس کی محافظت کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حل لغات:

○ ﴿وَاِذَا ضَرَبْتُمْ فِي الْاَرْضِ فَلَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَقْصُرُوْا مِنَ الصَّلٰوةِ﴾ میں واوَ عاطفہ۔ اِذَا شرطیہ۔ ضَرَبْتُمْ فعل ماضی۔ فِي الْاَرْضِ جار مجرور۔ فَلَيْسَ فعل ناقص پر فاء جواب شرط ۔ عَلَيْكُمْ جار مجرور۔ جُنَاحٌ فعل ناقص کا اسم ۔ اَنْ مصدریہ ۔ تَقْصُرُوْا فعل مضارع۔ مِنَ الصَّلٰوةِ جار مجرور۔ جملے کا معنی ہے:اور جب تم سفر کے لیے زمین میں نکلو تو نماز قصر کرنے پر تم پر کوئی گناہ نہ ہوگا۔

○ ﴿اِنْ خِفْتُمْ اَنْ يَّفْتِنَكُمُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا﴾ اِنْ شرطیہ مستغنی عن الجزاء خِفْتُمْ فعل ماضی ۔ اَنْ ناصبہ۔ يَفْتِنَ فعل مضارع اَنْ کی وجہ سے منصوب۔ كُمْ ضمیر مخاطب کی اس کا مفعول۔ اَلَّذِيْنَ موصولہ۔ كَفَرُوْا اس کا صلہ۔ جملے کا معنی ہے: اگر تمہیں ان سے خطرہ ہو جنھوں نے کفر کیا۔

○ ﴿اِنَّ الْكٰفِرِيْنَ كَانُوْا لَكُمْ عَدُوًّا مُّبِيْنًا﴾ میں اِنَّ مشبہ بفعل۔ اَلْكٰفِرِيْنَ اس کا اسم ۔ كَانُوْا اپنے متعلقات سے مل کر اس کی خبر۔ جملے کا معنی ہے: بے شک کفار تمہارے کھلے واضح دشمن ہیں۔

○ ﴿وَاِذَا كُنْتَ فِيْهِمْ فَاَقَمْتَ لَهُمُ الصَّلٰوةَ﴾ میں واوَ عاطفہ ۔ اِذَا شرطیہ۔ كُنْتَ فعل ناقص۔ فِيْهِمْ اور لَهُمْ جار مجرور۔ اَقَمْتَ فعل ماضی کی فاء ربط کی ۔ اَلصَّلٰوةَ مفعول۔ جملے کا معنی ہے:اور جب آپ ان میں ہوں اور آپ ان کو نماز پڑھانے لگیں۔

○ ﴿فَلْتَقُمْ طَآئِفَةٌ مِّنْهُمْ مَّعَكَ وَلْيَاْخُذُوْا اَسْلِحَتَهُمْ﴾ میں فَلْتَقُمْ کی فاء جواب شرط۔ لام امر کا۔ تَقُمْ اصل میں تَقُوْمُ فعل مضارع واحد مؤنث غائب کا صیغہ ہے۔ لام امر کی وجہ سے حرف علت واوَ گری ہوئی ہے اور آخر میں جزم آ گئی ہے۔ طَآئِفَةٌ اس کا فاعل۔ مِنْهُمْ جار مجرو۔ مَعَكَ کی ضمیر کاف رسول اللہ ﷺ کی طرف راجع ۔ واوَ عاطفہ لِيَاْخُذُوْا فعل امر غائب ۔ اَسْلِحَتَهُمْ اس کا مفعول۔ جملے کا معنی ہے:پس ان میں سے ایک جماعت آپ کے ساتھ کھڑی ہو کر اور ان کو چاہیے کہ اپنا اسلحہ پکڑے رکھیں۔

○ ﴿فَاِذَا سَجَدُوْا فَلْيَكُوْنُوْا مِنْ وَّرَآئِكُمْ﴾ میں فَاِذَا سَجَدُوْا شرط۔ فَلْيَكُوْنُوْا فعل امر غائب پر فاء جواب شرط۔ مِنْ وَّرَآئِكُمْ جار مجرور۔ جملے کا معنی ہے:اور آپ ﷺ کے ساتھ والی جماعت جب سجدہ کر چکے تو وہ ہٹ کر تمہارے پیچھے ہو جائیں۔

○ ﴿وَلْتَاْتِ طَآئِفَةٌ اُخْرٰى لَمْ يُصَلُّوْا فَلْيُصَلُّوْا مَعَكَ وَلْيَاْخُذُوْا حِذْرَهُمْ وَاَسْلِحَتَهُمْ﴾ میں لِتَاْتِ اور لِيَاْخُذُوْا دونوں فعل امر غائب۔ طَآئِفَةٌ اُخْرٰى فاعل۔ لَمْ يُصَلُّوْا نفی جحد بلم. حِذْرَهُمْ وَاَسْلِحَتَهُمْ مفعول۔ جملے کا معنی ہے:اور دوسری جماعت جس نے نماز نہیں پڑھی، اس کو چاہیے کہ ہٹنے والوں کی جگہ پر

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آ کر آپ کے ساتھ نماز پڑھیں اور اپنے بچاؤ کا بندوبست اور اپنا اسلحہ تیار رکھیں۔

- ﴿وَدَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَوْ تَغْفُلُوْنَ عَنْ اَسْلِحَتِكُمْ وَاَمْتِعَتِكُمْ فَيَمِيْلُوْنَ عَلَيْكُمْ مَّيْلَةً وَّاحِدَةً﴾ میں وَدَّ فعل ماضی۔ اَلَّذِيْنَ موصولہ۔ كَفَرُوْا صلہ۔ لَوْ حرف تمنا یا مصدری بمعنی اَنْ۔ تَغْفُلُوْنَ فعل مضارع۔ عَنْ اَسْلِحَتِكُمْ وَاَمْتِعَتِكُمْ جار مجرور۔ سِلَاحٌ کی جمع اَسْلِحَة اور مَتَاعٌ کی جمع اَمْتِعَةٌ۔ فَيَمِيْلُوْنَ فعل مضارع پر فاء جزائیہ۔ عَلَيْكُمْ جار مجرور۔ مَيْلَةً وَّاحِدَةً مرکب توصیفی بطور مبالغہ۔ جملے کا معنی ہے: وہ لوگ جنہوں نے کفر کو اپنایا وہ چاہتے ہیں کہ تم اپنے اسلحہ اور اپنے سامان سے غافل ہو جاؤ۔ تاکہ وہ ایک زبردست حملہ تم پر کریں۔
- ﴿وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ اِنْ كَانَ بِكُمْ اَذًى مِّنْ مَّطَرٍ اَوْ كُنْتُمْ مَّرْضٰى اَنْ تَضَعُوْا اَسْلِحَتَكُمْ﴾ میں واؤ عاطفہ۔ لَا نفی جنس کا۔ جُنَاحَ بمعنی اِثْم۔ عَلَيْكُمْ جار مجرور۔ اِنْ شرطیہ۔ كَانَ اور كُنْتُمْ افعال ناقص۔ اَذًى مصدر۔ مَرِيْضٌ کی جمع مَرْضٰى۔ اَنْ ناصبہ۔ تَضَعُوْا فعل مضارع۔ اَسْلِحَتَكُمْ مفعول۔ جملے کا معنی ہے: اور تم پر کوئی گناہ نہ ہوگا اگر تمہیں بارش کی وجہ سے تکلیف ہو یا تم بیمار ہو جاؤ، یہ کہ تم اپنا اسلحہ رکھ دو۔
- ﴿وَخُذُوْا حِذْرَكُمْ﴾ میں واؤ عاطفہ۔ خُذُوْا فعل امر۔ حِذْرَكُمْ مفعول۔ جملے کا معنی ہے: اور اپنے بچاؤ کا بندوبست کیے رہو۔
- ﴿اِنَّ اللّٰهَ اَعَدَّ لِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابًا مُّهِيْنًا﴾ میں اِنَّ مشبہ بفعل۔ لفظ اَللّٰهُ اس کا اسم۔ اَعَدَّ فعل ماضی۔ لِلْكٰفِرِيْنَ جار مجرور۔ عَذَابًا مُّهِيْنًا مرکب توصیفی (اَعَدَّ کا مفعول) جملے کا معنی ہے: بے شک اللہ تعالیٰ نے کافروں کے لیے ذلت والا عذاب تیار کر رکھا ہے۔

﴿۳۳﴾

فَاِذَا قَضَيْتُمُ الصَّلٰوةَ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ قِيَامًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰى جُنُوْبِكُمْ ۚ فَاِذَا اطْمَاْنَنْتُمْ فَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ ۚ اِنَّ الصَّلٰوةَ كَانَتْ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ كِتٰبًا مَّوْقُوْتًا ﴿103﴾

جب تم نمازِ خوف سے فارغ ہو جاؤ تو اللہ کا ذکر کھڑے کھڑے، بیٹھے بیٹھے اور اپنے پہلوؤں پر لیٹے لیٹے کرتے رہو۔ پھر تمہیں جب اطمینان ہو جائے تو نماز قائم (کرنے کے تقاضے پورے) کرو۔ بے شک نماز مومنوں پر مقررہ وقتوں میں فرض ہے۔

وَلَا تَهِنُوْا فِي ابْتِغَآءِ الْقَوْمِ ۭ اِنْ

اور دشمن قوم کا پیچھا کرنے میں سستی نہ کرنا۔ اگر ایسا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تَكُوْنُوْا تَأْلَمُوْنَ ۚ فَإِنَّهُمْ يَأْلَمُوْنَ كَمَا تَأْلَمُوْنَ وَتَرْجُوْنَ مِنَ اللّٰهِ مَالَا يَرْجُوْنَ ۚ وَكَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ﴿104﴾

کرنے میں تم (بے آرامی کی) تکلیف محسوس کرتے ہو تو (کوئی بات نہیں) تمہاری طرح ان کو بھی تکلیف ہوتی ہے۔ جب کہ تم اللہ تعالیٰ اور اس کی امید رکھتے ہو جس کی امید وہ نہیں رکھتے، اور اللہ تعالیٰ بڑا ہی جاننے والا حکمت والا ہے۔

تشریح:

اللہ تعالیٰ کو یہ بات پسند ہے کہ اس کے بندے اور بندیاں اس کا ذکر کرتے رہیں اور کسی بھی جگہ یا موقع پر اس کے ذکر سے غافل نہ ہوں۔ اسی لئے اس نے سورۃ الاحزاب میں حکم دیا۔

﴿ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوا اللّٰهَ ذِكْرًا كَثِيْرًا ﴿41﴾ وَّسَبِّحُوْهُ بُكْرَةً وَّ اَصِيْلًا ﴿42﴾ ﴾

اے ایمان والوں اللہ کا ذکر کثرت سے کرتے رہا کرو اور صبح و شام اس کی تسبیح کرو۔

سورۃ الجمعۃ میں تاجروں سے ارشاد ہوتا ہے:

﴿ فَاِذَا قُضِيَتِ الصَّلٰوةُ فَانْتَشِرُوْا فِي الْاَرْضِ وَابْتَغُوْا مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ وَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَثِيْرًا لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ﴿10﴾ ﴾

جب جمعہ کی نماز پڑھ لی جائے تو زمین میں پھیل جاؤ۔ یعنی تجارت کے لے جہاں جانا چاہتے ہو چلے جاؤ اور اللہ کا فضل تلاش کرو اور اللہ تعالیٰ کا ذکر کثرت سے کرتے رہو۔ تاکہ تم اپنے مقصد میں کامیاب ہو جاؤ۔

یہاں رزق حلال کو اللہ تعالیٰ نے اپنا فضل قرار دیا ہے۔ تجارت پیشہ لوگ فرائض کی ادائیگی کرنے کے ساتھ جب اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے رہتے ہیں تو وہ عبادت ہی میں ہوتے ہیں۔

سورۃ ال عمران میں عقل والوں کی صفت اللہ تعالیٰ نے خود بیان فرمائی ہے۔

﴿ اَلَّذِيْنَ يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ قِيَامًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰى جُنُوْبِهِمْ وَ يَتَفَكَّرُوْنَ فِيْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هٰذَا بَاطِلًا سُبْحٰنَكَ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ ﴿191﴾ ﴾

جو اللہ تعالیٰ کا ذکر قیام وقعود کی حالت میں اور اپنے پہلوؤں پر لیٹے ہوئے کرتے رہتے ہیں اور زمین اور آسمانوں کی تخلیق میں غور فکر کرتے رہتے ہیں (اور بارگاہ الٰہ میں عرض کرتے ہیں:) اے ہمارے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رب! تو نے ان کی تخلیق، باطل (بے مقصد) نہیں کی۔ تو پاک ہے۔ پس ہمیں آگ کے عذاب سے محفوظ رکھنا۔

اللہ تعالیٰ کی تخلیق میں غور وفکر کرنا بھی ذکر الٰہی کی ایک صورت ہے۔ کیوں کہ جیسے جیسے انسان اللہ تعالیٰ کی تخلیق میں غور وفکر کرتا ہے، ویسے ویسے وہ اللہ تعالیٰ کی عظمت سے آگاہ ہو جاتا ہے، نیز اللہ تعالیٰ کا یہ بھی قانون ہے کہ جو اس کو یاد کرتا ہے وہ بھی اس کو یاد رکھتا ہے۔ سورۃ البقرہ میں ارشاد ہوتا ہے۔

﴿ فَاذْكُرُوْنِيْٓ اَذْكُرْكُمْ وَاشْكُرُوْا لِيْ وَلَا تَكْفُرُوْنِ ﴿152﴾ ﴾

پس مجھے یاد کرتے رہو میں تمہیں یاد رکھوں گا اور میرا شکر ادا کرتے رہو اور میری ناشکری نہ کیا کرو۔

یہاں یہ واضح کر دیا گیا کہ اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنا درحقیقت اس کا شکر کرنا ہے۔ جو اس کا ذکر نہیں کرتا وہ ناشکری کا مرتکب ہوتا ہے۔

حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ نے اس آیت مبارکہ کی تفسیر میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کا ایک واقعہ نقل کیا ہے کہ ایک موقع پر انہوں نے بارگاہ الٰہ میں عرض کیا:

" كَيْفَ اَشْكُرُكَ؟ قَالَ لَهٗ رَبُّهٗ: تَذْكُرُنِيْ وَلَا تَنْسَانِيْ فَاِذَا ذَكَرْتَنِيْ فَقَدْ شَكَرْتَنِيْ فَاِذَا نَسِيْتَنِيْ فَقَدْ كَفَرْتَنِيْ -

اے میرے رب! میں تیرا شکر کیسے ادا کروں؟ ان کے رب نے فرمایا: مجھے یاد کرتے رہو اور مجھے بھولو مت۔ جب مجھے یاد کرتے یعنی میرا ذکر کرتے رہو گے تو میرا شکر کرتے رہو گے اور جب مجھے بھول جاؤ گے تو سمجھو کہ تم نے میرا انکار کر دیا۔

ذکر الٰہی کا اہم ترین فائدہ یہ ہے کہ یہ ہر قسم کی گھبراہٹ اور پریشانی کا بہترین علاج ہے، اس سے دلوں کو سکون ملتا ہے۔ سورۃ الرعد میں اہل ایمان کے بارے میں ارشاد ہوتا ہے:

﴿ اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَتَطْمَىِٕنُّ قُلُوْبُهُمْ بِذِكْرِ اللّٰهِ ۭ اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَىِٕنُّ الْقُلُوْبُ ﴿28﴾ ﴾

جو لوگ ایمان لائے اور ان کے دل اللہ تعالیٰ کے ذکر سے مطمئن ہوتے ہیں۔ آگاہ ہو جاؤ کہ اللہ تعالیٰ کے ذکر ہی سے دلوں کو اطمینان حاصل ہوتا ہے۔

سورۃ الانفال کے الفاظ ہیں:

﴿ اِذْ تَسْتَغِيْثُوْنَ رَبَّكُمْ فَاسْتَجَابَ لَكُمْ اَنِّىْ مُمِدُّكُمْ بِاَلْفٍ مِّنَ الْمَلٰۗىِٕكَةِ مُرْدِفِيْنَ ﴿9﴾ وَمَا جَعَلَهُ اللّٰهُ اِلَّا بُشْرٰى وَلِتَطْمَىِٕنَّ بِهٖ قُلُوْبُكُمْ ۚ وَمَا النَّصْرُ اِلَّا مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

﴿ عَزِيزٌ حَكِيمٌ ⑩ ﴾

جب تم اپنے رب سے مدد کرنے کی فریاد کر رہے تھے تو اس نے تمہاری فریاد سن کر تمہیں یقین دلایا کہ میں پے در پے نازل ہونے والے ایک ہزار فرشتوں سے تمہاری مدد کروں گا۔ اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے مومنوں کے لئے یہ بشارت تھی اور تاکہ تمہارے دل مطمئن ہو جائیں اور یاد رکھو کہ مدد صرف اللہ تعالیٰ کے پاس سے ہوتی ہے۔ بے شک اللہ تعالیٰ غلبے اور حکمت والا ہے۔

سورۃ الانفال ہی میں اہل ایمان کو حکم دیا گیا ہے:

﴿ يَاَيُّهَا الَّذِينَ امَنُوٓا اِذَا لَقِيتُمْ فِئَةً فَاثْبُتُوْا وَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَثِيرًا لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ⑮ ﴾

اے ایمان والو! جب تمہارا مقابلہ دشمن کی کسی جماعت سے ہو جائے تو اس کے خلاف ڈٹ جاؤ اور اللہ کا ذکر کثرت سے کرو تاکہ تم فلاح پاؤ۔

یعنی کامیابی تمہارے پاؤں چوم لے۔

جب اللہ تعالیٰ کے حکم کو نظر انداز کرتے ہوئے ذکر الٰہی نہیں کیا جاتا تو اللہ تعالیٰ نے اس کے انجام سے بھی سورۃ طٰہٰ میں آگاہ کر دیا۔ ارشاد ہوتا ہے:

﴿ وَمَنْ اَعْرَضَ عَنْ ذِكْرِىْ فَاِنَّ لَهٗ مَعِيشَةً ضَنْكًا وَّنَحْشُرُهٗ يَوْمَ الْقِيَامَةِ اَعْمٰى ⑫④ قَالَ رَبِّ لِمَ حَشَرْتَنِىٓ اَعْمٰى وَقَدْ كُنْتُ بَصِيرًا ⑫⑤ قَالَ كَذٰلِكَ اَتَتْكَ اٰيٰتُنَا فَنَسِيتَهَا وَكَذٰلِكَ الْيَوْمَ تُنْسٰى ⑫⑥ ﴾

اور جس نے میرے ذکر سے اعراض کیا، اس کی زندگی تنگی میں رہے گی اور قیامت کے روز ہم اس کو اندھا کر کے اٹھائیں گے۔ وہ کہے گا اے میرے رب! تو نے مجھے اندھا کر کے کیوں اٹھایا حالاں کہ میں بینا تھا؟ ارشاد ہوگا کہ اسی طرح میری آیات تیرے پاس آئیں اور تو ان کو بھول گیا۔ اسی طرح آج تجھے بھلا دیا جائے گا۔

یہاں ذہن میں ضرور خیال آئے گا کہ دنیا کے انسانوں کی اکثریت اللہ کا ذکر نہیں کرتی۔ اس کے باوجود دنیا کی تمام نعمتوں سے وہ مالا مال ہے بلکہ دنیا پر اسی کا راج ہے۔ اللہ تعالیٰ نے سید الانبیاء سے خطاب فرماتے ہوئے سورۃ طٰہٰ ہی میں خود جواب دیا ہے۔ سبحانہ وتعالیٰ نے فرمایا:

﴿ وَلَا تَمُدَّنَّ عَيْنَيْكَ اِلٰى مَا مَتَّعْنَا بِهٖٓ اَزْوَاجًا مِّنْهُمْ زَهْرَةَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا لِنَفْتِنَهُمْ فِيهِ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

﴿ وَرِزْقُ رَبِّكَ خَيْرٌ وَّأَبْقَى ﴾ (131)

اور آپ اپنی نظریں ان کے مختلف لوگوں کی طرف نہ لگائیں جن کو ہم نے دنیا کی آرائش سے نواز رکھا ہے، تاکہ ہم اس کے ذریعہ ان کو آزمائیں، اور تیرے رب کا رزق ہی بہتر اور باقی رہنے والا ہے۔

﴿ لَا تَمُدَّنَّ عَيْنَيْكَ ﴾ عربی کا ایسا جملہ ہے جو کسی کو للچائی ہوئی نظروں سے دیکھنے کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کے ذریعہ امت محمدیہ پر واضح کر دیا کہ کفار کو ملنے والی تمام نعمتیں حقیقت میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان کی آزمائش کا سبب ہیں اور یہ دنیا میں دھوکے کا سامان ہوتا ہے۔

صحیح بخاری کتاب النکاح (ص ۷۸۱،۷۸۲) کی ایک طویل حدیث کا حصہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے جب اپنی ازواج مطہرات سے ایلاء کر رکھا تھا اور آپ ﷺ ایک بالا خانہ میں مقیم تھے تو عمر فاروق رضی اللہ عنہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ ایک کھردرے بوریے پر لیٹے ہوئے تھے۔ بوریے پر کوئی چادر وغیرہ نہ ہونے کی وجہ سے بوریے کے نشان آپ کے پہلو پر نمایاں تھے۔ چمڑے کا سرہانہ تھا جس میں پتے بھرے ہوئے تھے۔ اسی پر آپ ٹیک لگائے ہوئے تھے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے بالا خانے کا جائزہ لیا تو اس میں تین چمڑوں کے علاوہ ان کو کچھ نظر نہ آیا۔ انہوں نے عرض کیا: اللہ تعالیٰ کے رسول! دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ آپ کی امت پر رزق کی فراخی کر دے۔ رومیوں اور فارسیوں پر کتنی وسعت کر دی گئی ہے اور ان کو دنیا کی تمام نعمتیں ملی ہوئی ہیں۔ حالاں کہ وہ اللہ تعالیٰ کی عبادت نہیں کرتے۔ عمر فارق رضی اللہ عنہ کا کہنا ہے کہ میری یہ بات سن کر آپ اٹھ کر بیٹھ گئے اور آپ نے فرمایا:

« أَوَ فِي هٰذَا أَنْتَ يَاابْنَ الْخَطَّابِ إِنَّ أُولٰئِكَ قَوْمٌ عُجِّلُوا طَيِّبَاتِهِمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا »

اے ابن الخطاب! کیا ابھی تک تو اس بارے میں شک میں ہے۔ بے شک یہ وہ قومیں ہیں جن کو دنیا کی زندگی میں بہترین نعمتیں جلدی دے دی گئی ہیں۔

سورۃ القصص میں بیان ہونے والا قارون کا قصہ اس کی بہترین وضاحت ہے۔ اس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے خود فرمایا ہے۔

﴿ وَاٰتَيْنٰهُ مِنَ الْكُنُوْزِ مَآ اِنَّ مَفَاتِحَهٗ لَتَنُوْٓاُ بِالْعُصْبَةِ اُولِي الْقُوَّةِ ﴾ (القصص:۷۶)

اور ہم نے اس کو اتنے خزانے دیئے کہ جن کی چابیاں ایک طاقتور جماعت کو اٹھانی مشکل ہوتی تھیں۔

لیکن اس کی بدنصیبی یہ تھی کہ ملنے والے مال کو وہ اللہ تعالیٰ کا احسان ماننے اور اس کا شکر ادا کرنے کی بجائے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وہ کہتا تھا۔

﴿ اِنَّمَا اُوْتِيْتُهٗ عَلٰى عِلْمٍ عِنْدِيْ﴾

بے شک میرے پاس جو علم ہے، اس کی وجہ سے مجھے یہ مال حاصل ہوا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے اس کا جواب بھی خود ہی فرمایا:

﴿ اَوَلَمْ يَعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ قَدْ اَهْلَكَ مِنْ قَبْلِهٖ مِنَ الْقُرُوْنِ مَنْ هُوَ اَشَدُّ مِنْهُ قُوَّةً وَّاَكْثَرُ جَمْعًا ﴾

بے شک اللہ تعالیٰ نے اس سے پہلے بہت سی بستی والوں کو ہلاک کیا جو اس سے زیادہ قوت و مال والے تھے۔

چنانچہ اس کا بھی وہی انجام ہوا جو اس سے پہلے والوں کا ہوا۔

ارشاد ہوتا ہے:

﴿ فَخَسَفْنَا بِهٖ وَبِدَارِهِ الْاَرْضَ فَمَا كَانَ لَهٗ مِنْ فِئَةٍ يَّنْصُرُوْنَهٗ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَمَا كَانَ مِنَ الْمُنْتَصِرِيْنَ﴾

پھر ہم نے اس کو اور اس کے گھر کو زمین میں دھنسا دیا اور اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی جماعت اس کی مدد کرنے والی نہ تھی اور نہ وہ اپنے آپ کو بچانے والوں میں سے ہو سکا۔

سورۃ القصص ہی میں مزید وضاحت یوں ہوتی ہے:

﴿ وَمَآ اُوْتِيْتُمْ مِّنْ شَيْءٍ فَمَتَاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَزِيْنَتُهَا وَمَا عِنْدَ اللّٰهِ خَيْرٌ وَّاَبْقٰى اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ﴾

اور تمہیں جو کچھ دیا گیا ہے وہ دنیا کی زندگی کا سامان ہے اور اس کی زینت ہے اور جو اللہ تعالیٰ کے پاس ہے وہی بہتر اور ہمیشہ باقی رہنے والا ہے۔ تم عقل کیوں نہیں کرتے۔

اسی لئے اللہ تعالیٰ نے اہل ایمان کو حکم فرمایا کہ نماز خوف سے فارغ ہوتے ہی یا دشمن کے حملے سے بے خوف ہونے پر اپنے رب سے باقاعدہ نمازوں کے ذریعے ناطہ جوڑ لو۔ کیوں کہ یہ ایسا فریضہ ہے جو شرعی عذر کے بغیر کسی بھی حالت میں ساقط نہیں ہوتا۔

اسلام دشمن قوتوں کے عزائم سے بھی غافل نہیں ہوتا۔ کہیں ان سے ٹکراؤ ہوتا ہے تو ان کا پیچھا کرتے رہنا ہے۔ ظاہر ہے کہ ایسا کرنے میں تمہیں تکلیف اور مصائب کا سامنا کرنا پڑے گا۔ تمہارے دلوں میں یہ خیال بھی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نہ آئے کہ شاید ایسا کرنے سے دشمن امن اور چین میں رہے گا۔ بلکہ اپنے بچاؤ کے لئے وہ تم سے بھی زیادہ مشکلات کا شکار ہوگا۔ پھر سب سے بڑی کامیابی والی بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے دین کی سربلندی میں کوشاں رہنے پر جس اجر وثواب کی تم امید رکھتے ہو، اس کا ان کے ہاں کوئی تصور نہیں اور تمہارے درجات تو ہر نماز کے ساتھ بلند ہوتے رہتے ہیں۔

صحیح بخاری (باب فضل صلوۃ الجماعۃ، ص ۸۹) میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

> آدمی کی باجماعت پڑھی گئی نماز اس کے گھر یا بازار میں اکیلے پڑھنے والی نماز سے پچیس گنا اجر میں بڑھا دی جاتی ہے۔ جب وہ اچھی طرح وضو کر کے باجماعت نماز پڑھنے کے لئے نکلتا ہے تو اس کے ہر قدم اٹھانے پر اس کا ایک درجہ بڑھا دیا جاتا ہے اور ایک گناہ گرا دیا جاتا ہے۔ وہ جب تک نماز پڑھنے کے بعد نماز والی جگہ میں رہتا ہے فرشتے اس کے لئے دعا کرتے رہتے ہیں: اے اللہ عزوجل! اس پر رحم فرما، اللہ! اس کو اپنی رحمتوں سے نواز دے، اور مسجد میں آ کر جب وہ نماز کے انتظار میں ہوتا ہے تو وہ نماز میں شامل ہی سمجھا جاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔

حل لغات:

- ﴿فَاِذَا قَضَیْتُمُ الصَّلٰوۃَ فَاذْکُرُوا اللّٰہَ قِیَامًا وَّقُعُوْدًا وَّ عَلٰی جُنُوْبِکُمْ﴾ میں اِذَا حرف شرط پر فاء ربط کی۔ قَضَیْتُمْ فعل ماضی۔ اَلصَّلٰوۃَ اس کا مفعول۔ اُذْکُرُوْا فعل امر پر فاء جواب شرط کی۔ لفظ اَللّٰہَ مفعول۔ قِیَامًا وَّقُعُوْدًا دونوں مصدر اور عَلٰی جُنُوْبِکُمْ جار مجرور متعلق اِضْطِجَاعًا (محذوف) ہو کر تینوں حال ہونے کی بنا پر منصوب۔ جملے کا معنی ہے: پھر تم جب نماز خوف سے فارغ ہو جاؤ تو اللہ تعالیٰ کا ذکر کھڑے کھڑے، بیٹھے بیٹھے اور اپنے پہلوؤں پر لیٹے لیٹے کرتے رہو۔
- ﴿فَاِذَا اطْمَاْنَنْتُمْ فَاَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ﴾ اِذَا حرف شرط پر فائے عاطفہ۔ اِطْمَاْنَنْتُمْ فعل ماضی۔ اَقِیْمُوْا فعل امر پر فاء جواب شرط۔ اَلصَّلٰوۃَ مفعول۔ جملے کا معنی ہے: اور جب تم اطمینان میں ہو جاؤ تو نماز قائم کرنے کے تقاضے پورے کرو۔
- ﴿اِنَّ الصَّلٰوۃَ کَانَتْ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ کِتٰبًا مَّوْقُوْتًا﴾ میں اِنَّ حرف مشبہ بفعل۔ اَلصَّلٰوۃَ اس کا اسم اور کَانَتْ اپنے متعلقات سے مل کر اس کی خبر، جس میں کَانَتْ فعل ناقص۔ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ جار مجرور۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کِتَابًا مصدر موصوف اور مَوْقُوْتًا اسم مفعول صفت ۔ جملے کا معنی ہے: بے شک نماز مومنوں پر مقررہ وقتوں میں فرض ہے۔

○ ﴿وَلَا تَهِنُوْا فِي ابْتِغَآءِ الْقَوْمِ﴾ میں واؤ عاطفہ۔ لَا تَهِنُوْا فعل نہی۔ مثال واوی سے باب وَهَنَ يَهِنُ وَ هُنًا . فِي ابْتِغَآءِ الْقَوْمِ مرکب جاری میں اِبْتِغَآءِ اِبْتَغٰى يَبْتَغِيْ ناقص یائی سے مصدر۔ جملے کا معنی ہے: اور دشمن قوم کا پیچھا کرنے میں سست نہ ہو جانا۔

○ ﴿اِنْ تَكُوْنُوْا تَاْلَمُوْنَ فَاِنَّهُمْ يَاْلَمُوْنَ كَمَا تَاْلَمُوْنَ﴾ میں اِنْ شرطیہ۔ تَكُوْنُوْا فعل مضارع کی نون حرف اِنْ کی وجہ سے گری ہوئی ہے۔ تَاْلَمُوْنَ اور يَاْلَمُوْنَ بھی فعل مضارع جمع مذکر حاضر اور جمع مذکر غائب کے صیغے ۔ اِنَّهُمْ کی فاء جواب شرط۔ كَمَا میں کاف، حرفِ جر تشبیہ کا ۔ جملے کا معنی ہے: اگر بے آرامی کی تکلیف تمہیں ہوتی ہے تو تمہاری طرح ان کو بھی تکلیف ہوتی ہے۔

○ ﴿وَتَرْجُوْنَ مِنَ اللّٰهِ مَالَا يَرْجُوْنَ﴾ میں تَرْجُوْنَ اور يَرْجُوْنَ دونوں فعل مضارع۔ مِنَ اللّٰهِ جار مجرور۔ مَا موصولہ۔ لَا نافیہ۔ جملے کا معنی ہے: اور اللہ تعالیٰ سے جو امید تم رکھتے ہو، وہ امید نہیں رکھتے۔

○ ﴿وَكَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا حَكِيْمًا﴾ میں واؤ عاطفہ كَانَ فعل ناقص۔ لفظ اَللّٰهُ اس کا اسم اور عَلِيْمًا حَكِيْمًا اس کی خبریں۔ جملے کا معنی ہے: اور اللہ تعالیٰ بڑا ہی جاننے والا حکمت والا ہے۔

۳۴

اِنَّآ اَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ لِتَحْكُمَ بَيْنَ النَّاسِ بِمَآ اَرٰىكَ اللّٰهُ ۭ وَلَا تَكُنْ لِّلْخَآئِنِيْنَ خَصِيْمًا ﴿105﴾	بے شک ہم نے حق کے ساتھ آپ کی طرف کتاب نازل فرمائی تا کہ لوگوں کے درمیان اس کے مطابق فیصلہ کریں جو اللہ تعالیٰ نے آپ کو دکھایا اور آپ خیانت کرنے والوں کے حمایتی نہ بنیں۔
وَّاسْتَغْفِرِ اللّٰهَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ﴿106﴾	اور اللہ سے بخشش طلب کریں۔ بے شک اللہ تعالیٰ بڑا ہی بخشنے والا مہربان ہے۔
وَلَا تُجَادِلْ عَنِ الَّذِيْنَ يَخْتَانُوْنَ اَنْفُسَهُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ مَنْ كَانَ خَوَّانًا اَثِيْمًا ﴿107﴾	اور نہ ان لوگوں کی طرف سے جھگڑا کریں جو خود اپنی ہی خیانت کرتے ہیں۔ بے شک اللہ تعالیٰ اس کو پسند نہیں کرتا جو خیانت کرنے والا گناہگار ہو۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

يَسْتَخْفُوْنَ مِنَ النَّاسِ وَلَا يَسْتَخْفُوْنَ مِنَ اللّٰهِ وَهُوَ مَعَهُمْ اِذْ يُبَيِّتُوْنَ مَالَا يَرْضٰى مِنَ الْقَوْلِ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ بِمَا يَعْمَلُوْنَ مُحِيْطًا ﴿108﴾

وہ لوگوں سے تو ڈرتے ہیں لیکن اللہ تعالیٰ سے نہیں ڈرتے حالاں کہ وہ ان کے ساتھ ہوتا ہے جب وہ راتوں میں ان باتوں کے بارے میں خفیہ مشورے کرتے ہیں جن پر اللہ رضی نہیں ہوتا اور جو وہ کرتے ہیں اللہ تعالیٰ اس کا احاطہ کیے ہوئے ہے۔

هٰٓاَنْتُمْ هٰٓؤُلَاۗءِ جٰدَلْتُمْ عَنْهُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۣ فَمَنْ يُّجَادِلُ اللّٰهَ عَنْهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اَمْ مَّنْ يَّكُوْنُ عَلَيْهِمْ وَكِيْلًا ﴿109﴾

یہ تم ہی ہو جنھوں نے ان کی طرف سے دنیا کی زندگی میں جھگڑا کیا۔ لیکن قیامت کے روز اللہ کے سامنے ان کی طرف سے جھگڑا کون کرے گا یا ان کا کون وکیل ہوگا؟

تشریح:

سید الانبیاء محمد رسول اللہ ﷺ سے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ لوگوں کے درمیان فیصلے کرتے ہوئے قرآن حکیم سے راہنمائی لینی ہے کیوں کہ یہ کتاب سراسر حق ہے۔ چنانچہ آپ اپنی زندگی مبارک میں اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق عمل کرتے رہے اور آپ ﷺ کے بعد خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم نے بھی اسی اصول کو اپنایا۔ ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ کے بنائے ہوئے قانون سے بڑھ کر عدل و انصاف کے تقاضوں کو پورا کرنے والا کوئی اور قانون نہیں ہوسکتا۔

صحیح بخاری (ص ۱۰۶۴، ۱۰۶۵) اور صحیح مسلم (۲/ ۷۴) میں ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے گھر کے دروازے پر جھگڑنے والوں کی آواز سنی۔ آپ ﷺ نے باہر نکل کر فرمایا:

میں ایک انسان ہوں، جو سنتا ہوں اس کے مطابق فیصلہ کرتا ہوں۔ بہت ممکن ہے کہ ایک شخص زیادہ حجت باز اور چرب زبان ہو اور اس کی باتیں سنکر اس کے حق میں فیصلہ کر دوں جب کہ وہ اس کا حق دار نہ ہو۔ لہٰذا وہ سمجھ لے کہ اس کو سچا گمان کر کے میں نے جو دیا ہے، وہ جہنم کا ٹکڑا ہے۔ اس کو اختیار ہے چاہے لے لے یا چھوڑ دے۔

ام المومنین رضی اللہ عنہا کی دوسری روایت کے مطابق آپ نے فرمایا: میں نے اس کے بھائی کے حق میں سے جو دیا ہے وہ نہ لے۔ کیوں کہ میں نے اس کو جہنم کا ٹکڑا دیا ہے۔

امام بخاری رحمہ اللہ نے مذکورہ روایت کے باب میں واضح کیا ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

" فَاِنَّ قَضَآءَ الْحَاكِمِ لَا يُحِلُّ حَرَامًا وَلَا يُحَرِّمُ حَلَالًا۔ "

بے شک حاکم کا فیصلہ کسی حرام کو حلال اور کسی حلال کو حرام نہیں کرتا۔

یعنی ظاہری شواہد کو پیش نظر رکھتے ہوئے حاکم اگر ایسا فیصلہ کرتا ہے جس سے حق دار کا حق سلب ہو جاتا ہے اور جس کا حق نہ تھا وہ اپنی چرب زبانی سے فیصلہ اپنے حق میں کرانے میں کامیاب ہو جاتا ہے تو اس سے جو کچھ اس کو حاصل ہوتا ہے، وہ اس کے لئے حلال نہیں ہوتا۔ کیوں کہ اسلام میں باطل طریقے سے کسی مسلمان بھائی کا مال کھانا جائز نہیں۔

سورۃ النسآء ہی میں ارشاد ہوا ہے:

﴿ يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَاْكُلُوْٓا اَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ اِلَّآ اَنْ تَكُوْنَ تِجَارَةً عَنْ تَرَاضٍ مِّنْكُمْ ﴿29﴾ ﴾

اے ایمان والو! آپس میں ایک دوسرے کا مال باطل طریقہ سے نہ کھاؤ۔ تمہارے لئے اسی صورت میں حلال ہوگا جب باہمی رضا مندی سے تجاری لین دین کے ذریعہ ملے۔

اسی لئے جھگڑے کا فیصلہ کرنے سے پہلے رسول اللہ ﷺ قرآنی پیغام اپنے صحابہ رضی اللہ عنہم کو پہنچا دیا کرتے تھے تاکہ حق دار اپنے حق سے محروم نہ ہو جائے۔

ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے ہی مسند احمد (۶ ۳۲۰) میں مروی ہے کہ دو انصاری ورثے کا ایک قضیہ آپ ﷺ کے پاس لائے جس پر ایک زمانہ گزر چکا تھا اور دونوں کے پاس اپنے اپنے حق کو ثابت کرنے کی کوئی گواہی نہ تھی۔ آپ نے ان سے وہی کچھ فرمایا جس کا ذکر بخاری مسلم کے حوالے سے ہو چکا ہے۔ جب دونوں انصاری بزرگوں نے آپ کی بات سنی تو دونوں رونے لگ گئے اور دونوں میں سے ہر ایک نے کہا کہ میں اپنا حق اپنے بھائی کو دیتا ہوں۔ آپ نے فرمایا:

ایسا نہ کرو بلکہ جہاں تک ممکن ہو سکے تو دونوں ٹھیک ٹھیک تقسیم کر کے قرعہ اندازی کے ذریعے اپنا اپنا حصہ لے لو اور آپس میں تقسیم کے بارے کوئی غلطی ہونے پر ایک دوسرے کو معاف کر دو۔

سنن ابی داؤد (ص ۵۰۵) کی روایت کے مطابق آپ نے یہ بھی فرمایا کہ میں تمہارے درمیان اپنی سوجھ بوجھ سے یہ فیصلہ کر رہا ہوں۔ اس بارے میں کوئی وحی نازل نہیں ہوئی۔

یہاں آپ ﷺ کے اس فیصلہ سے مسلمان قاضیوں کو یہ گنجائش بھی مل گئی کہ جب ان کو قرآن و سنت اور صحابہ رضی اللہ عنہم سے کسی معاملے میں راہنمائی نہ ملے تو وہ اپنی رائے انتہائی دیانت کے ساتھ استعمال کر سکتے ہیں لیکن

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فیصلے کی بنیاد قرآن و سنت کے اصولوں کے تابع ہونی چاہئے۔ اس میں ذاتی خواہشات کا کوئی دخل نہیں ہونا چاہئے۔

سورۃ ص میں حضرت داؤد علیہ السلام سے خطاب ہوا۔

﴿ يٰدَاوٗدُ اِنَّا جَعَلْنٰكَ خَلِيْفَةً فِي الْاَرْضِ فَاحْكُمْ بَيْنَ النَّاسِ بِالْحَقِّ وَلَا تَتَّبِعِ الْهَوٰى فَيُضِلَّكَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اِنَّ الَّذِيْنَ يَضِلُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ لَهُمْ عَذَابٌ شَدِيْدٌ بِمَا نَسُوْا يَوْمَ الْحِسَابِ (62) ﴾

''اے داؤد! ہم نے آپ علیہ السلام کو زمین میں خلیفہ بنایا ہے پس لوگوں کے درمیان حق کے ساتھ فیصلے کریں اور خواہش کی پیروی نہ کریں۔ کیونکہ وہ آپ کو اللہ کی راہ سے ہٹا دے گی۔ بے شک جو لوگ اللہ تعالیٰ کی راہ سے ہٹ جاتے ہیں، ان کے لئے اس بنا پر سخت عذاب ہو گا کہ وہ حساب والے دن کو بھول گئے۔

لہٰذا ہر مسلمان قاضی یا فیصل یا حاکم کا فرض ہے کہ کسی بھی معاملے میں فیصلہ کرتے ہوئے یاد رکھے کہ ایک دن اس کا بھی حساب ہونا ہے۔

ان آیات کے شان نزول میں امام ترمذی رحمہ اللہ نے ابواب التفسیر (۱۵۰/۲) میں بنوابیرق کا لمبا قصہ نقل کیا ہے جس میں قتادۃ بن النعمان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ وہ لوگ زمانہ جاہلیت سے ہی فاقہ مست چلے آ رہے تھے اور مدینہ کے اکثر لوگوں کا کھانا جو اور کھجوریں ہوتی تھیں۔ جو صاحب ثروت ہوتا وہ شام سے آنے والے قافلے والوں سے میدہ خرید کر اپنے لئے مخصوص کر لیتا۔ باقی گھر والے عموماً جو اور کھجوریں ہی کھاتے۔ شام سے جب ایک قافلہ آیا تو میرے چچا رفاعۃ بن زید نے بھی ایک بوجھ میدے کا ان سے خرید لیا اور اسے اپنے بالا خانے میں محفوظ کر دیا۔ جہاں اس کے ہتھیار، زرہیں اور تلواریں وغیرہ رکھی ہوئی تھیں۔ چوروں نے رات میں نقب لگا کر غلہ اناج نکال لیا اور اسلحہ بھی لے گئے۔ صبح میرے چچا میرے پاس آئے اور چوری کا واقعہ سنا دیا۔ ہم نے جب اپنے طور پر معلومات حاصل کیں تو معلوم ہوا کہ رات بنوابیرق کے گھر میں چولھا گرم ہوا اور ہمیں بتایا گیا کہ وہ تمہارا ہی چرایا ہوا اناج ہوسکتا ہے۔ جب پوچھ گچھ ہوئی تو بنوابیرق نے کہا کہ تمہارا چور لبید بن سہل ہے۔ حالاں کہ ہم جانتے تھے کہ لبید بن سہل نیک صالح مسلمان ہے۔ جب لبید رضی اللہ عنہ نے بنوابیرق کی بات سنی تو ننگی تلوار لئے بنوابیرق کے پاس آئے اور ان سے کہا: میری چوری ثابت کرو ورنہ میں تمہیں قتل کر دوں گا۔ انہوں نے ان پر لگایا گیا الزام واپس لے کر ان کی برات کر دی۔ ہم نے مزید تحقیق کی تو اس نتیجہ پر پہنچے کہ چوری بنوابیرق ہی نے کی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے۔ میرے چچا نے مجھ سے کہا کہ تم رسول اللہ ﷺ کے پاس جا کر چوری کا ذکر کرو۔ چنانچہ میں نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر سارا واقعہ بیان کر دیا۔ میں نے یہ بھی عرض کر دیا کہ وہ ہمارا اسلحہ ہمیں واپس کر دیں اناج وغیرہ کی ہمیں ضرورت نہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

میں عنقریب اس معاملے کی تحقیق کروں گا۔ جب بنو ابیرق کو معلوم ہوا کہ انہوں نے اُسیر بن عروۃ نامی ایک شخص کو رسول اللہ ﷺ کے پاس بھیجا اور اس نے آپ کی خدمت میں عرض کیا کہ بنو ابیرق صلاح و اسلام والے لوگ ہیں۔ قتادہ بن نعمان اور اس کے چچا ان پر چوری کا الزام لگا رہے ہیں۔ حالاں کہ ان کے پاس اس کا کوئی ثبوت نہیں۔ حضرت قتادہ کا کہنا ہے کہ میں جب دوبارہ آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور چوری کا ذکر کیا تو آپ نے فرمایا۔ تم صلاح و اسلام والے گھرانے پر بغیر ثبوت اور گواہی کے چوری کا الزام لگا رہے ہو۔ آپ کا یہ ارشاد سن کر میں پریشانی کی حالت میں واپس آیا اور سوچ رہا تھا کہ بہتر یہی تھا کہ میں آپ سے چوری کا ذکر ہی نہ کرتا اور اپنے مال سے دست بردار ہو جاتا۔ چچا رفاعہ سے جب واپس آ کر آپ کے ارشاد کی خبر دی تو انھوں نے کہا۔ اللہ تعالیٰ ہی ہمارا مددگار ہے۔ تھوڑا ہی وقت گزرا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے سورۃ النساء کی مذکورہ آیات نازل فرما دیں۔ یعنی بنو ابیرق کی چوری ثابت ہوگئی اور آپ کو خیانت کے مرتکب ہونے والے گناہ گاروں کی حمایت سے منع کر دیا گیا۔ ساتھ ہی استغفار کا بھی آپ کو حکم مل گیا۔

ان آیات کے نزول کے بعد رسول اللہ ﷺ نے بنو ابیرق سے چوری شدہ اسلحہ واپس دلوایا۔ ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میرے چچا بوڑھے انسان تھے اور بینائی بھی ان کی کمزور تھی۔ انہوں نے مجھ سے کہا۔ جاؤ بیٹا اس اسلحہ کو اللہ تعالیٰ کے نام پر خیرات کر دو۔ اس سے پہلے میں اپنے چچا کے اسلام کے بارے میں کچھ بدگمانی کا شکار تھا۔ لیکن اس دن مجھے یقین ہو گیا کہ ان کا اسلام صحیح ہے اور وہ پکے مسلمان ہیں۔

ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے منافقوں پر بھی واضح کر دیا کہ ان کے منافقانہ پوشیدہ مشوروں سے اللہ تعالیٰ پوری طرح آگاہ ہے۔ کوئی معاملہ اس کے علم سے باہر نہیں اور ان کی حمایت کرنے والوں کو بھی بتا دیا گیا کہ اگر دنیا میں ان کی حمایت کرتے ہو اور حق تک پہنچنے کی پوری کوشش نہیں کرتے۔ تو قیامت کے روز اللہ تعالیٰ کے سامنے ان کی حمایت کون کرے گا جس سے کوئی بات چھپائی نہیں جا سکے گی اور نہ اس کے سامنے کوئی کسی کا وکیل بنے گا۔ بلکہ ہر شخص کو اپنی نجات کی فکر ہوگی۔

ان آیات میں ان وکلاء کے لئے زبردست زجر و توبیخ ہے کہ جو مال کے حصول کی خاطر مجرموں کو ملنے والی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سزا سے ان کو بچاتے ہیں اور حق دار کو حق سے محروم کرانے میں مدد ومعاون بنتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ایسے عمل سے ہمیں محفوظ رکھے۔

حل لغات:

- ﴿اِنَّآ اَنْزَلْنَآ اِلَیْکَ الْکِتٰبَ بِالْحَقِّ لِتَحْکُمَ بَیْنَ النَّاسِ بِمَآ اَرٰکَ اللّٰهُ﴾ میں اِنَّا اصل میں اِنَّنَا ہے۔ کثرت استعمال کی وجہ سے ایک نون گر گئی ہے۔ اَنْزَلْنَا فعل ماضی جمع متکلم۔ اِلَیْکَ جار مجرور۔ اَلْکِتَابَ مفعول۔ بِالْحَقِّ بھی جار مجرور۔ لِتَحْکُمَ فعل مضارع پر لام کَیْ کا۔ بَیْنَ النَّاسِ مرکب اضافی۔ بِمَا کا مَا موصولہ۔ اَرٰکَ اللّٰهُ میں لفظ اَللّٰهُ فاعل۔ اَرٰی فعل ماضی اور کاف ضمیر مفعول۔ جملے کا معنی ہے: بے شک حق کے ساتھ ہم نے آپ کی طرف یہ کتاب نازل فرمائی تاکہ آپ لوگوں کے درمیان اس کے مطابق فیصلہ کریں جو اللہ نے آپ کو دکھایا۔
- ﴿وَلَا تَکُنْ لِّلْخَآئِنِیْنَ خَصِیْمًا﴾ میں لَا تَکُنْ فعل نہی۔ لِلْغَائِنِیْنَ جار مجرور۔ خَصِیْمًا فعل ناقص کی خبر۔ جملے کا معنی ہے: اور آپ خیانت کرنے والوں کے حمایتی نہ بنیں۔
- ﴿وَاسْتَغْفِرِ اللّٰهَ﴾ میں اِسْتَغْفِرْ فعل امر اور لفظ اَللّٰهَ اس کا مفعول۔ جملے کا معنی ہے: اور آپ اللہ تعالیٰ سے بخشش طلب کریں۔
- ﴿اِنَّ اللّٰهَ کَانَ غَفُوْرًا رَّحِیْمًا﴾ میں اِنَّ مشبہ بفعل۔ لفظ اَللّٰهَ اس کا اسم اور کَانَ فعل ناقص اپنی خبر کے ساتھ مل کر اس کی خبر۔ جملے کا معنی ہے: بے شک اللہ بڑا ہی بخشنے والا مہربان ہے۔
- ﴿وَلَا تُجَادِلْ عَنِ الَّذِیْنَ یَخْتَانُوْنَ اَنْفُسَهُمْ﴾ میں لَا تُجَادِلْ فعل نہی۔ عَنْ حرف جر۔ اَلَّذِیْنَ موصولہ۔ یَخْتَانُوْنَ فعل مضارع۔ اَنْفُسَهُمْ مفعول۔ جملے کا معنی ہے۔ اور آپ ان لوگوں کی طرف سے جھگڑا نہ کریں جو خود اپنی ہی خیانت کرتے ہیں۔
- ﴿اِنَّ اللّٰهَ لَا یُحِبُّ مَنْ کَانَ خَوَّانًا اَثِیْمًا﴾ میں اِنَّ مشبہ بفعل لفظ اَللّٰهَ اس کا اسم۔ لَا نافیہ۔ یُحِبُّ فعل مضارع۔ مَنْ موصولہ۔ کَانَ فعل ناقص۔ خَوَّانًا مبالغے کا صیغہ اور اَثِیْمًا صفت مشبہ۔ جملے کا معنی ہے: بیشک اللہ تعالیٰ اس کو پسند نہیں کرتا جو بہت ہی خیانت کرنے والا گنہگار ہو۔
- ﴿یَسْتَخْفُوْنَ مِنَ النَّاسِ وَلَا یَسْتَخْفُوْنَ مِنَ اللّٰهِ وَهُوَ مَعَهُمْ﴾ میں یَسْتَخْفُوْنَ فعل مضارع (باب استفعال)۔ مِنَ النَّاسِ اور مِنَ اللّٰهِ جار مجرور۔ لَا نافیہ۔ هُوَ مَعَهُمْ سے پہلے واؤ حالیہ۔ جملے کا معنی ہے: وہ لوگوں سے ڈرتے ہیں۔ لیکن اللہ تعالیٰ سے نہیں ڈرتے حالاں کہ وہ ان کے ساتھ ہوتا ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

○ ﴿اِذْ یُبَیِّتُوْنَ مَالَا یَرْضٰی مِنَ الْقَوْلِ﴾ میں اِذْ ظرفیہ۔ یُبَیِّتُوْنَ فعل مضارع (باب تفعیل)۔ مَا موصولہ۔ لَا نافیہ۔ یَرْضٰی فعل مضارع۔ مِنَ الْقَوْلِ جار مجرور۔ جملے کا معنی ہے: جب وہ راتوں میں ان باتوں کے بارے میں خفیہ مشورے کرتے ہیں جن کو اللہ پسند نہیں کرتا۔

○ ﴿وَکَانَ اللّٰہُ بِمَا یَعْمَلُوْنَ مُحِیْطًا﴾ میں کَانَ فعل ناقص۔ لفظ اَللّٰہُ اس کا اسم۔ بِمَا کا مَا موصولہ۔ یَعْمَلُوْنَ فعل مضارع۔ مُحِیْطًا (اَحَاطَ یُحِیْطُ سے اسم فاعل) خبر۔ جملے کا معنی ہے: اور جو وہ کرتے ہیں اللہ تعالیٰ اس کا احاطہ کئے ہوئے ہے۔

○ ﴿ھٰٓاَنْتُمْ ھٰٓؤُلَآءِ جَادَلْتُمْ عَنْھُمْ فِی الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا﴾ میں ھٰٓاَنْتُمْ ضمیر مرفوع منفصل مخاطب پر ہ تنبیہ کی اور ھٰٓؤُلَآءِ جمع اسم اشارہ۔ پہلا حصہ مبتدا اور دوسرا اس کی خبر۔ جَادَلْتُمْ فعل ماضی۔ عَنْھُمْ اور فِی الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا جار مجرور۔ جملے کا معنی ہے: یہ تمھیں لوگ ہو کہ جنہوں نے ان کی طرف سے دنیا کی زندگی میں جھگڑا کیا۔

○ ﴿فَمَنْ یُّجَادِلُ اللّٰہَ عَنْھُمْ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ﴾ میں مَنْ استفہامیہ فاء تعقیب کی۔ یُجَادِلُ فعل مضارع۔ لفظ اَللّٰہَ اس کا مفعول۔ عَنْھُمْ جار مجرور۔ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ مرکب اضافی ظرف زمان۔ جملے کا معنی ہے: قیامت کے روز ان کے طرف سے اللہ تعالیٰ کے سامنے ان کی حمایت میں جھگڑا کون کرے گا؟

○ ﴿اَمْ مَّنْ یَّکُوْنُ عَلَیْھِمْ وَکِیْلًا﴾ اَمْ حرف عطف۔ مَّنْ استفہامیہ۔ یَّکُوْنُ فعل مضارع ناقص۔ عَلَیْھِمْ جار مجرور۔ وَکِیْلًا فعل ناقص کی خبر۔ وَکَلَ یَکِلُ مثال واوی سے صفت۔ جملے کا معنی ہے: یا ان کی وکالت کرنے والا کون ہوگا؟

۳۵

وَمَنْ یَّعْمَلْ سُوْٓءًا اَوْ یَظْلِمْ نَفْسَہٗ ثُمَّ یَسْتَغْفِرِ اللّٰہَ یَجِدِ اللّٰہَ غَفُوْرًا رَّحِیْمًا ﴿۱۱۰﴾

اور جو کوئی برا کام کرے یا اپنے نفس پر ظلم کرے پھر اللہ تعالیٰ سے بخشش طلب کرے تو اللہ تعالیٰ کو بڑا ہی بخشنے والا اور بڑا ہی رحم کرنے والا پائے گا۔

وَمَنْ یَّکْسِبْ اِثْمًا فَاِنَّمَا یَکْسِبُہٗ عَلٰی نَفْسِہٖ ؕ وَکَانَ اللّٰہُ عَلِیْمًا حَکِیْمًا ﴿۱۱۱﴾

اور جو کوئی گناہ کا کام کرتا ہے تو اس کا بوجھ یقیناً وہ اپنے اوپر ہی ڈالتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ جاننے والا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَمَنْ يَّكْسِبْ خَطِيْٓئَةً اَوْ اِثْمًا ثُمَّ يَرْمِ بِهٖ بَرِيْٓـًٔا فَقَدِ احْتَمَلَ بُهْتَانًا وَّاِثْمًا مُّبِيْنًا ﴿112﴾

اور جو کوئی غلطی یا گناہ کما لائے پھر وہ کسی بے گناہ پر اسے تھوپ دے تو وہ بے شک بہتان اور کھلے گناہ کا بوجھ اٹھاتا ہے۔

وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ وَرَحْمَتُهٗ لَهَمَّتْ طَّآئِفَةٌ مِّنْهُمْ اَنْ يُّضِلُّوْكَ ؕ وَمَا يُضِلُّوْنَ اِلَّآ اَنْفُسَهُمْ وَمَا يَضُرُّوْنَكَ مِنْ شَيْءٍ ؕ وَاَنْزَلَ اللّٰهُ عَلَيْكَ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَعَلَّمَكَ مَالَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ ؕ وَكَانَ فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ عَظِيْمًا ﴿113﴾

اور اگر آپ پر اللہ تعالیٰ کا فضل اور اس کی رحمت نہ ہوتی تو ان میں سے ایک جماعت آپ کو حق سے ہٹانے کا قصد ضرور کر لیتی حالاں کہ وہ اپنے آپ کو ہی گمراہ کر رہے ہیں اور آپ کو کوئی نقصان نہیں پہنچا سکیں گے۔ اور اللہ تعالیٰ نے آپ پر کتاب و حکمت نازل فرمائی اور آپ کو اس کی تعلیم دی جو آپ جانتے نہیں تھے۔ اور اللہ تعالیٰ کا آپ پر عظیم فضل ہے۔

تشریح:

صحیح بخاری کتاب التوحید (ص ۱۱۰۱) اور صحیح مسلم کتاب التوبۃ (۳۵۶/۲) میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

« لَمَّا خَلَقَ الْخَلْقَ كَتَبَ فِيْ كِتَابِهٖ وَهُوَ يَكْتُبُ عَلٰى نَفْسِهٖ وَهُوَ وَضَعَ عِنْدَهٗ عَلَى الْعَرْشِ اِنَّ رَحْمَتِيْ تَغْلِبُ غَضَبِيْ »

جب اللہ تعالیٰ نے مخلوق کی تخلیق کی تو اس کو اپنی کتاب میں لکھا اس حال میں کہ وہ اپنے نفس پر لازم کر رہا تھا اور اس نے لکھی گئی کتاب کو اپنے پاس عرش پر رکھا کہ بے شک میری رحمت میرے غضب پر غالب رہے گی۔

بخاری و مسلم کی دوسری روایت کے مطابق

« اِنَّ اللّٰهَ لَمَّا قَضَى الْخَلْقَ كَتَبَ عِنْدَهٗ فَوْقَ عَرْشِهٖ اِنَّ رَحْمَتِيْ سَبَقَتْ غَضَبِيْ »

جب اللہ تعالیٰ اپنے پروگرام کے مطابق تخلیق کر چکا تو اس نے اپنے پاس عرش پر لکھ دیا کہ بے شک

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میری رحمت میری غضب پر سبقت لے گئی۔

سورۃ الانعام میں اللہ تعالیٰ نے خود اعلان فرمایا:

﴿ كَتَبَ رَبُّكُمْ عَلٰى نَفْسِهِ الرَّحْمَةَ اَنَّهٗ مَنْ عَمِلَ مِنْكُمْ سُوْٓءًۢا بِجَهَالَةٍ ثُمَّ تَابَ مِنْۢ بَعْدِهٖ وَاَصْلَحَ فَاَنَّهٗ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿54﴾ ﴾

تمہارے رب نے اپنے آپ پر رحمت کو لکھ لیا کہ جو کوئی جہالت کی وجہ سے کوئی برا کام کرے پھر اس کے بعد توبہ کرے اور (اپنی) اصلاح کرے تو بے شک اللہ تعالیٰ بڑا ہی بخشنے والا رحم کرنے والا ہے۔

سورۃ ال عمران میں متقین کے بارے میں ارشاد ہوتا ہے:

﴿ وَالَّذِيْنَ اِذَا فَعَلُوْا فَاحِشَةً اَوْ ظَلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ ذَكَرُوا اللّٰهَ فَاسْتَغْفَرُوْا لِذُنُوْبِهِمْ وَمَنْ يَّغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اللّٰهُ وَلَمْ يُصِرُّوْا عَلٰى مَا فَعَلُوْا وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ ﴿135﴾ اُولٰٓئِكَ جَزَآؤُهُمْ مَّغْفِرَةٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ وَجَنّٰتٌ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا وَنِعْمَ اَجْرُ الْعٰمِلِيْنَ ﴿136﴾ ﴾

www.KitaboSunnat.com

اور وہ لوگ جب کوئی فحاشی کا کام کر بیٹھتے ہیں یا اپنے نفسوں پر ظلم کر لیتے ہیں تو اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے ہیں اور اپنے گناہوں کی بخشش طلب کرتے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ کے سوا گناہوں کو بخشنے والا کون ہے؟ اور جو کچھ انہوں نے کیا ہوتا ہے اس پر ڈٹے نہیں رہتے اس حال میں کہ وہ جانتے ہوتے ہیں۔ وہی لوگ ہیں جن کی جزاء ان کے رب عزوجل کے پاس بخشش اور ایسے باغات ہوں گے جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی ان میں وہ ہمیشہ رہیں گے۔ اور عمل کرنے والوں کا بہترین اجر ہوگا۔

یہاں واضح کر دیا گیا ہے کہ انسان کتنا ہی متقی کیوں نہ ہو لیکن اس سے فحاشی کے کام کا ہونا یا اپنی جان پر ظلم کرنے کا احتمال ہمیشہ موجود رہتا ہے۔ اس میں تعلیم دی گئی کہ کوئی بھی اپنے بارے میں یہ خیال نہ کرے کہ دنیا میں رہتے ہوئے وہ گناہوں سے محفوظ ہوگیا ہے۔ لیکن ساتھ ہی گناہوں سے پاک ہونے کا طریقہ بھی سمجھا دیا گیا ہے۔ یعنی اگر کوئی شخص کسی گناہ کا مرتکب ہوتا ہے تو اس کو چاہیے کہ فوراً اپنے رب عزوجل کی طرف رجوع کرے، اس کا ذکر کرتے ہوئے اپنے گناہ کی معافی مانگے۔ جو گناہ اس سے ہوا ہے، اس پر مصر نہ رہے بلکہ ایسی توبہ کرے جس میں یہ اقرار ہو کہ وہ پھر ایسا کام نہیں کرے گا۔

اللہ تعالیٰ نے یہ وضاحت بھی فرما دی کہ گناہوں کو بخشنے والا اللہ تعالیٰ کے سوا اور کون ہے؟ توبہ کرنے والے کو اس بات کا یقین ہونا چاہیے کہ اس کا رب ہی اس کے گناہوں کو بخشنے والا ہے۔ ایسے تائب ہونے والوں کو اللہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تعالیٰ نے بشارت دے دی کہ نہ صرف ان کے گناہوں کو معاف کر دیا جائے بلکہ ان کا ٹھکانا ایسی جنت میں بن جائے گا جس کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی۔ ان کا یہ ٹھکانا عارضی نہیں ہوگا بلکہ دائمی ہوگا۔ اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق عمل کرنے والوں کی یہ بہترین جزاء ہوگی۔

مسند احمد کی پہلی جلد کی دوسری حدیث ہے: ص۹ اور ص۱۰ میں بھی منقول ہے اور امام ابو داؤد نے بھی اپنی سنن کی کتاب الصلوٰۃ کے باب الاستغفار میں نقل کیا ہے۔ علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی حدیث سنتا تو اللہ تعالیٰ اس سے جتنا چاہتا مجھے نفع دیتا۔ جب کوئی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے حدیث بیان کرتا تو میں اس کو قسم دے کر پوچھتا کہ آیا اس نے آپ سے اسی طرح سنا۔ جب وہ قسم کھا کر کہہ دیتا کہ اس نے ایسے ہی سنا ہے تو میں اس کی تصدیق کر دیتا۔ بے شک ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے مجھ سے حدیث بیان کی اور ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے سچ کہا، انہوں نے نبی کریم رؤف رحیم کو فرماتے سنا۔

« مَا مِنْ رَجُلٍ يُذْنِبُ ذَنْبًا فَيَتَوَضَّأُ فَيُحْسِنُ الْوُضُوْءَ وَيُصَلِّيْ رَكْعَتَيْنِ فَيَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ اِلَّا غُفِرَلَهٗ »

جب کوئی آدمی گناہ کا مرتکب ہوتا ہے، پھر اچھی طرح وضو کر کے دو رکعت نماز پڑھتا ہے اور اللہ عزوجل سے بخشش طلب کرتا ہے تو اس کا گناہ معاف کر دیا جاتا ہے۔

مسند احمد کی دوسری روایت میں رَجُلٍ کی بجائے مُسْلِمٍ اور تیسری روایت میں عَبْدٍ مُؤْمِنٍ کے الفاظ سے واضح ہوتا ہے کہ یہاں مسلم مومن بندے کی بات ہو رہی ہے۔

جامع الترمذی کتاب القیامۃ (۸۶/۲) ابن ماجہ کتاب الزہد (ص۳۱۳) دارمی کتاب الرقاق (ص۳۶۶)

مسند احمد (۱۹۸/۳) میں انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

« كُلُّ بَنِيْ اٰدَمَ خَطَّاءٌ وَخَيْرُ الْخَطَّائِيْنَ التَّوَّابُوْنَ »

سب بنی آدم خطا کار ہیں اور بہترین خطا کار وہ ہیں جو توبہ کرنے والے ہیں۔

صحیح بخاری کتاب الدعوات (ص۹۳۳) میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

« وَاللّٰهِ اِنِّيْ لَاَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ وَاَتُوْبُ اِلَيْهِ فِي الْيَوْمِ اَكْثَرَ مِنْ سَبْعِيْنَ مَرَّةً »

اللہ تعالیٰ کی قسم! بے شک میں دن میں ستر مرتبہ سے زیادہ اللہ تعالیٰ سے بخشش طلب کرتا ہوں اور اس کی طرف رجوع کرتا ہوں۔

صحیح مسلم باب استحباب الاستغفار (۳۴۶/۲) کے مطابق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

«اَيُّهَاالنَّاسُ! تُوبُوْا اِلَى اللّٰهِ فَاِنِّي اَتُوْبُ اِلَيْهِ فِي الْيَوْمِ مِائَةَ مَرَّةً»

اے لوگو! اللہ تعالیٰ سے توبہ کیا کرو، بے شک میں دن میں سو مرتبہ توبہ کرتا ہوں۔

سورۃ النساء کی مذکورہ آیت مبارکہ میں اسی اہم ترین بات کو اجاگر کرنے کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے یہ بھی وضاحت فرمادی کہ جو کوئی گناہ کا کام کرتا ہے تو اس کا وبال بھی اسی پر ہوتا ہے، اس کے گناہوں کا بوجھ کوئی دوسرا نہیں اٹھائے گا۔ اس لئے ہر وقت اللہ تعالیٰ سے بخشش طلب کرتے رہنے اور اسی کی طرف رجوع کی تعلیم دی گئی ہے اور یہ بھی یقین دہانی کرائی گئی ہے کہ اللہ تعالیٰ بڑا ہی بخشنے والا مہربان ہے۔

بنو اُبیرق کے حوالے سے اس بات کو بھی اجاگر کر دیا گیا کہ خطأً یا قصداً گناہ کا مرتکب ہونے والا کوئی شخص اگر اپنا کارنامہ کسی دوسرے پر تھوپ دے تو یہ بھی گناہ اور بہتان کا بہت بڑا بوجھ ہوگا جس کو اس نے خود اٹھانا ہے اور اس کا حساب دینا ہوگا۔ بنو اُبیرق نے لبید رضی اللہ عنہ کا نام لے کر اپنی برأت کی تھی حالاں کہ وہ خود چور تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ظاہری حالات کو دیکھتے ہوئے ان کی بات کو صحیح تسلیم کر لیا تھا۔ لیکن احکم الحاکمین نے ان کی فریب کاری کا پردہ چاک کر دیا اور اپنے فضل کے طور پر سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کو بتا دیا کہ اگر اللہ تعالیٰ حق سے آپ کو آگاہ نہ کرتا تو قریب تھا کہ ایک جماعت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو حق سے دور کر دیتی۔ اگرچہ وقتی طور پر انہوں نے جھوٹ اور بہتان بازی سے اپنے دفاع کی کوشش کی جس سے انہوں نے اپنا ہی نامہ اعمال خراب کیا اور خود اپنے آپ کو نقصان پہنچایا، اس سے آپ کو کوئی نقصان نہ پہنچا۔

اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہونے والی کتاب وحکمت اور جو کچھ آپ کو سکھایا (جس کا آپ کو علم نہ تھا۔) اس کو اپنا عظیم فضل قرار دیا۔ کیونکہ اسی کتاب وحکمت کے ذریعے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے گمراہی کی وادیوں میں بھٹکنے والوں کو راہ حق پر لگایا، صدیوں سے بت پرستی اور جاہلانہ رسم ورواج میں غرق رہنے والوں کو ان کے حقیقی خالق ومالک کے سامنے جھکایا۔ جو ایک دوسرے کا خون بہایا کرتے تھے، ان کو آپس میں دینی بھائی بنایا۔ جس معاشرے میں ہر قسم کی برائی پائی جاتی تھی، اس کو دنیا کا مثالی معاشرہ بنا دیا۔ جو بیٹیوں سے نفرت کرتے ہوئے ان کو زندہ دفن کر دیا کرتے تھے ان کے دلوں میں بیٹیوں کی محبت کی شمع کو روشن فرمایا۔ بیٹیوں کی اچھی پرورش کرنے اور شادی کرنے پر جنت کی بشارت دی۔ بیویوں سے اچھا سلوک کرنے کی تلقین کی۔ ماں باپ کی نافرمانی کو شرک کے بعد سب سے بڑا گناہ ٹھہرایا۔ اولاد کی اچھی تربیت کرنے کو والدین پر فرض کیا۔ قریبیوں، یتیموں، مسکینوں، مسافروں، سوال کرنے والوں اور معاشرے کے محتاج لوگوں کا خیال رکھنے کا حکم دیا۔ اللہ تعالیٰ کے حقوق کے ساتھ اس کی مخلوق کے حقوق کی ادائیگی پر خاص زور دیا۔ اچھائی کو اپنانے اور برائی سے روکنے کا ہر

www.KitaboSunnat.com
محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مسلمان کو پابند کیا۔ سورۃ التوبۃ میں مومنوں کے بارے میں ارشاد ہوا کہ مومن مرد اور مومن عورتیں آپس میں ہم درد و دوست ہیں۔ آپس میں اچھائی کا حکم دیتے ہیں اور برائے سے روکتے ہیں۔ نماز قائم کرتے ہیں اور زکوۃ ادا کرتے ہیں۔ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کرتے ہیں۔ وہی ہیں کہ اللہ عنقریب ان پر رحم فرمائے گا۔ بے شک اللہ تعالیٰ عزیز و حکیم ہے۔

اللہ تعالیٰ ہم میں بھی یہ خوبیاں پیدا کرے۔

حل لغات:

○ ﴿وَمَنْ يَّعْمَلْ سُوْءً اَوْيَظْلِمْ نَفْسَهٗ ثُمَّ يَسْتَغْفِرِ اللّٰهَ يَجِدِ اللّٰهَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا﴾ میں مَنْ شرطیہ۔ یَعْمَلْ، یَظْلِمْ اور یَسْتَغْفِرْ تینوں فعل مضارع واحد مذکر غائب کے صیغے، شرط ہونے کی بنا پر مجزوم۔ سُوْءً، نَفْسَهٗ اور لفظ اَللّٰهَ مفعول۔ واؤ، اور ثُمَّ حرف عاطفہ۔ ان میں سے ثُمَّ ایسا حرف ہے جو اپنے معطوف علیہ کے حکم میں اشتراک و ترتیب اور مہلت چاہتا ہے۔ یَجِدِ اللّٰهَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا (جملہ جواب شرط) میں یَجِدْ فعل مضارع۔ لفظ اَللّٰهَ مفعول۔ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا حال۔ جملے کا معنی ہے: اور جو کوئی برا کام کرے یا اپنے نفس پر ظلم کرے یا پھر اللہ تعالیٰ سے بخشش طلب کرے۔ تو اللہ تعالیٰ کو بڑا ہی بخشنے والا اور بڑا ہی رحم کرنے والا پائے گا۔

○ ﴿وَمَنْ يَّكْسِبْ اِثْمًا فَاِنَّمَا يَكْسِبُهٗ عَلٰى نَفْسِهٖ﴾ میں اِثْمًا مفعول تک جملہ شرطیہ اور اِنَّمَا کلمہ حصر پر فاء جواب شرط۔ یَكْسِبُهٗ کی ضمیر اِثْمًا کی طرف راجع۔ عَلٰى نَفْسِهٖ جار مجرور۔ جملے کا معنی ہے: اور جو گناہ کا کام کرتا ہے، اس کا بوجھ یقیناً وہ اپنے اوپر ہی ڈالتا ہے۔

○ ﴿وَمَنْ يَّكْسِبْ خَطِيْٓئَةً اَوْ اِثْمًا ثُمَّ يَرْمِ بِهٖ بَرِيْٓئًا فَقَدِ احْتَمَلَ بُهْتَانًا وَّاِثْمًا مُّبِيْنًا﴾ میں خَطِيْٓئَةً سے مراد وہ گناہ جو غیر ارادی طور پر ہو جائے یا وقتی طور پر عقل پر پردہ پڑ جائے۔ جب کہ اِثْمًا میں ارادہ وقصد ہمیشہ شریک رہتا ہے۔ اس کا مرتکب ہونے والا جانتا ہے کہ یہ گناہ کا کام ہے۔ یَرْمِیْ فعل مضارع ناقص یائی کی یاء شرط ہونے کی وجہ سے گری ہوئی ہے۔ بَرِيْٓئًا فعیل کے وزن پر مفعول قَدْ تحقیق کا اور اس پر فاء جواب شرط کی۔ اِحْتَمَلَ فعل ماضی باب افتعال۔ بُهْتَانًا وَّاِثْمًا مُّبِيْنًا مفعول میں بُهْتَانًا اور اِثْمًا مصدر۔ جب کہ مُبِيْنًا، اَبَانَ يُبِيْنُ سے صفت۔ جملے کا معنی ہے: اور جس نے خطا کے طور پر یا عمداً گناہ کا کام کیا پھر کسی بے گناہ پر اس کو تھوپ دیا، اس نے بہتان لگانے اور کھلے گناہ کا بوجھ اٹھایا۔

○ ﴿وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ وَرَحْمَتُهٗ لَهَمَّتْ طَّآئِفَةٌ مِّنْهُمْ اَنْ يُّضِلُّوْكَ﴾ میں لَوْلَا حرف شرط۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فَضْلُ اللّٰهِ مرکب اضافی۔ عَلَيْكَ جار مجرور۔ رَحْمَتُهٗ بھی مرکب اضافی۔ جملے کا یہ حصہ شرط اور اگلا حصہ جواب شرط ہے۔ لَهَمَّتْ فعل ماضی پر لام جواب شرط کا۔ طَآئِفَةٌ فاعل۔ مِنْهُمْ جار مجرور۔ اَنْ ناصبہ۔ يُضِلُّوْكَ کی کاف ضمیر مخاطب کی اور يُضِلُّوْا فعل مضارع کی نون اَنْ ناصبہ کی وجہ سے گری ہوئی ہے۔ جملے کا معنی ہے: اور اگر آپ پر اللہ تعالیٰ کا فضل اور اس کی رحمت نہ ہوتی تو ان میں سے ایک جماعت آپ کو ضرور حق سے ہٹانے کا قصد کر لیتی۔

﴿وَمَا يُضِلُّوْنَ اِلَّآ اَنْفُسَهُمْ وَمَا يَضُرُّوْنَكَ مِنْ شَيْءٍ﴾ میں مَا دونوں جگہ نافیہ۔ يُضِلُّوْنَ اور يَضُرُّوْنَ دونوں فعل مضارع۔ يَضُرُّوْنَ کی ضمیر کاف مخاطب کی۔ اِلَّا حرف استثناء۔ مِنْ شَيْءٍ اگرچہ جار مجرور ہے۔ لیکن یہ نصب کے محل میں ہے یعنی لَا يَضُرُّوْنَكَ شَيْئًا جملے کا معنی ہے: اور حالاں کہ وہ اپنے آپ ہی کو گمراہ کرتے ہیں اور آپ کو کوئی نقصان نہیں پہنچا سکیں گے۔

﴿وَاَنْزَلَ اللّٰهُ عَلَيْكَ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَعَلَّمَكَ مَالَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ﴾ میں اَنْزَلَ فعل ماضی۔ لفظ اَللّٰہُ اس کا فاعل عَلَيْكَ جار مجرور۔ اَلْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ مفعول۔ واؤ عاطفہ عَلَّمَ فعل ماضی کے ساتھ کاف ضمیر مخاطب کی۔ مَا موصولہ۔ لَمْ نفی جحد۔ تَكُنْ اصل میں تَكُوْنُ ہے۔ لَمْ کی وجہ سے نون پر جزم آئی تو واؤ اور نون دونوں ساکن ہونے کی بنا پر واؤ گر گئی۔ تَعْلَمُ فعل مضارع۔ جملے کا معنی ہے: اور اللہ تعالیٰ نے آپ پر کتاب وحکمت نازل فرمائی اور آپ کو اس کی تعلیم دی جو آپ نہیں جانتے تھے۔

﴿وَكَانَ فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ عَظِيْمًا﴾ میں كَانَ فعل ناقص۔ فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ اس کا اسم اور عَظِيْمًا اس کی خبر جملے کا معنی ہے: اور آپ ﷺ پر اللہ تعالیٰ کا عظیم فضل ہے۔

﴿۳۶﴾

لَا خَيْرَ فِيْ كَثِيْرٍ مِّنْ نَّجْوٰىهُمْ اِلَّا مَنْ اَمَرَ بِصَدَقَةٍ اَوْ مَعْرُوْفٍ اَوْ اِصْلَاحٍ بَيْنَ النَّاسِ ۭ وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ ابْتِغَاۗءَ مَرْضَاتِ اللّٰهِ فَسَوْفَ نُؤْتِيْهِ اَجْرًا عَظِيْمًا ﴿114﴾

ان کے اکثر خفیہ مشوروں میں خیر نہیں مگر جس نے صدقہ کرنے یا اچھائی کو اپنانے یا لوگوں کے درمیان اصلاح کرنے کا حکم دیا اور کوئی یہ کام اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے لئے کرے گا تو ہم اس کو عنقریب عظیم اجر عطا کریں گے۔

وَمَنْ يُّشَاقِقِ الرَّسُوْلَ مِنْ ۢ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ

اور جو رسول (ﷺ) کی مخالفت کرے گا اس کے بعد

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لَهُ الْهُدٰى وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيْلِ الْمُؤْمِنِيْنَ نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى وَنُصْلِهٖ جَهَنَّمَ ۭ وَسَاۗءَتْ مَصِيْرًا ﴿115﴾

کہ اس پر ہدایت واضح ہو چکی ہے اور مومنوں کی راہ کے علاوہ کوئی اور راہ اختیار کرے گا تو ہم اس کو اس کی اختیار کردہ راہ پر ہی لگا دیں گے پھر اس کو جہنم میں ڈال دیں گے اور جہنم لوٹنے کی بہت ہی بری جگہ ہے۔

اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَيَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَاۗءُ ۭ وَمَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًۢا بَعِيْدًا ﴿116﴾

بے شک اللہ تعالیٰ نہیں بخشتا یہ کہ اس کے ساتھ شرک کیا جائے' اس کے علاوہ گناہ پر جس کو چاہے معاف کر دیتا ہے اور جو اللہ کے ساتھ شرک کرتا ہے وہ یقیناً بہت دور کی گمراہی میں کھو جاتا ہے۔

تشریح:

اگرچہ یہاں بات ان ہی لوگوں کے بارے میں ہو رہی ہے جو رات میں لوگوں سے ڈرتے ہوئے ایسے خفیہ مشورے کیا کرتے تھے جن پر اللہ راضی نہیں ہوتا اور ان کا مقصد اپنے کیے ہوئے برے اعمال کو بے گناہوں پر تھوپ کر اپنے آپ کو بچانا تھا۔ لیکن اس بات کو قیامت تک اہل اسلام کے لئے دینی اصول بنا دیا گیا ہے اور نہ صرف راتوں کو بلکہ ہمیشہ ہی ہر جگہ اس کے مطابق عمل کرنے کی تلقین کی گئی ہے' کہ نجویٰ جب بھی ہو تو اچھی باتوں اور اچھے کاموں کے لئے ہو۔

امام قرطبی رحمہ اللہ نے اپنی تفسیر میں نجویٰ کا معنی (اَلسِّرّ بَیْنَ الْاِثْنَیْنِ) یعنی دو آدمیوں کے درمیان پوشیدہ اور راز کی بات کرنا ہے جس سے دوسرے لوگ آگاہ نہ ہو پائیں۔ اسی سے لوگوں کی باہمی سرگوشی کو تَنَاجِی الْقَوْمُ کہا جاتا ہے۔

سورۃ المجادلۃ میں ارشاد ربانی ہے:

﴿ اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ نُهُوْا عَنِ النَّجْوٰى ثُمَّ يَعُوْدُوْنَ لِمَا نُهُوْا عَنْهُ وَيَتَنٰجَوْنَ بِالْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ وَمَعْصِيَتِ الرَّسُوْلِ ۡ وَاِذَا جَاۗءُوْكَ حَيَّوْكَ بِمَا لَمْ يُحَيِّكَ بِهِ اللّٰهُ ۙ وَيَقُوْلُوْنَ فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ لَوْلَا يُعَذِّبُنَا اللّٰهُ بِمَا نَقُوْلُ ۭ حَسْبُهُمْ جَهَنَّمُ ۚ يَصْلَوْنَهَا ۚ فَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ﴿8﴾ ﴾

کیا آپ نے ان لوگوں کی طرف نہیں دیکھا جن کو سرگوشیاں کرنے سے منع کیا گیا تھا پھر وہ اسی کی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

طرف لوٹتے ہیں جس سے ان کو منع کیا گیا تھا اور وہ گناہ وزیادتی اور رسول ﷺ کی نافرمانی کرنے کے بارے میں سرگوشیاں کرتے ہیں۔ پھر آپ کے پاس آ کر اس انداز میں سلام کرتے ہیں جس میں اللہ تعالیٰ نے آپ کو سلامتی کا تحفہ نہ دیا تھا اور وہ اپنے نفسوں میں کہتے ہیں کہ جو ہم کہہ رہے ہیں اللہ اس پر ہمیں عذاب کیوں نہیں دیتا۔ ان کو جہنم ہی کافی ہو گی جس میں وہ داخل ہوں گے اور وہ بہت بری جگہ ہے۔

﴿ يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا تَنَاجَيْتُمْ فَلَا تَتَنَاجَوْا بِالْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ وَمَعْصِيَتِ الرَّسُوْلِ وَتَنَاجَوْا بِالْبِرِّ وَالتَّقْوٰى وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِيْٓ اِلَيْهِ تُحْشَرُوْنَ ﴿9﴾ ﴾

اے ایمان والو! جب تم آپس میں سرگوشی کرو تو گناہ وزیادتی اور رسول ﷺ کی نافرمانی کرنے کے بارے میں سرگوشی نہ کرو۔ بلکہ نیکی اور تقویٰ کے کاموں میں سرگوشی کرو اور اس اللہ سے ڈر جاؤ جس کی طرف تم اکٹھے کیے جاؤ گے۔

﴿ اِنَّمَا النَّجْوٰى مِنَ الشَّيْطٰنِ لِيَحْزُنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَلَيْسَ بِضَآرِّهِمْ شَيْـًٔا اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ ﴿10﴾ ﴾

بے شک سرگوشی شیطان کی طرف سے ہے تاکہ وہ اہل ایمان کو غمزدہ کرے حالاں کہ وہ اللہ کے حکم کے بغیر ان کو کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتا اور مومنوں کو اللہ ہی پر توکل کرنا چاہیے۔

یہودیوں کا معمول تھا کہ مدینہ طیبہ میں مسلمانوں کے خلاف خفیہ مشوروں کے ذریعے رسول اللہ ﷺ کے خلاف برے پروگرام بنایا کرتے تھے اور وہ یہ بھول جایا کرتے تھے کہ اللہ تعالیٰ اپنے نبی کو ان کی شراتوں سے آگاہ کر دیتا ہے۔ لہٰذا رسول اللہ ﷺ نے بڑی کوشش کی کہ وہ گناہ اور زیادتی سے باز آ جائیں اور حق کو قبول کرتے ہوئے خفیہ مشوروں کو ترک کر دیں۔ لیکن اپنی خبیثانہ عادت کی بنا پر وہ رسول اللہ ﷺ کی مخالفت پر ڈٹے رہتے تھے اور آپ سے مخاطب ہوتے ہوئے ایسا انداز اختیار کرتے کہ جو ان کے لئے مناسب نہ ہوتا تھا۔ ان کی جہالت نے ان کی عقلوں پر ایسا پردہ ڈال دیا تھا کہ رسول اللہ ﷺ کے بارے میں برائی کو اپناتے ہوئے کہتے کہ اللہ تعالیٰ اس پر ہمیں عذاب کیوں نہیں کرتا۔ حالاں کہ اللہ تعالیٰ کا قانون ہے کہ دنیا میں رہتے ہوئے ہر انسان کو اختیار ہے کہ وہ اپنی زندگی میں اچھائی کو اپنائے یا اس کو ٹھکراتے ہوئے برائی میں غرق ہو جائے۔ لیکن مرنے کے بعد اس کے اعمال کے مطابق اس نے جزا یا سزا پانی ہے۔ لہٰذا اللہ تعالیٰ نے ان کی جاہلانہ سوچ وفکر کا جواب یہ دیا کہ جب جزا وسزا کا وقت آئے گا تو ان کو جہنم کا ایندھن بنا دیا جائے گا۔ ظاہر ہے کہ جہنم سے بری جگہ اور کون سی ہو سکتی ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اللہ تعالیٰ نے یہود اور منافقوں والی سرگوشی سے اہل اسلام کو منع کر دیا اور ایسی سرگوشی کی اجازت دی کہ جس میں نیکی اور تقویٰ کا پروگرام بنایا جاتا ہو۔ جس میں گناہ وزیادتی اور رسول اللہ ﷺ کی نافرمانی کا شائبہ تک نہ ہو۔ بلکہ نیکی کے کاموں کو ایسے کرنے کی بات ہو کہ جس سے لوگوں کو خبر نہ ہو اور وہ کام صرف اللہ کی رضا کے حصول کے لئے ہوں۔ جس میں غریبوں اور مسکینوں کی دیکھ بھال کرنے برائی کو مٹانے اور اچھائی کو عام کرنے اور مسلمانوں میں کہیں اختلاف پیدا ہو جائے تو اس کو دور کرنے کا پروگرام طے پائے۔ ایسی سرگوشی کرنے والوں کو اللہ تعالیٰ نے اجر عظیم کی بشارت دے دی۔

اللہ تعالیٰ نے جن تین باتوں میں نجویٰ کی اجازت دی ہے۔ اگر ان کو دینی تعلیم کے مطابق اپنا لیا جائے تو معاشرے کا ہر بگاڑ دور ہو جائے گا اور چند ہی سالوں میں یہ دنیا کا بہترین معاشرہ بن جائے گا۔

معاشرے کے بگاڑ کے عموماً تین ہی سبب ہوتے ہیں ۔ پہلا سبب غربت ہوتی ہے جب ساری دولت سمٹ کر چند امیروں کے ہاتھ میں جمع ہو جاتی ہے اور وہ اس کو اپنی ذاتی خواہشات کی تکمیل پر خرچ کرتے ہیں۔ غریبوں کو اس میں شریک کرنے کا اس کے ہاں کوئی تصور نہیں ہوتا۔ پھر ایک وقت ایسا آتا ہے کہ غریب مرنے مارنے کو تیار ہو جاتے ہیں۔

دوسرا سبب اچھائی کو ترک کر دینا ہوتا ہے اور اس میں بھی امیروں کا زیادہ دخل ہوتا ہے ۔ اپنی مجبوریوں اور ضرورتوں کی بنا پر غرباء بھی اس میں شریک ہو جاتے ہیں۔

تیسرا سبب باہمی لڑائی جھگڑا ہوتا ہے۔ جب قوم مختلف گروہوں میں تقسیم ہو جاتی ہے تو اختلاف کا ظاہر ہونا لازم ہو جاتا ہے۔ ویسے بھی جب اخلاقی اقدار میں ضعف واقع ہو جاتا ہے اور معاشی تنگی اور مختلف آزمائشوں کے سبب لوگوں میں صبر کی سطح پست ہو جاتی ہے۔ تو لڑائی جھگڑوں کے امکانات میں اضافہ ہو جاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے مذکورہ اسباب کا سد باب صدقہ' معروف اور اصلاح بین الناس سے کیا ہے۔ غربت کا خاتمہ اسلام نے صدقات سے کیا۔ حضرت عمر فاروق کے عہد خلافت میں لوگ زکوٰۃ لینے کی بجائے زکوٰۃ دینے والے بن گئے۔

امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے ذریعہ معاشرے کی ہر برائی ختم کر دی گئی۔ رسول اللہ ﷺ کے قائم کردہ معاشرے کے افراد کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے خود فرمایا: ﴿ رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ ﴾ وہ آپس میں ایک دوسرے پر رحم کرنے والے تھے۔

صحیح بخاری کتاب الادب (ص۸۹۰) صحیح مسلم کتاب الزکوٰۃ (۳۲۵/۱) میں جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے مروی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«كُلُّ مَعْرُوفٍ صَدَقَةٌ»

ہر بھلائی صدقہ ہوتی ہے۔

ابو موسیٰ الاشعری رضی اللہ عنہ والی روایت کے مطابق آپ نے فرمایا۔ ہر مسلمان پر صدقہ واجب ہے۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا۔ اگر وہ صدقہ کرنے کے لئے کچھ نہ پائے تو پھر کیا کرے۔ آپ نے فرمایا: وہ اپنے ہاتھوں سے کوئی کام یعنی محنت مزدوری کرے اپنے نفس کو فائدہ پہنچائے اور صدقہ کرے۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا۔ اگر وہ اس کی طاقت نہ رکھتا ہو تو کیا کرے۔ آپ نے فرمایا: اس کو چاہیۓ کسی حاجت والے مظلوم کی مدد کرے۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے پھر عرض کیا۔ اگر وہ ایسا بھی نہ کر سکے تو آپ نے فرمایا: اس کو چاہیۓ خیر اور بھلائی کے کام کا لوگوں کو حکم دے۔ اگر وہ یہ بھی نہ کر سکے تو وہ لوگوں کو تکلیف پہنچانے سے رک جائے۔ ابو ہریرہ کی روایت کے الفاظ ہیں۔ کلمہ طیبہ صدقہ ہوتا ہے۔

آپ کے ارشاد مبارک کے مطابق ہر مسلمان اگر کسی کو کوئی فائدہ نہیں پہنچا سکتا تو کسی کے لئے تکلیف کا باعث بھی نہ بنے۔ تو معاشرے میں امن وامان کا معاملہ ہمیشہ بگاڑ سے محفوظ رہے گا۔

اس کے باوجود پھر بھی کہیں مسلمانوں میں اختلاف ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ نے اس کی اصلاح کا طریقہ بھی سورۃ الحجرات میں سمجھا دیا ہے۔

﴿ إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ إِخْوَةٌ فَأَصْلِحُوا بَيْنَ أَخَوَيْكُمْ وَاتَّقُوا اللَّهَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ ﴿10﴾ ﴾

بے شک سب مومن آپس میں بھائی بھائی ہیں۔ پس اپنے دو بھائیوں کے درمیان صلح کراؤ اور اللہ سے ڈرتے رہو تاکہ تم پر رحم کیا جائے۔

تفسیر القرطبی کی روایت ہے' ابو ایوب انصاری سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کیا میں تمہیں وہ صدقہ نہ بتاؤں کہ جس کو اللہ اور اس کے رسول پسند کرتے ہیں۔ لوگوں کے درمیان صلح کراؤ کہ جب وہ فساد کرنے پر آمادہ ہو جائیں۔ جب ایک دوسرے سے دور ہونے لگیں تو ان کو ایک دوسرے کے قریب کرو۔

جائز نجویٰ کا ذکر کرنے کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے یہ بھی واضح کر دیا کہ قرآنی ہدایت کے آ جانے کے باوجود جو بھی رسول اللہ ﷺ کی مخالفت سے باز نہیں آئے گا اور مومنوں کی راہ سے ہٹ کر کوئی اور راہ اختیار کرے گا تو اللہ تعالیٰ اپنے قانون کے مطابق اس کو اس کی اختیار کردہ راہ ہی پر لگا دے گا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کسی کو مجبور نہیں کرتا کہ وہ اس کی ہدایت کو ضرور اپنائے۔ لہٰذا جو اس کی ہدایت کو ٹھکراتا ہے تو اس کی موت واقع ہوتے ہی اس کو اس

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے انجام تک پہنچا دیا جاتا ہے اور جہنم کو اس کا ٹھکانا بنادیا جاتا ہے۔

سورۃ النساء میں دو مرتبہ ارشاد ہوا کہ اللہ شرک کے علاوہ جس کا چاہے ہر گناہ معاف فرمائے گا۔ لیکن شرک ایسا گناہ کبیرہ ہے کہ اگر مشرک مرنے سے پہلے توبہ نہیں کرتا اور اس کی موت شرک پر ہوجاتی ہے تو پھر وہ اللہ کی بخشش سے محروم رہتا ہے۔ شرک کا مرتکب ہونے والا ایسی گمراہی کا شکار ہوجاتا ہے جو اس کو رحمت خداوندی سے بہت دور رکھتی ہے۔ شیطان کا بہکاوا اس کو صراط مستقیم پر آنے سے روکے رکھتا ہے۔ یہاں تک کہ دنیا میں اس کی زندگی کا وقت ختم ہوجاتا ہے اور شیطان اس کو جہنم میں دھکا دے کر منہ موڑ لیتا ہے۔ اس وقت اس کو مدد کرنے والا کوئی نہیں ملتا۔ اللہ تعالیٰ ایسے بہکاوے سے ہمیں محفوظ رکھے۔

حل لغات:

- ﴿لَا خَيْرَ فِيْ كَثِيْرٍ مِّنْ نَّجْوٰهُمْ اِلَّا مَنْ اَمَرَ بِصَدَقَةٍ اَوْ مَعْرُوْفٍ اَوْ اِصْلَاحٍ بَيْنَ النَّاسِ﴾ میں لَا نفی جنس کا۔ فِیْ اور مِنْ حروف جر۔ نَجْوٰهُمْ کی ضمیر هُمْ بنو اُبیرق کی طرف راجع۔ نَجْوٰی مصدر۔ اِلَّا حرف استثناء۔ مَنْ موصولہ۔ اَمَرَ فعل ماضی۔ بِصَدَقَةٍ کی باء حرف جر کی وجہ سے صَدَقَةٍ اَوْ مَعْرُوْفٍ اَوْ اِصْلَاحٍ مجرور۔ جملے کا معنی ہے: ان کے اکثر خفیہ مشوروں میں خیر نہیں مگر جس نے صدقہ کرنے یا اچھائی کو اپنانے یا لوگوں کے درمیان اصلاح کرنے کا حکم دیا۔
- ﴿وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ ابْتِغَآءَ مَرْضَاتِ اللّٰهِ فَسَوْفَ نُؤْتِيْهِ اَجْرًا عَظِيْمًا﴾ میں مَنْ شرطیہ۔ يَفْعَلْ فعل مضارع۔ ذٰلِكَ اسم اشارہ۔ اِبْتِغَآءَ مَرْضَاتِ اللّٰهِ مشارالیہ۔ اِبْتِغَآءَ اور مَرْضَاتِ دونوں مصدر سَوْفَ پر فاء جواب شرط۔ نُؤْتِيْهِ کی ضمیر هِ مَنْ کی طرف راجع اور نُؤْتِیْ فعل مضارع۔ اَجْرًا عَظِيْمًا مفعول۔ جملے کا معنی ہے: اور جو کوئی یہ کام اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کے لئے کرے گا۔ تو ہم عنقریب اس کو عظیم اجر عطا فرمائیں گے۔
- ﴿وَمَنْ يُّشَاقِقِ الرَّسُوْلَ مِنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدٰى وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيْلِ الْمُؤْمِنِيْنَ﴾ مَنْ شرطیہ۔ يُشَاقِقْ فعل مضارع (باب مفاعلۃ) لفظ اَلرَّسُوْلَ مفعول۔ مِنْ حرف جر۔ مَا موصولہ۔ تَبَيَّنَ فعل ماضی (باب تفعّل) لَهٗ کی ضمیر هٗ مَنْ کی طرف راجع۔ اَلْهُدٰی مصدر۔ واؤ عاطفہ۔ يَتَّبِعْ فعل مضارع۔ غَيْرَ سَبِيْلِ الْمُؤْمِنِيْنَ اس کا مفعول۔ جملے کا معنی ہے: اور جس نے رسول اللہ ﷺ کی مخالفت اس کے لئے ہدایت کے واضح ہونے کے بعد کی اور مومنوں کی راہ کے علاوہ کوئی اور راہ اختیار کی۔
- ﴿نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى وَنُصْلِهٖ جَهَنَّمَ﴾ میں نُوَلِّهٖ کی ضمیر ہ مَنْ کی طرف راجع۔ نُوَلِّ فعل مضارع جمع متکلم

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور تَوَلّٰی فعل ماضی واحد مذکر غائب۔ نُصْلِ کی بھی ضمیر ہ مَنْ کی طرف راجع اور نُصْلِ فعل مضارع۔ جملے کا معنی ہے: تو ہم اس کو اسی راہ پر لگا دیتے ہیں کہ جو وہ اختیار کرتا ہے پھر اس کو جہنم میں ڈال دیتے ہیں۔

○ ﴿وَسَآءَتْ مَصِيْرًا﴾ میں سَآءَتْ فعل ماضی۔ مَصِيْرًا حال۔ جملے کا معنی ہے: اور وہ بہت ہی بری جگہ لوٹنے کی ہے۔

○ ﴿اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَيَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَآءُ﴾ میں اِنَّ مشبہ فعل۔ لفظ اَللّٰہَ اس کا اسم۔ اگلہ جملہ اس کی خبر۔ جس میں لَا نافیہ۔ يَغْفِرُ فعل مضارع۔ اَنْ ناصبہ۔ يُشْرَكَ فعل مضارع مجہول کے آخر میں زبر اَنْ ناصبہ کی وجہ سے آئی ہے۔ بِہٖ کی ضمیر ہ اللہ کی طرف راجع۔ مَا موصولہ۔ ذٰلِكَ اسم اشارہ۔ لِمَنْ موصولہ پر لام حرف جر۔ يَشَآءُ فعل مضارع۔ جملے کا معنی ہے: بے شک اللہ نہیں بخشتا یہ کہ اس کے ساتھ کسی کو شریک بنایا جائے اور اس کے علاوہ جس کے لئے چاہے گناہوں کو معاف فرماتا ہے۔

○ ﴿وَمَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا بَعِيْدًا﴾ میں مَنْ شرطیہ۔ يُشْرِكْ فعل مضارع۔ بِاللّٰهِ جار مجرور۔ قَدْ حرف تحقیق پر فاء جواب شرط۔ ضَلَّ فعل ماضی۔ ضَلٰلًا بَعِيْدًا مرکب توصیفی اس کا بیان۔ جملے کا معنی ہے: اور جو اللہ کے ساتھ شرک کرتا ہے تو وہ بہت دور کی گمراہی کا شکار ہو جاتا ہے۔

﴿۳۷﴾

....

اِنْ يَّدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖٓ اِلَّآ اِنٰثًا ۚ وَاِنْ يَّدْعُوْنَ اِلَّا شَيْطٰنًا مَّرِيْدًا ﴿117﴾

وہ اللہ کے علاوہ عورتوں کو ہی پکارتے ہیں اور وہ نافرمان سرکش کو ہی پکارتے ہیں۔

لَّعَنَهُ اللّٰهُ وَقَالَ لَاَتَّخِذَنَّ مِنْ عِبَادِكَ نَصِيْبًا مَّفْرُوْضًا ﴿118﴾

اللہ نے اس پر لعنت کی اور اس نے کہا کہ تیرے بندوں میں سے مقرر شدہ حصہ میں ضرور لے کر رہوں گا۔

وَّلَاُضِلَّنَّهُمْ وَلَاُمَنِّيَنَّهُمْ وَلَاٰمُرَنَّهُمْ فَلَيُبَتِّكُنَّ اٰذَانَ الْاَنْعَامِ وَلَاٰمُرَنَّهُمْ فَلَيُغَيِّرُنَّ خَلْقَ اللّٰهِ ۭ وَمَنْ يَّتَّخِذِ الشَّيْطٰنَ وَلِيًّا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَقَدْ خَسِرَ خُسْرَانًا مُّبِيْنًا ﴿119﴾

اور ان کو ضرور گمراہ کرتا رہوں گا اور ان کو باطل امیدیں دلاتا رہوں گا اور ان کو حکم دوں گا کہ وہ جانوروں کے کان کاٹیں چیریں اور ان کو حکم دوں گا کہ وہ اللہ کی تخلیق کو تبدیل کریں اور جو اللہ کے علاوہ شیطان کو دوست بنائے گا تو وہ واضح گھاٹے میں ہو جائے گا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

يَعِدُهُمْ وَيُمَنِّيهِمْ ۖ وَمَا يَعِدُهُمُ الشَّيْطٰنُ اِلَّا غُرُوْرًا ﴿120﴾

وہ ان سے وعدے کرتا ہے اور امیدیں دلاتا ہے حالاں کہ شیطان صرف ان سے دھوکے فریب کا وعدہ کرتا ہے۔

اُولٰٓئِكَ مَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ ۫ وَلَا يَجِدُوْنَ عَنْهَا مَحِيْصًا ﴿121﴾

وہی لوگ ہیں کہ ان کا ٹھکانا جہنم ہوگا اور وہ اس سے بھاگ کر کوئی جائے پناہ نہیں پائیں گے۔

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَنُدْخِلُهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ۭ وَعْدَ اللّٰهِ حَقًّا ۭ وَمَنْ اَصْدَقُ مِنَ اللّٰهِ قِيْلًا ﴿122﴾

اور وہ لوگ جو ایمان لائے اور انہوں نے نیک عمل کیے ان کو ہم عنقریب ایسی جنتوں میں داخل کریں گے کہ جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی' ان میں وہ ہمیشہ رہیں گے' اللہ کا وعدہ حق ہے اور اللہ سے زیادہ سچی بات کہنے والا کون ہے۔

تشریح:

تفسیر ابن کثیر میں الضحاک رحمہ اللہ کے حوالے سے منقول ہے کہ مشرکوں کا عقیدہ تھا کہ فرشتے اللہ کی بیٹیاں ہیں، ان کا کہنا تھا کہ ہم ان کی عبادت اس لئے کرتے ہیں کہ یہ ہمیں اللہ کے قریب کرتی ہیں اور انہوں نے ان کو رب بنایا ہوا تھا ان کی لڑکیوں جیسی تصویریں بنا کر ان کی عبادت کا حکم دیتے اور ان کی تقلید کرتے اور ان کو اللہ کی لڑکیوں سے تشبیہ دیتے ہوئے کہتے کہ ہم ان کی ہی عبادت کرتے ہیں۔

ابن جریر رحمہ اللہ کی روایت کے مطابق وہ لات عزیٰ اور منات کو اِنَاثًا کہا کرتے تھے۔ تفسیر القرطبی میں مروی ہے۔

"كَانَ لِكُلِّ حَيٍّ صَنَمٌ يَعْبُدُوْنَهُ وَيَقُوْلُوْنَ أُنْثٰى بَنِيْ فُلَانٍ۔"

ہر قبیلے کا ایک بت ہوتا تھا۔ جس کی وہ عبادت کرتے اور کہتے تھے۔ فلاں قبیلے کا یہ انثیٰ ہے۔

اللہ تعالیٰ نے ان کے عقیدہ باطلہ کا رد اس طرح فرمایا:

﴿ اَلَكُمُ الذَّكَرُ وَلَهُ الْاُنْثٰى ﴿21﴾ تِلْكَ اِذًا قِسْمَةٌ ضِيْزٰى ﴿22﴾ اِنْ هِيَ اِلَّآ اَسْمَآءٌ سَمَّيْتُمُوْهَآ اَنْتُمْ وَاٰبَآؤُكُمْ مَّآ اَنْزَلَ اللّٰهُ بِهَا مِنْ سُلْطٰنٍ ۭ اِنْ يَّتَّبِعُوْنَ اِلَّا الظَّنَّ وَمَا تَهْوَى الْاَنْفُسُ ۚ وَلَقَدْ جَآءَهُمْ مِّنْ رَّبِّهِمُ الْهُدٰى ﴿23﴾ ﴾

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تمہارے لیے لڑکے اور اس کے لئے لڑکیاں۔ پھر تو یہ بڑی ٹیڑھی تقسیم ہوئی۔ یہ تو وہ نام ہیں کہ جو تم نے خود اور تمہارے باپوں نے رکھے ہیں۔ حالاں کہ اللہ نے اس کے بارے میں کوئی دلیل نازل نہیں فرمائی۔تم تو اپنے گمانوں کی اتباع کر رہے ہو اور اس کی کہ جو تمہارے نفس پسند کرتے ہیں۔ جب کہ ان کے پاس ان کے رب کی طرف سے ہدایت آ چکی ہے۔

سورۃ الزخرف میں مزید وضاحت ہوتی ہے۔

﴿ وَجَعَلُوا الْمَلَائِكَةَ الَّذِينَ هُمْ عِبَادُ الرَّحْمَٰنِ إِنَاثًا ۚ أَشَهِدُوا خَلْقَهُمْ ۚ سَتُكْتَبُ شَهَادَتُهُمْ وَيُسْأَلُونَ ﴿19﴾ وَقَالُوا لَوْ شَاءَ الرَّحْمَٰنُ مَا عَبَدْنَاهُم ۗ مَّا لَهُم بِذَٰلِكَ مِنْ عِلْمٍ ۖ إِنْ هُمْ إِلَّا يَخْرُصُونَ ﴿20﴾ أَمْ آتَيْنَاهُمْ كِتَابًا مِّن قَبْلِهِ فَهُم بِهِ مُسْتَمْسِكُونَ ﴿21﴾ ﴾

اور انہوں نے فرشتوں کو جو کہ رحمٰن کے بندے ہیں' عورتیں بنادیا۔کیا وہ ان کی تخلیق کے وقت موجود تھے؟عنقریب ان کی شہادت لکھی جائے گی۔ پھر ان سے اس کے بارے میں سوال ہوگا اور انہوں نے کہا۔ اگر رحمٰن چاہتا تو ہم ان کی عبادت نہ کرتے۔ان کو اس بارے میں کوئی علم نہیں۔ ایسے ہی اٹکل پچو مار رہے ہیں یا اس سے پہلے ہم نے ان کو کوئی کتاب دی تھی کہ جس کو وہ تھامے ہوئے ہیں۔

سورۃ النحل میں اللہ تعالیٰ نے مشرکوں کے ان معبودوں کی حقیقت یوں بیان فرمائی کہ جن کو وہ پکارا کرتے تھے۔

﴿وَالَّذِينَ يَدْعُونَ مِن دُونِ اللَّهِ لَا يَخْلُقُونَ شَيْئًا وَهُمْ يُخْلَقُونَ ﴿20﴾ أَمْوَاتٌ غَيْرُ أَحْيَاءٍ ۖ وَمَا يَشْعُرُونَ أَيَّانَ يُبْعَثُونَ ﴿21﴾ ﴾

اور جن کو وہ اللہ کے علاوہ پکارتے ہیں۔ وہ کچھ بھی تخلیق نہیں کرتے' بلکہ خود تخلیق کیے جاتے ہیں۔ مردہ ہیں۔ زندہ نہیں، ان کو یہ بھی معلوم نہیں کہ ان کو کب اٹھایا جائے گا۔

یہاں مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ سے اللہ تعالیٰ نے قیامت تک واضح کردیا کہ اس کی مخلوق میں سے اس کے علاوہ جب بھی کسی کو پکارا جائے تو وہ شرک ہوگا۔ کیوں کہ اللہ تعالیٰ نے سورۃ المومن (الغافر) میں ارشاد فرمایا ہے:

﴿ وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُونِي أَسْتَجِبْ لَكُمْ ۚ إِنَّ الَّذِينَ يَسْتَكْبِرُونَ عَنْ عِبَادَتِي سَيَدْخُلُونَ جَهَنَّمَ دَاخِرِينَ﴾

اور تمہارے رب نے فرمایا مجھے پکارو۔ میں تمہاری پکار سنوں گا۔ بے شک جو لوگ میری عبادت سے تکبر کرتے ہیں۔عنقریب وہ ذلیل ورسوا ہو کر جہنم میں داخل ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ نے یہ بھی وضاحت

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کردی کہ اس کو پکارنا درحقیقت عبادت ہے اور نہ پکارنے والوں کا انجام جہنم کا ایندھن بنایا جانا ہے۔

اہل عرب اسلام سے پہلے اُنْثیٰ یا اِنَاثًا کے طور پر جنہیں پکارا کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے واضح کردیا کہ وہ درحقیقت شیطان، سرکش نافرمان کو ہی پکارتے تھے۔ کیوں کہ اسی نے ان کے لئے ایسا کرنا مزین کررکھا تھا۔ شیطان ہی نے نوح علیہ السلام کی قوم میں بت پرستی کو رائج کیا تھا۔ وہی تھا کہ جو پہلی قوموں کی تباہی اور بربادی کا سبب بنا کرتا تھا اور اس کی یہی کوشش تھی کہ اہل مکہ بھی دعوت حق کو قبول نہ کریں۔ بلکہ دعوت دینے والے ہی کو ختم کردیا جائے۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے اہل حق کی مدد فرمائی اور اس کے مذموم عزائم کو خاک میں ملا دیا۔

اللہ تعالیٰ نے اس پر لعنت بھیجتے ہوئے اس کے ارادوں سے اپنی مخلوق کو آگاہ فرمایا کہ اس نے اللہ کی عزت کی قسم کھا کر بارگاہ الٰہ میں ڈھٹائی کے ساتھ اعلان کیا تھا۔ سورۃ ص کے الفاظ ہیں:

﴿ لَاُغْوِيَنَّهُمْ اَجْمَعِيْنَ اِلَّا عِبَادَكَ مِنْهُمُ الْمُخْلَصِيْنَ (83) ﴾

تیرے مخلَص بندوں کے سوا باقی تمام کو میں ضرور گمراہ کردوں گا۔

اللہ تعالیٰ نے اس کے جواب میں فرمایا:

﴿ فَالْحَقُّ وَالْحَقَّ اَقُوْلُ (84) لَاَمْلَئَنَّ جَهَنَّمَ مِنْكَ وَمِمَّنْ تَبِعَكَ مِنْهُمْ اَجْمَعِيْنَ (85) ﴾

حق ہی غالب آنے والا ہے اور میں حق ہی کہتا ہوں کہ تجھ سے اور ان میں سے جو تیری اتباع کریں گے۔ تم سب سے جہنم کو ضرور بھروں گا۔

امام بخاری رحمہ اللہ نے سورۃ الحج کی آیت ﴿ وَتَرَى النَّاسَ سُكٰرٰى ﴾ کی تفسیر میں ابوسعید الخدری رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قیامت کے روز اللہ تعالیٰ آدم علیہ السلام کو آواز دے گا اور وہ لَبَّيْكَ وَسَعْدَيْكَ کہتے ہوئے جواب دیں گے۔ اونچی آواز میں ان سے کہا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ آپ کو حکم دیتا ہے کہ اپنی اولاد میں سے جہنم کا حصہ نکالیں۔ وہ عرض کریں گے۔ اے میرے رب! جہنم کے لئے کتنا حصہ نکالوں؟ ارشاد ہوگا۔ ہر ہزار میں سے نوسو ننانوے۔ پس اس وقت حاملہ اپنا حمل گرا دے گی، بچے بوڑھے ہوجائیں گے آپ لوگوں کو دیکھیں گے تو ایسے معلوم ہوگا کہ وہ نشے میں ہیں۔ حالاں کہ وہ نشے میں نہیں ہوں گے۔ بلکہ اللہ کا عذاب سخت ہوگا آپ کی مجلس میں حاضر صحابہ رضی اللہ عنہم پر یہ بات بڑی بھاری ثابت ہوئی اور ان کے چہروں کا رنگ بدل گیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ دیکھ کر فرمایا: وہ حصہ یاجوج ماجوج میں سے ہوگا۔ یعنی تم میں سے صرف ایک ہوگا اور تم لوگوں میں ایسے ہو کہ جیسے سفید بالوں والے بیل پر چند سیاہ بال ہوں یا سیاہ بیل کے بالوں میں چند سفید بال ہوں اور میں امید کرتا ہوں کہ تم جنت میں داخل ہونے والوں کی ایک چوتھائی ہوگئے۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے یہ سن کر اللہ اکبر کہا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فرمایا: تم اہل جنت کا آدھا حصہ ہو گے۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے پھر اللہ اکبر کا نعرہ لگایا۔

شیطان نے جب اللہ کے سامنے یہ کہا کہ تیرے مخلص بندوں کے سوا سب کو گمراہ کردوں گا۔ تو سورۃ الحج میں اللہ تعالیٰ نے اپنے جواب کا ذکر یوں فرمایا:

﴿ اِنَّ عِبَادِیْ لَیْسَ لَكَ عَلَیْهِمْ سُلْطٰنٌ اِلَّا مَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْغٰوِیْنَ ﴿42﴾ وَاِنَّ جَهَنَّمَ لَمَوْعِدُهُمْ اَجْمَعِیْنَ ﴿43﴾ ﴾

بے شک میرے حقیقی بندوں پر تیرا کوئی اختیار نہیں ہوگا مگر جو گمراہوں میں سے تیری اتباع کرنے والے ہوں گے۔ اور ان تمام سے جہنم کا ہی وعدہ ہے۔

یعنی ان کا ٹھکانا جہنم ہوگا۔ لہٰذا شیطان کی گمراہی سے بچنے کے لیے ضروری ہے کہ انسان حقیقی معنوں میں اللہ کا بندہ بن جائے۔ اگر اللہ کا بندہ نہیں بنے گا تو شیطان کی چالوں اور فریب کاریوں کا شکار ہو کر اپنی آخرت تباہ کرلے گا۔

شیطان نے اہل مکہ کو اپنے پروگرام کے مطابق بہکایا اور ان کو ایسے کاموں میں الجھایا جس سے وہ اللہ سے دور ہو گئے۔ اسی کی مزین کردہ گمراہی کو اپناتے ہوئے اپنے جانوروں کے کان کاٹا' چھیدا' چیرا کرتے' ان کو بتوں کے ناموں پر چھوڑ دیا کرتے اور اپنی مرضی سے حلال یا حرام کردیتے۔ بَحِیْرَہ ، سَائِبَہ، وَصِیْلَه اور حَام خود اپنے جانوروں کے یہ نام رکھ کر انہیں اللہ کی طرف منسوب کردیتے۔ سورۃ المائدہ کی آیت ۱۰۳ میں اللہ تعالیٰ نے ان کے جھوٹ کا پول کھولا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے آگاہ کردیا کہ اس کو چھوڑ کر شیطان کو دوست بنانا سراسر گھاٹے والی بات ہے اور شیطان کے وعدے اور اس کا باطل امیدیں دلانا بھی دھوکہ وفریب ہے' لہٰذا جو اس کی اتباع کرتا ہے' اس کے کہنے پر حق کو ٹھکراتا اور مشرکانہ کاموں میں لگا رہتا ہے' وہ جہنم میں داخل ہو کر وہاں سے چھٹکارا نہیں پائے گا۔ اگر وہ کوشش کرے گا کہ کوئی جائے پناہ مل جائے تو اس میں کامیاب نہیں ہو پائے گا۔ اس کے برعکس جو اللہ اور اس کے رسول پر ایمان رکھتے ہوئے بھلائی کے کاموں میں زندگی بسر کریں گے تو اللہ تعالیٰ ان کو جنتی باغوں کا مالک بنا دے گا۔ اہل ایمان سے اللہ تعالیٰ کا یہ وعدہ ہے اور اللہ سے زیادہ سچی بات کہنے والا کوئی نہیں ہو سکتا۔ اللہ ہمیں شیطان کے جال سے محفوظ رکھے اور جنتی باغوں میں داخل فرمائے۔

حل لغات:

○ ﴿اِنْ یَّدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖٓ اِلَّآ اِنٰثًا وَاِنْ یَّدْعُوْنَ اِلَّا شَیْطٰنًا مَّرِیْدًا﴾ میں دونوں جگہ اِنْ نافیہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بمعنی مَا يَدْعُوْنَ فعل مضارع۔ مِنْ دُوْنِهٖ جار مجرور۔ اِلَّا حرف استثناء۔ شَيْطَانًا مَّرِيْدًا مشتق۔ شَيْطَانًا، شَطَنَ يَشْطُنُ شَطْنًا سے مشتق ہے اور یہ ہر بری روح۔ سرکش' نافرمان کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ خواہ وہ انسان ہو یا جن ہو یا جانور ہو۔ یہ ابلیس کی صفت ہے کیوں کہ اس نے اللہ کے حکم کو سجدہ نہ کیا۔ مَرِيْدًا فعیل کے وزن پر صفت ثانی ہے کیونکہ اس نے اللہ کی اطاعت نہ کی۔ اِنَاثًا سے مراد اسلام سے پہلے اہل مکہ کے بت تھے۔ یہ بھی مروی ہے کہ اس سے مراد مردے تھے۔ جب کہ یہ بھی قول ہے کہ اہل مکہ فرشتوں کو اللہ کی بیٹیاں کہا کرتے تھے۔ جملے کا معنی ہے: وہ نہیں پکارتے تھے مگر عورتوں کو اور نہیں پکارتے تھے مگر سرکش نافرمان شیطان ابلیس کو۔

○ ﴿لَعَنَهُ اللّٰهُ وَقَالَ لَاَتَّخِذَنَّ مِنْ عِبَادِكَ نَصِيْبًا مَّفْرُوْضًا﴾ میں لَعَنَ فعل ماضی۔ ہٗ ضمیر شیطان کی طرف راجع مفعول۔ لفظ اَللّٰهُ فاعل۔ لَاَتَّخِذَنَّ فعل مضارع واحد متکلم پر لام تاکید کا اور آخر میں نون ثقیلہ۔ مِنْ عِبَادِكَ جار مجرور۔ نَصِيْبًا مَّفْرُوْضًا مفعول بہ۔ جملے کا معنی ہے: اللہ نے اس پر لعنت کی اور اس نے کہا۔ تیرے بندوں میں سے مقرر شدہ حصہ ضرور لے کر رہوں گا۔

○ ﴿وَّلَاُضِلَّنَّهُمْ وَلَاُمَنِّيَنَّهُمْ وَلَاٰمُرَنَّهُمْ فَلَيُبَتِّكُنَّ اٰذَانَ الْاَنْعَامِ وَلَاٰمُرَنَّهُمْ فَلَيُغَيِّرُنَّ خَلْقَ اللّٰهِ﴾ میں لَاُضِلَّنَّهُمْ وَلَاُمَنِّيَنَّهُمْ وَلَاٰمُرَنَّهُمْ فعل مضارع واحد متکلم کے صیغوں پر لام تاکیدی اور نون ثقیلہ ان کی هُمْ ضمیریں مشرکوں کی طرف راجع مفعول۔ فَلَيُبَتِّكُنَّ اور فَلَيُغَيِّرُنَّ فعل مضارع جمع مذکر غائب پر لام تاکیدی اور نون ثقیلہ۔ ان دونوں پر فاء جزائیہ۔ اٰذَانَ الْاَنْعَامِ اور خَلْقَ اللّٰهِ مرکب اضافی مفعول۔ جملے کا معنی ہے: اور میں ان کو ضرور گمراہ کروں گا اور ان کو باطل امیدیں دلاتا رہوں گا اور ان کو حکم دوں گا کہ وہ جانوروں کے کان قطع کرتے اور چیرتے رہیں اور ان کو یہ حکم بھی دوں گا کہ وہ اللہ کی تخلیق کو تبدیل کرتے رہیں۔

○ ﴿وَمَنْ يَّتَّخِذِ الشَّيْطٰنَ وَلِيًّا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَقَدْ خَسِرَ خُسْرَانًا مُّبِيْنًا﴾ میں مَنْ شرطیہ۔ يَتَّخِذْ فعل مضارع۔ اَلشَّيْطٰنَ مفعول۔ وَلِيًّا حال۔ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مرکب جاری۔ قَدْ حرف تاکید پر فاء جواب شرط۔ خَسِرَ فعل ماضی۔ خُسْرَانًا مصدر۔ مُبِيْنًا اسم فاعل۔ مرکب توصیفی خَسِرَ کا بیان۔ جملے کا معنی: جس نے اللہ کے علاوہ شیطان کو دوست بنایا۔ وہ واضح نقصان میں ہوا۔

○ ﴿يَعِدُهُمْ وَيُمَنِّيْهِمْ وَمَا يَعِدُهُمُ الشَّيْطٰنُ اِلَّا غُرُوْرًا﴾ میں يَعِدُ فعل مضارع مثال واوی اور يُمَنِّيْ ناقص یائی۔ دونوں کی ضمیریں هُمْ۔ مشرکوں کی طرف راجع مفعول۔ اَلشَّيْطٰنُ فاعل۔ اِلَّا حرف

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

استثناء۔ غُرُوْرًا مستثنیٰ۔ جملے کا معنی ہے: وہ ان سے وعدے کرتا ہے اور امیدیں دلاتا ہے اور شیطان ان سے جو وعدے کرتا ہے وہ سراسر فریب دھوکا ہے۔

○ ﴿ اُولٰٓئِكَ مَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ وَلَا يَجِدُوْنَ عَنْهَا مَحِيْصًا ﴾ اُولٰٓئِكَ اسم اشارہ۔ مَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ مشارالیہ۔ لَا نافیہ۔ يَجِدُوْنَ فعل مضارع۔ مَحِيْصًا مصدر میمی مفعول۔ جملے کا معنی ہے: وہی لوگ ہیں کہ جن کا ٹھکانا جہنم ہوگا اور اس سے چھٹکارا پانے کی کوئی صورت نہ ہوگی۔

○ ﴿ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَنُدْخِلُهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ﴾ میں اَلَّذِيْنَ موصولہ۔ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوْا فعل ماضی۔ نُدْخِلُ فعل مضارع کی ضمیر هُمْ مفعول۔ سین جب فعل مضارع پر آئے تو معنی مستقبل قریب میں کردیتا ہے۔ جَنّٰتٍ ظرف مکان۔ تَجْرِيْ فعل مضارع۔ مِنْ تَحْتِهَا جارمجرور۔ اَلْاَنْهٰرُ فاعل۔ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا حال۔ جملے کا معنی ہے۔ اور وہ لوگ جو ایمان لائے اور انہوں نے نیک عمل کیے۔ عنقریب ہم ان کو ایسے باغات میں داخل کریں گے کہ جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی۔ اس میں وہ ہمیشہ رہیں گے۔

○ ﴿ وَعْدَ اللّٰهِ حَقًّا ﴾ جملہ حالیہ کا معنی ہے: اس حال میں کہ یہ وعدہ حق ہوگا۔

○ ﴿ وَمَنْ اَصْدَقُ مِنَ اللّٰهِ قِيْلًا ﴾ میں مَنْ استفہامیہ۔ اَصْدَقُ افعل تفضیل۔ مِنَ اللّٰهِ جار مجرور۔ قِيْلًا مصدر تمیز۔ جملے کا معنی ہے: اور اللہ تعالیٰ سے زیادہ حق بات کہنے والا کون ہے۔

﴿۳۸﴾

لَيْسَ بِاَمَانِيِّكُمْ وَلَآ اَمَانِيِّ اَهْلِ الْكِتٰبِ مَنْ يَّعْمَلْ سُوْٓءًا يُّجْزَ بِهٖ وَلَا يَجِدْ لَهٗ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلِيًّا وَّلَا نَصِيْرًا ﴿123﴾

وَمَنْ يَّعْمَلْ مِنَ الصّٰلِحٰتِ مِنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَاُولٰٓئِكَ يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ وَلَا يُظْلَمُوْنَ نَقِيْرًا ﴿124﴾

اصل حقیقت نہ تمہاری آرزوؤں کے مطابق ہے اور نہ اہل کتاب کی آرزوؤں کے مطابق (بلکہ) جو برا عمل کرے گا اسے اس کی سزا دی جائے گی اور وہ اپنے لئے اللہ کے سوا کوئی دوست اور کوئی مددگار نہیں پائے گا۔

مرد یا عورت میں سے ایمان والا ہوتے ہوئے جو نیکی کا کام کرے گا پس وہی جنت میں داخل ہوں گے اور ان پر کھجور کی گٹھلی کے شگاف برابر بھی ظلم نہیں کیا جائے گا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَمَنْ اَحْسَنُ دِيْنًا مِّمَّنْ اَسْلَمَ وَجْهَهٗ لِلّٰهِ وَهُوَ مُحْسِنٌ وَّاتَّبَعَ مِلَّةَ اِبْرٰهِيْمَ حَنِيْفًا ؕ وَاتَّخَذَ اللّٰهُ اِبْرٰهِيْمَ خَلِيْلًا ﴿125﴾	اور ازروئے دین اس شخص سے اچھا کون ہوسکتا ہے جس نے اپنے چہرے کو نیکی کرتے ہوئے اللہ کے لئے فرماں بردار بنادیا اور اس نے ایک طرف رہنے والے ابراہیم کے طریقے کی اتباع کی اور ابراہیم کو اللہ تعالیٰ نے خلیل بنایا۔
وَلِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ مُّحِيْطًا ﴿126﴾	اور اللہ ہی کے لئے ہے جو آسمانوں اور جو زمین میں ہے اور اللہ ہر شے کا احاطہ کیے ہوئے ہے۔

تشریح:

ان آیات کی شان نزول کے بارے میں تفاسیر میں منقول ہے کہ یہود و نصاریٰ نے دعویٰ کیا:

"لَنْ يَّدْخُلَ الْجَنَّةَ اِلَّا مَنْ كَانَ مِنَّا"

جنت میں صرف وہی داخل ہوگا جو ہم میں سے ہوگا۔

سورۃ البقرہ میں اللہ تعالیٰ نے ان کے دعوے کا ذکر کرتے ہوئے اس کا جواب بھی ارشاد فرمایا ہے:

﴿ وَقَالُوْا لَنْ يَّدْخُلَ الْجَنَّةَ اِلَّا مَنْ كَانَ هُوْدًا اَوْ نَصٰرٰى ؕ تِلْكَ اَمَانِيُّهُمْ ؕ قُلْ هَاتُوْا بُرْهَانَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿111﴾ بَلٰى مَنْ اَسْلَمَ وَجْهَهٗ لِلّٰهِ وَهُوَ مُحْسِنٌ فَلَهٗۤ اَجْرُهٗ عِنْدَ رَبِّهٖ ۪ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ﴿112﴾ ﴾

اور انہوں نے کہا کہ جنت میں وہی داخل ہوگا جو یہودی یا نصرانی ہوگا یہ ان کی اپنی باطل امیدیں اور خیالات فاسدہ ہیں آپ کہہ دیں اگر تم سچے ہو تو اس بارے میں اپنی ٹھوس دلیل لاؤ' بلکہ جس نے اپنا چہرہ اللہ کے لئے فرماں بردار بنایا اور احسان کا راستہ اپنایا پس اسی کے لئے اس کے رب کے پاس اجر ہوگا اور اس پر نہ کوئی خوف ہوگا اور نہ وہ غمگین ہوگا۔

سورۃ البقرۃ میں ہی ان کے بارے میں یہ بھی فرمان ہے:

﴿ وَقَالُوْا لَنْ تَمَسَّنَا النَّارُ اِلَّاۤ اَيَّامًا مَّعْدُوْدَةً ؕ قُلْ اَتَّخَذْتُمْ عِنْدَ اللّٰهِ عَهْدًا فَلَنْ يُّخْلِفَ اللّٰهُ عَهْدَهٗۤ اَمْ تَقُوْلُوْنَ عَلَى اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿80﴾ بَلٰى مَنْ كَسَبَ سَيِّئَةً وَّاَحَاطَتْ بِهٖ خَطِيْٓـَٔتُهٗ فَاُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿81﴾ ﴾

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور انہوں نے کہا کہ ہم کو گنتی کے چند دن آگ چھوئے گی' آپ کہہ دیں کیا تم نے اللہ کے پاس کوئی عہد کر رکھا ہے؟ (اگر کر رکھا ہے) تو اللہ تعالیٰ اپنے عہد کو ہرگز نہیں توڑے گا۔ بلکہ تم اللہ کے بارے میں وہ کہہ رہے ہو جس کا تمہیں علم نہیں۔ کیوں نہیں! جس نے کوئی برائی کمائی اور اس کی برائی نے اس کو گھیر لیا پس وہی جہنمی ہوں گے اور وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے۔

تفسیر ابن کثیر کے مطابق قتادۃ رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ مسلمانوں اور اہل کتاب کے درمیان ہونے والی ایک گفتگو میں اہل کتاب نے فخریہ طور پر کہا کہ ہمارے نبی تمہارے نبی سے پہلے ہوئے اور ہماری کتاب تمہاری کتاب سے پہلے موجود تھی لہٰذا ہم تم سے زیادہ اللہ کے نزدیک ہیں۔ مسلمانوں نے کہا: ہم تم سے زیادہ اللہ کے نزدیک ہیں کیوں کہ ہمارے نبی خاتم النبیین (ﷺ) ہیں اور ہماری کتاب پہلی تمام کتابوں کے بارے میں فیصلہ کرتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس گفتگو پر ﴿ لَيْسَ بِاَمَانِيِّكُمْ وَلَآ اَمَانِيِّ اَهْلِ الْكِتٰبِ﴾ الخ آیات نازل فرما دیں اور انھی کے ذریعے قریش مکہ کے دعویٰ کی بھی نفی کر دی گئی جب انہوں نے کہا کہ مرنے کے بعد کسی کو دوبارہ نہیں اٹھایا جائے گا اور قیامت کے واقع ہونے کے بعد کوئی حساب کتاب نہیں ہوگا بلکہ دنیا ہی میں اس کا فیصلہ ہوتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے اس سلسلے میں فیصلہ کن اعلان فرما دیا کہ جزا یا سزا کا دارومدار ہر انسان کے عمل پر ہوگا جو کوئی برے عمل کا مرتکب ہوگا وہ اس کی سزا پائے گا اور جو نیک عمل کرے گا وہ جنت میں داخل ہوگا کیوں کہ اللہ تعالیٰ کسی پر ظلم نہیں کرتا۔

سورۃ الزلزال میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ فَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَّرَهٗ ﴿17﴾ وَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَّرَهٗ ﴿18﴾ ﴾

پس جو کوئی رائی کے دانے برابر بھلا عمل کرے گا قیامت کے روز اس کو دیکھے گا اور جو کوئی رائی کے دانے کے برابر برا عمل کرے گا وہ بھی قیامت کے روز اس کو دیکھے گا۔

یعنی نامہ اعمال میں ہر قسم کے اچھے اور برے عمل لکھے ہوئے ہوں گے اور اسی کے مطابق اللہ تعالیٰ ان کے بارے میں فیصلہ فرمائے گا۔

مسند احمد (۱/۱۱) میں مروی ہے کہ ابوبکر نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں عرض کیا: اللہ کے رسول! ﴿ مَنْ يَّعْمَلْ سُوْٓءً...... ﴾ آیت کے نازل ہونے کے بعد کیسے فلاح وصلاح ہوگی؟ جب کہ ہمارے ہر برے عمل کی ہمیں سزا ہوگی۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

ابوبکر! اللہ تجھے معاف کرے۔ کیا تم بیمار نہیں ہوتے؟ کیا تم رنجیدہ و غم زدہ نہیں ہوتے؟ کیا تمہیں اور قسم کے مصائب نہیں پہنچتے؟ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: ایسا تو ہوتا ہے' آپ نے فرمایا:

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

«فَهُوَ مَا تُجْزَوْنَ بِهِ»

پس یہ وہی ہیں جو تمہیں سزا دی جاتی ہے وہی برے اعمال کا کفارہ ہوتی ہے۔

مسند احمد (۲/۱) کی روایت میں اس کی وضاحت یوں ہوتی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

﴿ مَنْ يَعْمَلْ سُوءًا يُجْزَ بِهِ فِي الدُّنْيَا ﴾

جو شخص دنیا میں کوئی برا عمل کرتا ہے اس کی سزا دنیا ہی میں اس کو دی جاتی ہے۔

تفسیر ابن کثیر میں عائشہ سے مروی ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں عرض کیا: اللہ کے رسول! قرآن میں سب سے زیادہ سخت وعید والی آیت میں جانتی ہوں، آپ نے پوچھا: وہ کون سی آیت ہے؟ انہوں نے سورۃ النساء کی یہ آیت ﴿مَنْ يَعْمَلْ سُوءًا......﴾ پڑھ دی۔ آپ نے فرمایا: مومن بندے کو مختلف پریشانیوں اور مصیبتوں کی صورت میں جو بھی تکلیف پہنچتی ہے وہی اس کی سزا ہوتی ہے۔

دوسری روایت کے مطابق آپ نے فرمایا:

اے عائشہ! بندے کو بخار چڑھے، کوئی تکلیف پہنچے یا اس کو کانٹا چبھے، یہاں تک کہ جیب میں کچھ ڈال کر نکالنا چاہئے، لیکن چند لمحوں کے لئے اسے نہ ملے، اس وقتی پریشانی کا بھی اس کو اجر ملتا ہے۔ بے شک مومن اپنے گناہوں سے ایسے صاف ہو کر نکلتا ہے جیسا کہ بھٹی میں سے سونا بالکل خالص ہو کر نکلتا ہے۔

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب یہ آیت ﴿مَنْ يَعْمَلْ سُوءًا يُجْزَ بِهِ﴾ نازل ہوئی تو مسلمانوں پر بڑی بھاری ثابت ہوئی، رسول اللہ ﷺ کو معلوم ہوا تو آپ نے فرمایا:

« سَدِّدُوا وَقَارِبُوا ، فَإِنَّ فِي كُلِّ مَا يُصَابُ بِهِ الْمُسْلِمُ كَفَّارَةٌ حَتَّى الشَّوْكَةِ يُشَاكُهَا ، وَالنَّكْبَةَ يَنْكُبُهَا »

www.KitaboSunnat.com

راہ راست پر اور قریب قریب رہو۔ بے شک مسلمان کو پہنچائی گئی ہر تکلیف اس کے گناہوں کا کفارہ ہوتی ہے۔ یہاں تک کہ اس کو لگنے والا کانٹا اور پہنچنے والی تکلیف بھی کفارہ ہی ہوتی ہے۔

اس کے برعکس کفر و شرک میں غرق ہونے والوں کا معاملہ دنیا میں ڈھیل کے طور پر شاید نہ بگڑے لیکن آخرت میں ان کا کوئی پرسان حال نہ ہوگا اور نہ اپنے لئے وہ کوئی دوست اور مددگار پائیں گے۔ ڈھیل کی بھی ایک مدت ہوتی ہے اور جب وہ ختم ہو جاتی ہے تو پھر کفار اور مشرکوں کا انجام دینا میں بھی عبرت ناک ہی ہوتا ہے جیسا کہ قرآن حکیم میں مذکور پہلی قوموں کا ہوا۔ سورۃ سبا میں ایسے ہی لوگوں کے بارے میں ارشاد ہوا:

﴿ ذَٰلِكَ جَزَيْنَاهُم بِمَا كَفَرُوا ۖ وَهَلْ نُجَازِي إِلَّا الْكَفُورَ ﴿17﴾ ﴾

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہ سزا ہم نے ان کو ان کے کفر کے سبب دی اور ناشکروں کو ہم اسی طرح سزا دیتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے اہل ایمان کو یہ بشارت بھی دے دی کہ ان میں سے جو بھی نیک عمل کرے گا چاہے وہ مرد ہو یا عورت ان کی جزا جنت ہے اور ان کے کسی بھی نیک عمل کے بارے میں ان پر ذرہ برابر بھی ظلم نہیں ہوگا' ساتھ ہی اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کی تعریف فرمائی جو اس کی بندگی (عبادت) کا حق ادا کرتے ہیں۔ ابراہیم علیہ السلام نے اس سلسلہ میں جو نمونہ قائم کیا اس کے مطابق عمل کرنے میں کوشاں رہتے ہیں۔ ظاہر ہے کہ ایسے شخص سے اچھا اور کون ہوسکتا ہے کیوں کہ ابراہیم علیہ السلام کو یہ شرف حاصل ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو اپنا خلیل بنایا' سید الانبیاء سے سورۃ النحل میں ارشاد فرمایا:

﴿ اتَّبِعۡ مِلَّةَ اِبۡرٰهِيۡمَ حَنِيۡفًا ﴿123﴾ ﴾

آپ ابراہیم علیہ السلام کے طریقہ کی اتباع کریں۔

ابن ابی حاتم کے حوالے سے تفسیر ابن کثیر میں منقول ہے کہ ابراہیم علیہ السلام لوگوں کی میزبانی کیا کرتے تھے۔ ایک دن مہمان کی تلاش میں نکلے لیکن کوئی مہمان نہ ملا' واپس آئے تو گھر کے اندر ایک شخص کو کھڑا پایا' اس سے پوچھا: اے اللہ کے بندے! میری اجازت کے بغیر تجھے میرے گھر میں کس نے داخل ہونے دیا' اس نے جواباً کہا: اس کی اجازت سے جو اس گھر کا حقیقی رب ہے۔ ابراہیم علیہ السلام نے پوچھا: تو کون ہے؟ اس نے کہا: میں ملک الموت ہوں' میرے رب نے مجھے اپنے بندوں میں سے ایک بندے کی طرف بھیجا ہے کہ اس کو بشارت دوں کہ اللہ نے اس کو خلیل بنالیا ہے' ابراہیم علیہ السلام نے اس سے کہا: اللہ کی قسم! اگر اس کے بارے میں تو مجھے بتائے گا تو وہ جتنا بھی دور رہتا ہوگا میں اس کے پاس جا کر اسی کا ہمسایہ بن جاؤں گا یہاں تک کہ موت ہم میں جدائی ڈال دے۔ فرشتے نے کہا: وہ آپ ہی ہیں۔ ابراہیم علیہ السلام نے کہا: مجھے یہ بتاؤ کہ اس نے مجھے خلیل کیوں بنایا؟ فرشتے نے کہا: اِنَّكَ تُعۡطِى النَّاسَ وَلَا تَسۡئَالُهُمۡ آپ لوگوں کو دیتے ہیں' ان سے مانگتے نہیں۔

تفسیر القرطبی میں عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جبریل (علیہ السلام) سے سوال کیا کہ ابراہیم علیہ السلام کو اللہ نے خلیل کیوں بنایا؟ انہوں نے جواب دیا: وہ لوگوں کو کھانا کھلایا کرتے تھے۔

یہ بھی کہا گیا ہے کہ خلیل وہ ہوتا ہے جو اللہ کے لئے دوستی کرتا ہے اور اللہ ہی کی خاطر دشمنی رکھتا ہے۔

سنن ترمذی (۲/۷۳) کی روایت ہے' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

« اَلرَّجُلُ عَلٰى دِيۡنِ خَلِيۡلِهٖ فَلۡيَنۡظُرۡ اَحَدُكُمۡ مَنۡ يُّخَالِلُ »

آدمی اپنے دوست کے دین پر ہوتا ہے لہٰذا تم میں سے ہر ایک کو چاہیے کہ دیکھے وہ کس کے ساتھ دوستی کر رہا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے یہ بھی واضح فرما دیا کہ جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے اس کا حقیقی مالک اللہ ہی ہے اور ہر

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شے نے بالآخر اسی کی طرف لوٹنا ہے لہٰذا ہر انسان کو چاہئے کہ حقیقی مالک کے سامنے حاضر ہوتے ہوئے شرمندہ ہونے سے بچا رہے، کیوں کہ ہر شے کا وہی احاطہ کئے ہوئے ہے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں ہر قسم کی شرمندگی سے محفوظ رکھے۔

حل لغات:

- ﴿لَيْسَ بِاَمَانِيِّكُمْ وَلَآ اَمَانِيِّ اَهْلِ الْكِتٰبِ﴾ لَیسَ فعل ناقص۔ اَمَانِیِّ اُمْنِیَّۃٌ کی جمع دونوں جگہ حرف جر باء کی وجہ سے مجرور۔ کُم ضمیر مخاطب کی۔ جملے کا معنی ہے: اصل حقیقت نہ تو تمہاری آرزوؤں کے مطابق ہے اور نہ اہل کتاب کی آرزوؤں کے مطابق۔
- ﴿مَنْ يَّعْمَلْ سُوْٓءًا يُّجْزَ بِهٖ﴾ میں مَنْ شرطیہ۔ یَعْمَلْ فعل مضارع۔ سُوْٓءًا مفعول۔ یُجْزَ فعل مضارع مجہول کا الف (جو اصل میں ی تھا) جواب شرط ہونے کی بنا پر گر گیا ہے۔ بِہٖ کی باء بدلے کی اور ہ ضمیر مَنْ کی طرف راجع۔ جملے کا معنی ہے: جو برا عمل کرے گا اس کی سزا وہ دیا جائے گا۔
- ﴿وَلَا يَجِدْ لَهٗ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلِيًّا وَّلَا نَصِيْرًا﴾ میں واؤ عاطفہ لَا نافیہ، یَجِدْ فعل مضارع بھی جواب شرط ہونے کے وجہ سے مجزوم لَہٗ اور مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ جار مجرور۔ وَلِیًّا وَّلَا نَصِیْرًا مفعول۔ جملے کا معنی ہے: اور وہ اپنے لئے نہ کوئی دوست پائے گا اور نہ کوئی مددگار۔
- ﴿وَمَنْ يَّعْمَلْ مِنَ الصّٰلِحٰتِ مِنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى وَهُوَ مُؤْمِنٌ﴾ میں اُنْثٰی تک یہ جملہ بھی شرط اور وَھُوَ مُؤْمِنٌ اس کا حال۔ جملے کا معنی ہے: اور جو مرد یا عورت اہل ایمان ہوتے ہوئے نیک عمل کرے گا۔
- ﴿فَاُولٰٓئِكَ يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ وَلَا يُظْلَمُوْنَ نَقِيْرًا﴾ اُولٰٓئِكَ اسم اشارہ پر فاء جزائیہ یَدْخُلُوْنَ فعل مضارع۔ اَلْجَنَّۃَ مفعول۔ واؤ۔ عاطفہ۔ لَا نافیہ یُظْلَمُوْنَ فعل مضارع مجہول۔ نَقِیْرًا مفعول۔ جملے کا معنی ہے: پس وہ لوگ جنت میں داخل ہوں گے اور ان پر کھجور کی گٹھلی کے شگاف برابر بھی ظلم نہیں کیا جائے گا۔
- ﴿وَمَنْ اَحْسَنُ دِيْنًا مِّمَّنْ اَسْلَمَ وَجْهَهٗ لِلّٰهِ وَهُوَ مُحْسِنٌ﴾ میں مَنْ استفہامیہ۔ اَحْسَنُ افعل تفضیل۔ دِیْنًا تمیز۔ مِمَّنْ اصل میں مِنْ مَنْ یعنی جار مجرور ہے۔ اَسْلَمَ فعل ماضی۔ وَجْھَہٗ مفعول۔ لِلّٰہِ بھی جار مجرور۔ وَھُوَ مُحْسِنٌ حال۔ جملے کا معنی ہے: اور از روئے دین اس سے اچھا کون ہوسکتا ہے جس نے اپنے چہرے کو اللہ کا فرماں بردار بنا دیا ہو اور وہ اللہ کی بندگی اچھی طرح کرنے والا ہو۔
- ﴿وَّاتَّبَعَ مِلَّةَ اِبْرٰهِيْمَ حَنِيْفًا﴾ میں اِتَّبَعَ فعل ماضی۔ مِلَّۃَ اِبْرٰھِیْمَ مفعول۔ حَنِیْفًا حال۔ جملے کا معنی ہے: اور اس نے ایک طرف رہنے والے ابراہیم علیہ السلام کے طریقے کی اتباع کی ہو۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

○ ﴿ وَاتَّخَذَ اللّٰهُ اِبْرٰهِيْمَ خَلِيْلًا ﴾ میں واؤ عاطفہ۔ اِتَّخَذَ فعل ماضی۔ لفظ اَللّٰهُ فاعل۔ اِبْرٰهِيْمَ مفعول۔ خَلِيْلًا بیان۔ جملے کا معنی ہے: اور ابراہیم علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے خلیل بنایا۔

○ ﴿ وَلِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ﴾ میں لِلّٰهِ کا لام اور فِیْ حروف جر۔ مَا موصولہ۔ جملے کا معنی ہے: اور اللہ ہی کے لئے ہے جو آسمانوں اور جو زمین میں ہے۔

○ ﴿ وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ مُّحِيْطًا ﴾ میں كَانَ فعل ناقص۔ لفظ اَللّٰهُ اس کا اسم۔ بِكُلِّ شَيْءٍ مرکب جاری۔ مُحِيْطًا خبر۔ جملے کا معنی ہے: اور اللہ تعالیٰ ہر شے کا احاطہ کیے ہوئے ہے۔

﴿۳۹﴾

وَيَسْتَفْتُوْنَكَ فِي النِّسَآءِ ۭ قُلِ اللّٰهُ يُفْتِيْكُمْ فِيْهِنَّ ۙ وَمَا يُتْلٰى عَلَيْكُمْ فِي الْكِتٰبِ فِيْ يَتٰمَى النِّسَآءِ الّٰتِيْ لَا تُؤْتُوْنَهُنَّ مَا كُتِبَ لَهُنَّ وَتَرْغَبُوْنَ اَنْ تَنْكِحُوْهُنَّ وَالْمُسْتَضْعَفِيْنَ مِنَ الْوِلْدَانِ ۙ وَاَنْ تَقُوْمُوْا لِلْيَتٰمٰى بِالْقِسْطِ ۭ وَمَا تَفْعَلُوْا مِنْ خَيْرٍ فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِهٖ عَلِيْمًا ﴿127﴾

اور وہ آپ سے عورتوں کے بارے میں دریافت کرتے ہیں۔ آپ کہہ دیں اللہ تعالیٰ تمہیں ان کے بارے میں ارشاد فرماتا ہے اور یتیم لڑکیوں کے بارے میں قرآن کی جو آیات تم پر پڑھی جاتی ہیں جن کو تم ان کا مقرر کردہ حق نہیں دیتے ہو اور ان سے نکاح کرنے کی رغبت رکھتے ہو اور کمزور بچوں کے بارے میں بھی اور یہ کہ تم یتیموں کے لئے عدل وانصاف کا نظام قائم کرو اور جو بھی بھلائی کا کام تم کرتے ہو بے شک اللہ تعالیٰ اس کو اچھی طرح جاننے والا ہے۔

وَاِنِ امْرَاَةٌ خَافَتْ مِنْۢ بَعْلِهَا نُشُوْزًا اَوْ اِعْرَاضًا فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَآ اَنْ يُّصْلِحَا بَيْنَهُمَا صُلْحًا ۭ وَالصُّلْحُ خَيْرٌ ۭ وَاُحْضِرَتِ الْاَنْفُسُ الشُّحَّ ۭ وَاِنْ تُحْسِنُوْا وَتَتَّقُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرًا ﴿128﴾

اور اگر کوئی عورت اپنے خاوند سے زیادتی یا بے رخی کا خطرہ محسوس کرے تو میاں بیوی دونوں پر کوئی گناہ نہیں ہوگا کہ وہ آپس میں کسی سمجھوتے کے تحت صلح کرلیں۔ اور صلح کرنا ہی بہتر ہے۔ کیوں کہ حرص وطمع تمام نفوس میں موجود رہتی ہے۔ اور اگر تم احسان کرو اور متقی بن جاؤ تو اللہ تعالیٰ اس سے باخبر ہے جو تم کرتے ہو۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَلَنْ تَسْتَطِيْعُوْٓا اَنْ تَعْدِلُوْا بَيْنَ النِّسَآءِ وَلَوْ حَرَصْتُمْ فَلَا تَمِيْلُوْا كُلَّ الْمَيْلِ فَتَذَرُوْهَا كَالْمُعَلَّقَةِ ۭ وَاِنْ تُصْلِحُوْا وَتَتَّقُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ﴿129﴾

اور بیویوں کے درمیان انصاف کرنے کی استطاعت تم ہرگز نہیں رکھو گے خواہ تم اس کے کتنے ہی حریص ہو پس تم ایک بیوی کی طرف بالکل ہی مائل ہو کر دوسری کو لٹکنے والی شے کی طرح نہ چھوڑ دو۔ اور اگر تم اصلاح کرو اور پرہیز گاری اختیار کرو تو اللہ تعالیٰ بڑا ہی بخشنے والا رحم کرنے والا ہے۔

وَاِنْ يَّتَفَرَّقَا يُغْنِ اللّٰهُ كُلًّا مِّنْ سَعَتِهٖ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ وَاسِعًا حَكِيْمًا ﴿130﴾

اور اگر میاں بیوی جدا ہو جائیں تو ان میں سے ہر ایک کو اللہ تعالیٰ اپنی وسعت سے بے نیاز کردے گا اور اللہ تعالیٰ بہت ہی وسعت والا حکمت والا ہے۔

تشریح:

امام ابو جعفر محمد بن جریر الطبری (المتوفی ۳۱۰ھ) نے اپنی تفسیر جامع البیان میں سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے کہ وراثت میں سے حصہ وہی مرد پاتا جو بالغ ہوتا۔ چھوٹے لڑکے اور عورت کو وراثت میں سے کوئی حصہ نہ دیا جاتا جب سورۃ النساء کی وراثت والی آیت نازل ہوئی تو لوگوں پر وہ بھاری ثابت ہوئی چنانچہ انہوں نے کہا چھوٹا لڑکا وراثت میں حصہ پائے حالاں کہ مال کمانے اور اس کی حفاظت کرنے میں اس کا کوئی کردار نہیں ہوتا اور عورت کا معاملہ بھی ایسا ہی ہے۔ دونوں وراثت میں سے اسی طرح حصہ پائیں گے جس طرح وہ مرد پاتا ہے جس نے مال کمانے اور اس کی حفاظت کرنے کی ذمہ داری ادا کی ہوتی ہے۔ اس سلسلے میں ان کو امید تھی کہ آسمان سے کوئی نیا حکم نازل ہوگا۔ جب ان کی توقع کے مطابق نیا حکم نازل نہ ہوا تو انہوں نے کہا اگر معاملہ اسی طرح رہا تو اس کے مطابق عمل کرنا واجب ہو جائے گا۔ لہٰذا اس بارے میں رسول اللہ ﷺ سے پوچھا جائے۔ جب آپ سے پوچھا گیا تو اللہ تعالیٰ نے مذکورہ آیات نازل فرما دیں اور سورۃ النساء کی یتیم لڑکیوں کے بارے میں ابتدائی آیات کی طرف توجہ کرنے کا حکم دے دیا۔

صحیح بخاری کتاب التفسیر (ص ٦٦١) میں ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ اس سے مراد وہ شخص ہے جس کی پرورش میں کوئی ایسی یتیم لڑکی ہو کہ اس کا ولی و وارث بھی وہی ہو اور اس کے مال میں بھی شریک ہو اور وہ چاہتا ہو کہ یتیمہ سے نکاح کرلے۔ اسی بنا پر کسی اور جگہ اس کی شادی نہ ہونے دیتا ہو تا کہ کوئی اس کے مال میں شریک نہ بن جائے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ﴿يَسْتَفْتُوْنَكَ﴾ والی آیت نازل فرما دی۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تفسیر ابن کثیر میں یہ بھی منقول ہے کہ یتیم لڑکیوں کے ولی ووارث جب ان کے پاس مال کم پاتے اور وہ خوب صورت بھی نہ ہوتیں تو ان سے نکاح کی رغبت نہ رکھتے اور اگر مال دار اور حسن و جمال والی ہوتیں تو ان سے نکاح کی رغبت رکھتے۔لیکن ان کے مہر اور حقوق کی ادائیگی میں کوتاہی کرتے۔ اور جو مال دار خوش شکل نہ ہوتیں تو ان کا کسی اور سے بھی نکاح نہ ہونے دیتے۔ بسا اوقات ان کی موت واقع ہوجاتی اور ان کے مال کھاجاتے۔

یہ سب جہالت کی باتیں تھیں جن سے اسلام نے روک دیا اور عورتوں کے حقوق کو تحفظ دیا۔یتیموں کی دیکھ بھال اچھی طرح کرنے کا حکم دیا اور یہ بھی واضح کردیا کہ جو بھی نیکی کا کام کرو گے اللہ تعالیٰ کو اس کا پورا پورا علم ہوگا۔

اسلام میں اگرچہ ایک وقت میں مرد کو چار بیویاں رکھنے کی اجازت ہے ۔لیکن ان کے درمیان عدل وانصاف کے تقاضوں کو پورا کرنے کی شرط بھی موجود ہے۔اہل ایمان مردوں کو واضح الفاظ میں بتادیا گیا کہ انسان ہونے کے ناطے اگرتم اپنی بیویوں کے درمیان انصاف کرنے کی کوشش بھی کرو گے تو بھی اس میں کامیاب نہیں ہو پاؤ گے۔ اسی سورت کے آغاز میں ارشاد ہوا ہے۔

﴿ فَاِنۡ خِفۡتُمۡ اَلَّا تَعۡدِلُوۡا فَوَاحِدَةً اَوۡ مَا مَلَكَتۡ اَيۡمَانُكُمۡ ذٰلِكَ اَدۡنٰۤى اَلَّا تَعُوۡلُوۡا ۝3 ﴾

اگر تمہیں ڈر ہو کہ تم عدل نہیں کرسکو گے تو پھر ایک ہی بیوی رکھو یا جس کے تمہارے دائیں ہاتھ مالک ہوں۔ ناانصافی سے بچنے کے لئے یہی قریب ترین بات ہے۔

اسلام کی اس تعلیم سے اچھی تعلیم کیا ہوسکتی ہے؟ آج کل یورپ اور مغربی دنیا میں شادی کا تصور ویسے ہی معدوم ہوتا چلا جارہا ہے اپنے آپ کو مہذب کہنے کا دعوے دار انسان خود ہی جانوروں جیسی زندگی گزارنے پر فخر کررہا ہے۔ جب کہ اسلام کا حکم ہے کہ اگر کسی کی دو بیویاں ہیں تو اس کو ایک کی طرف ہی مائل نہیں ہوجانا چاہئے۔ بلکہ دونوں کے حقوق کی ادائیگی میں کوئی فرق نہیں رہنا چاہیے یہ الگ بات ہے کہ ان دو بیویوں میں سے ایک زیادہ عمر والی ہو جائے یا کسی اور وجہ سے خاوند ان دونوں میں سے ایک کو طلاق دینے پر آمادہ ہوجائے تو جس کو طلاق ملنے والی ہو یا جس کا خاوند اس سے قطع تعلقی پر آجائے تو وہ خاوند کے ساتھ رہنے کو ترجیح دیتے ہوئے اپنے حقوق سے خود دست بردار ہوجائے ایسی صورت میں میاں بیوی پر کوئی گناہ نہیں ہوگا۔ اس میں بھی بڑی حکمت کا پہلو یہ ہے کہ خاوند کے گھر میں اس کا جو تحفظ ہورہا ہے اس سے وہ محروم نہ ہوجائے اور اس کے خاوند سے اس کا رشتہ قائم رہے۔

جامع الترمذی ابواب التفسیر (ص۱۰۱) میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ سودہ رضی اللہ عنہا کو خطرہ ہوا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان کو طلاق دے دیں گے۔ لہٰذا انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا: آپ مجھے طلاق نہ دیں۔ بلکہ اپنی زوجیت میں ہی رہنے دیں اور بیوی ہونے کے ناطے میرا جو حق ہے وہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو دے دیں۔ آپ نے ان کی خواہش کے مطابق ان کو طلاق نہ دی۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے ﴿ فَلَا جُنَاحَ عَلَيۡهِمَاۤ اَنۡ يُّصۡلِحَا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

﴿بَيۡنَهُمَا صُلۡحًا﴾ والی آیت نازل فرمادی۔

الاستیعاب (ص ۷۳۶) اور الاصابۃ (۱۱۷/۸) میں یہ بھی منقول ہے کہ انہوں نے کہا مجھے اس کی حرص نہیں جو بیویوں کو اپنے خاوندوں سے ہوتی ہے بلکہ میں چاہتی ہوں کہ قیامت کے روز آپ کی بیوی کی حیثیت سے اٹھائی جاؤں۔

تفسیر القرطبی، تفسیر ابن جریر اور المستدرک (۳۰۸/۲) میں مروی ہے کہ رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ کی بیوی جب عمر رسیدہ ہوگئی تو انہوں نے ایک جوان لڑکی سے شادی کر لی اور اس کو اپنی بیوی پر مقدم رکھنے لگے۔ جو پہلی بیوی کو گوارا نہ تھا۔ لہٰذا انہوں نے اس کو ایک طلاق دے دی۔ جب عدت گزرنے لگی تو انہوں نے اس کو اختیار دیا، چاہے تو الگ ہو جائے یا خاوند کی چاہت کے احترام میں دوسری بیوی کی موجودگی میں ہی گزر اوقات کا ارادہ کر لے تو اس سے رجوع کر لیا جائے گا۔ پہلی بیوی نے صبر کرنے کو ترجیح دیتے ہوئے رجوع کروالیا۔ لیکن تھوڑے ہی عرصے بعد صبر کا پیمانہ لبریز ہوگیا۔ چنانچہ رافع رضی اللہ عنہ نے دوسری طلاق دے دی۔ عدت گزرنے کا وقت آیا تو پہلے جیسے معاہدہ کے تحت رجوع ہوگیا۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ نفسوں میں طمع و حرص موجود رہتی ہے۔ لیکن میاں بیوی کے درمیان ہونے والے سمجھوتے کو اللہ تعالیٰ نے جائز قرار دیتے ہوئے تلقین کی کہ بیویوں کے ساتھ اچھا سلوک کیا جائے، کسی کے ساتھ کوئی زیادتی نہ ہو۔

سنن ابی داؤد کتاب النکاح (ص: ۲۹۰) اور جامع الترمذی کتاب النکاح (۱۶۹/۱) میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

جس کی دو بیویاں ہوں اور وہ دونوں کے درمیان انصاف نہ کرے تو قیامت کے روز اس طرح آئے گا کہ اس کے جسم کا آدھا حصہ ساقط ہوگا۔

سنن ابی داؤد اور ترمذی ہی کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی ازواج مطہرات کے درمیان صحیح طور پر انصاف کیا کرتے تھے۔ لیکن پھر بھی بارگاہ الٰہی میں عرض کیا کرتے تھے:

اے اللہ! یہ وہ تقسیم ہے جو میرے بس میں ہے۔ مجھے اس پر ملامت نہ کرنا جو میرے بس میں نہیں۔

میاں بیوی کے درمیان جب ایسا اختلاف پیدا ہو جائے جس پر کوئی سمجھوتہ ممکن نہ ہو تو اس وقت جدائی ہی بہترین حل ہوتا ہے۔ اگرچہ طلاق اللہ تعالیٰ کے نزدیک انتہائی ناپسندیدہ فعل ہے۔ لیکن دونوں کی بہتری کے لئے اللہ تعالیٰ نے اس کی اجازت دیتے ہوئے امید دلائی کہ ہوسکتا ہے کہ دونوں کو اپنی عظیم وسعت کے ذریعہ ایک دوسرے سے ویسے ہی بے نیاز کر دے۔ کیوں کہ اللہ تعالیٰ ہی حکمت و وسعت والا ہے اور وہی الجھے ہوئے معاملات کو سنوارنے والا ہے۔ اللہ تعالیٰ اہل اسلام کو قرآن حکیم کی تعلیم کو سمجھنے اور اس کے مطابق عمل کرنے کی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

توفیق عطا فرمائے۔

حل لغات:

- ﴿وَيَسْتَفْتُونَكَ فِي النِّسَآءِ﴾ میں واؤ عاطفہ يَسْتَفْتُونَ فعل مضارع (باب استفعال) کاف ضمیر مخاطب کی مفعول۔ فِي النِّسَآءِ جار مجرور۔ جملے کا معنی ہے: اور وہ عورتوں کے بارے میں آپ سے پوچھتے ہیں۔
- ﴿قُلِ اللّٰهُ يُفْتِيكُمْ فِيهِنَّ﴾ قُلْ فعل امر۔ يُفْتِي فعل مضارع ۔ كُمْ ضمیر مخاطب کی۔ لفظ اَللّٰهُ فاعل ۔ فِيهِنَّ جار مجرور۔ جملے کا معنی ہے: آپ کہہ دیں کہ اللہ تعالیٰ ان کے بارے میں تمہیں بتاتا ہے۔
- ﴿وَمَا يُتْلٰى عَلَيْكُمْ فِي الْكِتٰبِ فِي يَتٰمَى النِّسَآءِ الّٰتِيْ لَا تُؤْتُوْنَهُنَّ مَا كُتِبَ لَهُنَّ﴾ میں مَا موصولہ ۔ يُتْلٰى فعل مضارع مجہول (مادہ ت ل و) عَلَيْكُمْ، فِي الْكِتٰبِ، فِي يَتَامَى النِّسَآءِ تینوں جار مجرور۔ اَلّٰتِيْ موصولہ۔ لَا نافیہ ۔تُؤْتُوْنَ فعل مضارع ۔ هُنَّ ضمیر يَتَامَى النِّسَآءِ کی طرف راجع ۔ مَا موصولہ ۔ كُتِبَ فعل ماضی مجہول۔ لَهُنَّ جار مجرور۔ جملے کا معنی ہے: اور قرآن کی وہ آیات جو تم پر یتیم لڑکیوں کے بارے میں پڑھی جاتی ہیں، جن کو تم وہ نہیں دیتے کہ جو ان کے لئے مقرر کر دیا گیا ہے۔
- ﴿وَتَرْغَبُوْنَ اَنْ تَنْكِحُوْهُنَّ﴾ میں تَرْغَبُوْنَ فعل مضارع۔ اَنْ ناصبہ یا مصدریہ۔ اسی کی وجہ سے تَنْكِحُوْنَ کی نون گری ہوئی ہے۔ هُنَّ ضمیر یتیم لڑکیوں کی طرف راجع ۔ جملے کا معنی ہے: اور تم ان سے نکاح کرنے کی رغبت رکھتے ہو۔
- ﴿وَالْمُسْتَضْعَفِيْنَ مِنَ الْوِلْدَانِ﴾ اَلْمُسْتَضْعَفِيْنَ (مادہ ض ع ف) اَلْمُسْتَضْعَفُ (باب استفعال سے اسم مفعول) کی جمع ۔ اَلْوَلِيْدُ کی جمع اَلْوِلْدَانِ ۔ جملے کا معنی ہے: اور کمزور بچوں کے بارے میں۔
- ﴿وَاَنْ تَقُوْمُوْا لِلْيَتٰمٰى بِالْقِسْطِ﴾ میں اَنْ ناصبہ۔ تَقُوْمُوْا فعل مضارع منصوب۔ جملے کا معنی ہے: اور یہ کہ تم یتیموں کے بارے میں عدل وانصاف کے نظام کو قائم کرو۔
- ﴿وَمَا تَفْعَلُوْا مِنْ خَيْرٍ فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِهٖ عَلِيْمًا﴾ میں مَا شرطیہ۔ تَفْعَلُوْا فعل مضارع ۔ اِنَّ حرف مشبہ بفعل کی فاء جواب شرط۔ لفظ اَللّٰهَ اس کا اسم ۔ کان اپنے متعلقات سے مل کر اس کی خبر۔ جملے کا معنی ہے: اور جو بھی تم بھلائی کا کام کرو۔ بے شک اللہ تعالیٰ اس کو جاننے والا ہے۔
- ﴿وَاِنِ امْرَاَةٌ خَافَتْ مِنْ بَعْلِهَا نُشُوْزًا اَوْ اِعْرَاضًا فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَآ اَنْ يُّصْلِحَا بَيْنَهُمَا صُلْحًا﴾ اِنْ شرطیہ۔ خَافَتْ فعل ماضی۔ اِمْرَاَةٌ اس کا فاعل۔ نُشُوْزًا اَوْ اِعْرَاضًا اس کے مفعول ۔ لَا نفی جنس کی۔ فَاء جواب شرط ۔ اَنْ ناصبہ۔ يُصْلِحَا فعل مضارع، تثنیہ کی نون اسی کی وجہ سے گری ہوئی ہے۔ صُلْحًا مفعول

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بِہٖ مصدر ہونے کی بنا پر منصوب۔ جملے کا معنی ہے: اور اگر کسی عورت کو اپنے خاوند کی طرف سے زیادتی یا قطعی اعراض کا خطرہ ہو تو ان دونوں پر کوئی گناہ نہ ہوگا۔ اگر وہ آپس میں کسی بات پر صلح کر لیتے ہیں۔

○ ﴿ وَالصُّلْحُ خَيْرٌ ﴾ جملہ معترضہ کا معنی ہے: اور صلح کر لینا ہی بہتر ہوتا ہے۔

○ ﴿وَاُحْضِرَتِ الْاَنْفُسُ الشُّحَّ﴾ میں اُحْضِرَتْ فعلِ ماضی مجہول، اَلْاَنْفُسُ نائب فاعل۔ اَلشُّحَّ مفعول۔ جملے کا معنی ہے: اور طمع و حرص نفسوں میں موجود رہتی ہے۔

○ ﴿ وَاِنْ تُحْسِنُوْا وَتَتَّقُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرًا ﴾ میں اِنْ شرطیہ تُحْسِنُوْا اور تَتَّقُوْا دونوں فعل مضارع۔ اِنَّ حرف مشبہ بفعل کی فاء جواب شرط۔ لفظ اَللّٰهُ اس کا اسم اور کان اپنے متعلقات سے مل کر اس کی خبر۔ جملے کا معنی ہے: اور اگر تم احسان کرو اور پرہیز گاری اختیار کرو تو بے شک اللہ تعالیٰ جو تم کرتے ہو اس سے باخبر ہے۔

○ ﴿وَلَنْ تَسْتَطِيْعُوْۤا اَنْ تَعْدِلُوْا بَيْنَ النِّسَآءِ وَلَوْ حَرَصْتُمْ﴾ میں لَنْ نفی تاکیدی اور یہ حرف جب مضارع پر آتا ہے تو معنی کو مستقبل نفی تاکیدی میں کر دیتا ہے۔ تَسْتَطِيْعُوْا فعل مضارع کی نون اعرابی اسی کی وجہ سے گری ہوئی ہے۔ اَنْ ناصبہ مصدریہ تَعْدِلُوْا فعل مضارع۔ لَوْ حرف تمنا۔ حَرَصْتُمْ فعل ماضی۔ جملے کا معنی ہے: تم ہرگز بیویوں کے درمیان انصاف کرنے کی استطاعت نہیں پاؤ گے اگرچہ تم اس کی حرص رکھتے ہو گے۔

○ ﴿ فَلَا تَمِيْلُوْا كُلَّ الْمَيْلِ فَتَذَرُوْهَا كَالْمُعَلَّقَةِ﴾ میں فَلَا تَمِيْلُوْا فعل نہی۔ كُلَّ الْمَيْلِ مرکب اضافی مفعول۔ فَتَذَرُوْهَا جواب نہی اَلْمُعَلَّقَةِ باب تفعیل سے اسم مفعول (مؤنث) پر کاف تشبیہ کا۔ جملے کا معنی ہے: پس تم نے ایک ہی کی طرف بالکل مائل ہو کر دوسری کو اس طرح چھوڑ نہیں دینا کہ وہ بیچ میں لٹکنے والے کی مثل ہو جائے۔

○ ﴿ وَاِنْ تُصْلِحُوْا وَتَتَّقُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ﴾ میں اِنْ شرطیہ۔ تُصْلِحُوْا وَتَتَّقُوْا دونوں فعل مضارع اِنَّ حرف مشبہ بفعل پر فاء جواب شرط اور لفظ اَللّٰهُ اس کا اسم۔ كَانَ اپنے متعلقات سے مل کر اس کی خبر۔ جملے کا معنی ہے: اور اگر تم اصلاح کرو اور پرہیز گار بن جاؤ تو اللہ تعالیٰ بڑا ہی بخشنے والا رحم کرنے والا ہے۔

○ ﴿وَاِنْ يَّتَفَرَّقَا يُغْنِ اللّٰهُ كُلًّا مِّنْ سَعَتِهٖ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ وَاسِعًا حَكِيْمًا ﴾ میں اِنْ شرطیہ۔ يَتَفَرَّقَا فعل مضارع۔ يُغْنِ جواب شرط ہونے کی وجہ سے اس کی یاء گری ہوئی ہے۔ لفظ اَللّٰهُ فاعل۔ كُلًّا مِّنْ سَعَتِهٖ مفعول۔ كَانَ فعل ناقص۔ لفظ اَللّٰهُ اس کا اسم اور وَاسِعًا حَكِيْمًا اس کی خبر۔ جملے کا معنی ہے: اگر میاں بیوی جدا ہو جائیں تو اللہ ہر ایک کو دوسرے سے اپنی وسعت کے ساتھ بے نیاز کر دے گا اور اللہ تعالیٰ بڑی ہی وسعت و حکمت والا ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَلِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ؕ وَلَقَدْ وَصَّيْنَا الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَاِيَّاكُمْ اَنِ اتَّقُوا اللّٰهَ ؕ وَاِنْ تَكْفُرُوْا فَاِنَّ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ غَنِيًّا حَمِيْدًا ﴿131﴾	اللہ ہی کے لیے ہے جو آسمانوں اور جو زمین میں ہے اور ہم نے ان کو وصیت کی جو تم سے پہلے کتاب دیے گئے اور تمہیں بھی کہ اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہا کرو اور اگر تم نے انکار کیا تو بے شک اللہ تعالیٰ ہی کے لیے ہے جو کچھ آسمانوں اور جو زمین میں ہے اور اللہ غنی اور تعریف کیا گیا ہے۔
وَلِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ؕ وَكَفٰى بِاللّٰهِ وَكِيْلًا ﴿132﴾	اور اللہ ہی کے لیے ہے جو آسمانوں اور زمین میں ہے اور اللہ ہی از روئے وکیل کافی ہے۔
اِنْ يَّشَاْ يُذْهِبْكُمْ اَيُّهَا النَّاسُ وَيَاْتِ بِاٰخَرِيْنَ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰى ذٰلِكَ قَدِيْرًا ﴿133﴾	اگر وہ چاہے اے لوگو! تو تم کو فنا کر دے اور دوسروں کو لے آئے اور اللہ اس پر پوری قدرت رکھنے والا ہے۔
مَنْ كَانَ يُرِيْدُ ثَوَابَ الدُّنْيَا فَعِنْدَ اللّٰهِ ثَوَابُ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ سَمِيْعًا ۢ بَصِيْرًا ﴿134﴾	جو کوئی دنیا کے ثواب کا ارادہ کرتا ہے تو اللہ کے پاس دنیا اور آخرت کا بھی ثواب موجود ہے اور اللہ بڑا ہی سننے والا دیکھنے والا ہے۔

تشریح:

ان آیات مبارکہ میں اللہ تعالیٰ نے تقویٰ کا حکم دیتے ہوئے تین مرتبہ ارشاد فرمایا کہ جو کچھ آسمانوں اور جو کچھ زمین میں ہے وہ اللہ ہی کے لیے ہے یعنی وہی حقیقی طور پر اس کا خالق و مالک ہے۔ سورۃ آل عمران میں اس کی وضاحت اس نے خود ہی فرمائی ہے۔

﴿ لِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿189﴾ ﴾

آسمانوں اور زمین کی بادشاہت اللہ ہی کے لیے ہے اور اللہ ہی ہر شئ پر قدرت رکھنے والا ہے۔

سورۃ الفتح میں ارشاد ہوتا ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

﴿ لِلّٰهِ جُنُوْدُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَكَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ﴿4﴾ ﴾

اللہ ہی کے لیے آسمانوں اور زمین کے لشکر ہیں اور اللہ بڑا ہی جاننے والا حکمت والا ہے۔

سورۃ آل عمران ہی میں مزید وضاحت ہوتی ہے۔

﴿ وَلِلّٰهِ مِيْرَاثُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ﴿180﴾ ﴾

اور اللہ ہی کے لیے آسمانوں اور زمین کی میراث ہے اور جو تم کرتے ہو اللہ تعالیٰ اس سے خوب باخبر ہے۔

یوں اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوق کو اپنے حقیقی مالک و خالق اور قادر مطلق ہونے کی خبر دی تا کہ اس کی مخلوق اس کے علاوہ کسی اور کی طرف نہ دیکھے، اسی کو پکارے، اسی کی بندگی کرتی رہے۔ اس کی اطاعت کرتے ہوئے زندگی گزارے۔ اسی سے ڈرتے ہوئے برائی سے بچتی رہے اور نیکی کے کاموں میں لگی رہے اور یاد رکھے کہ اس کا کوئی عمل رب العالمین سے پوشیدہ نہیں۔ اگر کوئی اس کے باوجود سرکشی اور نافرمانی کو اپناتا ہے، غیر اللہ کے ڈر اور خوف سے رب حقیقی سے دور ہو جاتا ہے، خود گمراہ ہوتا ہے اور دوسروں کی گمراہی کا سبب بنتا ہے تو اللہ تعالیٰ نہ صرف اس سے بلکہ تمام جہانوں سے بے پروا ہے۔

سورۃ لقمان میں ارشاد ہوتا ہے:

﴿ وَلَقَدْ اٰتَيْنَا لُقْمٰنَ الْحِكْمَةَ اَنِ اشْكُرْ لِلّٰهِ ۭ وَمَنْ يَّشْكُرْ فَاِنَّمَا يَشْكُرُ لِنَفْسِهٖ ۚ وَمَنْ كَفَرَ فَاِنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ حَمِيْدٌ ﴿12﴾ ﴾

اور ہم نے لقمان کو حکمت عطا کی اور اس کو حکم دیا کہ وہ اللہ کا شکر کرے اور اس پر واضح کر دیا کہ جو شکر کرتا ہے تو شکر کرنے کا فائدہ اسے ہی ہوتا ہے اور جو کفر کا مرتکب ہوتا ہے تو بے شک اللہ تعالیٰ غنی و حمید ہے۔

سورۃ فاطر میں اعلان ہوتا ہے۔

﴿ هُوَ الَّذِيْ جَعَلَكُمْ خَلٰۗىِٕفَ فِي الْاَرْضِ ۭ فَمَنْ كَفَرَ فَعَلَيْهِ كُفْرُهٗ ۭ وَلَا يَزِيْدُ الْكٰفِرِيْنَ كُفْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ اِلَّا مَقْتًا ۚ وَلَا يَزِيْدُ الْكٰفِرِيْنَ كُفْرُهُمْ اِلَّا خَسَارًا ﴿39﴾ ﴾

وہی ہے کہ جس نے تمہیں زمین میں خلافت سے نوازا یعنی حکمران بنایا۔ پس جس نے کفر کیا تو اس کے کفر کا وبال بھی اسی پر ہوگا اور کفار کو ان کا کفران کے رب کے پاس ناراضگی ہی میں زیادہ کرے گا اور ان کا کفران کو خسارے میں ہی بڑھائے گا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم سے کہا سورۃ ابراہیم کے الفاظ ہیں:

﴿وَاِذْ تَاَذَّنَ رَبُّكُمْ لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَاَزِيْدَنَّكُمْ وَلَئِنْ كَفَرْتُمْ اِنَّ عَذَابِيْ لَشَدِيْدٌ ۝ وَقَالَ مُوْسٰى اِنْ تَكْفُرُوْا اَنْتُمْ وَمَنْ فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا فَاِنَّ اللّٰهَ لَغَنِيٌّ حَمِيْدٌ ۝﴾

اور تمہارے رب نے جب اعلان فرمایا اگر تم شکر کرو گے تو میں تمہیں اپنی نعمتوں سے مزید ضرور مالا مال کر دوں گا اور اگر تم نے کفر کیا تو بے شک میرا عذاب بڑا سخت ہے اور موسیٰ علیہ السلام نے کہا اگر تم اور جو زمین میں ہیں سب مل کر کفر کرو تو بے شک اللہ تعالیٰ غنی و حمید ہے۔

ظاہر ہے کہ یہاں کفر سے مراد اللہ کی طرف سے ملنے والے احکام کو ٹھکراتے ہوئے طاغوت کی پیروی کرنا ہے اور شکر سے مراد اللہ کی بندگی کرتے ہوئے اس کی خوشنودی کے حصول کے لیے کوشاں رہنا ہے۔ ہر کام اور معاملے میں اس کو یاد رکھنا ہے۔ اسی کے حکم کے مطابق صاحب تقویٰ بن جانا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے آگاہ کر دیا کہ اگر تم تقویٰ کی بجائے کفر کو اپناؤ گے تو اپنا ہی نقصان کرو گے کیوں کہ انجام کار تم نے اسی کی طرف لوٹنا ہے۔ کیوں کہ ہر انسان کو ملنے والی زندگی نے ایک دن ختم ہو جانا ہے۔ پھر ہر ایک نے اپنے اپنے اعمال کے مطابق جزا یا سزا پانا ہے اور جو لوگ اللہ کے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے اپنے تمام معاملات اللہ کے خوف کے تابع کر لیں گے غیر اللہ کے خوف سے بے نیاز ہو کر مشکلات کا مقابلہ کریں گے تو اللہ تعالیٰ ان کا وکیل بن جائے گا اور مشکلات میں ان کی نصرت فرمائے گا۔ ان کی پریشانیوں کو دور کر کے چین اور سکون سے نواز دے گا۔

سورۃ النور میں اللہ تعالیٰ کا اعلان ہے۔

﴿وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَيَخْشَ اللّٰهَ وَيَتَّقْهِ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفَآئِزُوْنَ ۝﴾

اور جو اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرے گا اور اللہ سے ڈرتا رہے گا اور اسی کے خوف کے تحت برائیوں سے بچتا رہے گا پس وہی لوگ کامیاب ہونے والے یعنی نجات پانے والے ہوں گے۔

زبانی اپنے آپ کو مسلمان کہتے رہنے سے بات نہیں بنتی۔ بلکہ عملی طور پر اسلامی تعلیم کو اپنانے ہی سے معاملہ سیدھا ہوتا ہے اور کامیابی نصیب ہوتی ہے۔

مسند احمد (۵۴/۶) سنن النسائی کتاب قیام اللیل (ص۱۹۱) میں ابن عامر سے مروی ہے کہ میں نے ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں عرض کیا:

«اَنْبِئِيْنِيْ عَنْ خُلُقِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَتْ اَلَسْتَ تَقْرَأُ الْقُرْاٰنَ؟ قُلْتُ بَلٰى قَالَتْ فَاِنَّ خُلُقَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ الْقُرْاٰنَ۔»

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مجھے رسول اللہ ﷺ کے خلق کے بارے میں بتائیں۔ انہوں نے کہا کیا تم قرآن نہیں پڑھتے۔ میں نے کہا جی ہاں پڑھتا ہوں۔ انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ کا خلق قرآن ہی تھا۔ یعنی آپ کا پورا عمل قرآنی تعلیم کے مطابق تھا۔

قرآن حکیم میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے اہل اسلام کے لیے جو بھی حکم نازل ہوتا سب سے پہلے آپ ہی اس پر عمل کرتے۔ اللہ تعالیٰ نے خود آپ کے بارے میں گواہی دے دی۔ سورۃ القلم کے الفاظ ہیں:

﴿ وَاِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ ۝4 ﴾

اور بے شک آپ عظیم خلق پر ہیں۔

سورۃ المومنون اور سورۃ الفرقان میں مومنون اور عباد الرحمٰن کی صفات اللہ تعالیٰ نے بیان فرمائی ہیں۔ اسلام کے ہر دعوے دار کا فرض ہے کہ دعویٰ کرنے سے پہلے دیکھے کہ اللہ تعالیٰ نے جن صفات کا ذکر فرمایا ہے کیا وہ اس میں موجود ہیں۔

سورۃ الاحزاب میں اہل ایمان سے ارشاد ہوتا ہے:

﴿ لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَنْ كَانَ يَرْجُوا اللّٰهَ وَالْيَوْمَ الْاٰخِرَ وَذَكَرَ اللّٰهَ كَثِيْرًا ۝21 ﴾

بلاشبہ تمہارے لیے رسول اللہ ﷺ کی زندگی مبارک میں بہترین نمونہ ہے۔ یہ نمونہ اس کے لیے بہترین ثابت ہوگا جو اللہ اور یوم آخرت کی اُمید رکھتا ہے اور اللہ کا ذکر کثرت سے کرتا ہے۔

آج کل ہمارا معاملہ بہت ہی بگڑ چکا ہے۔ اکثریت نام کی مسلمان ہو چکی ہے۔ غیر اسلامی رسم و رواج کا غلبہ خطرناک حد کو چھو رہا ہے۔ اسلامی حیا اور غیرت کو کچلنے کی طاغوتی کوشش پورے عروج پر ہے۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ نے متقی بننے کا حکم دیتے ہوئے ضمانت دی کہ وہ ایسے لوگوں کی کارسازی کرے گا۔ اس کے باوجود جو آخرت سنوارنے کی بجائے دنیا سنوارنے کے خواہشمند ہوں گے تو اللہ ان کی خواہش کو بھی پورا کر دے گا لیکن آخرت کے اجر و ثواب سے وہ محروم ہو جائیں گے۔ اللہ تعالیٰ نے سورۃ ال عمران میں فرمایا ہے:

وَمَنْ يُّرِدْ ثَوَابَ الدُّنْيَا نُؤْتِهٖ مِنْهَا ۚ وَمَنْ يُّرِدْ ثَوَابَ الْاٰخِرَةِ نُؤْتِهٖ مِنْهَا ۭ وَسَنَجْزِي الشّٰكِرِيْنَ ۝145 ﴾

اور جو دنیا کے ثواب کا ارادہ رکھتا ہے ہم دنیا میں سے اس کو دے دیتے ہیں اور جو آخرت کے ثواب کا ارادہ کرتا ہے ہم اس کو اس میں سے دے دیتے ہیں اور عنقریب ہم شکر کرنے والوں کو جزا دیں گے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سورۃ الشوریٰ میں ارشاد ہوتا ہے:

﴿ مَنْ كَانَ يُرِيْدُ حَرْثَ الْاٰخِرَةِ نَزِدْ لَهٗ فِيْ حَرْثِهٖ وَمَنْ كَانَ يُرِيْدُ حَرْثَ الدُّنْيَا نُؤْتِهٖ مِنْهَا وَمَا لَهٗ فِي الْاٰخِرَةِ مِنْ نَّصِيْبٍ ﴿20﴾ ﴾

جو کوئی آخرت کی کھیتی چاہتا ہے تو ہم اس کے لیے اس کو زیادہ کر دیتے ہیں اور جو کوئی دنیا کی کھیتی چاہتا ہے تو ہم اس کو اس میں سے دے دیتے ہیں اور آخرت میں اس کے لیے کوئی حصہ نہیں ہوتا۔

سورۃ البقرۃ میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ فَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّقُوْلُ رَبَّنَا اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا وَمَا لَهٗ فِي الْاٰخِرَةِ مِنْ خَلَاقٍ ﴿200﴾ ﴾

لوگوں میں سے وہ بھی ہے کہ جو کہتا ہے اے ہمارے رب! ہمیں دنیا میں ہی سب کچھ عطا کر دے اور اس کے لیے آخرت میں کوئی حصہ نہ ہوگا۔

مذکورہ آیات کے ذریعے دنیا کے طلبگاروں کو تنبیہ کی گئی ہے کہ رب العالمین کے پاس دنیا اور آخرت دونوں کا ثواب موجود ہے۔ لہٰذا صرف دنیا کے ثواب کی طلب رکھنا دانشمندی نہیں۔ کیوں کہ دنیا کا معاملہ تو انسان کی موت کے ساتھ ہی ختم ہو جاتا ہے۔ جبکہ آخرت کا معاملہ ہمیشہ قائم رہنے والا ہوگا۔ لہٰذا ہر انسان کو دنیا کے ساتھ اپنی آخرت کو سنوارنے کی طرف توجہ دینے کی ضرورت ہے۔ دنیا کی زندگی میں ہر انسان اپنے نصیب کے مطابق رزق پاتا ہے لیکن آخرت نیک اعمال ہی سے سنورتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی اطاعت کا حق ادا کرنا پڑتا ہے۔

سورۃ آل عمران میں اہل ایمان سے خطاب ہوتا ہے:

﴿ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقٰتِهٖ وَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ﴿102﴾ ﴾

اے ایمان والو! اللہ سے اس طرح ڈر جاؤ کہ جس طرح اس سے ڈرنے کا حق ہے اور موت تمہیں اس حال میں آنی چاہیے کہ تم اللہ کی فرماں برداری کر رہے ہو۔

تقویٰ سے نہ صرف آخرت سنورتی ہے بلکہ دنیا میں بھی متقی کے لیے آسانیاں پیدا ہوتی ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے یہ بھی واضح کر دیا کہ اگر تم متقی نہیں بنو گے تو مالک کل ہونے کے ناطے وہ تمہیں فنا کر کے دوسروں کو لائے گا جو اس کی اطاعت گزاری کا حق ادا کریں گے۔ سورۃ فاطر میں اس کا اعلان ہے:

﴿ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اَنْتُمُ الْفُقَرَآءُ اِلَى اللّٰهِ ۚ وَاللّٰهُ هُوَ الْغَنِيُّ الْحَمِيْدُ ﴿15﴾ اِنْ يَّشَاْ يُذْهِبْكُمْ وَيَاْتِ بِخَلْقٍ جَدِيْدٍ ﴿16﴾ وَمَا ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ بِعَزِيْزٍ ﴿17﴾ ﴾

اے لوگو! تم سب اللہ کے فقیر ہو اور صرف اللہ ہی بے پروا اور تعریف کیا گیا ہے۔ اگر وہ چاہے تو

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تمہیں مار کر نئی مخلوق لے آئے اور یہ کام اللہ کے لیے مشکل نہیں۔ ظاہر ہے کہ جو ہر شئ پر قدرت رکھنے والا ہے۔ اس کے لیے ایسا کرنا کبھی بھی مشکل نہیں ہوسکتا۔ عقلمند انسان وہی ہے کہ جو دنیا کی بجائے اپنی آخرت کو بہتر اور خوشگوار بنانے کے لیے کوشاں رہتا ہے۔ انتہائی بے وقوف وہ ہے کہ جو دنیا کی رنگینیوں میں کھو کر اپنے رب کو بھول جاتا ہے۔ سمیع و بصیر سے بے خوف ہو کر اپنی آخرت برباد کر لیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ایسی سوچ اور ایسے عمل سے ہمیں محفوظ رکھے۔

حل لغات:

- ﴿لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ﴾ میں لِلّٰهِ جار مجرور۔ ما موصولہ۔ فِي السَّمٰوٰتِ اور فِي الْاَرْضِ بھی جار مجرور۔ جملے کا معنی ہے: اللہ ہی کے لیے ہے جو آسمانوں اور جو زمین میں ہے یعنی وہی ان کا خالق و مالک ہے۔
- ﴿وَلَقَدْ وَصَّيْنَا الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَاِيَّاكُمْ اَنِ اتَّقُوا اللّٰهَ﴾ میں واؤ عاطفہ۔ حرف تحقیق قَدْ پر لام تاکید کا۔ وَصَّيْنَا فعل ماضی جمع متکلم (باب تفعیل، مادہ (وص ی) اَلَّذِيْنَ موصولہ۔ اُوْتُوْا فعل ماضی مجہول۔ اَلْكِتٰبَ مفعول مِنْ قَبْلِكُمْ جار مجرور۔ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكُمْ جملہ فعلیہ اَلَّذِيْنَ کا صلہ۔ واؤ عاطفہ۔ اِيَّاكُمْ کی ضمیر كُمْ مخاطب کی اور اِيَّا ایسا کلمہ ہے جو ضمیر منصوب منفصل کے تلفظ کے لیے وضع کیا گیا ہے۔ جب ضمیر منصوب اپنے عامل پر مقدم ہو یا اس پر کسی کلمہ کا عطف ڈالا جائے تو اس کو لایا جاتا ہے۔ جیسے یہاں عطف ڈالا گیا ہے۔ اَنْ مصدریہ اِتَّقُوْا فعل امر۔ لفظ اَللّٰهَ اس کا مفعول۔ جملے کا معنی ہے: اور ہم نے وصیت کی ان کو جو تم سے پہلے کتاب دیے گئے اور تمہیں بھی کہ اللہ سے ڈرتے رہا کرو۔
- ﴿وَاِنْ تَكْفُرُوْا فَاِنَّ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ﴾ میں واؤ عاطفہ۔ اِنْ شرطیہ۔ تَكْفُرُوْا فعل مضارع مجزوم۔ فَاِنَّ سے فِي الْاَرْضِ تک جزاء شرط۔ جملے کا معنی ہے: اور اگر تم انکار کرو تو بے شک اللہ ہی کے لیے ہے جو آسمانوں اور جو زمین میں ہے۔
- ﴿وَكَانَ اللّٰهُ غَنِيًّا حَمِيْدًا﴾ میں واؤ عاطفہ۔ كَانَ فعل ناقص۔ لفظ اَللّٰهُ اس کا اسم اور غَنِيًّا حَمِيْدًا اس کی خبر۔ جملے کا معنی ہے: اور اللہ تعالیٰ غنی اور تعریف کیا گیا ہے۔
- ﴿وَلِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ۭ وَكَفٰى بِاللّٰهِ وَكِيْلًا﴾ كَفٰى فعل ماضی۔ بِاللّٰهِ جار مجرور۔ وَكِيْلًا تمیز۔ جملے کا معنی ہے: اور اللہ ہی کے لیے ہے جو آسمانوں اور جو زمین میں ہے اور از روئے وکیل اللہ ہی کافی ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

○ ﴿اِنْ یَّشَاْ یُذْهِبْكُمْ اَیُّهَا النَّاسُ وَیَاْتِ بِاٰخَرِیْنَ﴾ میں اِنْ شرطیہ یَشَاْ فعل مضارع مجزوم۔ یُذْهِبْ بھی فعل مضارع (باب افعال) كُمْ ضمیر مخاطب کی مفعول۔ اَیُّهَا حرف ندا۔ اَلنَّاسُ منادی۔ واؤ عاطفہ۔ یَاْتِ بھی فعل مضارع مجزوم۔ بِاٰخَرِیْنَ جار مجرور۔ جملے کا معنی ہے: اگر وہ چاہے تو تمہیں فنا کر دے، اے لوگو! اور تمہاری جگہ دوسروں کو لے آئے۔

○ ﴿وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰی ذٰلِكَ قَدِیْرًا﴾ میں واؤ عاطفہ۔ كَانَ فعل ناقص۔ لفظ اَللّٰهُ اس کا اسم۔ عَلٰی حرف جر۔ ذٰلِكَ اسم اشارہ قَدِیْرًا خبر۔ جملے کا معنی ہے: اور اللہ اس پر قدرت رکھنے والا ہے۔

○ ﴿مَنْ كَانَ یُرِیْدُ ثَوَابَ الدُّنْیَا فَعِنْدَ اللّٰهِ ثَوَابُ الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ﴾ میں مَنْ شرطیہ۔ كَانَ فعل ناقص۔ یُرِیْدُ فعل مضارع۔ ثَوَابَ الدُّنْیَا مرکب اضافی مفعول۔ فَعِنْدَ اللّٰهِ ثَوَابُ الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ جواب شرط۔ جملے کا معنی ہے: جو شخص دنیا کے ثواب کا ارادہ رکھتا ہے تو اللہ کے پاس دنیا اور آخرت دونوں کا ثواب موجود ہے۔

○ ﴿وَكَانَ اللّٰهُ سَمِیْعًا ۢ بَصِیْرًا﴾ میں كَانَ فعل ناقص۔ لفظ اَللّٰهُ اس کا اسم۔ سَمِیْعًا ۢ بَصِیْرًا اس کی خبریں۔ جملے کا معنی ہے: اور اللہ بڑا ہی سننے والا دیکھنے والا ہے۔

﴿۱۴۱﴾

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا كُوْنُوْا قَوّٰمِیْنَ بِالْقِسْطِ شُهَدَآءَ لِلّٰهِ وَلَوْ عَلٰۤی اَنْفُسِكُمْ اَوِ الْوَالِدَیْنِ وَالْاَقْرَبِیْنَ ۚ اِنْ یَّكُنْ غَنِیًّا اَوْ فَقِیْرًا فَاللّٰهُ اَوْلٰی بِهِمَا ۫ فَلَا تَتَّبِعُوا الْهَوٰۤی اَنْ تَعْدِلُوْا ۚ وَاِنْ تَلْوٗۤا اَوْ تُعْرِضُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِیْرًا ﴿135﴾

اے ایمان والو! عدل و انصاف پر جم جانے والے اور اللہ کی (رضا حاصل کرنے کی) خاطر گواہی دینے والے بن جاؤ خواہ تمہیں اپنے یا والدین اور قریبی رشتہ داروں کے خلاف ہی ایسا کرنا پڑے۔ اگر وہ شخص امیر یا فقیر ہو تو بھی اللہ تعالیٰ ان دونوں سے زیادہ تعلق والا ہے۔ پس تم خواہش کی پیروی کرتے ہوئے عدل کو نہ چھوڑنا اور اگر تم زبانوں کو دبا کر بیان میں کجی پیدا کرو یا اعراض کرو تو بے شک اللہ تعالیٰ جو تم کرتے ہو اس سے اچھی طرح باخبر ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَالْكِتٰبِ الَّذِيْ نَزَّلَ عَلٰي رَسُوْلِهٖ وَالْكِتٰبِ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ مِنْ قَبْلُ ۭ وَمَنْ يَّكْفُرْ بِاللّٰهِ وَمَلٰۗىِٕكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًۢا بَعِيْدًا ﴿136﴾	اے ایمان والو! اللہ اور اس کے رسول اور اس کتاب پر ایمان لے آؤ جو اس نے اپنے رسول پر نازل فرمائی اور اس کتاب پر بھی جو اس سے پہلے اس نے نازل کی اور جو کوئی اللہ اور اس کے فرشتوں اور اُس کی کتابوں اور اس کے رسولوں اور یوم آخرت کا انکار کرے وہ یقیناً دور کی گمراہی میں گم ہوا۔

تشریح:

اسلام میں عدل و انصاف سے انحراف کی قطعاً اجازت نہیں۔ بلکہ اہل ایمان کو قرآن حکیم میں حکم دیا گیا کہ ہر حال میں نظامِ عدل کو قائم رکھنا ہے۔ جس کے پاس بھی کوئی فیصلہ طلب معاملہ آتا ہے اس نے اللہ سے ڈرتے ہوئے عدل و انصاف کے تقاضوں کو پورا کرنا ہے۔ اگر کسی کو کسی معاملے میں گواہی دینی پڑے تو اس نے بھی خدا خوفی کے تحت صحیح گواہی دینی ہے۔ کسی رشتہ داری یا دوستی کی حمایت نہیں کرنی، اگر گواہی اپنے ہی خلاف یا والدین کے خلاف دینی پڑے تو بھی دنیا کی پروا کیے بغیر حق کو واضح کر دینا ہے۔ فیصلہ کرتے وقت یا گواہی دیتے ہوئے کسی کی امیری یا غریبی کو بھی پیش نظر نہیں رکھنا کیوں کہ عموماً امیر آدمی اپنے مال کے زور پر فیصلے اپنے حق میں کروانے کے عادی ہوتے ہیں۔ لہٰذا اہل ایمان کا فرض ہے کہ ان کے دباؤ میں نہ آئیں اور اپنے رب پر توکل کرتے ہوئے حق بات کہہ دیں۔ بعض اوقات کسی کی غریبی انسانی ہمدردی کے حصول کا ذریعہ بن جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس بارے بھی آگاہ کر دیا ہے کہ اللہ ہی بہتر جانتا ہے کہ کون ہمدردی کے لائق ہے۔ فیصل یا گواہ کو صرف عدل و انصاف کے تقاضوں کو پورا کرنے میں کوشاں رہنا چاہیے، اگر کسی سے کوئی دشمنی ہے تو بھی عدل و انصاف کو پامال نہیں ہونا چاہیے۔

سورۃ المائدہ میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَلَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَاٰنُ قَوْمٍ عَلٰٓي اَلَّا تَعْدِلُوْا ۭاِعْدِلُوْا ۣ هُوَ اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰى ۡ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ۭاِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ﴿8﴾ ﴾

اور کسی قوم کی دشمنی تمہیں اس بات پر نہ ابھارے کہ تم عدل نہ کرو بلکہ عدل کرو۔ اس لیے کہ وہی تقویٰ کے زیادہ قریب ہے اور اللہ سے ڈر جاؤ۔ بے شک جو تم کرتے ہو اللہ اس کو جانتا ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دنیا میں ہمیشہ معمول رہا ہے کہ کسی قوم پر غالب آنے والے، مغلوب کے بارے میں عدل و انصاف نہیں کرتے، عدل کا ترازو ان کے اپنے حق میں بھاری ہو جاتا ہے، اسلام ہی دنیا کا واحد دین ہے جس میں مغلوب قوم پر کسی بھی صورت میں ظلم کی اجازت نہیں دی گئی۔ سید الانبیاء محمد رسول اللہ ﷺ اور آپ کے خلفاء نے ہمیشہ قرآنی تعلیم کے مطابق فیصلے کیے۔

مسند احمد (۳/ ۳۶۷) اور موارد الظمآن الی زوائد ابن حبان (ص۴۱۲) میں چند الفاظ کے اختلاف کے ساتھ مروی ہے کہ جب خیبر فتح ہوا تو اہل خیبر کی درخواست پر خیبر کی زمین ان کے پاس اس شرط پر رہنے دی گئی کہ وہ اس میں کھیتی باڑی کریں گے اور اس کی پیداوار کا آدھا حصہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں پیش کیا کریں گے، جب پھل کے اتارنے کا وقت آ گیا تو رسول اللہ ﷺ نے عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ کو بھیجا تاکہ وہ پھل کا اندازہ لگا کر آدھا یہود کو دیں اور آدھا مدینہ لے آئیں۔ زوائد ابن حبان کی روایت کے مطابق عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ ان کے پاس ہر سال آتے اور اندازہ کر کے پھل کا آدھا حصہ ان کو دے دیا کرتے تھے۔

اہل خیبر نے ایک موقع پر ان کی سخت گیری کی شکایت رسول اللہ ﷺ سے کی اور ان کو رشوت دینے کا ارادہ کیا۔ عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا:

> اے اللہ کے دشمنو! تم مجھے حرام کھلاؤ گے۔ اللہ کی قسم! میں تمہارے پاس ان کی طرف سے آیا ہوں جو مجھے تمام لوگوں سے زیادہ محبوب ہیں، جب کہ تم میرے نزدیک بندروں اور سوروں سے بھی زیادہ ناپسندیدہ ہو لیکن تم سے میری یہ نفرت اور رسول اللہ ﷺ سے میری انتہائی محبت مجھے اس پر قطعاً آمادہ نہیں کرے گی کہ میں تم سے ناانصافی کروں۔

مسند احمد کے الفاظ ہیں تمہارا حصہ بیس ہزار وسق بنتا ہے، اگر چاہو تو وہ لے لو اگر تم نہیں لیتے تو میں لے لیتا ہوں۔ یعنی ان کو اختیار دے دیا کہ تقسیم کردہ جس حصے سے وہ چاہیں لے لیں۔ اسلام کے دشمنوں کے الفاظ تھے۔

«بِهٰذَا قَامَتِ السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ»

اسی عدل و انصاف کی وجہ سے زمین و آسمان قائم ہیں۔

یہ سلسلہ رسول اللہ ﷺ کی زندگی مبارک میں اور ابو بکر رضی اللہ عنہ کی خلافت میں اور عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی خلافت کے چند سالوں تک جاری رہا لیکن جب انہوں نے پھر سے سرکشی کا مظاہرہ کیا اور عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو ایک گھر کی چھت سے نیچے گرا دیا تو امیر المومنین عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ان کو شام کی طرف جلا وطن کر دیا۔

اسلام میں اتنی بھی اجازت نہیں کہ فیصل یا گواہ دونوں میں سے کوئی ایک زبان کو دبا کر گفتگو اس انداز میں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کرے جس سے سننے والے کو مغالطہ لگے اور حق کو پانے اور صحیح فیصلے تک پہنچنے میں دشواری ہو جائے، اس لیے اللہ تعالیٰ نے حکم دے دیا، سورۃ الانعام کے الفاظ ہیں:

﴿ وَاِذَا قُلْتُمْ فَاعْدِلُوْا وَلَوْ كَانَ ذَا قُرْبٰى ﴿152﴾ ﴾

اور جب بات کرو تو عدل و انصاف والی کیا کرو، اگرچہ وہ قریبی رشتہ دار کے خلاف ہی کیوں نہ ہو۔

سورۃ الاحزاب میں ارشاد ہوتا ہے:

﴿ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَقُوْلُوْا قَوْلًا سَدِيْدًا ﴿70﴾ يُّصْلِحْ لَكُمْ اَعْمَالَكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ ۭ وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيْمًا ﴿71﴾ ﴾

اے ایمان والو! اللہ سے ڈر جاؤ اور بات سیدھی ٹھیک کیا کرو۔ ایسا کرو گے تو اللہ تمہارے اعمال کی اصلاح فرمائے گا اور تمہارے لیے تمہارے گناہ معاف کر دے گا، اور جس نے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کی اس نے عظیم کامیابی حاصل کی۔

سورۃ الشوریٰ میں محمد رسول اللہ ﷺ سے اللہ تعالیٰ نے اعلان کرایا:

﴿ اُمِرْتُ لِاَعْدِلَ بَيْنَكُمْ ﴿15﴾ ﴾

مجھے حکم دیا گیا کہ میں تمہارے درمیان انصاف کروں۔

انسانی تاریخ گواہ ہے کہ آپ ﷺ نے کسی بھی موقع پر کسی کے ساتھ ناانصافی نہیں کی بلکہ آپ ﷺ نے عموماً مغلوب دشمن کو معاف کر دیا اور اس کے ساتھ ایسا سلوک کیا کہ اس کی دشمنی محبت میں تبدیل ہو گئی۔ فتح مکہ کے بعد اہل مکہ کو معاف کرنا اس کی بہترین مثال ہے۔ حالانکہ اہل مکہ نے آپ ﷺ اور آپ کے صحابہ رضی اللہ عنہم پر جو ظلم کیے تھے، اُن کا بدلہ لینے کا آپ کو حق تھا لیکن رحمۃ للعالمین ہونے کے ناطے آپ نے درگزر کرنے کو ترجیح دی۔

تفسیر ابن جریر اور تفسیر القرطبی میں سدی سے مروی ہے کہ ﴿ كُوْنُوْا قَوّٰمِيْنَ ﴾ والی آیت نبی کریم ﷺ کے بارے میں نازل ہوئی۔ جب آپ ﷺ کے پاس دو شخص اپنا جھگڑا لے کر آئے ان میں سے ایک مالدار اور دوسرا فقیر قسم کا تھا۔ آپ ﷺ کی طبیعت میں غریب فقیر کی طرف کچھ میلان پیدا ہوا اور آپ ﷺ سوچ رہے تھے کہ غریب فقیر انسان مالدار صاحب ثروت پر ظلم نہیں کر سکتا۔ ظاہر و باطن سے باخبر رہنے والے رب العالمین نے آپ اور تمام اہل ایمان کو اپنے نفس کی خواہش کی اتباع کرنے کی بجائے عدل و انصاف کرنے کا حکم دے دیا اور واضح کر دیا کہ وہی امیر اور غریب کے معاملے کو زیادہ سمجھنے والا ہے۔ حاکم اور قاضی کا کام حقائق کے مطابق فیصلہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کرنا ہے۔

تفسیر ابن جریر میں یہ بھی مروی ہے کہ اللہ کے نبی موسیٰ علیہ السلام نے ایک مرتبہ بارگاہ الٰہ میں عرض کیا اے میرے رب! تو نے زمین میں جو سب سے قلیل شئ رکھی ہے، وہ کیا ہے؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا میں نے سب سے قلیل شئ جو زمین میں رکھی ہے وہ عدل ہے لیکن تجھے کسی مالدار کی مالداری یا کسی فقیر کی فقیری اس بات سے نہ روکے کہ جو حق تو جانتا ہے، اس پر گواہی نہ دے۔ کیوں کہ تجھ پر یہی حق ہے کہ حق پر گواہی قائم کر دے۔

سنن الدارقطنی (۲/۲۰۵) میں سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

جو کوئی لوگوں...... دوسری روایت کے مطابق مسلمانوں...... کے درمیان فیصلہ کرنے کی آزمائش میں ڈالا گیا، اس کو چاہیے کہ ان کو بٹھانے، ان کی طرف اشارہ کرنے اور دیکھنے میں بھی عدل کرے۔ ان میں سے ایک پر زیادہ آواز بھی بلند نہ کرے۔ یعنی دونوں کے درمیان ہر حال میں برابری قائم رکھے۔

اسلام کے نظام عدل کی عظمت کا اندازہ اسی ایک روایت سے لگایا جا سکتا ہے کہ اس میں کسی فریق کو دوسرے فریق پر کسی بھی طور پر ترجیح یا فوقیت دینے کی اجازت نہیں، تو ایسے نظام میں دانستہ ناانصافی کا پہلو کیسے غالب آ سکتا ہے؟

نظامِ عدل و انصاف قائم کرنے کا حکم دینے کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے اہل ایمان کو یہ بھی حکم دیا کہ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان رکھتے ہوئے اس کتاب کی تصدیق بھی کرنی ہے جو اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل فرمائی۔ اس سے ہر ایمان والے پر واجب ہو جاتا ہے کہ جو کچھ قرآن حکیم میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے اس کو حق اور سچ سمجھتے ہوئے تسلیم کیا جائے اور کوشش کی جائے کہ اس کی تعلیم کے مطابق عمل کیا جائے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہونے والی کتاب پر ایمان رکھنے کے ساتھ مومنوں پر یہ بھی فرض ہے کہ اس سے پہلے جو کتابیں اللہ تعالیٰ نے اپنے نبیوں علیہم السلام کو دیں ان پر بھی ایمان رکھا جائے۔ یعنی جس اصل صورت میں ان کا نزول ہوا ان کو حق مانا جائے۔ اہل کتاب کے پاس اس وقت ان کی جو کتابیں موجود ہیں ان کے بارے میں ان کے اپنے محققین کا کہنا ہے کہ ان میں تغیر و تبدل ہو چکا ہے اور ان میں سے کوئی بھی اپنی اصلی حالت میں نہیں ہے۔

اللہ تعالیٰ نے یہ وضاحت بھی فرما دی کہ جو شخص اللہ، اس کے فرشتوں، اس کی کتابوں، اس کے رسولوں اور یوم آخرت کا انکار کرتا ہے وہ بہت دور کی گمراہی میں کھو جاتا ہے۔ خود اپنا ہی نقصان کرتا ہے۔ اپنی ہی آخرت برباد کر لیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہر قسم کی گمراہی سے ہمیں محفوظ رکھے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

حل لغات:

○ ﴿ یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا كُوْنُوْا قَوّٰمِیْنَ بِالْقِسْطِ شُهَدَآءَ لِلّٰهِ وَلَوْ عَلٰٓی اَنْفُسِكُمْ اَوِ الْوَالِدَیْنِ وَالْاَقْرَبِیْنَ ﴾ میں یٰاَیُّهَا حرف ندا۔ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا منادیٰ۔ كُوْنُوْا فعل امر حاضر۔ قَوّٰمِیْنَ قوّام کی جمع (مبالغے کا صیغہ)۔ بِالْقِسْطِ جار مجرور۔ شُهَدَآءَ شَهِیْد کی جمع فعیل کے وزن پر اسم فاعل۔ لِلّٰهِ جار مجرور لَوْ اگرچہ شرط اور رجا کے لیے استعمال ہوتا ہے لیکن یہاں اپنے ماقبل جملہ کی تائید و وجوب کے لیے آیا ہے۔ عَلٰٓی اَنْفُسِكُمْ جار مجرور۔ اَلْوَالِدَیْنِ اور اَلْاَقْرَبِیْنَ کا عطف اَنْفُسِكُمْ پر۔ جملے کا معنی ہے: اے ایمان والو! عدل و انصاف پر جم جانے والے اور اللہ کی رضا کے حصول کے لیے گواہی دینے والے بن جاؤ۔ اگرچہ تمہیں اپنے خلاف یا والدین اور قریبیوں کے خلاف ہی ایسا کرنا پڑے۔

○ ﴿ اِنْ یَّكُنْ غَنِیًّا اَوْ فَقِیْرًا فَاللّٰهُ اَوْلٰی بِهِمَا ﴾ میں اِنْ شرطیہ۔ یَكُنْ فعل مضارع (ناقص)۔ غَنِیًّا اَوْ فَقِیْرًا اس کی خبر فَاللّٰهُ کی فاء جواب شرط۔ اَوْلٰی افعل تفضیل۔ بِهِمَا کی ضمیر غَنِیًّا او فَقِیْرًا کی طرف راجع۔ جملے کا معنی ہے: اگر وہ شخص غنی یا فقیر ہو تو بھی اللہ تعالیٰ ان دونوں سے زیادہ تعلق والا ہے۔

○ ﴿ فَلَا تَتَّبِعُوا الْهَوٰٓی اَنْ تَعْدِلُوْا ﴾ میں لَا تَتَّبِعُوْا فعل نہی۔ اَلْهَوٰی مفعول۔ اَنْ ناصبہ۔ تَعْدِلُوْا فعل مضارع منصوب۔ جملے کا معنی ہے: پس تم خواہش کی پیروی کرتے ہوئے انصاف کو چھوڑ نہ دینا۔

○ ﴿ وَاِنْ تَلْوٗٓا اَوْ تُعْرِضُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِیْرًا ﴾ میں واؤ عاطفہ۔ اِنْ شرطیہ۔ تَلْوٗٓا اَوْ تُعْرِضُوْا دونوں فعل مضارع جمع مذکر حاضر کے صیغے۔ دونوں کی نون اعرابی اِنْ شرطیہ کی وجہ سے گری ہوئی ہیں۔ فَاِنَّ حرف مشبہ بفعل کی فاء جواب شرط۔ لفظ اَللّٰه اس کا اسم۔ كَانَ اپنے متعلقات سے مل کر اس کی خبر۔ جملے کا معنی ہے: اور اگر تم زبانوں کو دبا کر شہادت میں کجی پیدا کرو یا اس سے اعراض کرو تو اللہ تعالیٰ اس سے باخبر ہے جو تم کرتے ہو۔

○ ﴿ یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَالْكِتٰبِ الَّذِیْ نَزَّلَ عَلٰی رَسُوْلِهٖ وَالْكِتٰبِ الَّذِیْٓ اَنْزَلَ مِنْ قَبْلُ ﴾ میں یٰاَیُّهَا حرف ندا۔ الَّذِیْنَ موصول۔ اٰمَنُوْا فعل ماضی اس کا صلہ۔ دونوں مل کر منادیٰ۔ اٰمَنُوْا فعل ماضی اس کا صلہ۔ دونوں مل کر منادیٰ۔ اٰمِنُوْا فعل امر۔ بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ میں ب حرف جر۔ لفظ اَللّٰهِ (مجرور) معطوف علیہ واؤ حرفِ عطف، رَسُوْلِ معطوف۔ اَلْكِتٰبَ بھی معطوف۔ اَلَّذِیْ دونوں جگہ موصولہ۔ نَزَّلَ اور اَنْزَلَ دونوں فعل ماضی واحد مذکر غائب۔ پہلا باب تفعیل اور دوسرا باب افعال سے۔ مِنْ قَبْلُ اصل میں مِنْ قَبْلِ هٰذَا الزَّمَانِ تھا۔ هٰذَا الزَّمَان کو حذف کر کے قَبْلُ کے آخر میں ضمہ دے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دیا گیا۔ ایسے مقطوع الاضافہ ظرف کو نحویوں کی اصطلاح میں غایت کہا جاتا ہے۔ جملے کا معنی ہے: اے ایمان والو! اللہ اور اس کے رسول ﷺ اور اس کتاب پر ایمان لے آؤ جو اس نے اپنے رسول ﷺ پر نازل فرمائی اور اس کتاب پر بھی جو اس نے اس سے پہلے نازل کی۔

﴿وَمَنْ يَّكْفُرْ بِاللّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًاۢ بَعِيْدًا﴾ میں واؤ عاطفہ۔ مَنْ شرطیہ۔ يَكْفُرْ فعل مضارع مجزوم۔ بِاللّٰهِ جار مجرور پر مَلٰٓئِكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ کا عطف۔ قَدْ حرف تحقیق، فاء جواب شرط۔ ضَلَّ فعل ماضی واحد مذکر غائب۔ ضَلٰلًاۢ بَعِيْدًا اس کا بیان۔ جملے کا معنی ہے: اور جس نے اللہ اور اس کے فرشتوں اور اُس کی کتابوں اور اس کے رسولوں اور یوم آخرت کا انکار کیا، بے شک وہ بہت دور کی گمراہی میں گم ہوا۔

﴿۴۲﴾

اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ثُمَّ كَفَرُوْا ثُمَّ اٰمَنُوْا ثُمَّ كَفَرُوْا ثُمَّ ازْدَادُوْا كُفْرًا لَّمْ يَكُنِ اللّٰهُ لِيَغْفِرَ لَهُمْ وَلَا لِيَهْدِيَهُمْ سَبِيْلًا ﴿137﴾

بے شک جو لوگ ایمان لائے۔ پھر انہوں نے کفر کیا۔ پھر ایمان لائے۔ پھر کفر کیا۔ پھر کفر میں اور زیادہ ہو گئے۔ اللہ تعالیٰ ان کو نہ بخشے گا اور نہ ان کو سیدھی راہ اختیار کرنے کی توفیق سے نوازے گا۔

بَشِّرِ الْمُنٰفِقِيْنَ بِاَنَّ لَهُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا ﴿138﴾

آپ منافقوں کو بشارت دے دیں، بے شک ان کے لیے دردناک عذاب ہوگا۔

الَّذِيْنَ يَتَّخِذُوْنَ الْكٰفِرِيْنَ اَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِيْنَ ؕ اَيَبْتَغُوْنَ عِنْدَهُمُ الْعِزَّةَ فَاِنَّ الْعِزَّةَ لِلّٰهِ جَمِيْعًا ﴿139﴾

جو مومنوں کو چھوڑ کر کافروں کو دوست بناتے ہیں۔ کیا وہ ان کے پاس عزت تلاش کرتے ہیں، حالانکہ ساری کی ساری عزت اللہ ہی کے لیے (یعنی اسی کے پاس) ہے۔

وَقَدْ نَزَّلَ عَلَيْكُمْ فِي الْكِتٰبِ اَنْ اِذَا سَمِعْتُمْ اٰيٰتِ اللّٰهِ يُكْفَرُ بِهَا وَيُسْتَهْزَاُ بِهَا فَلَا تَقْعُدُوْا مَعَهُمْ حَتّٰى يَخُوْضُوْا فِيْ حَدِيْثٍ غَيْرِهٖٓ ۖ اِنَّكُمْ اِذًا مِّثْلُهُمْ ؕ

اور اس نے کتاب میں نازل کر دیا ہے کہ کسی مجلس میں جب تم سنو کہ اللہ کی آیات کا انکار کیا جا رہا ہے اور ان کا مذاق اڑایا جا رہا ہے تو ان کے ساتھ مت بیٹھے رہو، یہاں تک کہ وہ اس کے علاوہ کسی اور گفتگو میں نہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اِنَّ اللّٰهَ جَامِعُ الْمُنٰفِقِيْنَ وَالْكٰفِرِيْنَ فِيْ جَهَنَّمَ جَمِيْعًا ﴿140﴾	لگ جائیں۔ (اگر تم وہاں بیٹھے رہو گے تو) تم یقیناً ان کی مثل ہو جاؤ گے۔ بے شک اللہ تعالیٰ سب منافقوں اور کافروں کو جہنم میں جمع کرنے والا ہے۔

تشریح:

منافق کا معاملہ بڑا عجیب ہوتا ہے۔ چوں کہ وہ مضبوط ایمان کی نعمت سے محروم ہوتا ہے اس لیے وہ عموماً تذبذب کا شکار رہتا ہے۔ اپنے ظاہری ایمان سے وہ مسلمانوں کے قریب رہ کر اپنے مفاد کے حصول میں کوشاں رہتا ہے اور اسلام سے دشمنی رکھنے والوں کو اپنی حمایت و معاونت کا یقین دلاتا رہتا ہے۔ لہٰذا اسلام کو قبول کر کے چھوڑنے اور پھر اس میں داخل ہو کر نکلنے والے شیطانی عمل میں اپنی زندگی گزار کر جب دنیا سے رخصت ہوتا ہے اور اپنے رب حقیقی سے اپنے اعمال کی جزا پانے کا وقت آتا ہے تو اس کا جو حال اس وقت ہونے والا ہے اللہ تعالیٰ نے ان آیات میں اس کی خبر دے دی ہے کہ وہ منافقوں کافروں کے گناہوں کو معاف نہیں کرے گا بلکہ ان کے لیے دردناک عذاب ہوگا حالانکہ اللہ تعالیٰ بڑا ہی بخشنے والا اور بہت ہی مہربان ہے لیکن منافقت اور کفر کے درمیان دھکے کھانے والوں اور اپنی طرف سے اہل ایمان اور اپنے رب کو دھوکہ دینے والوں کو وہ معاف نہیں کرتا۔

منافقوں کا ہمیشہ ہی یہ معمول رہا ہے کہ دکھاوے کے طور پر وہ اپنے آپ کو مسلمان کہتے اور مسلمانوں کے ساتھ رہتے ہیں لیکن ان کی دوستی کفار سے ہوتی ہے۔ وہ ان میں عزت پانے میں مصروف رہتے ہیں اور یہ بھول جاتے ہیں کہ اصل عزت تو اللہ کے پاس ہوتی ہے اور اس کو پانے کے لیے اسی کے بنائے ہوئے قانون کے تابع رہنا پڑتا ہے اس کی نازل کردہ کتاب کو حق اور سچ مانتے ہوئے اس کی تعلیمات کے مطابق عمل کرنا ہوتا ہے۔ عجیب تر بات یہ ہے کہ جن کے ہاں عزت پانے کے لیے وہ اہل اسلام کو دھوکا دینے کی کوشش کرتے ہیں وہ بھی ان کی حقیقت سے واقف ہوتے ہیں۔ لہٰذا وہ بھی ان کو اپنے مفاد پروان چڑھانے اور آگے بڑھانے میں خوب استعمال کرتے ہیں اور جیسے ہی مطلوبہ مقصد حاصل ہو جاتا ہے ان سے منہ موڑ لیتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کو حکم دیا کہ کفر پر مرنے والے منافقوں کو بشارت دیں کہ ان کے لیے دردناک عذاب ہوگا۔ یہاں بشارت والا فعل استہزاء یا خبر کے معنی میں استعمال ہوا ہے لیکن اصل مقصد منافقت کو اپنانے اور کفار سے دوستی کرنے والوں کو ڈرانا ہے کہ ایسا کرنے کا انجام بہت برا ہوگا۔

منافقت تو دور کی بات ہے اہل اسلام کو اس کی بھی اجازت نہیں کہ اس مجلس میں بیٹھیں کہ جس میں قرآنی آیات کا انکار کیا جائے یا ان کا مذاق اڑایا جائے۔ کیوں کہ قرآنی آیات کا انکار اور ان کا مذاق درحقیقت اس کا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

انکار ہوگا کہ جس نے ان کو نازل کیا اور جس پر ان کا نزول ہوا۔ ظاہر ہے کہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کا انکار ہی واضح کفر ہے اور جب اس میں مذاق اڑانا بھی شامل ہو جائے تو اس کی سزا کیا ہوگی۔

محمد رسول اللہ ﷺ کے مبعوث ہونے کے بعد ہر یہودی اور نصرانی کا فرض تھا کہ آپؐ پر ایمان لے آئے اور ان پر واضح کر دیا گیا کہ قرآن حکیم ہی آخری کتاب ہے اور اسی کی تعلیم کے مطابق عمل کرنے والے نجات پائیں گے لیکن اس کے باوجود اہل اسلام کو حکم ملا کہ اسلام سے پہلے اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل ہونے والی تمام کتابوں پر ایمان رکھا جائے۔ یہاں ایمان سے مراد ان کا احترام ہے۔ لہٰذا ہر مسلمان محمد رسول اللہ ﷺ سے پہلے مبعوث ہونے والے تمام انبیاء علیہم السلام اور ان کو ملنے والی کتابوں کا اسی طرح احترام کرتا ہے جس طرح سید الانبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام اور قرآن حکیم کا کرتا ہے جب بھی موسیٰ اور عیسیٰ کا نام لیتا ہے تو علیہ السلام ضرور کہتا ہے لیکن مدینہ کے منافقوں کا معمول تھا کہ جب یہود کے علماء کے پاس جا کر بیٹھتے تو قرآن کا مذاق اڑایا کرتے۔ ظاہر ہے کہ وہ ان کو خوش کرنے اور ان کے ہاں عزت پانے کے لیے ایسا عمل قبیح کیا کرتے تھے اور یہودی علماء ان کو روکنے کی بجائے ان کی حوصلہ افزائی کیا کرتے تھے۔

سورۃ المنافقون میں اللہ تعالیٰ نے عزت کی خاطر گمراہ ہونے والوں کو بتا دیا:

﴿ وَلِلّٰهِ الْعِزَّةُ وَلِرَسُوْلِهٖ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ ﴿8﴾ ﴾

عزت تو اللہ اور اس کے رسول اور مومنوں کے لیے ہے۔

سورۃ فاطر میں ارشاد ہوتا ہے:

﴿ مَنْ كَانَ يُرِيْدُ الْعِزَّةَ فَلِلّٰهِ الْعِزَّةُ جَمِيْعًا ﴿10﴾ ﴾

جو عزت پانے کا ارادہ رکھتا ہے (جان لے کہ) عزت ساری اللہ کے لیے یعنی اسی کے پاس ہے۔

عزت کے معاملے کو ہمیشہ کے لیے واضح کر دیا کہ اصل اور حقیقی عزت کا معاملہ اللہ کے پاس ہے۔ سورۃ ال عمران میں رسول اللہ ﷺ سے اعلان کرا دیا گیا:

« قُلِ اللّٰهُمَّ مٰلِكَ الْمُلْكِ تُؤْتِي الْمُلْكَ مَنْ تَشَآءُ وَتَنْزِعُ الْمُلْكَ مِمَّنْ تَشَآءُ وَتُعِزُّ مَنْ تَشَآءُ وَتُذِلُّ مَنْ تَشَآءُ بِيَدِكَ الْخَيْرُ اِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ (۲۶) »

آپ کہہ دیں۔ اے اللہ! بادشاہت کے مالک تو جس کو چاہتا ہے بادشاہت عطا کر دیتا ہے اور جس سے چاہتا ہے چھین لیتا ہے اور جس کو چاہتا ہے عزت سے نواز دیتا ہے اور جس کو چاہتا ہے ذلیل کر دیتا ہے۔ تیرے ہی ہاتھ میں ساری بھلائی ہے۔ بے شک تو ہی ہر شے پر قدرت رکھنے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

والا ہے۔

یہاں یہ بھی ذہن میں رہے کہ غیر مسلموں، منافقوں اور فاجروں کو ملنے والی بادشاہت ان کے لیے اور ان کی رعایا کے لیے آزمائش ہوتی ہے اور بعض صورتوں میں برے لوگوں کے لیے عذاب ہوتی ہے لیکن عزت و ذلت کا معاملہ اللہ ہی کے ہاتھ میں ہوتا ہے۔ آج بھی جو کفار کے ہاں عزت تلاش کر رہے ہیں، وہ شیطان کے بہکاوے کا شکار ہیں، اگر وقتی طور پر دنیا میں عزت مل بھی جاتی ہے تو آخرت کے عذاب سے ان کو کون بچائے گا؟

رسول اللہ ﷺ نے اپنی زندگی مبارک میں مشرکوں سے مدد لینے سے اجتناب فرمایا۔ سنن الدارمی (ص ۳۴۰) میں عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ ایک غزوہ کے موقع پر ایک شخص آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ کی حمایت میں دشمن سے قتال کرنے کی اجازت چاہی۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

«اِرْجِعْ فَاِنَّا لَا نَسْتَعِيْنُ بِالْمُشْرِكِ»

لوٹ جاؤ ہم مشرک سے مدد نہیں چاہتے۔

آپ ﷺ نے آزمائش اور ضرورت کی گھڑی میں ایک مشرک کی مدد قبول نہ کر کے اپنا نمونہ قائم کر دیا کہ جب بھی مدد کی ضرورت ہوگی تو اللہ کے سوا کسی اور سے مدد نہیں لی جائے گی لیکن آج تمام اسلامی ممالک کا معاملہ ان طاغوتی طاقتوں کے رحم و کرم پر ہے جو اسلام کو مٹانے یا مسخ کرنے پر تلے ہوئے ہیں۔ قرآن حکیم میں اعلان ہوتا ہے کہ اگر تم ان کی مجلس میں بیٹھو گے جہاں قرآنی آیات کا انکار کیا جائے اور ان کا مذاق اڑایا جائے تو تم انہی کی مثل ہو جاؤ گے۔

سورۃ الانعام میں رسول اللہ ﷺ سے ارشاد ہوتا ہے:

﴿وَاِذَا رَاَيْتَ الَّذِيْنَ يَخُوْضُوْنَ فِيْٓ اٰيٰتِنَا فَاَعْرِضْ عَنْهُمْ حَتّٰى يَخُوْضُوْا فِيْ حَدِيْثٍ غَيْرِهٖ ﴿68﴾﴾

جب آپ ان لوگوں کو دیکھیں جو ہماری آیات کو تنقید کا نشانہ بنا رہے ہیں تو آپ ان سے اعراض کریں۔ یہاں تک کہ وہ کسی اور گفتگو میں لگ جائیں۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ کو بھی حکم دیا کہ ان لوگوں سے بچنا ہے جو قرآنی آیات کا احترام نہ کریں اور تمام مومنوں کو ایسی مجالس میں شریک ہونے سے روک دیا گیا۔ کیوں کہ ان میں بیٹھنے والا ان جیسا ہی ہو جائے گا یعنی اس کا انجام بھی ان کے انجام جیسا ہوگا۔

تفسیر القرطبی کی روایت ہے کہ عمر بن عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ نے چند لوگوں کو شراب پیتے ہوئے پکڑ لیا۔ ان میں سے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایک آدمی کے بارے میں کہا گیا کہ یہ روزے دار ہے۔ اس نے روزہ رکھا ہوا ہے یعنی اس نے ان کے ساتھ شراب نہیں پی۔ انہوں نے سورۃ النساء کی یہی آیت پڑھی ﴿ اِنَّكُمْ اِذًا مِّثْلُهُمْ ﴾ بے شک تم انہی کی مثل ہو جاؤ گے۔ ''اَیْ اِنَّ الرِّضَا بِالْمَعْصِيَةِ مَعْصِيَةٌ'' (بے شک معصیت پر راضی ہونا بھی معصیت ہی ہوتی ہے۔)

مسند احمد (۱/۲۰) میں مروی ہے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اپنے خطاب میں کہا:

اے لوگو! میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سنا آپ نے فرمایا: جو اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہے وہ اس میز یعنی دسترخوان پر نہ بیٹھے جس پر شراب کا دور چلتا ہے۔

مسند احمد (۳/۳۳۹) میں بھی یہ روایت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے مروی ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ اہل اسلام کے لیے مناسب نہیں کہ ان لوگوں کے ساتھ میل جول رکھیں یا ان کے ساتھ بیٹھیں کہ جو اسلامی تعلیمات کا احترام نہ کرتے ہوں۔

اسلامی تعلیمات یا دین اسلام کا مذاق مسلمانوں کی موجودگی میں وہی اُڑائے گا جس کے پاس قوت و طاقت ہوگی اور اس کو روکنا تو کنا مشکل ہوگا۔ اسی لیے اسلام نے ایسی صورت میں حکیمانہ تعلیم یہ دی کہ وہاں سے مسلمان نکل آئیں یا ان سے الگ ہو جائیں۔ رہی بات ان کے کفر و استہزاء کی تو اللہ تعالیٰ نے مومنوں کو آگاہ کر دیا کہ وہی ان کو ان کے انتہائی برے انجام تک پہنچائے گا۔ منافقوں اور کافروں کو جہنم میں اکٹھا کرے گا۔

سورۃ المزمل میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَذَرْنِيْ وَالْمُكَذِّبِيْنَ اُولِي النَّعْمَةِ وَمَهِّلْهُمْ قَلِيْلًا ﴿11﴾ اِنَّ لَدَيْنَآ اَنْكَالًا وَّجَحِيْمًا ﴿12﴾ وَّطَعَامًا ذَا غُصَّةٍ وَّعَذَابًا اَلِيْمًا ﴿13﴾ ﴾

اور آپ مجھے اور نعمتوں سے مالا مال ہو کر جھٹلانے والوں کو چھوڑ دیں اور ان کو تھوڑی سی مہلت دے دیں۔ بے شک ہمارے پاس بیڑیاں اور جہنمی آگ ہے اور گلے میں اٹکنے والا کھانا اور دردناک عذاب ہے۔

یعنی کفار و منافقین کو یہی کچھ ملے گا۔ اللہ تعالیٰ قرآن حکیم میں بیان ہونے والے عذابوں سے ہمیں محفوظ رکھے اور ایسے اعمال کرنے کی توفیق عطا فرمائے جن سے ہماری دنیا اور آخرت سنور جائے۔

حل لغات:

○ ﴿ اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ثُمَّ كَفَرُوْا ثُمَّ اٰمَنُوْا ثُمَّ كَفَرُوْا ثُمَّ ازْدَادُوْا كُفْرًا ﴾ میں اِنَّ حرف مشبہ بفعل۔ اَلَّذِيْنَ موصولہ۔ اٰمَنُوْا، كَفَرُوْا اور اِزْدَادُوْا فعل ماضی جمع مذکر غائب کے صیغے۔ ثُمَّ حرف عطف۔ كُفْرًا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تمیز۔ جملے کا معنی ہے: بے شک وہ جو ایمان لائے پھر انہوں نے کفر کیا پھر ایمان لائے پھر کفر کیا پھر کفر میں اور زیادہ بڑھ گئے۔

○ ﴿لَمْ يَكُنِ اللّٰهُ لِيَغْفِرَ لَهُمْ وَلَا لِيَهْدِيَهُمْ سَبِيْلًا﴾ میں لَمْ نفی جحد۔ یَکُنْ فعل مضارع (ناقص)۔ لفظ اَللّٰهُ اس کا اسم۔ اگلا جملہ اس کی خبر، اس میں یَغْفِرَ اور یَهْدِیَ پر لام کَیْ کا، جس کی وجہ سے دونوں فعل مضارع منصوب۔ هُمْ ضمیریں کفار کی طرف راجع۔ سَبِيْلًا مفعول۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ لام نفی کی تاکید کا اور فعل مصدر کی تاویل میں جو کہ فاعل کا معنی دیتے ہیں۔ چنانچہ عبارت یوں ہوگی۔ لَمْ يَكُنِ اللّٰهُ غَافِرًا لَهُمْ وَلَا هَادِيَهُمْ سَبِيْلًا۔ جملے کا معنی ہے: اللہ ان کو نہ بخشے گا اور نہ ان کو سیدھی راہ پر چلنے کی توفیق سے نوازے گا۔

○ ﴿بَشِّرِ الْمُنٰفِقِيْنَ بِاَنَّ لَهُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا﴾ میں بَشِّرْ فعل امر حاضر۔ اَلْمُنٰفِقِيْنَ اس کا مفعول۔ اَنَّ مشبہ بفعل پر باء بدلے کی۔ لَهُمْ سے مراد منافقین۔ عَذَابًا اَلِيْمًا مرکب توصیفی اَنَّ کی خبر۔ جملے کا معنی ہے: آپ منافقوں کو بشارت دے دیں کہ یقیناً ان کے لیے دردناک عذاب ہوگا۔ یہاں بَشِّرْ بمعنی اَخْبِرْ ہے۔

○ ﴿اَلَّذِيْنَ يَتَّخِذُوْنَ الْكٰفِرِيْنَ اَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِيْنَ﴾ میں اَلَّذِيْنَ موصولہ۔ يَتَّخِذُوْنَ فعل مضارع۔ اَلْكٰفِرِيْنَ مفعول اول اَوْلِيَآءَ مفعول ثانی۔ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِيْنَ مرکب جاری۔ جملے کا معنی ہے: وہ جو مومنوں کو چھوڑ کر کافروں کو دوست بناتے ہیں۔

○ ﴿اَيَبْتَغُوْنَ عِنْدَهُمُ الْعِزَّةَ فَاِنَّ الْعِزَّةَ لِلّٰهِ جَمِيْعًا﴾ میں ہمزہ استفہامیہ۔ يَبْتَغُوْنَ فعل مضارع۔ عِنْدَهُمْ ظرف۔ اَلْعِزَّةَ مفعول۔ اِنَّ مشبہ بفعل پر فاء جزائیہ۔ اَلْعِزَّةَ اسم۔ لِلّٰهِ جَمِيْعًا خبر۔ جملے کا معنی ہے: کیا وہ ان کے یعنی کفار کے پاس عزت تلاش کرتے ہیں۔ بے شک عزت کلی طور پر اللہ ہی کے لیے ہے۔ یعنی اسی کے پاس ہے۔

○ ﴿وَقَدْ نَزَّلَ عَلَيْكُمْ فِي الْكِتٰبِ اَنْ اِذَا سَمِعْتُمْ اٰيٰتِ اللّٰهِ يُكْفَرُ بِهَا وَيُسْتَهْزَاُ بِهَا فَلَا تَقْعُدُوْا مَعَهُمْ حَتّٰى يَخُوْضُوْا فِيْ حَدِيْثٍ غَيْرِهٖ﴾ میں واؤ عاطفہ۔ قَدْ تحقیق کا۔ نَزَّلَ فعل ماضی۔ عَلَيْكُمْ اور فِي الْكِتٰبِ جار مجرور۔ اَنْ مثقّلہ سے مُخفّفہ۔ اِذَا ظرفیہ شرط۔ سَمِعْتُمْ فعل ماضی۔ اٰيٰتِ اللّٰهِ مرکب اضافی مفعول۔ اٰيٰتِ چوں کہ جمع مونث سالم ہے، اس لیے نصبی حالت میں بھی اس کے آخر میں زیر آتی ہے۔ يُكْفَرُ اور يُسْتَهْزَاُ دونوں فعل مضارع مجہول واحد مذکر غائب۔ بِهَا کی ضمیر اٰيٰتِ اللّٰهِ کی طرف راجع۔ لَا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تَقْعُدُوْا فعل نہی پر فاء جواب شرط۔ مَعَهُمْ سے مراد کفار اور منافقین۔ حَتّٰی ناصبہ۔ يَخُوْضُوْا فعل مضارع کی نون اعرابی اسی کی وجہ سے گری ہوئی ہے۔ فِيْ حَدِيْثٍ جار مجرور۔ غَيْرِهٖ کی ضمیر حَدِيْثٍ کی طرف راجع اور غَيْرِ اسم لازم الاضافت۔ جملے کا معنی ہے: اور اللہ تعالیٰ نے تم پر کتاب میں حکم نازل کر دیا ہے کہ کسی مجلس میں جب تم سنو کہ اللہ کی آیات کا انکار کیا جاتا ہے اور ان کا مذاق اڑایا جاتا ہے تو ان کے ساتھ نہ بیٹھے رہو۔ یہاں تک کہ وہ اس کے علاوہ کسی اور گفتگو میں نہ لگ جائیں۔

- ﴿اِنَّكُمْ اِذًا مِّثْلُهُمْ﴾ میں اِنَّ مشبہ بفعل۔ كُمْ ضمیر مخاطب کی۔ اِذًا حرف جواب و جزا۔ مِثْلُهُمْ کی ضمیر کفار و منافقین کی طرف راجع۔ جملے کا معنی ہے: بے شک تم اس وقت ان کی مثل ہو جاؤ گے۔
- ﴿اِنَّ اللّٰهَ جَامِعُ الْمُنٰفِقِيْنَ وَالْكٰفِرِيْنَ فِيْ جَهَنَّمَ جَمِيْعًا﴾ میں اِنَّ مشبہ بفعل۔ لفظ اللہ اس کا اسم۔ جَامِعُ الْمُنٰفِقِيْنَ سے آخر تک اس کی خبر۔ جملے کا معنی ہے: بے شک اللہ تعالیٰ سب منافقوں اور کافروں کو جہنم میں جمع کرنے والا ہے۔

﴿۴۳﴾

اَلَّذِيْنَ يَتَرَبَّصُوْنَ بِكُمْ ۚ فَاِنْ كَانَ لَكُمْ فَتْحٌ مِّنَ اللّٰهِ قَالُوْٓا اَلَمْ نَكُنْ مَّعَكُمْ ۖ وَاِنْ كَانَ لِلْكٰفِرِيْنَ نَصِيْبٌ ۙ قَالُوْٓا اَلَمْ نَسْتَحْوِذْ عَلَيْكُمْ وَنَمْنَعْكُمْ مِّنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ۭ فَاللّٰهُ يَحْكُمُ بَيْنَكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۭ وَلَنْ يَّجْعَلَ اللّٰهُ لِلْكٰفِرِيْنَ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ سَبِيْلًا ﴿141﴾	وہ جو تمہارے انجام کا انتظار کرتے رہتے ہیں۔ پھر اگر اللہ کی طرف سے تمہیں فتح حاصل ہو جائے تو کہتے ہیں کیا ہم تمہارے ساتھ نہیں تھے اور اگر کافروں کو غلبے میں سے کچھ حصہ مل جائے تو ان سے کہتے ہیں کیا ہم تم پر غالب نہ ہونے والے تھے اور ہم نے تم کو مومنوں سے نہ بچایا؟ پس اللہ تعالیٰ ہی قیامت کے روز تمہارے درمیان فیصلہ کرے گا اور اللہ تعالیٰ ہرگز کافروں کو مومنوں پر راہ نہیں دے گا۔
اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ يُخٰدِعُوْنَ اللّٰهَ وَهُوَ خَادِعُهُمْ ۚ وَاِذَا قَامُوْٓا اِلَى الصَّلٰوةِ قَامُوْا كُسَالٰى ۙ يُرَآءُوْنَ النَّاسَ وَلَا	بے شک منافق اللہ کو دھوکا دیتے ہیں حالانکہ اسی نے ان کو دھوکے میں مبتلا کر رکھا ہے اور جب وہ نماز کے لیے کھڑے ہوتے ہیں تو سستی اور کاہلی سے کھڑے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ اِلَّا قَلِيْلًا ﴿142﴾	ہوتے ہیں لوگوں کے لیے دکھاوا کرتے ہیں اور اللہ کا ذکر بہت کم کرتے ہیں۔
مُذَبْذَبِيْنَ بَيْنَ ذٰلِكَ ۖ لَآ اِلٰى هٰٓؤُلَآءِ وَلَآ اِلٰى هٰٓؤُلَآءِ ۚ وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَلَنْ تَجِدَ لَهٗ سَبِيْلًا ﴿143﴾	اسی میں تذبذب کا شکار رہتے ہیں۔ (صحیح طور پر) نہ اُن کے ساتھ ہوتے ہیں اور نہ ان کا ساتھ ہی دیتے ہیں اور جس کو (اس کے عمل کی بنا پر) اللہ گمراہ کردے آپ اس کے لیے ہرگز راہ نہیں پائیں گے۔

تشریح:

کفار اپنے کافرانہ عقائد کا اظہار کھلے طور پر کرتے ہیں جبکہ منافق اگرچہ اندر سے کافروں کے ساتھی اور حمایتی ہوتے ہیں لیکن ظاہری طور پر اپنے آپ کو مسلمان کہتے ہیں۔ مقصد دونوں کا ایک ہی ہوتا ہے کہ اہل اسلام کو زیادہ سے زیادہ نقصان پہنچایا جائے اور مسلمانوں کے زوال پذیر ہونے کا انتظار کرتے رہتے ہیں۔ اس کی ابتداء سید الانبیاء ﷺ کے مدینہ طیبہ میں اسلامی ریاست کے قائم کرنے کے ساتھ ہی ہوگئی تھی۔

سورۃ التوبۃ میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ اِنْ تُصِبْكَ حَسَنَةٌ تَسُؤْهُمْ وَاِنْ تُصِبْكَ مُصِيْبَةٌ يَّقُوْلُوْا قَدْ اَخَذْنَآ اَمْرَنَا مِنْ قَبْلُ وَيَتَوَلَّوْا وَّهُمْ فَرِحُوْنَ ﴿50﴾ قُلْ لَّنْ يُّصِيْبَنَآ اِلَّا مَا كَتَبَ اللّٰهُ لَنَا ۚ هُوَ مَوْلٰىنَا ۚ وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ ﴿51﴾ ﴾

اگر آپ کو کوئی بھلائی مل جائے تو ان کو برا لگتا ہے اور اگر آپ کو کوئی تکلیف پہنچے تو کہتے ہیں کہ ہم نے اپنا معاملہ پہلے ہی درست کرلیا تھا اور خوش ہوتے ہوئے وہ لوٹتے ہیں۔ آپ کہہ دیں کہ ہمیں تو وہی کچھ ملنا ہے جو اللہ نے ہمارے لیے لکھ رکھا ہے۔ وہی ہمارا مولیٰ ہے اور اللہ ہی پر مومنوں کو توکل کرنا چاہیے۔

اللہ تعالیٰ نے محمد رسول اللہ ﷺ اور آپ کے ذریعے امت محمدیہ پر واضح کردیا کہ منافقوں کا نصب العین صرف اپنے مفادات کا تحفظ ہوتا ہے۔ ان کے دلوں میں اسلام یا اہل اسلام کے بارے میں کوئی درد نہیں ہوتا بلکہ ان کی کوشش اور خواہش ہی یہی ہوتی ہے کہ کسی نہ کسی طرح شمع توحید کی روشنی کو پھیلنے نہ دیں اور کفر اسلام پر غالب آجائے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ سے بڑا بنیادی اعلان کروا دیا کہ اہل اسلام کو وہی کچھ ملے گا جو اللہ تعالیٰ نے ان کے لیے مقدر کر دیا ہے۔ یعنی اگر کوئی بھلائی یا تکلیف پہنچتی ہے تو وہ اللہ کے حکم سے آتی ہے۔ جیسے جنگ اُحد میں اہل اسلام کے ساتھ ہوا۔ اگر اللہ چاہتا تو مسلمانوں کو جنگ بدر والی کامیابی سے نواز سکتا تھا لیکن مسلمانوں کو آزمائش میں سے گزارنے کے پیچھے بھی اس کی اپنی حکمت تھی۔ اعلان کی روح یہ ہے کہ اللہ ہی ہمارا مولیٰ ہے، اس کے علاوہ ہمارا کوئی مددگار نہیں اور مومنوں کا کام ہے کہ ہمیشہ ہر حال میں اپنے مولیٰ 'اللہ' پر توکل و بھروسہ کیا کریں اور اپنا کوئی معاملہ غیر اللہ کے سپرد کبھی نہ کریں اور نہ اس کی اطاعت اختیار کرتے ہوئے قرآن وسنت کی تعلیم کو نظر انداز کریں۔

سورۃ التوبۃ میں یہ وضاحت بھی کر دی گئی:

﴿ قُلْ هَلْ تَرَبَّصُوْنَ بِنَآ اِلَّآ اِحْدَى الْحُسْنَيَيْنِ ۭ وَنَحْنُ نَتَرَبَّصُ بِكُمْ اَنْ يُّصِيْبَكُمُ اللّٰهُ بِعَذَابٍ مِّنْ عِنْدِهٖٓ اَوْ بِاَيْدِيْنَا ڮ فَتَرَبَّصُوْٓا اِنَّا مَعَكُمْ مُّتَرَبِّصُوْنَ (52) ﴾

آپ کہہ دیں تم تو ہمارے بارے میں دو بھلائیوں میں سے ایک کا انتظار کر رہے ہو جب کہ ہم تو تمہارے بارے میں یہ انتظار کر رہے ہیں کہ اللہ اپنے پاس سے یا ہمارے ہاتھوں تمہیں عذاب پہنچائے۔ بس تم انتظار کرو اور ہم بھی انتظار کرتے ہیں۔

دنیا کی تاریخ گواہ ہے کہ مدینہ طیبہ میں قائم ہونے والی اسلامی ریاست دس برس میں نہ صرف مستحکم ہو گئی بلکہ سارے عرب میں شمع توحید کی روشنی سے جاہلیت کے اندھیرے اجالوں میں تبدیل ہو گئے۔ کیونکہ اس اسلامی ریاست کے قائم کرنے والے وہ لوگ تھے جن سے اللہ راضی ہو گیا اور وہ اللہ سے راضی ہو گئے اور ان کی زندگیوں کا مقصود ومطلوب صرف اللہ کی رضا تھی۔ ان کا ہر کام اللہ کو خوش کرنے کے لیے ہوا کرتا تھا۔ جب کہ آج اُمت کی اکثریت اللہ کی بجائے غیر اللہ کی خوشنودی کے حصول میں کوشاں ہے اور آخرت کے انجام کو بھول کر دنیاداری میں غرق ہو چکی ہے۔ حالانکہ قرآن حکیم کے نزول کا مقصد یہی تھا کہ امت مسلمہ ہر دور میں اس سے راہنمائی لیتے ہوئے کفار اور منافقوں کی چالوں سے بچتی رہے۔ کیونکہ انہوں نے کبھی یہ برداشت نہیں کرنا کہ مسلمان متحد ہو کر ان سے زیادہ طاقتور ہو جائیں۔ اسلامی تاریخ ہمیں بتاتی ہے کہ مسلمانوں کے زوال کی وجہ ہمیشہ ان کی اپنی باہمی خانہ جنگی رہی ہے اور اس خانہ جنگی کے پیچھے ہمیشہ منافقوں کا اہم کردار رہا ہے۔ لہٰذا منافقوں کی منافقت سے آگاہ کرنے کے لیے ان آیات مبارکہ میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ اہل ایمان کو جب اللہ تعالیٰ فتح سے نوازتا تو ان سے کہتے کہ ہم تمہارے ساتھ تھے اور جب کہیں اہل ایمان مغلوب ہو جاتے تو کفار سے کہتے کہ

www.KitaboSunnat.com
محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

ہم ہی تمہاری کامیابی کا سبب بنے ہیں۔

یہاں اہل ایمان کی کامیابی کے لیے فتح اور کفار کے غلبہ کے لیے نصیب کے الفاظ استعمال ہوئے ہیں۔یعنی کفار کو کبھی دائمی فتح حاصل نہ ہوگی اور مسلمان اپنی کمزوریوں کی وجہ سے مغلوب ہوں گے لیکن ان کے غلبے کے لیے اللہ تعالیٰ کوئی نہ کوئی سبب ضرور پیدا کرے گا۔

سورۃ الغافر میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ اِنَّا لَنَنْصُرُ رُسُلَنَا وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَيَوْمَ يَقُوْمُ الْاَشْهَادُ ﴿51﴾ ﴾

بے شک ہم اپنے رسولوں اور مومنوں کی مدد ضرور کریں گے دنیا کی زندگی میں اور جس دن گواہی دینے والے کھڑے ہوں گے۔لیکن مدد کی شرط ایمان ہے۔

اللہ تعالیٰ کفار کے لیے مومنوں پر راہ نہیں بنائے گا۔ کے بارے میں جب علی رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا تو انہوں نے اس سے پچھلی آیت کے ساتھ پڑھ کر کہا کہ اس سے مراد قیامت کے دن کا غلبہ ہے۔یعنی دنیا میں اگر وہ کسی دور میں غالب آ جاتے ہیں تو یہ ممکن ہے لیکن آخرت میں مومنوں پر ان کی کوئی حجت نہیں چلے گی۔ مفسرین کا کہنا ہے کہ اس کو عام بھی رکھا جائے تو کوئی مضائقہ نہیں کیونکہ دنیا میں بھی ان کو نہ دائمی غلبہ حاصل ہوا ہے، نہ ہی ہوگا۔

اللہ تعالیٰ نے چوں کہ انسان کو اختیار دے رکھا ہے کہ وہ اچھائی اور برائی میں سے جو چاہے اپنائے، اس لیے وہ کسی کو مجبور نہیں کرتا کہ وہ اس کی مرضی کے مطابق عمل کرے لیکن اچھائی کو اپنانے والے اس سے جزا پاتے ہیں اور برائی پر ڈٹے رہنے والے اس کے مقرر کردہ عذابوں میں مبتلا کر دیے جاتے ہیں جن کے دلوں میں شرک و نفاق سما جاتا ہے اور وہ اس کی اصلاح کرنے پر تیار نہیں ہوتے بلکہ اسی کو ہدایت سمجھتے ہوئے دوسروں کو بھی گمراہ کرنے کی کوشش کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ان کی اس مہلک بیماری کو مزید بڑھا دیتا ہے۔

سورۃ التوبۃ میں ارشاد ہوتا ہے:

﴿ وَاَمَّا الَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ فَزَادَتْهُمْ رِجْسًا اِلٰى رِجْسِهِمْ وَمَاتُوْا وَهُمْ كٰفِرُوْنَ ﴿125﴾ ﴾

اور وہ لوگ جن کے دلوں میں بیماری ہوتی ہے، ان کو ان کی پلیدگی میں وہ اور زیادہ کر دیتی ہے اور کفر پر ان کی موت واقع ہو جاتی ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ انسان جب دوسروں کو دھوکا دیتا ہے تو وہ خود دھوکے میں مبتلا ہو جاتا ہے اور وہ بھول جاتا ہے کہ اس کے دھوکے کا انجام انتہائی برا ہے۔ منافقوں کا بھی یہی معمول رہا ہے، وہ اپنی دانست کے مطابق اللہ اور مومنوں کو دھوکہ دے کر دنیا میں کامیابی حاصل کر لیتے ہیں حالانکہ وہ اپنی آخرت خود ہی اپنے ہاتھوں پر برباد کر رہے ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے منافقوں کی نشانیوں میں سے جن کا ذکر یہاں فرمایا ہے وہ ان کا اپنی نمازوں میں سستی و کاہلی کرنا ہے۔ چونکہ ان کی نمازیں اللہ کی رضا کے حصول کے لیے نہیں ہوتی۔ بلکہ لوگوں کو دکھانے کے لیے ہوتی ہیں، اس لیے وہ خشوع و خضوع سے عاری ہی رہتی ہیں، ذکر الٰہی سے بھی خالی ہی ہوتی ہے۔

صحیح مسلم (۱/۲۲۵) کی روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے تین مرتبہ فرمایا:

یہ نماز منافق کی ہے کہ بیٹھا سورج کی طرف دیکھتا رہتا ہے اور جب وہ غروب ہونے لگتا ہے اور شیطان اپنے دونوں سینگ اس کے اردگرد کر دیتا ہے تو وہ کھڑا ہو کر جلدی جلدی چار رکعتیں پڑھ لیتا ہے اور اللہ کا ذکر بھی بہت کم کرتا ہے۔

اس کے برعکس سورۃ المومنون کے آغاز میں مومنوں کی نماز کا ذکر یوں ہوتا ہے:

﴿ قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ (١) الَّذِيْنَ هُمْ فِيْ صَلٰوتِهِمْ خَاشِعُوْنَ (2) ﴾

بے شک فلاح پائی ان مومنون نے جو اپنی نمازوں میں خوفزدہ ہوتے ہیں۔

یعنی اللہ کے خوف سے ان کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو جاتے ہیں اور ان کا ایمان ہوتا ہے کہ ان کا رب ان کو دیکھ رہا ہے اور وہ ان کے ظاہر و باطن سے خوب اچھی طرح باخبر ہے۔ جب کہ منافقوں کا حال آخری وقت تک یہ ہوتا ہے کہ وہ حق و باطل کے درمیان بھٹکتے رہتے ہیں اور ان کی موت کفر پر ہو جاتی ہے۔

تفسیر ابن جریر (پ ۵، ص ۳۳۶) میں مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ مومن اور کافر اور منافق کی مثال اس طرح بیان فرمایا کرتے تھے:

تینوں ایک دریا پر گئے۔ مومن دریا میں اترا اور پار چلا گیا۔ منافق دریا میں داخل ہوا، قریب تھا کہ مومن تک پہنچ جاتا کہ اس کو کافر نے آواز دی۔ میری طرف آ جا۔ مجھے خطرہ ہے تو ڈوب جائے گا۔ مومن نے اس کو پکارا میری طرف آ جا، تیرے لیے میرے پاس یہ یہ ہے۔ منافق دریا کے درمیان فیصلہ نہیں کر پاتا کہ کس طرف جائے۔ یہاں تک کہ ایک موج آتی ہے اور اس کو غرق کر دیتی ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صحیح مسلم (۲؍۳۷۰ کتاب صفات المنافقین) میں عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

منافق کی مثال اس بکری جیسی ہے جو دو ریوڑوں کے درمیان ہو۔ کبھی وہ ایک کی طرف جائے اور کبھی دوسرے کی طرف جائے لیکن ان دونوں میں سے کسی ایک میں شامل نہ ہو سکے۔

منافق کا دل اخلاص کی نعمت سے چوں کہ محروم ہوتا ہے اس لیے ایمان کی دولت سے مالا مال ہونے میں وہ کامیاب نہیں ہوتا، اس کی منافقت کی وجہ سے اس کی گمراہی پر اللہ کی طرف سے مہر لگ جاتی ہے۔ لہٰذا ہدایت کی راہ سے وہ دور ہی رہتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہر قسم کی منافقت اور کفر سے ہمیں محفوظ رکھے۔

حل لغات:

○ ﴿ اَلَّذِيْنَ يَتَرَبَّصُوْنَ بِكُمْ ﴾ میں اَلَّذِيْنَ موصولہ۔ يَتَرَبَّصُوْنَ (باب تفعل) فعل مضارع۔ بِكُمْ جار مجرور۔ جملے کا معنی ہے: وہ جو تمہارے انجام کا انتظار کرتے رہتے ہیں۔

○ ﴿ فَاِنْ كَانَ لَكُمْ فَتْحٌ مِّنَ اللّٰهِ قَالُوْا اَلَمْ نَكُنْ مَّعَكُمْ ﴾ میں اِنْ شرطیہ پر فاء ترتیب۔ كَانَ فعل ناقص۔ فَتْحٌ اس کا اسم۔ لَكُمْ اور مِنَ اللّٰهِ جار مجرور۔ قَالُوْا فعل ماضی۔ ہمزہ استفہامیہ۔ لَمْ نفی جحد۔ نَكُنْ فعل مضارع مجزوم مَعَكُمْ میں كُمْ ضمیر مخاطب۔ جملے کا معنی ہے: پھر اگر تمہارے لیے اللہ کی طرف سے فتح ہو تو کہتے ہیں کیا ہم تمہارے ساتھ نہ تھے۔

○ ﴿ وَاِنْ كَانَ لِلْكَافِرِيْنَ نَصِيْبٌ قَالُوْا اَلَمْ نَسْتَحْوِذْ عَلَيْكُمْ وَنَمْنَعْكُمْ مِّنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴾ میں نَصِيْبٌ سے مراد حصہ۔ نَسْتَحْوِذُ اور نَمْنَعُ دونوں فعل مضارع جمع متکلم کے صیغے۔ پہلا باب استفعال سے اور دوسرا باب فَتَحَ يَفْتَحُ سے۔ جواب شرط ہونے کی وجہ سے دونوں مجزوم۔ جملے کا معنی ہے: اور اگر کافروں کو غلبے کا حصہ مل جائے تو کہتے ہیں، کیا ہم تم پر غالب نہ ہونے لگے تھے اور ہم نے تم کو مومنوں سے نہ بچایا۔

○ ﴿ فَاللّٰهُ يَحْكُمُ بَيْنَكُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ﴾ میں يَحْكُمُ فعل مضارع۔ لفظ اللّٰه اس کے فاعل پر فاء تحکیم کا۔ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مرکب اضافی ظرف زمان۔ جملے کا معنی ہے: پس اللہ تعالیٰ ہی تمہارے درمیان قیامت کے روز فیصلہ کرے گا۔

○ ﴿ وَلَنْ يَّجْعَلَ اللّٰهُ لِلْكَافِرِيْنَ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ سَبِيْلًا ﴾ میں واؤ عاطفہ۔ لَنْ نفی موکد کا۔ يَجْعَلَ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فعل مضارع کے آخر میں زبر اسی کی وجہ سے آئی ہے۔ لفظ اللّٰہ اس کا فاعل۔ لِلْکَافِرِیْنَ اور عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ دونوں جار مجرور۔ سَبِیْلاً مفعول۔ جملے کا معنی ہے: اور اللہ تعالیٰ کافروں کو مومنوں پر ہرگز راہ نہیں دے گا۔

﴿اِنَّ الْمُنَافِقِیْنَ یُخَادِعُوْنَ اللّٰہَ وَھُوَ خَادِعُھُمْ﴾ میں اِنَّ مشبہ بفعل۔ اَلْمُنَافِقِیْنَ (باب مفاعلہ سے اسم فاعل) منصوب اس کا اسم۔ یُخَادِعُوْنَ فعل مضارع (باب مفاعلہ) فعل و فاعل، لفظ اَللّٰہَ (مفعول) سے مل کر خبر۔ واؤ حالیہ۔ ھُوَ ضمیر مرفوع منفصل۔ خَادِعُ اسم فاعل۔ ھُمْ ضمیر منافقوں کی طرف راجع۔ جملے کا معنی ہے: بیشک منافق اپنی طرف سے اللہ کو دھوکا دے رہے ہیں حالانکہ اسی نے ان کو دھوکے میں مبتلا کر رکھا ہے۔

﴿وَاِذَا قَامُوْا اِلَی الصَّلٰوۃِ قَامُوْا کُسَالٰی﴾ میں واؤ عاطفہ۔ قَامُوْا فعل ماضی۔ اِلَی الصَّلٰوۃِ جار مجرور، کُسَالٰی حال (کَسِلَ یَکْسَلُ کَسِلاً سے صفت، کَسِلٌ وَکَسْلَانَ کی جمع)۔ جملے کا معنی ہے: اور جب نماز کے لیے کھڑے ہوتے ہیں تو سستی اور کاہلی سے کھڑے ہوتے ہیں۔

﴿یُرَآءُ وْنَ النَّاسَ وَلَا یَذْکُرُوْنَ اللّٰہَ اِلَّا قَلِیْلاً﴾ میں یُرَآءُ وْنَ اور یَذْکُرُوْنَ فعل مضارع جمع مذکر غائب کے صیغے۔ پہلا باب مفاعلہ سے اور دوسرا باب نَصَرَ یَنْصُرُ سے۔ اَلنَّاسَ مفعول۔ واؤ عاطفہ۔ لَا نافیہ۔ لفظ اللّٰہ مفعول۔ اِلَّا حرف استثناء۔ قَلِیْلاً مستثنیٰ جملے کا معنی ہے: وہ لوگوں کے سامنے دکھاوا کرتے ہیں اور اللہ کا ذکر بہت کم ہوتے ہیں۔

﴿مُذَبْذَبِیْنَ بَیْنَ ذٰلِكَ﴾ میں مُذَبْذَبِیْنَ ثلاثی مزید فیہ کے باب دَحْرَجَ یُدَحْرِجُ سے اسم مفعول جمع نصبی حالت میں۔ ذٰلِكَ اسم اشارہ۔ جملے کا معنی ہے: اسی میں وہ تذبذب کا شکار ہیں۔

﴿لَآ اِلٰی ھٰٓؤُلَآءِ وَلَآ اِلٰی ھٰٓؤُلَآءِ﴾ میں دونوں جگہ لَا نفی کا ھٰؤُلَاءِ اسم اشارہ ھٰذَا کی جمع۔ اِلٰی حرف جر۔ یہ ماقبلہ جملہ کا بیان ہے۔ جملے کا معنی ہے: صحیح طور پر وہ نہ ان کی طرف ہوتے ہیں اور نہ ان کی طرف۔ یعنی اسلام اور کفر میں سے ایک طرف نہیں ہو پاتے۔

﴿وَمَنْ یُّضْلِلِ اللّٰہُ فَلَنْ تَجِدَ لَہٗ سَبِیْلاً﴾ میں واؤ عاطفہ۔ مَنْ شرطیہ۔ یُضْلِلُ فعل مضارع۔ لفظ اللّٰہ اس کا فاعل لَنْ نفی تاکیدی پر فاء جواب شرط۔ تَجِدَ فعل مضارع منصوب۔ لَہٗ جار مجرور۔ سَبِیْلاً مفعول۔ جملے کا معنی ہے: اور جس کو اللہ (اس کے اعمال کی بنا پر) گمراہ کر دے تو آپ اس کے لیے کوئی راہ نہیں پائیں گے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوا الْكَافِرِيْنَ اَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِيْنَ ۚ اَتُرِيْدُوْنَ اَنْ تَجْعَلُوْا لِلّٰهِ عَلَيْكُمْ سُلْطَانًا مُّبِيْنًا ﴿144﴾

اے ایمان والو! مومنوں کو چھوڑ کر کافروں کو دوست نہ بناؤ۔ کیا تم ارادہ رکھتے ہو کہ اپنے اوپر اللہ کی واضح حجت قائم کر لو۔

اِنَّ الْمُنَافِقِيْنَ فِي الدَّرْكِ الْاَسْفَلِ مِنَ النَّارِ ۚ وَلَنْ تَجِدَ لَهُمْ نَصِيْرًا ﴿145﴾

بے شک منافق جہنم کے سب سے نچلے گہرے طبق میں ہوں گے اور ان کے لیے آپ ہرگز کوئی مددگار نہیں پائیں گے۔

اِلَّا الَّذِيْنَ تَابُوْا وَاَصْلَحُوْا وَاعْتَصَمُوْا بِاللّٰهِ وَاَخْلَصُوْا دِيْنَهُمْ لِلّٰهِ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الْمُؤْمِنِيْنَ ۭ وَسَوْفَ يُؤْتِ اللّٰهُ الْمُؤْمِنِيْنَ اَجْرًا عَظِيْمًا ﴿146﴾

مگر وہ کہ جنہوں نے توبہ کی اور اصلاح کی اور اللہ کو مضبوطی سے تھام لیا اور اپنے دین کو اللہ کے لیے خالص کیا، پس وہی مومنوں کے ساتھ ہوں گے اور عنقریب اللہ تعالیٰ مومنوں کو اجرِ عظیم عطا فرمائے گا۔

مَا يَفْعَلُ اللّٰهُ بِعَذَابِكُمْ اِنْ شَكَرْتُمْ وَاٰمَنْتُمْ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ شَاكِرًا عَلِيْمًا ﴿147﴾

اللہ تعالیٰ تمہیں عذاب دے کر کیا کرے گا اگر تم شکر کرو اور ایمان لے آؤ اور اللہ قدردان جاننے والا ہے۔

تشریح:

اللہ تعالیٰ نے قرآن حکیم میں بار بار اعلان فرمایا کہ مومنوں کا دوست اللہ رہا ہے اور رہے گا۔ نیز مومنوں سے حقیقی دوستی کا حق وہی ادا کیا کرتے تھے جو اس پر ایمان و یقین رکھنے والے تھے جبکہ کفار کی ہمیشہ یہ کوشش رہی ہے کہ کسی نہ کسی طرح اللہ کے ماننے والوں کو ختم کیا جائے۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ نے واضح طور پر کفار سے دوستی کرنے سے منع کر دیا۔ کیونکہ ان کی دوستی میں کبھی خیر نہیں ہوتی۔

سورۃ البقرہ میں ارشاد ہوتا ہے:

﴿ اَللّٰهُ وَلِيُّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ۙ يُخْرِجُهُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ ۭ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَوْلِيٰۗـــُٔــھُمُ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الطَّاغُوْتُ يُخْرِجُوْنَهُمْ مِنَ النُّوْرِ اِلَى الظُّلُمٰتِ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿257﴾

اللہ ہی ایمان والوں کا دوست ہے، ان کو گمراہی کے اندھیروں سے نکال کر ہدایت کے اُجالے کی طرف لے جاتا ہے جب کہ کافروں کے دوست شیطان ہیں جو ان کو ہدایت کے نور سے نکال کر گمراہی کے اندھیروں میں لے جاتے ہیں۔

یہ فرمان اس کا ہے جو کل کائنات کا خالق و مالک ہے جس نے پہلے انسان کو اپنے ہاتھ سے بنا کر اس میں اپنی روح پھونکی اور فرشتوں سے سجدہ کرایا۔ پھر اس کو زمین میں بسا کر اس کی اولاد کو زمین میں پھیلایا۔ وہ جو انسان کے ظاہر و باطن سے پوری طرح آگاہ رہتا ہے۔ جس سے اس کا کوئی عمل پوشیدہ نہیں ہوتا۔ انسانی تاریخ پر طائرانہ نظر ڈالی جائے تو یہی بات معلوم ہوگی کہ کفار کی دوستی اہل ایمان کے لیے ہمیشہ ہی ضرر رساں ثابت ہوتی رہی ہے۔ جن لوگوں نے کفار سے دوستی کی وہ حق سے دور ہو کر گمراہی کا شکار ہو گئے اور اہل ایمان کو جب بھی کامیابی ملی وہ اللہ کی مدد و نصرت سے حاصل ہوئی۔

سورۃ ال عمران میں رب العالمین نے فرمایا:

﴿ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنْ تُطِيْعُوْا فَرِيْقًا مِّنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ يَرُدُّوْكُمْ بَعْدَ اِيْمَانِكُمْ كٰفِرِيْنَ ﴿100﴾ ﴾

اے ایمان والو! جن لوگوں کو کتاب دی گئی، اگر ان میں سے تم کسی فریق کی اطاعت کرو گے تو وہ تمہارے ایمان لانے کے بعد تمہیں پھر سے کفر کی طرف لوٹا دیں گے۔

سورۃ ال عمران ہی کے الفاظ ہیں:

﴿ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنْ تُطِيْعُوا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا يَرُدُّوْكُمْ عَلٰٓى اَعْقَابِكُمْ فَتَنْقَلِبُوْا خٰسِرِيْنَ ﴿139﴾ ﴾

اے ایمان والو! اگر تم کفار کی اطاعت کرو گے تو وہ تمہیں تمہاری ایڑیوں پر پھیر دیں گے یعنی کفر کی طرف لوٹا دیں گے۔ پھر تم گھاٹے والوں میں ہو جاؤ گے۔

یہاں وضاحت ہو جاتی ہے کہ کفار سے دوستی اور ان کی اطاعت سراسر خسارے کا سودا ہے۔

سورۃ المائدہ میں اللہ تعالیٰ نے اہل ایمان کو حکم فرمایا:

﴿ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوا الْيَهُوْدَ وَالنَّصٰرٰٓى اَوْلِيَآءَ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَمَنْ يَتَوَلَّهُمْ مِّنْكُمْ فَاِنَّهٗ مِنْهُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿51﴾

اے ایمان والو! یہود و نصاریٰ کو دوست نہ بناؤ۔ بعض ان کے بعض کے دوست ہیں اور تم میں سے جو ان سے دوستی کرے گا وہ ان ہی میں سے ہو جائے گا۔ بے شک اللہ تعالیٰ ظالموں کو ہدایت نہیں دیتا۔

اس آیت مبارکہ میں واضح کر دیا گیا ہے کہ یہود و نصاریٰ آپس میں تو دوست ہو سکتے ہیں لیکن مسلمانوں سے ان کی دوستی نہیں ہو سکتی۔ کیوں کہ دونوں ہی مسلمانوں کے خلاف ہیں۔ اگر وہ مسلمانوں میں سے کسی سے دوستی کرتے ہیں تو اس دوستی میں ان کا کوئی مفاد ہوتا ہے۔ اس سے بڑھ کر خسارے کا سودا کیا ہو سکتا ہے کہ اللہ کے نزدیک ان سے دوستی کرنے والا انہی میں شمار ہوتا ہے۔ ظاہر ہے جو ان میں شمار ہوگا تو اس کا انجام بھی انہی جیسا ہوگا۔

قرآن حکیم میں یہ وضاحت بھی کر دی گئی کہ جو اپنی جانوں پر خود ظلم کرتے ہیں اللہ تعالیٰ کی واضح ہدایت کو ٹھکراتے ہوئے ان میں شامل ہو جاتے ہیں جن پر اللہ غضب ناک ہوا تو وہ اللہ کی طرف سے ہدایت نہیں پاتے۔ کیوں کہ ہدایت ان کو نصیب ہوتی ہے جو اللہ کے حکم کے مطابق عمل کرنے میں کوشاں رہتے ہیں۔ لہٰذا اللہ تعالیٰ نے اہل ایمان کو کفار سے دوستی کرنے سے نہ صرف منع کر دیا بلکہ یہ بھی بتا دیا کہ منافقوں کا ٹھکانا جہنم کی انتہائی گہرائی ہوگا اور کہیں ایسا نہ ہو جائے کہ اللہ کے حکم کو نہ ماننے کی وجہ سے تمہارا انجام بھی خراب ہو جائے۔

رسول اللہ ﷺ کے ذریعہ اُمت کو آگاہ کر دیا گیا کہ منافق جب جہنم میں داخل کیے جائیں گے تو پھر ان کا کوئی مددگار نہ ہوگا لیکن ان میں سے جنھوں نے مرنے سے پہلے توبہ کر لی اور اسلامی تعلیم کے مطابق اپنی اصلاح کر لی اور کفار سے کٹ کر صدق دل سے اللہ کی رضا کے حصول میں لگ گئے اور اپنے دین کو اللہ کے لیے خالص کر لیا تو اللہ تعالیٰ نے ان کو بشارت دے دی کہ وہ مومنوں کے ساتھی ہوں گے اور اللہ تعالیٰ عنقریب مومنوں کو اجر عظیم سے نوازنے والا ہے۔

اللہ نے یہاں اسلام کی مخالفت ترک کر کے اپنے آپ کو سچا مسلم ثابت کرنے والوں کے لیے چار شرائط مقرر کی ہیں جن میں سے پہلی توبہ ہے یعنی ماضی میں جو کچھ ہوا اس پر ندامت کا اظہار اور آئندہ کے لیے اس سے بچنے کا یقینی عزم ہے۔ دوسری اپنے نیک اعمال سے اپنی اصلاح کا عملی ثبوت مہیا کرنا ہے۔ صرف زبانی توبہ توبہ سے بات نہیں بنے گی۔ اللہ تعالیٰ نے اہل اسلام پر جو کچھ فرض کیا ہے اس کے مطابق عمل کرنا ہوگا۔ تیسری اپنا تمام تر معاملہ اللہ کے سپرد کرنا ہے۔ اس کے سوا نہ کسی کو پکارنا اور نہ کسی کے آگے جھکنا ہے۔ غیر اللہ سے قطع تعلق

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کر کے صرف اللہ کے ہو جانا ہے۔ چوتھی شرط کا تعلق اخلاص سے ہے۔ یعنی اسلامی تعلیم کو اپناتے ہوئے ہر عمل کو نمود ونمائش اور ریا سے پاک رکھنا ہے۔ کیوں کہ جیسے ہی دینی معاملات میں دکھاوے کا پہلو نمایاں ہوگا ویسے ہی سارا کیا کرایا ضائع ہو جائے گا۔

سورۃ البینۃ میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَمَآ اُمِرُوْٓا اِلَّا لِيَعْبُدُوا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ حُنَفَآءَ وَيُقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوا الزَّكٰوةَ وَذٰلِكَ دِيْنُ الْقَيِّمَةِ ۝5 ﴾

اور ان کو حکم دیا گیا کہ ایک طرف ہو کر اللہ کی عبادت اس کے لیے دین کو خالص کرتے ہوئے کیا کریں اور نماز قائم کریں اور زکوٰۃ ادا کرتے رہا کریں اور یہی قائم رہنے والا مضبوط دین ہے۔

یہ حکم اہل کتاب اور دیگر کفار کے لیے تھا لیکن انہوں نے اس حکم کی پروا نہ کی۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے بارے میں فیصلہ کر دیا۔

﴿ اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ وَالْمُشْرِكِيْنَ فِيْ نَارِ جَهَنَّمَ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا اُولٰٓئِكَ هُمْ شَرُّ الْبَرِيَّةِ ۝6 ﴾

www.KitaboSunnat.com

بے شک اہل کتاب میں سے وہ لوگ جنہوں نے کفر کیا اور شرک کرنے والے تھے۔ وہ جہنم کی آگ میں ہوں گے جس میں وہ ہمیشہ رہیں گے۔ وہی لوگ زمین میں بسنے والی بری مخلوق ہیں۔

اخلاص ہی وہ نعمت ہے جس سے انسان کی دنیا اور آخرت سنورتی ہے۔ صحیح بخاری (کتاب الایمان ص ۲۰) کی روایت ہے۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں عرض کیا قیامت کے روز لوگوں میں سے آپ کی شفاعت پانے کی سعادت کس کو نصیب ہوگی۔ آپ نے فرمایا:

اے ابو ہریرہ! حدیث کے بارے میں تیری حرص دیکھ کر مجھے گمان تھا کہ سب سے پہلے تو ہی اس کے بارے میں پوچھے گا۔ آپ نے فرمایا:

« اَسْعَدُ النَّاسِ بِشَفَاعَتِيْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مَنْ قَالَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ خَالِصًا مِنْ قَلْبِهٖ اَوْ نَفْسِهٖ »

قیامت کے روز میری شفاعت پانے میں لوگوں میں سب سے زیادہ سعادت حاصل کرنے والا وہ ہوگا جس نے لا الہ الا اللہ اپنے دل یا اپنے نفس کے اخلاص سے کہا ہوگا۔

مسند احمد (ص ۱۴۷) میں ابو ذر رضی اللہ عنہ کی روایت کا حصہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

« قَدْ اَفْلَحَ مَنْ اَخْلَصَ قَلْبَهُ لِلْاِيْمَان »
کامیاب ہوا وہ جس نے ایمان کے لیے اپنے دل کو خالص کیا۔
امام ابوعبداللہ محمد الحکیم الترمذی رحمہ اللہ نے ''نوادر الاصول'' میں نقل کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:
جس نے اخلاص سے لا الہ الا اللہ کہا وہ جنت میں داخل ہوا۔
عرض کیا گیا اللہ کے رسول! اس کے اخلاص سے کیا مراد ہے۔ آپ نے فرمایا:
« يَحْجِزُهُ عَنْ مَحَارِمِ اللّٰهِ »
وہ اس کو اللہ تعالیٰ کے حرام کردہ کاموں اور باتوں سے روکے۔
''نوادر الاصول'' کی دوسری روایت کے مطابق آپ نے فرمایا:
اللہ تعالیٰ نے مجھ سے عہد کر رکھا ہے کہ میری اُمت میں سے جو اس کے پاس لا الہ الا اللہ کے ساتھ اس طرح جائے گا کہ وہ اس میں کچھ اور خلط ملط نہیں کرتا تھا تو اس کے لیے جنت واجب ہو جائے گی۔
صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا لا الہ الا اللہ کے ساتھ کچھ اور خلط ملط کرنے سے مراد کیا ہے؟ آپ نے فرمایا:
« حِرْصًا عَلَى الدُّنْيَا وَ جَمْعًا وَ مَنْعًا لَّهَا يَقُوْلُوْنَ الْاَنْبِيَآءِ وَ يَعْمَلُوْنَ اَعْمَالَ الْجَبَابِرَةِ »
دنیا کی حرص کرتے ہوئے اس کو جمع کرنا اور حاجت مند سے اس کو روک لینا۔ بات تو نبیوں جیسی کریں گے لیکن اعمال ان کے مغروروں اور سرکشوں جیسے ہوں گے۔
تفسیر درمنثور (۲/۲۳۷) میں مکحول کے حوالے سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:
اللہ تعالیٰ کا جو بندہ چالیس دن اپنے آپ کو اخلاص کی دولت سے مالا مال کرتا ہے تو حکمت کے چشمے اس کے دل سے جاری ہو کر اس کی زبان سے بہتے ہیں۔
سنن النسائی کتاب الجہاد (۲/۵۱) کی روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:
« اِنَّ اللّٰهَ لَا يَقْبَلُ مِنَ الْعَمَلِ اِلَّا مَا كَانَ لَهٗ خَالِصاً »
بے شک اللہ تعالیٰ وہی عمل قبول فرماتا ہے جو اس کے لیے خالصۃً کیا جائے۔
تفسیر در منثور، تفسیر ابن کثیر، لواقح الانوار القدسیة۔ الترغیب و الترهیب (۱/ ۵۴) میں معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب ان کو یمن بھیجنے لگے تو انہوں نے آپ کی خدمت میں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عرض کیا اللہ کے رسول!

«اَوْ صِنِیْ، قَالَ اَخْلِصْ دِیْنَكَ یَكْفِكَ الْعَمَلُ الْقَلِیْلُ»

مجھے کوئی نصیحت فرمائیں۔ آپ نے فرمایا اپنے دین کو خالص کر، تیرا قلیل عمل بھی تجھے کفایت کرے گا۔

اسی لیے اللہ تعالیٰ نے فرمایا اگر تم شکر کرو اور ایمان کے تقاضے پورے کرو تو اللہ تعالیٰ تمہیں عذاب دے کر کیا کرے گا اور اللہ تعالیٰ بڑا ہی قدردان اور ہر شے کا علم رکھنے والا ہے۔

اللہ ہمیں اپنا دین خالص کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

حل لغات:

- ﴿یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوا الْكٰفِرِیْنَ اَوْلِیَآءَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِیْنَ﴾ میں یٰٓاَیُّهَا حرف ندا۔ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا منادی۔ لا تَتَّخِذُوْا فعل نہی۔ اَلْكٰفِرِیْنَ مفعول اول۔ اولیاء مفعول ثانی۔ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِیْنَ مرکب جاری۔ جملے کا معنی ہے اے ایمان والو! مومنوں کو چھوڑ کر کافروں کو دوست نہ بناؤ۔

- ﴿اَتُرِیْدُوْنَ اَنْ تَجْعَلُوْا لِلّٰهِ عَلَیْكُمْ سُلْطٰنًا مُّبِیْنًا﴾ میں ہمزہ استفہامیہ۔ تُرِیْدُوْنَ فعل مضارع۔ اَنْ ناصبہ۔ تَجْعَلُوْا فعل مضارع منصوب۔ لِلّٰهِ اور عَلَیْكُمْ دونوں جار مجرور۔ سُلْطٰنًا مُّبِیْنًا مرکب توصیفی تَجْعَلُوْا کا مفعول۔ جملے کا معنی ہے کیا تم ارادہ رکھتے ہو کہ اپنے اوپر اللہ کی واضح حجت قائم کرلو۔

- ﴿اِنَّ الْمُنٰفِقِیْنَ فِی الدَّرْكِ الْاَسْفَلِ مِنَ النَّارِ﴾ میں اَنَّ مشبہ بفعل۔ اَلْمُنٰفِقِیْنَ اس کا اسم۔ آیت کا اگلا حصہ اس کی خبر، اس میں الدَّرْكِ الْاَسْفَلِ مرکب توصیفی حرف جر فِیْ کی وجہ سے مجرور۔ مِنْ بیانیہ اور النَّارِ اس کا بیان۔ جملے کا معنی ہے بے شک منافق لوگ جہنم کے سب سے نچلے گہرے طبق میں ہوں گے۔

- ﴿وَلَنْ تَجِدَ لَهُمْ نَصِیْرًا﴾ میں واؤ عاطفہ۔ لَنْ حرف نفی مستقبل تاکیدی۔ لَهُمْ جار مجرور۔ نَصِیْرًا مفعول۔ جملے کا معنی ہے اور آپ ان کے لیے ہرگز کوئی مددگار نہیں پائیں گے۔

- ﴿اِلَّا الَّذِیْنَ تَابُوْا وَاَصْلَحُوْا وَاعْتَصَمُوْا بِاللّٰهِ وَاَخْلَصُوْا دِیْنَهُمْ لِلّٰهِ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الْمُؤْمِنِیْنَ﴾ میں اِلَّا حرف استثناء۔ اَلَّذِیْنَ موصولہ۔ تَابُوْا۔ اَصْلَحُوْا۔ اِعْتَصَمُوْا۔ (باب افتعال) اور اَخْلَصُوْا (باب افعال) چاروں فعل ماضی سے جمع مذکر غائب کے صیغے۔ بِاللّٰهِ اور لِلّٰهِ جار مجرور۔ دِیْنَهُمْ مفعول فَاُولٰٓئِكَ اسم اشارہ، مبتدا مَعَ الْمُؤْمِنِیْنَ خبر۔ جملے کا معنی ہے مگر وہ لوگ جنہوں نے توبہ کی اور اصلاح کی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

اور اللہ کو مضبوطی سے تھام لیا اور اپنے دین کو اللہ کے لیے خالص کیا۔ پس وہی مومنوں کے ساتھ ہوں گے۔

○ ﴿وَسَوْفَ يُؤْتِ اللّٰهُ الْمُؤْمِنِيْنَ اَجْرًا عَظِيْمًا﴾ میں واؤ عاطفہ۔ سَوْفَ فعل مضارع کے معنی کو مستقبل قریب میں کرنے والا الحرف۔ یُؤتِ فعل مضارع (یُؤتِیُ) کی یاء ساکن تھی اور لفظ اللّٰه کا لام بھی ساکن ہے۔ اس لیے التقاء ساکنین کی وجہ سے یاء حذف ہوگئی۔ لفظ اللّٰه فاعل۔ الْمُؤْمِنِيْنَ مفعول اوّل اور اَجْرًا عَظِيْمًا مفعول ثانی۔ جملے کا معنی ہے اور اللہ تعالیٰ عنقریب مومنوں کو عظیم اجر عطا فرمائے۔

○ ﴿مَا يَفْعَلُ اللّٰهُ بِعَذَابِكُمْ اِنْ شَكَرْتُمْ وَاٰمَنْتُمْ﴾ میں مَا استفہامیہ انکاری۔ یَفْعَلُ فعل مضارع لفظ اللّٰه اس کا فاعل۔ بِعَذَابِكُمْ مرکب جاری۔ اَنْ شرطیہ۔ شَكَرْتُمْ اور اٰمَنْتُمْ دونوں فعل ماضی سے جمع مذکر حاضر کے صیغے۔ جملے کا معنی ہے اللہ تعالیٰ تمہیں عذاب دے کر کیا کرے گا اگر تم شکر کرو اور ایمان لے آؤ۔

○ ﴿وَكَانَ اللّٰهُ شَاكِرًا عَلِيْمًا﴾ میں واؤ عاطفہ کَانَ فعل ناقص۔ لفظ اللّٰه کا اسم اور شَاكِرًا عَلِيْمًا اس کی خبریں۔ جملے کا معنی ہے اور اللہ تعالیٰ بہت قدر کرنے والا بہت جاننے والا ہے۔

۴۵ .... پ ٦

لَا يُحِبُّ اللّٰهُ الْجَهْرَ بِالسُّوْٓءِ مِنَ الْقَوْلِ اِلَّا مَنْ ظُلِمَ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ سَمِيْعًا عَلِيْمًا ﴿148﴾	برائی کے ساتھ آواز بلند کرنے کو اللہ تعالیٰ پسند نہیں کرتا۔ مگر جس پر ظلم کیا گیا (یعنی مظلوم کو اس کی اجازت ہے) اور اللہ تعالیٰ بڑا ہی سننے والا جاننے والا ہے۔
اِنْ تُبْدُوْا خَيْرًا اَوْ تُخْفُوْهُ اَوْ تَعْفُوْا عَنْ سُوْٓءٍ فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَفُوًّا قَدِيْرًا ﴿149﴾	اگر تم نیکی کا کوئی کام علانیہ کرو یا اس کو چھپا کر کرو یا کسی برائی سے درگزر کرو تو بے شک اللہ تعالیٰ بڑا ہی درگزر کرنے والا اور پوری قدرت والا ہے۔
اِنَّ الَّذِيْنَ يَكْفُرُوْنَ بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ وَيُرِيْدُوْنَ اَنْ يُّفَرِّقُوْا بَيْنَ اللّٰهِ وَرُسُلِهٖ وَيَقُوْلُوْنَ نُؤْمِنُ بِبَعْضٍ وَّنَكْفُرُ بِبَعْضٍ ۙ وَّيُرِيْدُوْنَ اَنْ يَّتَّخِذُوْا	بے شک جو لوگ اللہ اور اس کے رسولوں کا انکار کرتے ہیں اور ارادہ رکھتے ہیں کہ اللہ اور اس کے رسولوں کے درمیان فرق کریں اور کہتے ہیں کہ ہم بعض پر ایمان رکھتے ہیں اور بعض کا انکار کرتے ہیں اور وہ چاہتے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بَيْنَ ذٰلِكَ سَبِيْلًا ﴿150﴾	ہیں کہ اس کے درمیان کوئی راہ بنالیں۔
اُولٰٓئِكَ هُمُ الْكٰفِرُوْنَ حَقًّا ۚ وَاَعْتَدْنَا لِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابًا مُّهِيْنًا ﴿151﴾	وہی حقیقی کافر ہیں اور ہم نے کافروں کے لیے ذلیل کرنے والا عذاب تیار کر رکھا ہے۔
وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ وَلَمْ يُفَرِّقُوْا بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْهُمْ اُولٰٓئِكَ سَوْفَ يُؤْتِيْهِمْ اُجُوْرَهُمْ ۗ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ﴿152﴾	اور جو لوگ اللہ اور اس کے رسولوں پر ایمان لائے اور انہوں نے ان میں سے کسی ایک کے درمیان فرق نہ کیا، انہیں وہ عنقریب ان کے اجر سے نوازے گا اور اللہ بڑا ہی بخشنے والا رحم کرنے والا ہے۔

تشریح:

اسلام میں عموماً زیادتی کا جواب زیادتی سے دینے کی بجائے درگزر کرنے اور ممکنہ حد تک معاف کرنے کی تعلیم دی گئی ہے۔ بدلہ لینے کی اگرچہ اجازت ہے لیکن معاف کرنے والوں کو اللہ تعالیٰ نے اجر وثواب کی بشارت دی ہے۔ جبکہ ظالموں کو دردناک عذاب کی وعید سنائی گئی ہے۔

سورۃ الشوریٰ میں ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

﴿وَالَّذِيْنَ اِذَآ اَصَابَهُمُ الْبَغْيُ هُمْ يَنْتَصِرُوْنَ ﴿39﴾ وَجَزٰٓؤُا سَيِّئَةٍ سَيِّئَةٌ مِّثْلُهَا فَمَنْ عَفَا وَاَصْلَحَ فَاَجْرُهٗ عَلَى اللّٰهِ اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الظّٰلِمِيْنَ ﴿40﴾ وَلَمَنِ انْتَصَرَ بَعْدَ ظُلْمِهٖ فَاُولٰٓئِكَ مَا عَلَيْهِمْ مِّنْ سَبِيْلٍ ﴿41﴾ اِنَّمَا السَّبِيْلُ عَلَى الَّذِيْنَ يَظْلِمُوْنَ النَّاسَ وَيَبْغُوْنَ فِي الْاَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿42﴾ وَلَمَنْ صَبَرَ وَغَفَرَ اِنَّ ذٰلِكَ لَمِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ ﴿43﴾﴾

اور وہ لوگ کہ جن پر زیادتی ہوتی ہے تو وہ بدلہ لیتے ہیں اور برائی کا بدلہ اسی کی مثل برائی ہے۔ پس جس نے معاف کیا اور اصلاح کی تو اس کا اجر اللہ پر ہوگا۔ حقیقت یہ ہے کہ وہ ظالموں کو پسند نہیں کرتا اور جس نے اپنے اوپر ظلم ہونے کے بعد بدلہ لیا تو ایسے لوگوں پر الزام کی کوئی راہ نہ ہوگی۔ راہ تو یقیناً ان پر ہوگی جو لوگوں پر ظلم کرتے ہیں اور زمین میں ناحق فساد برپا کرتے ہیں، وہی لوگ ہیں جن کے لیے دردناک عذاب ہوگا اور جو شخص صبر کرے اور معاف کر دے تو بلاشبہ یہ ہمت والے کاموں میں سے ایک کام ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سورۃ النحل میں رحیم وکریم نے فرمایا:

﴿ وَاِنْ عَاقَبْتُمْ فَعَاقِبُوْا بِمِثْلِ مَا عُوْقِبْتُمْ بِهٖ وَلَئِنْ صَبَرْتُمْ لَهُوَ خَيْرٌ لِّلصّٰبِرِيْنَ ﴿126﴾ ﴾

اور اگر تم بدلہ لینے لگو تو اتنا ہی بدلہ لو جتنی تم کو تکلیف پہنچائی گئی ہے اور اگر تم صبر کرو تو وہ صبر کرنے والوں کے لیے بہتر ہوگا۔

یہی تعلیم سورۃ البقرہ میں دی گئی ہے:

﴿ فَمَنِ اعْتَدٰى عَلَيْكُمْ فَاعْتَدُوْا عَلَيْهِ بِمِثْلِ مَا اعْتَدٰى عَلَيْكُمْ وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاعْلَمُوْا اَنَّ اللّٰهَ مَعَ الْمُتَّقِيْنَ ﴿194﴾ ﴾

پس جس نے تم پر زیادتی کی تو تم اس پر اتنی ہی زیادتی کرو جتنی اس نے تم پر کی اور اللہ سے ڈر جاؤ اور جان لو کہ اللہ متقین کے ساتھ ہے۔

سورۃ المائدہ میں ارشاد ہوتا ہے:

﴿ وَالْجُرُوْحَ قِصَاصٌ فَمَنْ تَصَدَّقَ بِهٖ فَهُوَ كَفَّارَةٌ لَّهٗ ﴿45﴾ ﴾

اور ہر زخم کا قصاص ہوگا۔ پس جو معاف کر دے تو وہ اس کے گناہوں کا کفارہ ہوگا۔

جس دین کی تعلیم ایسی ہو اس میں دہشت گردی کا تصور کیسے پیدا ہوسکتا ہے۔ اسلام نے دہشت گردی اور ظلم کی روایات کو ختم کر کے دنیا میں امن وسلامتی کو پھیلایا، برائی کا جواب برائی سے دینے کی بجائے اچھائی سے مٹانے کا حکم دیا۔

سورۃ فصلت میں آپ سے ارشاد ہوتا ہے:

﴿ وَلَا تَسْتَوِي الْحَسَنَةُ وَلَا السَّيِّئَةُ اِدْفَعْ بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ فَاِذَا الَّذِيْ بَيْنَكَ وَبَيْنَهٗ عَدَاوَةٌ كَاَنَّهٗ وَلِيٌّ حَمِيْمٌ ﴿34﴾ ﴾

”اچھائی اور برائی دونوں برابر نہیں۔ اس لیے برائی کا جواب ایسے طریقے سے دیں جو سب سے اچھا ہو۔ جب آپ ایسا کریں گے تو جس کے اور آپ کے درمیان عداوت ہے وہ ایسے ہو جائے گا گویا آپ کا زبردست حمایتی دوست ہے۔

دنیا کی تاریخ گواہ ہے کہ سید الانبیاء محمد رسول اللہ ﷺ نے ہمیشہ قرآنی حکم کے مطابق عمل کیا اور اللہ تعالیٰ نے جو فرمایا تھا ویسے ہی ہوا۔ آپ کے بعد خلفائے راشدین نے بھی اللہ تعالیٰ کے حکم کو کبھی اپنی آنکھوں سے اوجھل نہ ہونے دیا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سنن ابی داؤد (کتاب الادب ص ۶۷۱) کی روایت ہے کہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو ایک شخص نے بدکلامی کا نشانہ بنایا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی تشریف فرما تھے۔ اس شخص کی بری گفتگو سن کر آپ مسکراتے رہے۔ پہلے تو ابو بکر رضی اللہ عنہ خاموش رہے لیکن جب وہ شخص حد سے بڑھ گیا تو ابو بکر رضی اللہ عنہ نے بھی جواب دینا شروع کر دیا۔ ابو بکر رضی اللہ عنہ کے جواب دیتے ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اٹھے اور وہاں سے چل دیے۔ ابو بکر رضی اللہ عنہ نے خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا۔ جب وہ شخص بری گفتگو کرتا رہا، آپ وہاں بیٹھے رہے لیکن جب میں نے جواب دینا شروع کیا تو آپ اٹھ کر چلے آئے۔ آپ نے فرمایا:

جب تم خاموش تھے تو تمہاری طرف سے ایک فرشتہ اس کو جواب دے رہا تھا اور جب تم نے جواب دینا شروع کیا تو فرشتہ ہٹ گیا اور شیطان آ گیا۔ شیطان کی موجودگی میں میں کیسے بیٹھا رہتا۔

صحیح مسلم (۳۲۱/۲) کی روایت کا حصہ ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

« مَا زَادَ اللّٰهُ عَبْدًا بِعَفْوٍ اِلَّا عِزًّا »

درگزر کرنے سے اللہ تعالیٰ بندے کی عزت ہی بڑھاتا ہے۔

تفسیر ابن کثیر میں فضیل بن عیاض رحمہ اللہ کا قول ہے کہ جب تم میں سے کوئی شخص کسی کی شکایت کرے تو تم اس سے کہو اور اس کو تلقین کرو کہ بھائی اس کو معاف کر دو، معافی ہی میں بہتری ہے۔ اور یہی پرہیزگاری کا ثبوت ہے اگر وہ نہ مانے اور اپنے دل کی کمزوری کا اظہار کرے تو کہہ دو کہ جاؤ بدلہ لے لو۔ لیکن خیال رہے کہ بدلہ لینے میں کہیں اپنے حق سے تجاوز نہ کر جاؤ۔ ہم تو یہی کہتے ہیں کہ معاف کر دو۔ یہی وسعت والا دروازہ ہے۔ بدلے کی راہ بہت تنگ ہے۔ معاف کرنے والا آرام کی میٹھی نیند سوتا ہے جب کہ بدلہ لینے والا دن رات متفکر رہتا ہے۔

یہاں بھی اللہ تعالیٰ نے اگرچہ مظلوم کو حق دیا ہے کہ وہ ظالم کے ظلم کا اونچی آواز میں ذکر کر سکتا ہے لیکن تلقین معاف اور درگزر کرنے کی فرمائی ہے۔ ساتھ ہی وضاحت بھی کر دی گئی کہ نیکی علانیہ یا پوشیدہ یا درگزر کرنے کی صورت میں ہو تو اللہ کے علم میں ہوگی۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام بنو اسرائیل ہی کی طرف مبعوث ہوئے تھے لیکن یہود نے ان کو قبول نہ کیا اور اپنی طرف سے ان کو سولی پر لٹکوا دیا۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت کر کے مدینہ طیبہ تشریف لے آئے تو یہود نے آپ کا بھی انکار کر دیا۔ اپنی طرف سے انہوں نے یہ درمیانی راہ نکالی کہ عیسیٰ علیہ السلام سے پہلے نبیوں پر ایمان رکھا جائے لیکن عیسیٰ علیہ السلام اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کو تسلیم نہ کیا جائے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی اس سوچ کو کفر قرار دے دیا اور ان کو ذلیل کرنے والے عذاب کی وعید سنا دی۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ان کی دیکھا دیکھی نصاریٰ نے عیسیٰ علیہ السلام کو تو خدا کا بیٹا بنا دیا لیکن جس آخری نبی ﷺ کی انہوں نے بشارت دی تھی، اس کو ٹھکرا دیا اور دونوں نے مل کر اہل اسلام کے خلاف محاذ آرائی کو عروج پر پہنچا دیا۔ دونوں کی سمجھ میں یہ بات آج تک نہیں آئی کہ قرآن حکیم میں اہل اسلام کو ان کے تمام نبیوں پر ایمان رکھنے کا حکم دیا گیا بلکہ ان کے ایمان کا حصہ بنایا گیا ہے۔ سورۃ البقرۃ میں اللہ تعالیٰ کی اپنی گواہی موجود ہے۔

﴿ اٰمَنَ الرَّسُوْلُ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْهِ مِنْ رَّبِّهٖ وَالْمُؤْمِنُوْنَ كُلٌّ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْ رُّسُلِهٖ ﴿285﴾ ﴾

رسول (ﷺ) اس پر ایمان لے آئے جو ان پر ان کے رب کی طرف سے نازل کیا گیا اور تمام مومن بھی ایمان لے آئے۔ سارے کے سارے اللہ پر اور اس کے فرشتوں پر اور اس کی کتابوں پر اور اس کے رسولوں پر ایمان لے آئے (مومنوں نے کہا) رسولوں میں سے ہم کسی ایک کے درمیان فرق نہیں کرتے۔

اللہ تعالیٰ نے ایسا ایمان رکھنے والے اپنے بندوں کو بشارت دی ہے کہ وہ عنقریب ان کو ان کے اجر سے نوازے گا۔ جبکہ رسولوں میں تفریق کرنے والوں کا انجام عذاب مہین ہوگا۔ اللہ ہمیں کفار کو ملنے والے عذاب سے محفوظ رکھے اور اہل ایمان کے اجر میں شریک فرمائے۔:

حل لغات

- ﴿لَا يُحِبُّ اللّٰهُ الْجَهْرَ بِالسُّوْٓءِ مِنَ الْقَوْلِ اِلَّا مَنْ ظُلِمَ﴾ میں لَا نافیہ۔ یُحِبُّ فعل مضارع، لفظ اللّٰہ اس کا فاعل۔ اَلْجَهْرَ بِالسُّوْٓءِ مفعول۔ مِنْ بیانیہ یا تبعیضیہ۔ اَلْقَوْل بیان۔ اِلَّا حرف استثناء، مَنْ موصولہ۔ ظُلِمَ فعل ماضی مجہول۔ جملے کا معنی ہے: اللہ تعالیٰ نہیں پسند کرتا جہراً کی گئی بری بات مگر اس کی جس پر ظلم کیا گیا ہو۔ یعنی مظلوم کے شکوہ و شکایت کے علاوہ کسی اور کی کہی گئی بری بات پسند نہیں کرتا۔
- ﴿وَكَانَ اللّٰهُ سَمِيْعًا عَلِيْمًا﴾ میں واؤ عاطفہ۔ کَانَ فعل ناقص۔ لفظ اللّٰہ اس کا اسم۔ سَمِيْعًا عَلِيْمًا اس کی خبر۔ جملے کا معنی ہے: اور اللہ تعالیٰ بڑا ہی سننے والا اور بڑا ہی جاننے والا ہے۔
- ﴿اِنْ تُبْدُوْا خَيْرًا اَوْ تُخْفُوْهُ اَوْ تَعْفُوْا عَنْ سُوْٓءٍ فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَفُوًّا قَدِيْرًا﴾ میں اِنْ شرطیہ۔ تُبْدُوْا، تُخْفُوْا اور تَعْفُوْا تینوں فعل مضارع جمع مذکر حاضر کے صیغے۔ تینوں کی نون اِنْ شرطیہ کی وجہ سے گری ہوئی ہیں۔ اَوْ حرف عطف۔ خَيْرًا مفعول۔ عَنْ سُوْٓءٍ جار مجرور۔ اِنَّ حرف مشبہ بالفعل پر فاء جواب شرط۔ لفظ اللّٰہ اس کا اسم۔ کَانَ فعل ناقص اپنے متعلقات سے مل کر اس کی خبر۔ جملے کا معنی ہے۔ اگر تم

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نیکی کا کوئی کام علانیہ کرو یا اس کو پوشیدہ رکھو یا کسی برائی سے درگزر کرو تو بے شک اللہ تعالیٰ بڑا ہی معاف کرنے والا اور پوری قدرت رکھنے والا ہے۔

﴿ اِنَّ الَّذِيْنَ يَكْفُرُوْنَ بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ وَيُرِيْدُوْنَ اَنْ يُّفَرِّقُوْا بَيْنَ اللّٰهِ وَرُسُلِهٖ ﴾ میں اِنَّ حرف مشبہ بفعل۔ اَلَّذِيْنَ موصول۔ يَكْفُرُوْنَ اور يُرِيْدُوْنَ فعل مضارع۔ بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ عطف کے ساتھ جار مجرور۔ اَنْ ناصبہ یا مصدریہ۔ يُفَرِّقُوْا فعل مضارع کی نون اعرابی اسی کی وجہ سے گری ہوئی ہے۔ بَيْنَ ظرف مضاف، لفظ اللّٰهِ وَرُسُوْلِهٖ مضاف الیہ۔ جملے کا معنی ہے۔ بے شک وہ کہ جنہوں نے اللہ اور اس کے رسولوں کا انکار کیا اور وہ چاہتے ہیں کہ اللہ اور اس کے رسولوں کے درمیان فرق کریں۔

﴿ وَيَقُوْلُوْنَ نُؤْمِنُ بِبَعْضٍ وَّنَكْفُرُ بِبَعْضٍ ﴾ میں نُؤْمِنَ اور نَكْفُرُ دونوں فعل مضارع متکلم جمع کے صیغے، بِبَعْضٍ جار مجرور۔ جملے کا معنی ہے: اور وہ کہتے ہیں کہ ہم بعض پر ایمان رکھتے اور بعض کا انکار کرتے ہیں۔

﴿ وَيُرِيْدُوْنَ اَنْ يَّتَّخِذُوْا بَيْنَ ذٰلِكَ سَبِيْلًا ﴾ میں واوَ عاطفہ۔ يُرِيْدُوْنَ فعل مضارع جمع مذکر غائب۔ اَنْ ناصبہ۔ يَتَّخِذُوْا بھی نصبی حالت میں فعل مضارع۔ بَيْنَ ظرف۔ ذٰلِكَ اسم اشارہ۔ سَبِيْلًا مفعول۔ جملے کا معنی ہے: اور وہ چاہتے ہیں کہ اس کے درمیان کوئی راہ بنالیں۔

﴿ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْكٰفِرُوْنَ حَقًّا ﴾ میں اُولٰٓئِكَ اسم اشارہ مبتدا۔ هُمُ الْكَافِرُوْنَ حَقًّا میں هُمْ ضمیر فصل برائے تخصیص، الْكَافِرُوْنَ خبر، حَقًّا حال ہونے کی وجہ سے منصوب، جملے کا معنی ہے۔ وہی لوگ یقینی طور پر اصلی کافر ہیں۔

﴿ وَاَعْتَدْنَا لِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابًا مُّهِيْنًا ﴾ واوَ عاطفہ۔ اَعْتَدْنَا فعل ماضی جمع متکلم۔ لِلْكَافِرِيْنَ جار مجرور۔ عَذَابًا مُّهِيْنًا مرکب توصیفی مفعول۔ جملے کا معنی ہے: اور ہم نے کافروں کے لیے ذلیل کرنے والا عذاب تیار کر رکھا ہے۔

﴿ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ وَلَمْ يُفَرِّقُوْا بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْهُمْ اُولٰٓئِكَ سَوْفَ يُؤْتِيْهِمْ اُجُوْرَهُمْ ﴾ میں واوَ عاطفہ۔ اَلَّذِيْنَ موصول۔ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ صلہ۔ لَمْ نفی جحد۔ يُفَرِّقُوْا فعل مضارع کی نون اعرابی اسی وجہ سے گری ہوئی ہے اور جب یہ مضارع پر آتا ہے تو معنی ماضی میں کر دیتا ہے۔ مِنْهُمْ کی ضمیر هُمْ اللّٰهِ وَرُسُلِهٖ کی طرف راجع۔ اُولٰٓئِكَ اسم اشارہ مبتدا اور اگلا جملہ خبر، اس میں سَوْفَ تاکید عہد۔ يُؤْتِيْ فعل مضارع۔ هُمْ ضمیر مُؤْمِنُوْنَ کی طرف راجع۔ اُجُوْرَهُمْ مفعول۔ جملے کا معنی ہے: اور

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

وہ لوگ جو اللہ اور اس کے رسولوں پر ایمان لائے اور ان میں سے کسی ایک میں انہوں نے تفریق نہ کی۔ وہی ہیں کہ عنقریب ان کو ان کے اجر سے نوازے گا۔

○ ﴿ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوراً رَّحِيمًا ﴾ میں واو عاطفہ۔ کَانَ فعل ناقص۔ لفظ اللہ اس کا اسم غَفُوراً رَّحِيمًا اس کی خبر۔ جملے کا معنی ہے اور اللہ بڑا ہی بخشنے والا رحم کرنے والا ہے۔

﴿۴۶﴾ ....

يَسْئَلُكَ اَهْلُ الْكِتٰبِ اَنْ تُنَزِّلَ عَلَيْهِمْ كِتٰبًا مِّنَ السَّمَآءِ فَقَدْ سَاَلُوْا مُوْسٰى اَكْبَرَ مِنْ ذٰلِكَ فَقَالُوْا اَرِنَا اللّٰهَ جَهْرَةً فَاَخَذَتْهُمُ الصّٰعِقَةُ بِظُلْمِهِمْ ۚ ثُمَّ اتَّخَذُوا الْعِجْلَ مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَتْهُمُ الْبَيِّنٰتُ فَعَفَوْنَا عَنْ ذٰلِكَ ۚ وَاٰتَيْنَا مُوْسٰى سُلْطٰنًا مُّبِيْنًا ﴿153﴾

اہل کتاب آپ سے سوال کرتے ہیں کہ آپ ان پر آسمان سے کوئی کتاب نازل کر دیں۔ بے شک انہوں نے موسیٰ سے اس سے بھی بڑا سوال کیا، انہوں نے کہا کہ کھلے طور پر ہمیں اللہ دکھاؤ پس ان کے ظلم کے سبب بجلی کی کڑک نے پکڑ لیا (یعنی وہ ہلاک ہو گئے) پھر انہوں نے ان کے پاس نشانیاں آجانے کے بعد بچھڑے کو معبود بنا لیا، پس ہم نے اس سے درگزر کیا اور ہم نے موسیٰ (علیہ السلام) کو کھلا غلبہ دیا۔

وَرَفَعْنَا فَوْقَهُمُ الطُّوْرَ بِمِيْثَاقِهِمْ وَقُلْنَا لَهُمُ ادْخُلُوا الْبَابَ سُجَّدًا وَّقُلْنَا لَهُمْ لَا تَعْدُوْا فِي السَّبْتِ وَاَخَذْنَا مِنْهُمْ مِّيْثَاقًا غَلِيْظًا ﴿154﴾

اور ہم نے ان سے مضبوط عہد لینے کے لیے ان پر طور پہاڑ کو بلند کیا اور ان سے کہا کہ دروازے میں سے سجدہ کرتے ہوئے داخل ہونا اور ہم نے ان سے کہا کہ ہفتہ کے دن میں زیادتی نہ کرنا اور ہم نے ان سے انتہائی مضبوط عہد لیا۔

فَبِمَا نَقْضِهِمْ مِّيْثَاقَهُمْ وَكُفْرِهِمْ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَقَتْلِهِمُ الْاَنْۢبِيَآءَ بِغَيْرِ حَقٍّ وَّقَوْلِهِمْ قُلُوْبُنَا غُلْفٌ ۭ بَلْ طَبَعَ اللّٰهُ

پس (ان کو جو سزا ملی وہ) ان کی عہد شکنی کرنے اور ان کا اللہ کی آیات کا انکار کرنے اور انبیاء (علیہم السلام) کو ناحق قتل کرنے اور ان کے اس قول کے سبب (تھی) کہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عَلَيْهَا بِكُفْرِهِمْ فَلَا يُؤْمِنُونَ إِلَّا قَلِيلًا ﴿155﴾	ہمارے دلوں پر غلاف پڑے ہوئے ہیں۔ (نہیں) بلکہ اللہ نے ان کے کفر کی وجہ سے ان کے دلوں پر مہر لگا دی پس (اب) ان میں سے بہت ہی کم لوگ ایمان لائیں گے۔
وَبِكُفْرِهِمْ وَقَوْلِهِمْ عَلَىٰ مَرْيَمَ بُهْتَانًا عَظِيمًا ﴿156﴾	اور سزا کی وجہ اُن کا کفر اور مریم (علیہا السلام) پر بہتانِ عظیم لگانا (بھی) تھا۔

تشریح:

ان آیات مبارکہ میں یہود کی کج بحثی، سرکشی، نافرمانی اور ان وجوہات کا ذکر ہوا ہے جن کی بنا پر اللہ کا عذاب ان پر نازل ہوا اور مختلف ادوار میں مختلف سزائیں ان کو ملتی رہیں لیکن ان کی جہالت و خباثت میں کمی واقع نہ ہوئی۔

تفسیر ابن جریر میں محمد بن کعب القرظی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ یہود میں سے چند لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور انھوں نے کہا کہ موسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ کی طرف سے لکھی ہوئے تختیاں لائے تھے۔ آپ بھی ویسی ہی تختیاں لائیں تاکہ ہم آپ کی تصدیق کریں۔ ان کے اس بے ہودہ مطالبے پر اللہ تعالیٰ نے ﴿بُهْتَانًا عَظِيمًا﴾ تک آیات نازل فرما دیں۔

ان کا یہ قول بھی منقول ہے کہ خاص ان کے سرداروں کی طرف ایسے خطوط آئیں جن میں آپ کی تصدیق و اتباع کا حکم دیا گیا ہو۔

عجیب بات یہ ہے کہ ایسا مطالبہ کرتے ہوئے انھوں نے یہ نہ سوچا سمجھا کہ موسیٰ علیہ السلام کو جو تختیاں دی گئی تھیں وہ فرعون اور اس کی قوم کے غرق ہونے کے بعد ان کو ملی تھیں۔ نبوت تو ان کو مدین سے واپس آتے ہوئے ہی اللہ تعالیٰ نے عطا کر دی تھی۔ فرعون کی ہلاکت کا سبب بھی موسیٰ علیہ السلام کی نبوت کا انکار تھا۔ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ کہنا کہ ہم اس وقت تک آپ پر ایمان نہیں لائیں گے جب تک آپ آسمان سے ہمارے اوپر کوئی کتاب نازل نہیں کریں گے سراسر جہالت اور کج بحثی تھی۔

اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تسلی کے لیے فرمایا کہ اگر یہود آپ سے لغو قسم کا مطالبہ کرتے ہیں تو انہوں نے موسیٰ علیہ السلام سے اس سے بھی بڑا مطالبہ کر دیا تھا کہ ہمیں بالکل کھلے طور پر اللہ دکھاؤ۔

سورۃ البقرۃ میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

﴿ وَاِذْ قُلْتُمْ يٰمُوْسٰى لَنْ نُّؤْمِنَ لَكَ حَتّٰى نَرَى اللّٰهَ جَهْرَةً فَاَخَذَتْكُمُ الصّٰعِقَةُ وَاَنْتُمْ تَنْظُرُوْنَ ﴿55﴾ ثُمَّ بَعَثْنٰكُمْ مِّنْ بَعْدِ مَوْتِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ﴿56﴾ ﴾

اور جب تم نے کہا اے موسیٰ! ہم تیرے لیے اس وقت تک ہرگز ایمان نہیں لائیں گے جب تک ہم اللہ کو کھلے طور پر دیکھ نہ لیں۔ پس بجلی کی کڑک نے ان کو پکڑ لیا اس حال میں کہ تم دیکھ رہے تھے۔ پھر ہم نے تمہارے مرنے کے بعد تم کو زندہ کر دیا تاکہ تم شکر کرو۔

اللہ تعالیٰ نے یہود کے اس مطالبے کو ظلم سے تعبیر فرمایا ہے۔ یعنی ایسا سوال کرنے کا ان کو حق نہ تھا۔ اوپر سے انھوں نے اپنے ایمان کو رویت الٰہی سے مشروط کر دیا جس کی وجہ سے ان پر بجلی کی ایسی کڑک گری جو ان کی ہلاکت کا سبب بن گئی۔ پھر موسیٰ علیہ السلام کی عاجزانہ دعا سے جہالت و سرکشی کا مظاہرہ کرنے والوں کو اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کاملہ سے زندہ کر دیا۔

اتنے بڑے واقعہ کے بعد بھی اطاعت گزاری کا حق ادا کرنے سے یہود محروم رہے۔ سرکشی اور نافرمانی کو اپنی زندگیوں کا شعار بنائے رکھا۔ جس جلیل القدر نبی کے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے ان کے دشمن سے ان کو نجات دی۔ اس کی تعلیم کو ٹھکراتے ہوئے اس کی غیر موجودگی میں ایک بچھڑا بنا کر اس کی عبادت کرنا شروع کر دیتی ہے۔

سورۃ طٰہٰ کے الفاظ میں:

﴿ فَاَخْرَجَ لَهُمْ عِجْلًا جَسَدًا لَّهٗ خُوَارٌ فَقَالُوْا هٰذَآ اِلٰهُكُمْ وَاِلٰهُ مُوْسٰى فَنَسِيَ ﴿88﴾ ﴾

اس (سامری) نے ان کے لیے وجود والا بچھڑا بنا دیا جس کی گائے جیسی آواز تھی۔ پھر انہوں نے کہا یہ تمہارا اور موسیٰ (علیہ السلام) کا معبود ہے اور وہ بھول گئے ہیں۔ یعنی جس معبود کی طرف وہ گئے ہیں وہ تو یہاں ہے۔

موسیٰ علیہ السلام کے بارے میں اتنی بڑی گستاخانہ بات کہتے ہوئے ان کو ذرا بھی شرم نہ آئی۔ تو سید الانبیاء کے بارے میں ادب و احترام ملحوظ رکھنے کی توقع ان سے کیسے ہو سکتی تھی۔ جب ان کی سرکشی اور نافرمانی اپنی انتہا کو پہنچ چکی تو اللہ تعالیٰ نے طور پہاڑ کو ان کے سروں پر بلند کر کے ان سے عہد لیا کہ اللہ کے ساتھ کیے گئے وعدوں کو وہ پورا کریں گے۔ پہاڑ کو اپنے سروں پر دیکھ کر اقرار تو کر لیا لیکن سرکشی اور نافرمانی سے باز نہ آئے۔

سورۃ البقرۃ میں ارشاد ہوتا ہے:

﴿ وَاِذْ اَخَذْنَا مِيْثَاقَكُمْ وَرَفَعْنَا فَوْقَكُمُ الطُّوْرَ ؕ خُذُوْا مَآ اٰتَيْنٰكُمْ بِقُوَّةٍ وَّاذْكُرُوْا مَا فِيْهِ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ﴿63﴾ ثُمَّ تَوَلَّيْتُمْ مِّنْ بَعْدِ ذٰلِكَ فَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهٗ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لَكُنْتُمْ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ﴿64﴾

اور جب ہم نے تم سے پکا وعدہ لیا اور تم پر طور پہاڑ کو بلند کیا (اور ہم نے حکم دیا) کہ جو ہم نے تم کو دیا ہے مضبوطی سے اس کو یاد رکھو تا کہ تم متقی بن جاؤ۔ اس (عہد) کے بعد تم پھر سرکش ہو گئے۔ اگر تم پر اللہ کا فضل اور اس کی رحمت نہ ہوتی تو تم گھاٹا پانے والوں میں سے ہو جاتے۔

سورۃ البقرۃ ہی کے الفاظ ہیں:

ہم نے ان سے کہا کہ اس بستی میں داخل ہو جاؤ اور جہاں سے چاہو اس میں سے خوب کھاؤ اور اس کے دروازے میں سجدے کرتے ہوئے داخل ہونا اور حِطَّةٌ (کلمہ استغفار) کہتے رہنا، ہم تمہارے تمام گناہ معاف کر دیں گے اور احسان کرنے والوں کو ہم عنقریب اور زیادہ دیں گے۔

﴿ فَبَدَّلَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا قَوْلًا غَيْرَ الَّذِيْ قِيْلَ لَهُمْ فَاَنْزَلْنَا عَلَى الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا رِجْزًا مِّنَ السَّمَآءِ بِمَا كَانُوْا يَفْسُقُوْنَ ﴿59﴾ ﴾

پس ظالموں نے فرمان کو بدل کر وہ کہا جس کا ان کو حکم نہ دیا گیا تھا۔ پھر ہم نے ظالموں پر آسمان سے عذاب نازل فرمایا ان کے اس فسق و فجور کے سبب جس کا وہ مظاہرہ کیا کرتے تھے۔

اسی طرح جب انہوں نے ہفتے کے دن میں اطاعت کی بجائے نافرمانی کو اپنایا تو اللہ تعالیٰ نے ان کے بارے میں فرمایا:

﴿ فَقُلْنَا لَهُمْ كُوْنُوْا قِرَدَةً خٰسِئِيْنَ ﴿65﴾ فَجَعَلْنٰهَا نَكَالًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهَا وَمَا خَلْفَهَا وَمَوْعِظَةً لِّلْمُتَّقِيْنَ ﴿66﴾ ﴾

پس ہم نے ان سے کہا ذلیل و رسوا بندر بن جاؤ اور ہم نے اس سزا کو ان سے پہلے اور بعد والوں کے لیے باعث عبرت اور متقین کے لیے نصیحت بنا دیا۔

بات یہیں ختم نہیں ہوتی بلکہ اللہ کے ساتھ کیے گئے وعدوں کو توڑتے ہوئے اللہ کی آیات کا انکار کرتے اور اللہ کے نبیوں کے خون سے اپنے ہاتھوں کو رنگا کرتے تھے۔ تکبر و غرور کا یہ حال تھا کہ علانیہ طور پر کہا کرتے تھے کہ ہمارے دلوں پر غلاف چڑھے ہوئے ہیں جس کی وجہ سے ہدایت کی کوئی بات ہمیں قبول نہیں۔

مفسرین کا یہ بھی قول ہے کہ ان کا کہنا تھا کہ ہمارے پاس جو کچھ ہے وہی ہمارے لیے کافی ہے۔ ہمیں اور کسی حکم و قانون کی ضرورت نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے بارے میں خود ہی فیصلہ سنا دیا کہ ان کے دلوں پر غلاف نہیں چڑھے ہوئے بلکہ اللہ تعالیٰ نے ان کے کفر اور مریم علیہا السلام پر بہتان لگانے کی وجہ سے مہر لگا دی ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یعنی ہدایت کی کسی بھی بات کا ان پر اثر نہیں ہوگا اور سرکشوں اور نافرمانوں کو ملنے والا عذاب ان کا مقدر بن گیا ہے۔

یہود کی سرکشی اور نافرمانی کی تفصیل بیان کرنے کے بعد ان کو جو سزا دی گئی، اس کا ذکر کرنے کی وجہ اللہ تعالیٰ نے یہ بیان فرمائی کہ ان سے جو پہلے تھے اور جو ان کے بعد آئے ان کے لیے عبرت کا سبب ہو اور تمام متقین ان سے نصیحت حاصل کریں لیکن امت محمدیہ کی اکثریت کا رجحان ومیلان انہی کاموں کی طرف ہے جو یہود ونصاریٰ کی تباہی کا سبب بنے۔ اہل اسلام پر ان کا غالب آنا اور انھیں ظلم وستم کا نشانہ بنانا اس سے بڑا تکلیف دہ عذاب اہل اسلام کے لیے اور کیا ہوسکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اہل اسلام کو اپنی اصلاح کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

حل لغات:

○ ﴿يَسْئَلُكَ اَهْلُ الْكِتٰبِ اَنْ تُنَزِّلَ عَلَيْهِمْ كِتٰبًا مِّنَ السَّمَآءِ﴾ میں يَسْئَلُ فعل مضارع۔ کاف ضمیر مخاطب کی مفعول۔ اَهْلُ الْكِتٰبِ مرکب اضافی فاعل۔ اَنْ ناصبہ۔ تُنَزِّلَ فعل مضارع منصوب۔ عَلَيْهِمْ جار مجرور۔ كِتٰبًا مفعول۔ مِنَ السَّمَآءِ جار مجرور۔ جملے کا معنی ہے: سوال کرتے ہیں اہل الکتاب آپ سے کہ آپ آسمان سے اُن پر ایک کتاب نازل کریں۔

○ ﴿فَقَدْ سَاَلُوْا مُوْسٰۤى اَكْبَرَ مِنْ ذٰلِكَ﴾ میں قَدْ حرف تحقیق پر فاء سببیہ۔ سَأَلُوْا فعل ماضی۔ مُوْسٰى مفعول اول۔ اَكْبَرَ افعل تفضیل مفعول ثانی۔ مِنْ حرف جر۔ ذٰلِكَ اسم اشارہ۔ جملے کا معنی ہے: بے شک انہوں نے موسیٰ علیہ السلام سے اس سے بھی بڑا سوال کیا تھا۔

○ ﴿فَقَالُوْۤا اَرِنَا اللّٰهَ جَهْرَةً﴾ میں قَالُوْا فعل ماضی پر فاء تفسیری۔ اَرِ فعل امر۔ نَا ضمیر مفعول اول۔ لفظ اَللّٰهَ مفعول ثانی۔ جَهْرَةً حال۔ جملے کا معنی ہے: انہوں نے کہا تم ہمیں اللہ ظاہری طور پر دکھاؤ۔

○ ﴿فَاَخَذَتْهُمُ الصّٰعِقَةُ بِظُلْمِهِمْ﴾ میں اَخَذَتْ فعل ماضی پر فاء جزائیہ۔ هُمْ ضمیر مفعول۔ اَلصّٰعِقَةُ فاعل۔ ظُلْمِهِمْ پر باء سببیہ۔ جملے کا معنی ہے: پس ان کے ظلم کے سبب کڑک نے ان کو پکڑ لیا۔ یعنی اس کے سبب ان کی کڑک سے ہلاکت ہوگئی۔

○ ﴿ثُمَّ اتَّخَذُوا الْعِجْلَ مِنْ ۢ بَعْدِ مَا جَآءَتْهُمُ الْبَيِّنٰتُ﴾ میں ثُمَّ حرف عطف۔ اِتَّخَذُوْا فعل ماضی۔ اَلْعِجْلَ مفعول۔ مِنْ بَعْدِ جار مجرور۔ مَا موصولہ۔ جَآءَتْ فعل ماضی واحد مونث غائب۔ هُمْ مفعول۔ اَلْبَيِّنٰتُ فاعل۔ جملے کا معنی ہے: پھر تم نے بچھڑے کی پوجا کرنی شروع کر دی جبکہ تمہارے پاس واضح نشانیاں آ گئی تھیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

﴿ فَعَفَوْنَا عَنْ ذٰلِكَ وَاٰتَيْنَا مُوْسٰى سُلْطٰنًا مُّبِيْنًا ﴾ میں عَفَوْنَا فعل ماضی جمع متکلم۔ عَنْ ذٰلِكَ جار مجرور۔ واؤ عاطفہ۔ اٰتَيْنَا بھی فعل ماضی جمع متکلم مُوْسٰی مفعول اول اور سُلْطٰنًا مُّبِيْنًا (مرکب توصیفی) مفعول ثانی۔ جملے کا معنی ہے: پھر ہم نے اس سے درگزر کیا اور ہم نے موسیٰ علیہ السلام کو واضح تسلط عطا کیا۔

﴿ وَرَفَعْنَا فَوْقَهُمُ الطُّوْرَ بِمِيْثَاقِهِمْ وَقُلْنَا لَهُمُ ادْخُلُوا الْبَابَ سُجَّدًا وَّقُلْنَا لَهُمْ لَا تَعْدُوْا فِي السَّبْتِ وَاَخَذْنَا مِنْهُمْ مِّيْثَاقًا غَلِيْظًا ﴾: میں رَفَعْنَا قُلْنَا اور اَخَذْنَا تینوں فعل ماضی سے جمع متکلم کے صیغے۔ اُدْخُلُوْا فعل امر حاضر اور لَا تَعْدُوْا فعل نہی۔ اَلطُّوْرَ اَلْبَابَ اور مِيْثَاقًا غَلِيْظًا مفعول ہیں۔ فَوْقَهُمْ ظرف اور سُجَّدًا حال۔ جملے کا معنی ہے: اور ہم نے طور پہاڑ کو ان سے پختہ وعدہ لینے کے لیے ان پر بلند کیا اور ہم نے ان سے کہا کہ دروازے میں سے سجدہ کرتے ہوئے داخل ہونا اور ہم نے ان سے کہا کہ تم نے ہفتے (کے دن) میں زیادتی نہیں کرنی اور ہم نے ان سے مضبوط عہد لیا۔

﴿ فَبِمَا نَقْضِهِمْ مِّيْثَاقَهُمْ وَكُفْرِهِمْ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَقَتْلِهِمُ الْاَنْۢبِيَآءَ بِغَيْرِ حَقٍّ وَّقَوْلِهِمْ قُلُوْبُنَا غُلْفٌ ﴾ میں فَبِمَا کی فاء عاطفہ۔ بَاء سببیہ۔ مَا زائدہ موکدہ۔ نَقْضِهِمْ، كُفْرِهِمْ، قَتْلِهِمْ اور قَوْلِهِمْ چاروں مصادر کی ضمیریں یہود کی طرف راجع۔ غُلْفٌ، غِلَافٌ کی جمع۔ جملے کا معنی ہے: پس (ان کو جو سزا دی گئی وہ) ان کے عہد کو توڑنے اور اللہ کی آیات کے ساتھ ان کے کفر کرنے اور ان کا انبیاء علیہم السلام کو ناحق قتل کرنے اور ان کے یہ کہنے کے سبب (تھی) کہ ہمارے دلوں پر غلاف چڑھے ہوئے ہیں۔

﴿ بَلْ طَبَعَ اللّٰهُ عَلَيْهَا بِكُفْرِهِمْ فَلَا يُؤْمِنُوْنَ اِلَّا قَلِيْلًا ﴾ میں بَلْ حرف اضراب جو پہلی چیز سے اعراض اور دوسری چیز کے اثبات کے لیے آتا ہے۔ طَبَعَ فعل ماضی۔ لفظ اللہ اس کا فاعل۔ عَلَيْهَا جار مجرور کی ضمیر ھا، قُلُوْب کی طرف راجع۔ بِكُفْرِهِمْ کی باء سببیہ۔ فَلَا نافیہ یقینی۔ يُؤْمِنُوْنَ فعل مضارع۔ اِلَّا حرف استثناء۔ قَلِيْلًا مستثنیٰ۔ جملے کا معنی ہے: بلکہ اللہ تعالیٰ نے ان کے کفر کے سبب ان کے دلوں پر مہر لگا دی ہے۔ پس بہت ہی کم ایمان لائیں گے۔

﴿ وَبِكُفْرِهِمْ وَقَوْلِهِمْ عَلٰى مَرْيَمَ بُهْتَانًا عَظِيْمًا ﴾ میں واؤ عاطفہ۔ كُفْرِهِمْ وَقَوْلِهِمْ حرف باء کی وجہ سے مجرور اور مَرْيَمَ حرف عَلٰی کی وجہ سے مجرور ہے۔ چوں کہ یہ اسم غیر منصرف ہے اس لیے اس کے آخر میں زبر آئی ہے۔ بُهْتَانًا عَظِيْمًا مفعول بہ یا بُهْتَنًا مصدر ہونے کی وجہ سے منصوب موصوف اور عَظِيْمًا اس کی صفت۔ جملے کا معنی ہے: اور ان کے کفر کرنے اور مریم علیہا السلام پر عظیم بہتان لگانے کی وجہ سے ان کو سزا دی گئی۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۴۷

وَقَوْلِهِمْ اِنَّا قَتَلْنَا الْمَسِيْحَ عِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ۚ وَمَا قَتَلُوْهُ وَمَا صَلَبُوْهُ وَلٰكِنْ شُبِّهَ لَهُمْ ۗ وَاِنَّ الَّذِيْنَ اخْتَلَفُوْا فِيْهِ لَفِيْ شَكٍّ مِّنْهُ ۗ مَا لَهُمْ بِهٖ مِنْ عِلْمٍ اِلَّا اتِّبَاعَ الظَّنِّ ۚ وَمَا قَتَلُوْهُ يَقِيْنًا ﴿157﴾

اور ان کے یہ کہنے کے سبب کہ ہم نے اللہ کے رسول مسیح عیسیٰ بن مریم کو قتل کر دیا ہے۔ حالانکہ انہوں نے نہ ان کو قتل کیا اور نہ سولی پر ہی لٹکایا بلکہ ان کی شبیہ کسی اور پر ان کے لیے ڈال دی گئی۔ بے شک جنہوں نے ان کے بارے میں اختلاف کیا وہ ضرور اس بارے میں شک کا شکار ہیں، ان کے بارے میں ان کو کوئی علم نہیں سوائے گمان (کی اتباع) کے اور انہوں نے ان کو یقینی طور پر قتل نہیں کیا۔

بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيْهِ ۗ وَكَانَ اللّٰهُ عَزِيْزًا حَكِيْمًا ﴿158﴾

بلکہ اللہ تعالیٰ نے ان کو اپنی طرف اٹھا لیا اور اللہ بڑا ہی غلبے والا حکمت والا ہے۔

وَاِنْ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ اِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهٖ قَبْلَ مَوْتِهٖ ۚ وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ يَكُوْنُ عَلَيْهِمْ شَهِيْدًا ﴿159﴾

اور اہل کتاب میں سے کوئی بھی ایسا نہیں ہوگا جو ان کی موت سے پہلے ان پر ایمان نہ لائے اور قیامت کے روز وہ ان (اہل کتاب) پر گواہ ہوں گے۔

تشریح:

یہود کے گناہوں میں سب سے بڑا گناہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے مبعوث ہونے والے نبیوں کو قتل کرنا اور اس پر نادم ہونے کی بجائے اس گناہ کبیرہ پر فخر و استہزاء کرنا تھا۔ انہوں نے یہی انداز حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں بھی اپنایا۔ اللہ تعالیٰ نے عیسیٰ علیہ السلام کو جن معجزات سے نوازا تھا، ان کا مشاہدہ کرنے کے باوجود ان کی مخالفت پر ڈٹ گئے۔ اس وقت کے رومی حکمران کے پاس جا کر ان پر مختلف قسم کے الزام لگا دیے اور اس کو مجبور کیا کہ عیسیٰ علیہ السلام کو سولی پر چڑھایا جائے۔

عہد نامہ جدید کے مطابق رومی حاکم نے جب خود تحقیق کی تو اس نے یہودی علماء اور سرداروں کو بتایا کہ جو تم کہتے ہو میں اس کو ویسا نہیں پاتا لیکن یہودی سردار اپنے ساتھیوں کے ساتھ مصر رہے کہ اس شخص کو سولی پر لٹکایا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جائے۔

انجیل متی کے باب ۲۷ کی آیت ۲۴،۲۵،۲۶ کے الفاظ ہیں:

"جب پیلاطس Pilate نے دیکھا کہ کچھ بن نہیں پڑتا بلکہ الٹا بلوا ہوتا جاتا ہے تو اس نے پانی لے کر لوگوں کے روبرو اپنے ہاتھ دھوئے اور کہا کہ میں اس راست باز کے خون سے بری ہوں، تم جانو۔ سب لوگوں نے جواب میں کہا اس کا خون ہماری اور ہماری اولاد کی گردن پر۔ اس پر اس نے برابا کو ان کی خاطر چھوڑ دیا اور یسوع کو کوڑے لگوا کر حوالہ کیا کہ مصلوب ہو۔

انجیل کے دوسرے راویوں کا بھی یہی بیان ہے کہ یہود کے اصرار پر ہی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو ان کے عقیدے کے مطابق سولی پر چڑھایا گیا۔ عجیب بات یہ ہے کہ عیسائیوں کی مقدس کتاب کے مطابق یہود نے عیسیٰ علیہ السلام کی نبوت کو نہ صرف ٹھکرایا بلکہ رومی حاکم کو مجبور کر دیا کہ وہ ان کو مصلوب کرنے کا حکم دے اور ان کے خون کی ذمہ داری بڑی ڈھٹائی سے اپنے آپ پر اور اپنی اولاد پر لے لی۔ اس کے باوجود آج عیسائیوں نے اپنے نبی علیہ السلام کا خون معاف کر کے یہود کی راہنمائی میں اہل اسلام کو ختم کرنے کا مشن شروع کر رکھا ہے۔ جب کہ قرآن حکیم حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نبوت وعظمت کو اُجاگر کرتا ہے اور اہل اسلام کو حکم دیتا ہے کہ تمام انبیاء علیہم السلام کی عزت کرتے ہوئے ان میں کسی قسم کا فرق نہ کریں، ساتھ ہی یہود و نصاریٰ کے باطل عقیدے کا سختی سے رد کرتا ہے۔

رومیوں، مصریوں اور ایرانیوں کی تہذیبوں کے اگر اس دور کو دیکھا جائے جس میں وہ اللہ تعالیٰ کے حقیقی تصور سے واقف نہ تھے تو معلوم ہوگا کہ ان کے ہاں کئی کئی معبودوں کی پرستش ہوتی تھی اور ان کے کئی نام تھے۔ رومیوں کے دور میں جب عیسائیت خاصی مقبول ہوگئی تو شاہ قسطنطین نے رومی اور عیسائی عقائد کو جمع کر دیا۔ چوں کہ رومیوں کے ہاں خدا کے بیٹے کے مرنے کے بعد جینے کا بھی تصور پایا جاتا تھا لہٰذا وہی تصور عیسیٰ علیہ السلام کو منتقل کر کے شاہ قسطنطین نے اپنی بادشاہت کو مذہبی تحفظ فراہم کر دیا۔

چاہیے تو یہ تھا کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن حکیم کے ذریعے عیسائیت پر جو احسان فرمایا، اس کی قدر کی جاتی اور عیسیٰ علیہ السلام نے جس نبی کی بشارت دی تھی اس کے مبعوث ہونے پر اس کی اطاعت کی جاتی لیکن جس طرح یہود کے علماء نے عیسیٰ علیہ السلام کو قبول نہ کیا اور ان کی ایسی مخالفت کی کہ اپنی طرف سے ان کو سولی پر لٹکوا دیا، اسی طرح عیسائی علماء نے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مبعوث ہونے پر ویسا ہی کردار ادا کیا، حالانکہ ہرقل روم نے اپنے سرداروں کو اسلام قبول کرنے کی رغبت دلائی جس کو بے دردی کے ساتھ ٹھکرا دیا گیا۔

صحیح بخاری کے پہلے ہی باب كَيْفَ كَانَ بَدْءُ الْوَحْيِ میں عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے حوالے سے منقول

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

ہے کہ ان کو ابوسفیان نے بتایا کہ ہرقل روم نے ان کو قریش کے کئی سواروں کے ساتھ بلا لیا، قریش کے یہ لوگ اس وقت سوداگری کے لیے شام گئے ہوئے تھے، یہ وہ زمانہ تھا جب رسول اللہ ﷺ نے ابوسفیان اور قریش کے کافروں سے صلح کر کے ایک مدت دی ہوئی تھی۔

یہ لوگ اس کے پاس جب آئے تو وہ ایلیاء میں تھا، ہرقل نے ان کو اپنے دربار میں بلایا اور اس کے اردگرد روم کے رؤسا بیٹھے ہوئے تھے پھر اپنے ترجمان کے ذریعے ان سے مخاطب ہوا کہ ''تم میں سے اس شخص کا قریبی رشتہ دار کون ہے جو اپنے بارے میں خیال کرتا ہے کہ وہ نبی ہے۔ ابوسفیان نے کہا: میں اس کا نزدیکی رشتہ دار ہوں'' ہرقل نے کہا ''اس کو میرے قریب لاؤ اور اس کے ساتھیوں کو اس کے قریب اس کے پیچھے بٹھاؤ۔ پھر اس نے ترجمان کے ذریعے ان سے کہا میں اس سے اس شخص یعنی نبی کے بارے میں کچھ پوچھنے لگا ہوں۔ اگر یہ مجھ سے جھوٹ بولے گا تو اس کو جھٹلا دینا۔ ابوسفیان رضی اللہ عنہ کا بیان ہے: اللہ کی قسم! اگر حیا مانع نہ ہوتی کہ یہ مجھے جھوٹا کہیں گے تو میں ان کے بارے میں ضرور جھوٹ بولتا۔

ہرقل نے سب سے پہلی بات مجھ سے یہ پوچھی کہ اس کا تم میں نسب کیسا ہے؟ میں نے کہا ہم میں وہ اونچے نسب والا ہے۔ اس نے پوچھا کہ پیغمبر ہونے والی بات تم میں سے کسی نے پہلے بھی کہی۔ میں نے کہا نہیں۔ اس نے پوچھا اس کے بزرگوں میں سے کوئی بادشاہ گزرا ہے؟ میں نے کہا نہیں۔ اس نے کہا امیر لوگ اس کی پیروی کر رہے ہیں یا غریب؟ میں نے کہا غریب۔ اس نے پوچھا وہ زیادہ ہو رہے یا کم؟ میں نے کہا زیادہ۔ اس نے کہا ان میں سے کوئی ایمان لا کر اس کو برا سمجھتے ہوئے مرتد ہوتا ہے؟ میں نے کہا نہیں۔ اس نے کہا اس کے اس بات کے کہنے سے پہلے کبھی اس کو تم نے جھوٹ بولتے دیکھا؟ میں نے کہا نہیں۔ ہرقل نے کہا کیا وہ عہد شکنی کرتا ہے؟ میں نے کہا نہیں۔ اب ہم سے صلح کی مدت مقرر ہوئی ہے؟ ہمیں معلوم نہیں کہ وہ اس میں کیا کرتا ہے؟ ابوسفیان کا بیان ہے کہ یہ بات کہنے کے علاوہ مجھے کوئی موقع نہ ملا۔ بادشاہ نے کہا کیا تم نے اس سے لڑائی لڑی؟ میں نے کہا ہاں۔ اس نے پوچھا ''تمہارے اس سے قتال کرنے کا نتیجہ کیا تھا؟ میں نے کہا لڑائی اس کے اور ہمارے درمیان ڈول کی موافق رہی کبھی ہمارا وہ نقصان کرتا اور کبھی ہم اس کا کرتے۔ ہرقل نے پوچھا وہ تمہیں کیا حکم دیتا ہے؟ میں نے کہا وہ کہتا ہے کہ اکیلے اللہ کی عبادت کرو۔ اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو۔ تمہارے آباء و اجداد جو کہتے تھے اس کو چھوڑ دو اور وہ ہمیں نماز پڑھنے، سچ بولنے، حرام کاری سے بچنے اور صلہ رحمی کرنے کا حکم دیتا ہے۔

تب ہرقل نے ترجمان کے ذریعے کہا میں نے تم سے اس کے نسب کے بارے میں پوچھا تم نے بتایا کہ وہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اونچے نسب والا ہے۔ رسولوں کو اسی طرح قوم میں عالی نسب کے ساتھ بھیجا جاتا ہے۔ میں نے تم سے پوچھا کہ ایسی بات پہلے بھی کسی نے کہی؟ تم نے کہا نہیں۔ اگر کسی نے کہی ہوتی تو میں کہتا کہ یہ اس کی پیروی کر رہا ہے۔ میں نے پوچھا اس کے بزرگوں میں سے کوئی بادشاہ ہوا؟ تم نے کہا نہیں۔ اگر کوئی ہوا ہوتا تو میں کہتا اپنے باپ کی بادشاہت کا طالب ہے۔ میں نے پوچھا یہ بات کہنے سے پہلے تم نے اس کو جھوٹ بولتے پایا؟ تم نے کہا نہیں۔ میں نے جان لیا کہ جو لوگوں کے بارے میں جھوٹ نہیں بولتا تھا وہ اللہ کے بارے میں جھوٹ کیسے بولے گا۔ میں نے تم سے پوچھا امیر اس کی اتباع کرتے ہیں یا غریب؟ تم نے کہا غریب۔ رسولوں کی اتباع آغاز میں غریب لوگ ہی کرتے ہیں۔ میں نے پوچھا وہ زیادہ ہو رہے ہیں یا کم؟ تم نے بتایا زیادہ، ایمان کا یہی معاملہ ہے۔ یہاں تک کہ وہ پورا ہو جاتا ہے۔ میں نے پوچھا دین میں آ کر اس سے نفرت کرتے ہوئے کوئی بے دین ہوتا ہے؟ تم نے بتایا نہیں۔ ایمان کی یہی صفت ہے کہ جب اس کی خوشی دلوں میں سما جاتی ہے تو پھر نکلتی نہیں۔ میں نے تم سے پوچھا کیا وہ عہد شکنی کرتا ہے؟ تم نے بتایا نہیں۔ رسولوں کا یہی حال ہوتا ہے وہ عہد شکنی نہیں کرتے۔ میں نے تم سے پوچھا کہ وہ کس بات کا حکم دیتا ہے؟ تم نے بتایا وہ حکم دیتا ہے کہ اللہ کی عبادت کرو، اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ بناؤ اور تمہیں بتوں کی عبادت سے روکتا ہے، نماز پڑھنے، سوچ بولنے اور حرام کاری سے بچنے کا حکم دیتا ہے۔

جو تم نے کہا اگر سچ ہے تو عنقریب میرے قدموں کے نیچے جو زمین ہے اس کا وہ مالک ہوگا۔ یہ تو میں جانتا تھا کہ وہ نبی آنے والے ہیں لیکن میرا یہ خیال نہ تھا کہ وہ تم میں سے ہوں گے۔ اگر میں جان لوں کہ ان تک پہنچ جاؤں گا تو ان سے ملنے کی ضرور کوشش کروں گا اور اگر میں ان کے پاس ہوتا تو ان کے پاؤں دھوتا۔

پھر اس نے وہ خط منگوایا جو آپ نے دحیہ کلبی رضی اللہ عنہ کے ہاتھ عظیم بصریٰ کو بھیجا تھا اور اس نے ہرقل کے پاس بھیج دیا تھا۔ اس کو اس نے پڑھا۔ اس میں لکھا ہوا تھا:

اللہ کے نام کے ساتھ جو رحمٰن و رحیم ہے۔ اللہ کے بندے محمد اور اس کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کی طرف سے روم کے عظیم ہرقل کے نام۔

اس پر سلامتی ہو جو ہدایت کی اتباع کرے۔ اس کے بعد میں تمہیں اسلام کے کلمے کے ساتھ دعوت دیتا ہوں، اسلام قبول کر کے سلامتی میں ہو جاؤ، اللہ تعالیٰ تمہیں دوہرا اجر دے گا، اگر تم نے انکار کیا تو رعایا کا بھی گناہ تم پر ہوگا۔

اے اہل کتاب! اس کلمے کی طرف آ جاؤ جو ہمارے اور تمہارے درمیان یکساں ہے یہ کہ تم صرف اللہ کی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو اور نہ بعض ہمارا بعض کو اللہ کے سوا رب بنائے، اگر وہ منہ پھیر لیں تو کہہ دو گواہ رہنا، بے شک ہم مسلمان ہیں۔

ابوسفیان کا بیان ہے کہ ہرقل نے جو کہنا تھا جب کہہ چکا اور خط پڑھنے سے فارغ ہوا تو اس کے پاس بہت زیادہ شور مچا اور آوازیں بلند ہوئیں اور ہمیں وہاں سے نکال دیا گیا اور میں نے اپنے ساتھیوں سے کہا ابو کبشہ کے بیٹے کا درجہ اونچا ہو گیا، رومیوں کا بادشاہ بھی اس سے خوفزدہ ہے، اسی روز مجھے یقین ہو گیا کہ عنقریب ان کا غلبہ ہو گا یہاں تک کہ اللہ نے مجھے مسلمان کر دیا۔

اس حدیث کے راویوں میں سے امام الزہری سے مروی ہے کہ ابن الناطور ایلیاء کا حاکم، ہرقل کا ساتھی اور شام کے نصرانیوں کا سب سے بڑا پادری تھا۔ اس کا کہنا ہے کہ جب ہرقل ایلیاء آیا تو ایک دن صبح رنجیدہ سا اٹھا، اس کے کسی مصاحب خاص نے اس سے کہا آج تمہاری ہیئت کچھ بدلی ہوئی ہے؟ ابن الناطور کا یہ بھی کہنا ہے کہ ہرقل ستاروں کو دیکھ کر کہانت کیا کرتا تھا، جب اس کے مصاحبوں نے اس سے پوچھا تو اس نے کہا:

رات میں نے جب ستاروں کو دیکھ کر غور کیا تو معلوم ہوا کہ ختنہ کرنے والوں کا بادشاہ غالب ہو گیا، اس زمانے میں ختنہ کون کرتا ہے۔

ساتھیوں نے کہا یہودیوں کے سوا کوئی نہیں کرتا، ان کے بارے میں آپ کو فکر کرنے کی ضرورت نہیں، اپنی سلطنت میں واقع تمام شہروں کے حاکموں کو حکم دیں کہ وہاں جتنے یہودی ہیں ان کو وہ قتل کر دیں۔

وہ لوگ ابھی باتیں ہی کر رہے تھے کہ ہرقل کے پاس ایک آدمی لایا گیا جس کو غسان کے بادشاہ نے بھیجا تھا جو رسول اللہ ﷺ کے بارے میں خبر دے رہا تھا، اس کی بات سننے کے بعد ہرقل نے کہا اس کو لے جا کر دیکھو کہ یہ مختون ہے یا نہیں؟ جب تحقیق ہوئی تو انہوں نے بادشاہ کو بتایا کہ یہ مختون ہے، بادشاہ نے عربوں کے بارے میں پوچھا تو اسے بتایا گیا کہ وہ ختنہ کرتے ہیں، ہرقل نے کہا اس اُمت کا یہی وہ بادشاہ ہے جو غالب آیا، پھر ہرقل نے روم میں اپنے ایک ایسے ساتھی کو خط لکھا جو علم النجوم میں اس کی نظیر تھا، اس دوران ہرقل ایلیاء سے حمص چلا گیا، حمص ہی میں تھا کہ اس کے ساتھی کا خط آ گیا اور اس کی رائے بھی نبی کریم ﷺ کے ظاہر ہونے میں اس کی رائے کے موافق تھی اور اس نے لکھا تھا کہ وہ سچے نبی ہیں۔

ہرقل نے حمص ہی میں اپنے محل میں تمام رومی سرداروں کو جمع کیا اور اس کے دروازے بند کرنے کا حکم دے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دیا۔ جب دروازے بند ہو گئے تو ان کے پاس آ کر کہا۔ اے روم کے لوگو! اگر تم کامیابی، بھلائی اور اپنی بادشاہت کو قائم رکھنا چاہتے ہو تو اس نبی علیہ السلام کی بیعت کر لو۔

ہرقل کی یہ بات سن کر سارے سردار وحشی گدھوں کی طرح دروازوں کی طرف لپکے۔ جو بند تھے۔ ہرقل نے جب ایمان سے ان کی یہ نفرت دیکھی تو ان کے ایمان لانے سے مایوس ہو گیا۔ اس نے حکم دیا کہ ان کو واپس لاؤ اور ان سے کہا کہ میں نے یہ بات اس لیے کہی کہ تمہارا ایمان آزماؤں کہ اس میں کتنی مضبوطی ہے۔ جس پر وہ ہرقل سے راضی ہو گئے اور انہوں نے اس کو سجدہ کیا۔

اس سے عیاں ہوتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی بعثت کے بارے میں عیسائیوں کے اہل علم کو کوئی شک نہ تھا لیکن انہوں نے اپنے دنیاوی مفادات کی خاطر اپنی آخرت خراب کر لی، یہود کی پیروی کرتے ہوئے عیسیٰ علیہ السلام کے مقتول ہونے پر ایمان لے آئے، اللہ تعالیٰ نے دونوں پر واضح کر دیا کہ وہ اپنے گمان کی اتباع کر رہے ہیں، عیسیٰ علیہ السلام سمجھ کر جس کو انہوں نے سولی چڑھایا، وہ عیسیٰ نہیں تھے بلکہ عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے اپنی طرف اٹھا لیا اور قیامت سے پہلے جب ان کا نزول ہوگا تو تمام اہل کتاب ان پر ان کی موت سے پہلے ایمان لے آئیں گے اور قیامت کے روز وہ ان پر گواہ ہوں گے۔

صحیح بخاری (کتاب الانبیاء ص ۴۹۰) اور صحیح مسلم، کتاب الایمان (۱؍۸۷) دونوں کے "باب نزول عیسیٰ بن مریم" میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

قسم ہے اس کی جس کے قبضے میں میری جان ہے، عنقریب تم میں ابن مریم علیہما السلام عادل حاکم کی صورت میں نازل ہوں گے، صلیب توڑیں گے، خنزیر کو قتل کریں گے، لڑائی جزیہ ہٹا دیں گے، مال اس قدر زیادہ ہوگا کہ کوئی لینے والا نہ ہوگا۔ ایک سجدہ کر لینا دنیا اور دنیا کی تمام چیزوں سے زیادہ محبوب ہوگا۔

حدیث کے راوی پھر کہا کرتے تھے چاہو تو (وَإِنْ مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ) والی آیت پڑھ لو۔

اللہ تعالیٰ گمان کی اتباع کرنے والوں کو حق قبول کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

حل لغات:

www.KitaboSunnat.com

○ ﴿وَقَوْلِهِمْ إِنَّا قَتَلْنَا الْمَسِيحَ عِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ رَسُولَ اللَّهِ﴾ میں واؤ عاطفہ قَوْلِهِمْ جار مجرور کا عطف بِكُفْرِهِمْ پر۔ إِنَّا میں ضمیر متکلم کی تاکیدی ہے۔ قَتَلْنَا فعل ماضی۔ الْمَسِيحَ عِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ مفعول۔ رَسُولَ اللَّهِ اس کی صفت۔ جملے کا معنی ہے اور ان کے کہنے کے سبب کہ ہم نے بے شک مسیح

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

عیسیٰ ابن مریم اللہ کے رسول کو قتل کیا ہے۔

○ ﴿ وَمَا قَتَلُوْهُ وَمَا صَلَبُوْهُ وَلٰكِنْ شُبِّهَ لَهُمْ ﴾ میں واوٗ حالیہ۔ مَا دونوں جگہ نافیہ۔ ہٗ ضمیر عیسیٰ علیہ السلام کی طرف راجع۔ قَتَلُوْا اور صَلَبُوْا دونوں فعل ماضی۔ لٰكِنْ حرف استدراک غیر عامل۔ شُبِّهَ فعل ماضی مجہول۔ لَهُمْ جار مجرور۔ جملے کا معنی ہے حالانکہ انہوں نے ان کو نہ قتل کیا اور نہ ان کو سولی پر لٹکایا بلکہ ان کی شبیہ ان کے کسی اور پر ڈال دی گئی۔

○ ﴿ وَاِنَّ الَّذِيْنَ اخْتَلَفُوْا فِيْهِ لَفِيْ شَكٍّ مِّنْهُ ﴾ میں واوٗ عاطفہ۔ اِنَّ مشبہ بفعل۔ الَّذِيْنَ موصولہ۔ اخْتَلَفُوْا فعل ماضی۔ فِيْهِ اور مِنْهُ کی ضمیریں ہٖ وہ عیسیٰ علیہ السلام کی طرف راجع۔ لَفِيْ شَكٍّ جار مجرور تاکیدی۔ جملہ کا معنی ہے اور بے شک جنہوں نے ان کے بارے میں اختلاف کیا وہ یقیناً ان کے بارے میں شک کا شکار ہیں۔

○ ﴿ مَا لَهُمْ بِهٖ مِنْ عِلْمٍ اِلَّا اتِّبَاعَ الظَّنِّ ﴾ میں مَا نافیہ۔ لَهُمْ بِهٖ اور مِنْ عَلْمٍ جار مجرور۔ لَهُمْ کی هُمْ ضمیر یہود کی طرف راجع۔ اِلَّا حرف استثناء۔ اِتِّبَاعَ الظَّنِّ مرکب اضافی مستثنیٰ منقطع۔ جملے کا معنی ہے ان کے لیے اس سلسلے میں کوئی علم نہیں، وہ تو محض گمان کی اتباع کر رہے ہیں۔

○ ﴿ وَمَا قَتَلُوْهُ يَقِيْنًا ﴾ میں واوٗ عاطفہ۔ مَا نافیہ۔ قَتَلُوْہُ فعل ماضی کی ضمیر ہ عیسیٰ علیہ السلام کی طرف راجع۔ يَقِيْنًا مفعول مطلق محذوف کی صفت۔ جملے کا معنی ہے اور انہوں نے ان کو یقیناً قتل نہیں کیا۔

○ ﴿ بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيْهِ ﴾ میں بل حرف اضراب۔ رَّفَعَ فعل ماضی۔ ہ ضمیر مفعول۔ لفظ اللّٰه فاعل۔ اِلَيْهِ جار مجرور کی ضمیر ہ اللہ تعالیٰ کی طرف راجع۔ جملے کا معنی ہے بلکہ اللہ تعالیٰ نے ان کو اپنی طرف اٹھا لیا۔

○ ﴿ وَكَانَ اللّٰهُ عَزِيْزًا حَكِيْمًا ﴾ میں واوٗ عاطفہ۔ کَانَ فعل ناقص۔ لفظ اللّٰه اس کا اسم اور عَزِيْزًا حَكِيْمًا اس کی خبر۔ جملے کا معنی ہے اور اللہ تعالیٰ بڑا ہی غلبے والا حکمت والا ہے۔

○ ﴿ وَاِنْ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ اِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهٖ قَبْلَ مَوْتِهٖ ﴾ میں واوٗ عاطفہ۔ اِنْ نافیہ بمعنی مَا مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ مرکب جاری۔ اِلَّا حرف استثناء۔ لَيُؤْمِنَنَّ فعل مضارع واحد مذکر غائب پر لام تاکید کا اور آخر میں نون ثقیلہ۔ بِهٖ جار مجرور۔ قَبْلَ مَوْتِهٖ مرکب اضافی ظرف۔ جملے کا معنی ہے اور اہل کتاب میں سے کوئی نہ ہوگا مگر ان کی موت سے پہلے ان پر ضرور ایمان لائے گا۔

○ ﴿ وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ يَكُوْنُ عَلَيْهِمْ شَهِيْدًا ﴾ میں يَوْمَ الْقِيٰمَةِ مرکب اضافی ظرف مقدم۔ يَكُوْنُ فعل مضارع ناقص۔ عَلَيْهِمْ جار مجرور۔ شَهِيْدًا خبر۔ جملے کا معنی ہے اور قیامت کے روز وہ ان پر گواہ ہوں گے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فَبِظُلْمٍ مِّنَ الَّذِيْنَ هَادُوْا حَرَّمْنَا عَلَيْهِمْ طَيِّبٰتٍ اُحِلَّتْ لَهُمْ وَبِصَدِّهِمْ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ كَثِيْرًا ﴿160﴾

اور یہود کے ظلم کرنے اور ان کے اکثر لوگوں کو اللہ کی راہ سے روکنے کے سبب ہم نے ان پر پاک چیزیں حرام کر دیں جو ان کے لیے حلال کی گئی تھیں۔

وَّاَخْذِهِمُ الرِّبٰوا وَقَدْ نُهُوْا عَنْهُ وَاَكْلِهِمْ اَمْوَالَ النَّاسِ بِالْبَاطِلِ ۚ وَاَعْتَدْنَا لِلْكٰفِرِيْنَ مِنْهُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا ﴿161﴾

اور ان کے سود لینے کی وجہ سے حالانکہ ان کو اس سے منع کیا گیا اور باطل طریقے سے لوگوں کا مال کھانے کے سبب اور ہم نے ان میں سے کافروں کے لیے دردناک عذاب تیار کر رکھا ہے۔

لٰكِنِ الرّٰسِخُوْنَ فِي الْعِلْمِ مِنْهُمْ وَالْمُؤْمِنُوْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ وَالْمُقِيْمِيْنَ الصَّلٰوةَ وَالْمُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَالْمُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ۭ اُولٰۗىِٕكَ سَنُؤْتِيْهِمْ اَجْرًا عَظِيْمًا ﴿162﴾

لیکن ان میں سے جو مضبوط علم والے اور ایمان والے ہیں وہ اس پر ایمان رکھتے ہیں جو آپ کی طرف نازل کیا گیا اور جو آپ سے پہلے نازل کیا گیا اور نماز قائم کرنے والے ہیں اور زکوۃ ادا کرنے والے اور اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتے ہیں۔ وہی ہیں جنہیں عنقریب ہم عظیم اجر عطا کریں گے۔

تشریح:

اللہ تعالیٰ نے یہود کے تمام سرکشی اور نافرمانی والے اعمال کو ظلم سے تعبیر فرما کر واضح کر دیا کہ جو بھی ان کی راہ پر چلے گا اور جو وہ کیا کرتے تھے ویسا کرے گا تو وہ بھی ان جیسا ہی ظالم ہوگا۔ ان آیات مبارکہ میں ان کی برائیوں میں سے تین کا ذکر ہوا ہے۔ پہلی بری بات اکثر لوگوں کو وہ اللہ کی راہ سے روکا کرتے تھے۔ موسیٰ کی زندگی میں انہوں نے بنو اسرائیل کو اللہ تعالیٰ کی عبادت سے ہٹا کر بچھڑے کی عبادت پر لگا دیا۔ جبکہ موسیٰ علیہ السلام نے ان کو بتایا تھا کہ عبادت کے لائق صرف اللہ تعالیٰ کی ذات ہے۔ سورۃ البقرۃ میں اللہ تعالیٰ نے خود فرمایا ہے:

﴿ وَاِذْ اَخَذْنَا مِيْثَاقَ بَنِيْٓ اِسْرَاۗءِيْلَ لَا تَعْبُدُوْنَ اِلَّا اللّٰهَ ﴿83﴾ ﴾

اور جب ہم نے بنو اسرائیل سے پکا وعدہ لیا کہ وہ صرف اللہ کی عبادت کریں گے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لیکن انہوں نے اپنے وہ جلیل القدر نبیوں موسیٰ اور ہارون علیہما السلام کی زندگی میں ہی عہد شکنی کی، قوم میں برائی کو رائج کر کے ان کی تباہی کا سبب نے۔

فرعون اور اس کی قوم کے غرق ہونے کے بعد جب ان کا گزر ایک بت پرست قوم پر ہوا تو انہوں نے موسیٰ علیہ السلام سے کہا: ہمارے لیے بھی ایک ایسا ہی معبود بنا دیں۔'' موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا ''تم تو بڑے ہی جاہل لوگ ہو۔ یعنی جس معبود حقیقی نے تمہیں تمہارے دشمن سے نجات دی، اس کو چھوڑ کر تم پتھر کے بت کو یا اس کے علاوہ کوئی اور معبود چاہتے ہو؟

سورۃ الاعراف کے الفاظ ہیں:

﴿ قَالَ اَغَيْرَ اللّٰهِ اَبْغِيْكُمْ اِلٰهًا وَّهُوَ فَضَّلَكُمْ عَلَى الْعٰلَمِيْنَ ﴿140﴾ ﴾

(موسیٰ علیہ السلام نے کہا) کیا میں اللہ کے سوا تمہارے لیے کوئی اور معبود تلاش کروں حالانکہ اس نے تمہیں جہانوں پر فضیلت دی ہے۔

بنو اسرائیل کی اکثریت میں غیر اللہ کی محبت موجود تھی۔ اس محبت کا نتیجہ تھا کہ انہوں نے سونے کا بچھڑا بنا کر اس کی پرستش شروع کر دی اور حق کی طرف جانے اور رہنے والوں کے لیے آزمائش بن گئے۔

جس قوم نے اپنے نبیوں کی نافرمانی میں کوئی کسر نہ رہنے دی، ان کو سید الانبیاء محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت کیسے قبول ہو سکتی تھی؟ چنانچہ انہوں نے دین حق میں داخل ہونے والوں کو روکنے میں اپنی پوری طاقت صرف کر دی۔

سورۃ آل عمران میں اللہ تعالیٰ نے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ارشاد فرمایا:

﴿ قُلْ يٰۤاَهْلَ الْكِتٰبِ لِمَ تَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ مَنْ اٰمَنَ تَبْغُوْنَهَا عِوَجًا وَّاَنْتُمْ شُهَدَآءُ ؕ وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ﴿99﴾ ﴾

آپ کہہ دیں اے اہل کتاب! تم اس کو کیوں اللہ کی راہ سے روکتے ہو جو ایمان لے آئے۔ اس میں عیب جوئی کرتے ہو حالانکہ اس کے حق ہونے پر تم گواہ ہو اور جو تم کر رہے ہو اللہ تعالیٰ اس سے غافل نہیں۔

آگاہ اور گواہ ہونے کے باوجود اسلام کی طرف مائل ہونے والے کے دلوں میں شکوک پیدا کرنے کے لیے وہ مختلف طریقے استعمال کیا کرتے تھے۔ ان میں سے بدترین طریقہ وہ تھا جس کا ذکر اللہ تعالیٰ نے سورۃ ال عمران میں فرمایا ہے:

﴿ وَقَالَتْ طَّآئِفَةٌ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ اٰمِنُوْا بِالَّذِيْۤ اُنْزِلَ عَلَى الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَجْهَ النَّهَارِ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَاكْفُرُوْا اٰخِرَهٗ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ ﴿72﴾

اور اہل کتاب میں سے ایک گروہ نے اپنے لوگوں سے کہا اہل ایمان پر جو کتاب نازل کی گئی ہے صبح کے وقت اس پر ایمان لے آؤ اور شام کے وقت اس سے انکار کر دو۔ شاید کہ وہ بھی اپنے دین سے پھر جائیں۔

یعنی دکھاوے کے طور پر اسلام قبول کر کے شام ہوتے ہی اس کے منکر ہو جاؤ اور اہل اسلام کو بتاؤ کہ ہم نے تمہاری طرح اسلام قبول کیا لیکن ہم نے اس دین کو نعوذ باللہ اچھا نہیں پایا۔ لہٰذا ہم اس کو چھوڑ رہے ہیں۔ عجیب بات یہ ہے کہ آج بھی اس طریقہ کے مطابق عمل کرنے والے لوگ مسلمانوں کی صفوں میں موجود ہیں جو مسلمان ہونے کے دعوے دار تو ہیں لیکن اسلامی تعلیم کو مسخ کرنے میں کوشاں ہیں اور طاغوتی طاقتوں کا آلہ کار بنے ہوئے ہیں۔ موجودہ دور میں یہود کا طریقہ اپنانے والے بھول جاتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے محمد رسول اللہ ﷺ کے عہد مبارک میں یہود کی ہر چال اور منصوبے کو خاک میں ملا دیا اور ان کو مدینہ طیبہ سے جلا وطن ہونا پڑا۔ اگر آج طاغوتی طاقتوں کی حمایت اور مسلمانوں کی اپنی بے راہ روی کی بنا پر یہود کو وقتی کامیابی حاصل ہو رہی ہے تو ماضی میں بھی ایسا ہوتا رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو ان کے نبیوں کے زمانے میں فضیلت سے نوازا لیکن جب ان کی سرکشی اور نافرمانی اپنی انتہا کو پہنچی تو اللہ تعالیٰ نے نافرمانوں کو ذلیل و رسوا ہونے والے بندر بنا دیا۔

سورۃ الاعراف میں ارشاد ہوتا ہے:

﴿ فَلَمَّا عَتَوْا عَنْ مَّا نُهُوْا عَنْهُ قُلْنَا لَهُمْ كُوْنُوْا قِرَدَةً خٰسِئِيْنَ ﴿166﴾ ﴾

جس کام سے ان کو منع کیا گیا تھا جب اس میں انہوں نے حد سے تجاوز کیا تو ہم نے ان سے کہا کہ دھتکارے ہوئے بندر بن جاؤ۔

لہٰذا ضرورت اس بات کی ہے کہ اہل اسلام اپنی خامیوں اور کمزوریوں کو دور کریں، قرآن وسنت کے مطابق اپنے آپ کو متحد اور مضبوط کریں پھر اللہ پر توکل کرتے ہوئے طاغوتی طاقتوں کے خلاف ڈٹ جائیں۔ اللہ اپنے وعدے کے مطابق اپنے بندوں کی ضرور مدد فرمائے گا۔ سورۃ الروم میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ كَانَ حَقًّا عَلَيْنَا نَصْرُ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿48﴾ ﴾

مومنوں کی مدد کرنا ہمارے اوپر حق ہے۔

سورۃ محمد میں اللہ کی یقین دہانی ہے:

﴿ يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اِنْ تَنْصُرُوا اللّٰهَ يَنْصُرْكُمْ وَيُثَبِّتْ اَقْدَامَكُمْ ﴿7﴾ ﴾

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اے ایمان والو! اگر تم اللہ (کے دین) کی مدد کرو گے تو وہ تمہاری مدد کرے گا اور تمہارے قدموں کو مضبوط کر دے گا۔

تاریخ اسلام گواہ ہے کہ اہل اسلام نے جب بھی اللہ کے دین کی سربلندی کی خاطر طاغوتی قوتوں سے مقابلہ کیا، اللہ تعالیٰ نے اپنا وعدہ پورا کیا۔

یہود کی دوسری برائی جو یہاں بیان ہوئی وہ ان کا سودی لین دین تھا جس سے اللہ تعالیٰ نے ان کو منع کیا تھا۔ عہدنامہ قدیم (تورات کی کتاب خروج) کے باب ۲۲ کی ۲۵ نمبر آیت ہے، موسیٰ علیہ السلام کے ذریعہ بنو اسرائیل کو حکم ملتا ہے: اگر تو میرے لوگوں میں سے کسی محتاج کو جو تیرے پاس رہتا ہو کچھ قرض دے تو اس سے قرض خواہوں کی طرح سلوک نہ کرنا اور نہ ان سے سود لینا۔

کتاب احبار کے باب ۲۵ کی آیت ۳۵ کے الفاظ ہیں: اگر تیرا کوئی بھائی مفلس ہو جائے اور وہ تیرے سامنے تنگ دست ہو تو اسے سنبھالنا۔ وہ پردیسی اور مسافر کی طرح تیرے ساتھ رہے تو اس سے سود یا نفع مت لینا بلکہ اپنے خدا کا خوف رکھنا تاکہ تیرا بھائی تیرے ساتھ زندگی بسر کر سکے تو اپنا روپیہ اسے سود پر مت دینا اور اپنا کھانا بھی اسے نفع کے خیال سے نہ دینا۔ میں خداوند تمہارا خدا ہوں جو تم کو اسی لیے ملک مصر سے نکال کر لایا کہ ملک کنعان تم کو دوں اور تمہارا خدا ٹھہروں۔

ان دو حوالوں سے واضح ہوتا ہے کہ بنو اسرائیل میں سودی لین دین کی ممانعت تھی لیکن تورات کی کتاب استثنا کے باب ۲۳ کی آیات ۱۹/۲۰ میں گنجائش یوں پیدا کر لی گئی ''تو اپنے بھائی کو سود پر قرض نہ دینا خواہ روپے کا سود ہو یا اناج کا سود یا کسی ایسی چیز کا سود ہو جو بیاج پر دی جایا کرتی ہے تو پردیسی کو سود پر قرض دے تو دے پر اپنے بھائی کو سود پر قرض نہ دینا تاکہ خداوند تیرا خدا اس ملک میں جس پر تو قبضہ کرنے جا رہا ہے تیرے سب کاموں میں جن کو تو ہاتھ لگائے تجھ کو برکت دے۔

- یہاں پردیسی کو سودی قرض دینے کی گنجائش صریحاً تحریف ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن حکیم کی سورۃ النساء ہی میں فرمایا ہے:

﴿ مِنَ الَّذِيْنَ هَادُوْا يُحَرِّفُوْنَ الْكَلِمَ عَنْ مَّوَاضِعِهٖ ﴿46﴾ ﴾

یہودیوں میں سے بعض لوگ کلمات کو ان کی جگہ سے بدل دیتے ہیں یعنی ہیر پھیر کرتے ہیں۔

یہاں بھی یہی کچھ ہوا ہے کیونکہ اگر قرض پردیسی کو دیا جائے تو اس کی واپسی کی ضمانت کون دے گا۔ اصل بات وہی ہے جو آپس میں سودی لین دین کرنا ہے۔ جس سے اللہ نے منع فرمایا لیکن وہ منع نہ ہوئے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عجیب بات یہ ہے کہ کتاب خروج کے باب ۲۳ کی آیت میں حکم دیا گیا ہے کہ پردیسی پر ظلم نہ کرنا کیونکہ تم پردیسی کے دل کو جانتے ہو اس لیے کہ تم بھی خود ملک مصر میں پردیسی تھے۔

تیسری بات بھی مال کے بارے میں ہے۔ کتاب استثناء کے باب ۱۶ کی آیت ۱۹ کے الفاظ ہیں ''تو نہ تو کسی کی رورعایت کرنا اور نہ رشوت لینا کیونکہ رشوت دانشمند کی آنکھوں کو اندھا کر دیتی ہے اور صادق کی باتوں کو پلٹ دیتی ہے۔''

یہود کی اکثریت اور ان کے بڑے احبار نے اپنی کتاب کی تعلیم سے منہ موڑ کر ہر اس باطل طریقے کو اپنایا جو ان کے لیے ممنوع تھا۔ لہٰذا اللہ تعالیٰ نے سزا کے طور پر ان کے لیے وہ چیزیں بھی حرام کر دیں جو ان کے لیے حلال تھیں۔

سورۃ الانعام کے الفاظ ہیں:

﴿ وَعَلَى الَّذِيْنَ هَادُوْا حَرَّمْنَا كُلَّ ذِيْ ظُفُرٍ ۚ وَمِنَ الْبَقَرِ وَالْغَنَمِ حَرَّمْنَا عَلَيْهِمْ شُحُوْمَهُمَآ اِلَّا مَا حَمَلَتْ ظُهُوْرُهُمَآ اَوِ الْحَوَايَآ اَوْمَا اخْتَلَطَ بِعَظْمٍ ۭ ذٰلِكَ جَزَيْنٰهُمْ بِبَغْيِهِمْ ڮ وَاِنَّا لَصٰدِقُوْنَ (146) ﴾

اور یہود پر ہم نے ہر ناخن والا جانور حرام کر دیا اور گائے اور بکری کی چربی بھی ان پر حرام کر دی مگر جو پیٹھ پر لگی ہوئی ہو یا آنتوں یا ہڈی سے مل گئی ہو۔ یہ سزا ہم نے ان کو ان کی سرکشی کے سبب دی اور ہم سچے ہیں۔

لیکن وہ اپنی شرارتوں اور سرکشی سے باز نہ آئے اور جو چربی ان پر حرام تھی اس کو بھی اپنے استعمال میں لاتے رہے۔

صحیح بخاری میں ٦٦٧ کتاب التفسیر میں جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما کی روایت ہے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

« قَاتَلَ اللّٰهُ الْيَهُوْدَ لَمَّا حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ شُحُوْمَهَا جَمَلُوْهُ، ثُمَّ بَاعُوْهُ فَاَكَلُوْهَا »

اللہ یہود کو تباہ کرے۔ جب اللہ نے ان پر جانوروں کی چربی حرام کی تو اس کو وہ پگھلا لیتے۔ پھر فروخت کر کے اس کی قیمت کھا لیتے۔

اسی لیے اللہ تعالیٰ نے ان کو دردناک عذاب کی وعید سنائی لیکن ساتھ ہی ان کے وہ اہل علم جنہوں نے حق کو قبول کیا جس کا ان کو علم تھا۔ اس کے مطابق عمل کیا اور ان مومنوں کو جو آسمانی کتابوں کے حق ہونے پر ایمان لے آئے اور نماز قائم کرنے والوں کو اور زکوٰۃ ادا کرنے والوں کو اور اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھنے والوں کو بشارت دے دی گئی کہ اللہ تعالیٰ عنقریب ان کو عظیم اجر سے نوازے گا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں دردناک عذاب سے محفوظ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رکھے اور اجرِ عظیم پانے والوں کا ساتھ نصیب فرمائے۔

حل لغات:

- ﴿فَبِظُلْمٍ مِّنَ الَّذِيْنَ هَادُوْا حَرَّمْنَا عَلَيْهِمْ طَيِّبٰتٍ اُحِلَّتْ لَهُمْ﴾ میں ظُلْمٍ مصدر حرف جر باء کی وجہ سے مجرور اور اس پر فاء عاطفہ۔ الَّذِيْنَ موصول۔ هَادُوْا فعل ماضی اس کا صلہ۔ حَرَّمْنَا فعل ماضی جمع متکلم۔ عَلَيْهِمْ کی ضمیر هُمْ، هَادُوْا کی طرف راجع۔ طَيِّبٰتٍ مفعول اُحِلَّتْ فعل ماضی مجہول۔ لَهُمْ سے مراد یہود ہی ہیں۔ جملے کا معنی ہے اور ان لوگوں کے ظلم کے سبب جو یہودی ہوئے۔ ہم نے پاک چیزیں حرام کر دیں جو ان کے لیے حلال کی گئی تھیں۔
- ﴿وَبِصَدِّهِمْ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ كَثِيْرًا﴾ میں واؤ عاطفہ۔ بِصَدِّهِمْ اور عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ دونوں مرکب جاری۔ كَثِيْرًا مفعول۔ جملے کا معنی ہے اور اکثر لوگوں کو اللہ کی راہ سے روکنے کے سبب۔
- ﴿وَّاَخْذِهِمُ الرِّبٰوا وَقَدْ نُهُوْا عَنْهُ﴾ میں اَخْذِهِمْ مرکب اضافی۔ الرِّبٰوا مفعول۔ واؤ حالیہ۔ قَدْ تحقیق کا۔ نُهُوْا فعل ماضی مجہول۔ عَنْهُ جار مجرور کی ضمیرہ الرِّبٰوا کی طرف راجع۔ جملے کا معنی ہے اور ان کے سود لینے کے سبب حالانکہ ان کو اس سے منع کیا گیا تھا۔
- ﴿وَاَكْلِهِمْ اَمْوَالَ النَّاسِ بِالْبَاطِلِ﴾ میں واؤ عاطفہ۔ اَكْلِهِمْ اور اَمْوَالَ النَّاسِ دونوں مرکب اضافی۔ بِالْبَاطِلِ جار مجرور۔ جملہ کا معنی ہے اور باطل طریقے سے لوگوں کا مال کھانے کے سبب۔
- ﴿وَاَعْتَدْنَا لِلْكٰفِرِيْنَ مِنْهُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا﴾ میں اَعْتَدْنَا فعل ماضی جمع متکلم۔ لِلْكٰفِرِيْنَ اور مِنْهُمْ جار مجرور۔ عَذَابًا اَلِيْمًا مرکب توصیفی مفعول۔ جملے کا معنی ہے اور ہم نے ان میں سے کافروں کے لیے دردناک عذاب تیار کر رکھا ہے۔
- ﴿لٰكِنِ الرّٰسِخُوْنَ فِي الْعِلْمِ مِنْهُمْ﴾ لٰكِنْ حرف استدراک الرّٰسِخُوْنَ الرَّاسِخُ کی جمع اسم فاعل۔ فِي الْعِلْمِ اور مِنْهُمْ دونوں جار مجرور۔ جملے کا معنی ہے: لیکن ان میں سے مضبوط علم والے۔
- ﴿وَالْمُؤْمِنُوْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ﴾ میں اَلْمُؤْمِنُوْنَ اسم فاعل۔ يُؤْمِنُوْنَ فعل مضارع جمع مذکر غائب۔ مَا دونوں جگہ موصولہ۔ اُنْزِلَ فعل ماضی مجہول واحد مذکر غائب۔ اِلَيْكَ جار مجرور۔ مِنْ قَبْلِكَ مرکب جاری۔ جملے کا معنی ہے: اور ایمان والے جو اس پر ایمان رکھتے ہیں جو آپ کی طرف نازل کیا گیا اور جو آپ سے پہلے نازل کیا گیا۔
- ﴿وَالْمُقِيْمِيْنَ الصَّلٰوةَ وَالْمُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَالْمُؤْمِنُوْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ﴾ میں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اَلْمُؤْتُوْنَ اور اَلْمُؤْمِنُوْنَ دونوں اسم فاعل رفعی حالت میں ہیں جب کہ اَلْمُقِیْمِیْنَ سیبویہ کے نزدیک مدح کے طور پر نصبی حالت میں ہے لیکن کسائی نے مِنْ قَبْلِكَ پر عطف ڈالتے ہوئے اس کو جری حالت میں قرار دیا۔ مفسرین میں سے بعض نے کہا اس سے مراد انبیاء علیہم السلام کی جماعت ہے اور بعض کے نزدیک اس سے مراد فرشتے ہیں، کیوں کہ سورۃ الانبیاء میں ارشاد ہوتا ہے:

﴿ لَهٗ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ وَمَنْ عِنْدَهٗ لَا يَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِهٖ وَ لَا يَسْتَحْسِرُوْنَ (۱۹) يُسَبِّحُوْنَ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ لَا يَفْتُرُوْنَ (۲۰)

اسی کے لیے ہیں جو آسمانوں اور زمین میں ہیں اور وہ بھی جو اس کے پاس ہیں۔ وہ اس کی عبادت سے تکبر نہیں کرتے اور نہ عبادت کرتے ہوئے تھکتے ہی ہیں۔ دن رات تسبیح بیان کرتے ہیں، اس میں ذرا سی سستی، کاہلی کی نہیں ہونے دیتے۔ لیکن راجح قول سیبویہ کا ہی ہے۔ جملے کا معنی ہے اور نماز قائم کرنے والے اور زکوٰۃ ادا کرنے والے اور اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھنے والے۔

﴿ اُولٰٓئِكَ سَنُؤْتِيْهِمْ اَجْرًا عَظِيْمًا ﴾ میں اُولٰئِكَ اسم اشارہ یُؤتِی فعل مضارع جمع متکلم۔ ھُمْ ضمیر مفعول اول اور اَجْرًا عَظِیْمًا مرکب توصیفی مفعول ثانی۔ نُؤتِی پر سین تو کیدی۔ جملہ خبریہ کا معنی ہے وہی ہیں جنھیں عنقریب ہم عظیم اجر عطا کریں گے۔

۴۹

اِنَّآ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ كَمَآ اَوْحَيْنَآ اِلٰى نُوْحٍ وَّالنَّبِيّٖنَ مِنْۢ بَعْدِهٖ ۚ وَاَوْحَيْنَآ اِلٰٓى اِبْرٰهِيْمَ وَاِسْمٰعِيْلَ وَاِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ وَالْاَسْبَاطِ وَعِيْسٰى وَاَيُّوْبَ وَيُوْنُسَ وَهٰرُوْنَ وَسُلَيْمٰنَ ۚ وَاٰتَيْنَا دَاوٗدَ زَبُوْرًا (163)

بیشک ہم نے آپ کی طرف اسی طرح وحی کی جس طرح نوح اور ان کے بعد نبیوں کی طرف کی اور ہم نے ابراہیم، اسماعیل، اسحاق، یعقوب ان کی اولاد، عیسیٰ، ایوب، یونس، ہارون اور سلیمان کی طرف وحی کی اور ہم نے داؤد کو زبور عطا کی۔ (علیہم السلام)

وَرُسُلًا قَدْ قَصَصْنٰهُمْ عَلَيْكَ مِنْ قَبْلُ وَرُسُلًا لَّمْ نَقْصُصْهُمْ عَلَيْكَ ۭ وَكَلَّمَ

اور ہم نے کئی ایک رسولوں کے واقعات آپ پر پہلے بیان کیے ہیں اور کئی رسولوں کے آپ پر بیان نہیں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اللّٰهُ مُوْسٰى تَكْلِيْمًا ﴿164﴾	کیے اور اللہ نے موسیٰ سے صاف طور پر کلام کیا۔
رُسُلًا مُّبَشِّرِيْنَ وَمُنْذِرِيْنَ لِئَلَّا يَكُوْنَ لِلنَّاسِ عَلَى اللّٰهِ حُجَّةٌ ۢ بَعْدَ الرُّسُلِ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ عَزِيْزًا حَكِيْمًا ﴿165﴾	ان رسولوں کو ہم نے بشارت دینے والے اور عذابوں سے ڈرانے والے بنا کر بھیجا تاکہ لوگوں کے لیے اللہ پر رسولوں کے بعد کوئی حجت باقی نہ رہے اور اللہ تعالیٰ بڑا ہی غلبے والا حکمت والا ہے۔
لٰكِنِ اللّٰهُ يَشْهَدُ بِمَآ اَنْزَلَ اِلَيْكَ اَنْزَلَهٗ بِعِلْمِهٖ ۚ وَالْمَلٰۗىِٕكَةُ يَشْهَدُوْنَ ۭ وَكَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا ﴿166﴾	لیکن اللہ گواہی دیتا ہے اس کی جو اس نے آپ کی طرف نازل کیا۔ اس نے اس کو اپنے علم سے نازل کیا اور اس پر فرشتے بھی گواہی دیتے ہیں اور از روئے گواہ اللہ ہی کافی ہے۔
اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَصَدُّوْا عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ قَدْ ضَلُّوْا ضَلٰلًۢا بَعِيْدًا ﴿167﴾	بے شک جنہوں نے کفر کیا اور لوگوں کو اللہ کی راہ سے روکا، یقیناً وہ دور کی گمراہی میں جا پڑے۔

تشریح:

تفسیر القرطبی میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے منقول ہے کہ یہود میں سے سُکَین اور عدی دونوں محمد رسول اللہ ﷺ کے پاس آ کر کہنے لگے ہم نہیں مانتے کہ موسیٰ علیہ السلام کے بعد اللہ نے کسی پر کچھ نازل کیا ہو۔ تو اللہ تعالیٰ نے سورۃ النساء کی یہ آیات نازل فرمائیں۔ جب کہ تفسیر ابن جریر میں محمد بن کعب القرطبی سے مروی ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے ﴿ يَسْـَٔـلُكَ اَهْلُ الْكِتٰبِ ﴾ سے لے کر ﴿ عَلٰي مَرْيَمَ بُهْتَانًا عَظِيْمًا ﴾ تک آیات نازل فرمائیں تو رسول اللہ ﷺ نے یہود کے سامنے ان کی تلاوت کی اور ان کو ان کے اعمال خبیثہ سے مطلع کیا تو انہوں نے نازل ہونے والے سارے کلام کا ہی انکار کر دیا اور کہا:

﴿ مَا اَنْزَلَ اللّٰهُ عَلٰى بَشَرٍ مِّنْ شَيْءٍ وَّلَا عَلٰى مُوْسٰى وَلَا عَلٰى عِيْسٰى وَمَا اَنْزَلَ اللّٰهُ عَلٰى نَبِيٍّ مِّنْ شَيْءٍ ﴾

اللہ نے کسی انسان پر کچھ بھی نازل نہیں فرمایا، نہ موسیٰ اور عیسیٰ پر اور نہ کسی اور نبی پر کچھ نازل فرمایا۔

آپ اپنی کمر اور ٹانگوں کے اردگرد کپڑا باندھے بیٹھے ہوئے تھے، آپ نے اس کو کھولا اور فرمایا:

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کسی پر بھی اللہ نے کچھ نازل نہیں فرمایا؟

تو اللہ تعالیٰ نے سورۃ الانعام کی یہ آیت نازل کر دی:

﴿ وَمَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖٓ اِذْ قَالُوْا مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ عَلٰى بَشَرٍ مِّنْ شَيْءٍ ﴾ الخ

اور انھوں نے اللہ کی اس طرح قدر نہ کی جس طرح قدر کرنے کا حق تھا۔ جب انھوں نے کہا کہ اللہ نے کسی انسان پر کچھ نازل نہیں فرمایا۔

حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ نے اپنی تفسیر میں اس حوالہ کو نقل کر کے لکھا ہے کہ اس میں نظر ہے یعنی تامل طلب ہے۔ کیوں کہ یہ آیت سورۃ الانعام کی ہے جو مکیہ ہے، جبکہ سورۃ النساء مدنیہ ہے۔ حالانکہ اسی آیت کے اگلے حصہ کو دیکھیں تو واضح ہوتا ہے کہ اس کا تعلق یہود ہی سے تھا۔ ارشاد ہوتا ہے:

﴿ قُلْ مَنْ اَنْزَلَ الْكِتٰبَ الَّذِيْ جَآءَ بِهٖ مُوْسٰى نُوْرًا وَّهُدًى لِّلنَّاسِ تَجْعَلُوْنَهٗ قَرَاطِيْسَ تُبْدُوْنَهَا وَتُخْفُوْنَ كَثِيْرًا ۚ وَعُلِّمْتُمْ مَّا لَمْ تَعْلَمُوْٓا اَنْتُمْ وَلَآ اٰبَآؤُكُمْ ۭ قُلِ اللّٰهُ ۙ ثُمَّ ذَرْهُمْ فِيْ خَوْضِهِمْ يَلْعَبُوْنَ ﴿91﴾ ﴾

آپ کہہ دیں اس کتاب کو کس نے نازل کیا تھا جس کو موسیٰ علیہ السلام لائے تھے جو نور اور لوگوں کے لیے باعث ہدایت تھی، جس کو تم نے متفرق اوراق میں رکھ دیا ہے جس کی تھوڑی باتوں کو تم ظاہر کرتے ہو اور اکثر کو چھپا لیتے ہو اور تمہیں اس کی تعلیم دی گئی جو تم اور تمہارے بڑے جانتے نہیں تھے۔ آپ کہہ دیں کہ اللہ نے نازل فرمائی، پھر آپ ان کو مشغلہ بے ہودگی میں لگا رہنے کے لیے چھوڑ دیں۔

ظاہر ہے کہ یہ حصہ کفار مکہ کے بارے میں معلوم نہیں ہوتا۔ امام القرطبی نے اسی آیت کی تفسیر میں حسن بصری رحمہ اللہ اور سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے کہ جس نے کہا تھا کہ اللہ نے کسی انسان پر کوئی کتاب نازل نہیں کی، وہ یہود میں سے ایک تھا۔ اَلسُّدِّی کا کہنا ہے کہ وہ فنحاص تھا۔ سعید بن جبیر رحمہ اللہ کا یہ بھی قول ہے کہ وہ مالک بن الصیف تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آ کر جھگڑا کر رہا تھا۔ آپ نے اس سے کہا میں تجھے اس کی قسم دیتا ہوں جس نے موسیٰ علیہ السلام پر تورات نازل کی۔ کیا تم تورات میں یہ نہیں پاتے کہ اللہ موٹے حبر (یہودی عالم) کو پسند نہیں کرتا۔ وہ چونکہ موٹا تھا اس لیے غصے میں آ گیا اور اس نے کہا۔ اللہ کی قسم! اللہ نے کسی انسان پر کچھ نازل نہیں کیا۔ اس کے ساتھیوں نے کہا تیری خرابی ہو۔ کیا موسیٰ علیہ السلام پر بھی نہیں۔ اس نے پھر قسم کھا کر کہا ان پر بھی نہیں۔ جس پر اس آیت کا نزول ہوا۔

خود حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ نے بھی سورۃ النساء کی آیت ﴿ فَبِظُلْمٍ مِّنَ الَّذِيْنَ هَادُوْا حَرَّمْنَا عَلَيْهِمْ ﴾ کی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

تفسیر میں سورۃ الانعام کی آیت :۱۴۶﴿ وَعَلَى الَّذِيْنَ هَادُوْا حَرَّمْنَا ﴾کا حوالہ دیا ہے جس سے واضح ہوتا ہے کہ قرآن حکیم کی بعض مکی سورتوں میں مدنی اور بعض مدنی سورتوں میں مکی آیات موجود ہیں یا جن کی شان نزول کا تعلق مکہ اور مدینہ دونوں سے تھا یا اس کا سبب خاص تھا اور حکم عام تھا یا نزلت ھذہ الایۃ کا جملہ استدلال والاستشہاد کے لیے استعمال ہوا۔ امام جلال الدین عبدالرحمٰن السیوطی نے اپنی کتاب الاتقان فی علوم القرآن کے نویں باب معرفة سبب النزول میں بڑی تفصیل سے قرآن حکیم کے اس پہلو پر مختلف حوالوں سے بحث کی ہے۔

علامہ السیوطی رحمہ اللہ نے امام بیہقی اور امام البزار رحمہم اللہ کے حوالے سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ جنگ اُحد کے موقع پر جب حمزہ رضی اللہ عنہ شہید ہوئے اور ان کی لاش کا مثلہ کر دیا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو دیکھ کر فرمایا: ان کے بدلے میں ان کے ستر آدمیوں کا مثلہ کروں گا۔ آپ کے اس قول پر جبرائیل سورۃ النحل کی آخری آیات لے کر پہنچ گئے۔ ﴿وَاِنْ عَاقَبْتُمْ فَعَاقِبُوْا بِمِثْلِ مَا عُوْقِبْتُمْ بِهٖ......﴾ الخ ''اگر تم بدلہ لینے لگو تو اتنا ہی بدلہ لو جتنی تم پر زیادتی ہوئی ہے۔ جب کہ ترمذی اور مستدرک حاکم میں ابی بن کعب سے مروی ہے کہ احد کے دن انصار کے چونسٹھ ۶۴ اور مہاجروں کے چھ ساتھی شہید ہوئے جن میں حمزہ رضی اللہ عنہ بھی شامل تھے۔ انصار نے کہا جس طرح انھوں نے غالب آ کر ہمارے ساتھ کیا ہے۔ اسی طرح ہم بھی غالب آ کر ان کے ساتھ یہی معاملہ کریں گے۔ اللہ تعالیٰ نے مکہ فتح ہوتے ہی یہی آیات نازل فرما دیں۔

اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ ان کا نزول فتح مکہ تک موخر رہا۔ حالاں کہ پہلی حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کا نزول جنگ احد کے موقع پر ہوا لیکن دوسری ظاہر کرتی ہے کہ ان کے نزول کا تعلق فتح مکہ سے ہے۔ جب کہ یہ سورۃ ہجرت سے پہلے مکہ میں نازل ہوئی۔ ابن حصار نے اس میں تطبیق یوں دی ہے کہ یہ آیات ہجرت سے پہلے مکہ ہی میں نازل ہوئیں اور دوسری مرتبہ جنگ احد کے موقع پر ان کو نازل کیا گیا اور تیسری بار تذکیراً فتح مکہ کے دن ان کا نزول ہوا۔

درمنثور (۴/ ۱۳۵) میں عطاء بن یسار سے مروی ہے کہ آخری تین آیات کے علاوہ پوری سورت النحل مکہ میں نازل ہوئی اور تین کا نزول مدینہ میں ہوا۔

اسی طرح مکی سورتوں میں نماز کے ساتھ زکوٰۃ کی ادائیگی کا حکم ملتا ہے۔ جیسے سورۃ المزمل میں ارشاد ہوتا ہے۔ ﴿وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ﴾ نماز قائم کرو اور زکوٰۃ ادا کرو۔ حالاں کہ زکوٰۃ کی ادائیگی کا سلسلہ مدینہ طیبہ میں اسلامی ریاست کے قائم ہونے کے دوسرے سال میں شروع ہوا۔ مکہ میں یہ بشارت تھی کہ ایک دن اللہ تعالیٰ اپنا وعدہ پورا کرے گا اور اس کا دین تمام ادیان پر غالب ہوگا۔ نماز اور زکوٰۃ کا بہترین نظام قائم ہوگا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چنانچہ ایسا ہی ہوا۔

اس سے واضح ہوتا ہے کہ قرآن حکیم کو سمجھنے کے لیے علوم القرآن سے آگاہی بھی انتہائی ضروری ہے۔ اپنے جن جلیل القدر انبیاء علیہم السلام کا اللہ تعالیٰ نے یہاں ذکر فرمایا ہے ان میں سے عیسیٰ علیہ السلام مبعوث ہونے کے اعتبار سے سب سے آخر میں تھے لیکن ان کا ذکر درمیان میں ہوا۔ اس سے یہ ثابت نہیں ہوگا کہ ان کی بعثت کا زمانہ ایوب اور یونس علیہما السلام کے زمانے سے پہلے تھا۔ لہٰذا کسی کے پہلے یا بعد میں مذکور ہونے سے ان کے زمانوں میں فرق نہیں آئے گا اور قرآن فہمی کے لیے علوم القرآن کے شعبہ تاریخ کا بھی مطالعہ ضروری ہے۔

سورۃ النسآء کی ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے یہ وضاحت بھی فرما دی کہ نبیوں کی تعداد اور ان کے ناموں اور جن قوموں کی طرف اور جن جگہوں میں وہ مبعوث ہوئے اس کا حقیقی علم صرف اللہ تعالیٰ کو ہے۔ بہت سے نبی ایسے بھی ہوئے ہیں کہ جن کا ذکر اللہ تعالیٰ نے نہیں فرمایا۔ لہٰذا انبیاء کی تعداد میں جو روایات منقول ہیں، ان میں سے کوئی بھی متفق علیہ نہیں۔ اگرچہ ایک لاکھ چوبیس ہزار والی روایت عام مشہور ہے۔ ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ کے حوالے سے مفسرین نے اس کو نقل کیا ہے لیکن جب اللہ تعالیٰ فرمائے کہ ان کا ذکر اس نے اپنے نبی علیہ السلام سے نہیں کیا تو معاملہ اللہ کے سپرد ہی کر دینا چاہیے۔

انبیاء علیہم السلام کا ذکر کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے داؤد علیہ السلام کو ملنے والی زبور اور موسیٰ علیہ السلام سے ہم کلام ہونے کی خبر خاص طور پر دی ہے۔ داؤد علیہ السلام کو نہ صرف آسمانی کتاب سے نوازا گیا بلکہ اللہ تعالیٰ نے پہاڑوں اور پرندوں کو ان کے تابع کر دیا اور ان کو یہ شرف بھی حاصل تھا کہ لوہا ان کے ہاتھ میں موم کی مانند نرم ہو جاتا تھا۔ اللہ کے حکم سے وہ جنگ میں بچاؤ کا سبب بننے والی زرہیں بنایا کرتے تھے اور جب وہ اللہ کی تسبیح بیان کرتے تو پہاڑ اور پرندے ان کا ساتھ دیا کرتے تھے۔ سورۃ الانبیاء اور سورۃ سبا میں اللہ نے ان کے بارے میں خود ہی یہ بیان فرمایا ہے۔

موسیٰ علیہ السلام سے کھلے طور پر کلام کرنے کا ذکر کرنے سے ان لوگوں کا رد کر دیا گیا جن کا کہنا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے کسی نبی پر کچھ نازل نہیں کیا۔ اللہ تعالیٰ نے واضح کر دیا کہ وہ نہ صرف اپنے نبیوں پر کتابیں نازل کرتا رہا ہے بلکہ اس نے موسیٰ علیہ السلام سے خود کھلے طور پر بات بھی کی ہے۔ سورۃ الاعراف میں ارشاد ہوتا ہے:

﴿ وَلَمَّا جَآءَ مُوسٰى لِمِيقَاتِنَا وَكَلَّمَهٗ رَبُّهٗ ﴾

اور جب موسیٰ (علیہ السلام) ہمارے مقرر کردہ وقت اور جگہ پر آئے تو ان کے رب نے ان سے کلام کیا۔

تمام رسولوں کے بارے میں یہ وضاحت بھی کر دی گئی کہ وہ تمام اللہ اور اس کے رسولوں کی اطاعت کرنے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

والوں کو بشارت دینے والے اور نافرمانی کرنے والوں کو اللہ کے عذابوں سے ڈرانے والے تھے۔ ان کی بعثت کا مقصد لوگوں پر حجت قائم کرنا تھا تاکہ بعد میں وہ یہ نہ کہہ دیں کہ اے اللہ! ہمارے پاس تیرا کوئی پیغامبر آیا ہی نہ تھا۔

انسانوں میں سے اگر کوئی ماننے پر تیار نہیں ہوتا تو اللہ نے جو کچھ نازل فرمایا اس پر اپنی اور اپنے فرشتوں کی گواہی قائم کر دی۔ ظاہر ہے کہ اتنی بڑی گواہی کے بعد کسی اور گواہی کی ضرورت نہیں رہتی۔ اس کے باوجود جو دوسرے لوگوں کی گمراہی کا سبب بنتے ہیں اللہ نے ان کے بارے میں اعلان کر دیا کہ وہ ایسی گمراہی کا شکار ہو گئے ہیں کہ راہ کو پانا ان کے لیے مشکل ہے۔ اللہ تعالیٰ ایسی بلکہ ہر قسم کی گمراہی سے ہمیں محفوظ رکھے۔ آمین

حل لغات:

- ﴿ اِنَّآ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ كَمَآ اَوْحَيْنَآ اِلٰى نُوْحٍ وَّالنَّبِيّٖنَ مِنْۢ بَعْدِهٖ ﴾ میں اِنَّا کی ضمیر (نَا) جمع متکلم تاکیدی۔ اَوْحَيْنَا فعل ماضی۔ كَمَا میں کاف تشبیہ کا۔ اَلنَّبِيّٖنَ اَلنَّبِیّ کی جمع۔ مِنْ بَعْدِهٖ مرکب جاری۔ جملے کا معنی ہے: ہم نے بے شک آپ کی طرف اسی طرح وحی کی جس طرح نوح علیہ السلام اور ان کے بعد دوسرے نبیوں کی طرف کی۔
- ﴿ وَاَوْحَيْنَآ اِلٰٓى اِبْرٰهِيْمَ وَاِسْمٰعِيْلَ وَاِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ وَالْاَسْبَاطِ وَعِيْسٰى وَاَيُّوْبَ وَيُوْنُسَ وَهٰرُوْنَ وَسُلَيْمٰنَ ﴾ میں اَلْاَسْبَاطِ اَلسِّبْطِ کی جمع ہے جو عموماً اولاد کی اولاد کے لیے استعمال ہوتا ہے لیکن یہاں مراد قبائل ہیں اگر يَعْقُوْبَ پر ہی اس کا عطف رکھیں تو پھر ان کی اولاد میں سے جن کو نبوت سے نوازا گیا، ان کو مراد لیا جائے گا۔ یہاں مذکور تمام نبیوں کے نام غیر منصرف ہیں یعنی ان پر تنوین اور زیر نہیں آتی۔ رفعی حالت میں پیش اور نصبی و جری حالت میں صرف زبر آتی ہے، جب کہ عیسیٰ کا اعراب تینوں حالتوں میں الف مقصورہ کی وجہ سے ایک ہی حالت میں (یعنی تقدیری/پوشیدہ) رہتا ہے۔ جملے کا معنی ہے: اور ہم نے ابراہیم، اسماعیل، اسحاق، یعقوب، عیسیٰ، ایوب، ہارون، سلیمان علیہم السلام اور ان کے قبائل کی اولاد کی طرف وحی کی۔
- ﴿ وَاٰتَيْنَا دَاوٗدَ زَبُوْرًا ﴾ میں اٰتَيْنَا فعل ماضی جمع متکلم۔ داؤد مفعول اوّل اور زَبُوْرًا مفعول ثانی۔ جملے کا معنی ہے: اور ہم نے داؤد علیہ السلام کو زبور عطا فرمائی۔
- ﴿ وَرُسُلًا قَدْ قَصَصْنٰهُمْ عَلَيْكَ مِنْ قَبْلُ وَرُسُلًا لَّمْ نَقْصُصْهُمْ عَلَيْكَ ﴾ میں رُسُلًا (رَسُوْلًا کی جمع) مفعول۔ قَدْ تحقیق کا۔ قَصَصْنَا فعل ماضی۔ مِنْ قَبْلُ اَیْ مِنْ قَبْلِ هٰذَا الزَّمَانِ۔ لَمْ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نفی جحد۔ نَقۡصُصۡ کے آخر میں اسی کی وجہ سے جزم آئی ہے۔ هُمۡ ضمیر رُسُلًا کی طرف راجع۔ جملے کا معنی ہے: اور بہت سے رسولوں کے واقعات ہم نے آپ سے پہلے ہی بیان کیے ہیں اور بہت سے رسولوں کے بیان نہیں کیے۔

○ ﴿وَكَلَّمَ اللّٰهُ مُوسٰى تَكۡلِيۡمًا﴾ میں كَلَّمَ فعل ماضی۔ لفظ اللہ اس کا فاعل۔ لفظ مُوسٰى بھی عیسیٰ ہی کی طرح ہے۔ اس کا اعراب بھی رفعی، نصبی اور جری حالت میں تقدیری ہوتا ہے۔ یہاں نصبی حالت میں یعنی مفعول ہے۔ تَكۡلِيۡمًا مصدر كَلَّمَ کی تاکید ہے۔ جملے کا معنی ہے: اور اللہ نے موسیٰ علیہ السلام سے صاف طور پر کلام کیا۔

○ ﴿رُسُلًا مُّبَشِّرِيۡنَ وَمُنۡذِرِيۡنَ لِئَلَّا يَكُوۡنَ لِلنَّاسِ عَلَى اللّٰهِ حُجَّةٌ بَعۡدَ الرُّسُلِ﴾ میں رُسُلًا پہلے رُسُلًا کا بدل۔ مُبَشِّرِيۡنَ وَمُنۡذِرِيۡنَ اس کی صفت۔ لِئَنۡ لَّا کا پہلا لام کَیْ کا اور دوسرا یعنی لَا نافیہ۔ اَنۡ ناصبہ۔ يَكُوۡنَ فعل مضارع اسی وجہ سے منصوب۔ حُجَّةٌ يَكُوۡنَ کا اسم۔ جملے کا معنی ہے: ان رسولوں کو ہم نے بشارت دینے والے اور عذابوں سے ڈرانے والے بنا کر بھیجا تاکہ لوگوں کے لیے اللہ پر رسولوں کے بعد کوئی حجت نہ رہ جائے۔

○ ﴿وَكَانَ اللّٰهُ عَزِيۡزًا حَكِيۡمًا﴾ میں واؤ عاطفہ۔ كَانَ فعل ناقص۔ لفظ اَللّٰهُ اس کا اسم اور عَزِيۡزًا حَكِيۡمًا اس کی خبر۔ جملے کا معنی ہے: اور اللہ تعالیٰ بڑا ہی غلبے والا اور حکمت والا ہے۔

○ ﴿لٰكِنِ اللّٰهُ يَشۡهَدُ بِمَاۤ اَنۡزَلَ اِلَيۡكَ اَنۡزَلَهٗ بِعِلۡمِهٖ﴾ میں لٰكِنۡ حرف استدراک۔ يَشۡهَدُ فعل مضارع۔ لفظ اللہ اس کا فاعل۔ بِمَا جار مجرور متعلق يَشۡهَدُ اَنۡزَلَ فعل ماضی کی ضمیر بِمَا کی طرف راجع بِعِلۡمِهٖ مرکب جاری کی ضمیرہ اَللّٰهُ کی طرف راجع۔ جملے کا معنی ہے: لیکن اللہ گواہی دیتا ہے کہ اس نے آپ کی طرف جو نازل کیا اس کو اس نے اپنے علم سے نازل کیا۔

○ ﴿وَالۡمَلٰۤئِكَةُ يَشۡهَدُوۡنَ﴾ میں واؤ عاطفہ۔ يَشۡهَدُوۡنَ فعل مضارع۔ اَلۡمَلَائِكَةُ اس کا فاعل۔ جملے کا معنی ہے اور فرشتے بھی اس پر گواہی دیتے ہیں۔

○ ﴿وَكَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيۡدًا﴾ میں واؤ عاطفہ۔ كَفٰى فعل ماضی۔ بِاللّٰهِ کی باء امام قرطبی رحمہ اللہ کے نزدیک زائدہ ہے۔ شَهِيۡدًا تمیز۔ جملے کا معنی ہے: اور اللہ از روئے گواہ کافی ہے۔

○ ﴿اِنَّ الَّذِيۡنَ كَفَرُوۡا وَصَدُّوۡا عَنۡ سَبِيۡلِ اللّٰهِ قَدۡ ضَلُّوۡا ضَلٰلًاۢ بَعِيۡدًا﴾ میں اِنَّ مشبہ بفعل۔ اَلَّذِيۡنَ موصولہ۔ كَفَرُوۡا وَصَدُّوۡا فعل ماضی صلہ۔ عَنۡ سَبِيۡلِ اللّٰهِ مرکب جاری۔ قَدۡ حرف تحقیق۔ ضَلُّوۡا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

فعل ماضی۔ ضَلٰلًا بَعِیْدًا مرکب توصیفی مفعول مطلق۔ جملے کا معنی ہے: بے شک وہ لوگ جنہوں نے کفر کیا اور لوگوں کو اللہ کی راہ سے روکا، وہ یقیناً دور کی گمراہی میں جا پڑے۔

﴿۵۰﴾

اِنَّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا وَظَلَمُوْا لَمْ یَکُنِ اللّٰهُ لِیَغْفِرَلَهُمْ وَلَا لِیَهْدِیَهُمْ طَرِیْقًا ﴿168﴾	بے شک جنھوں نے کفر کیا اور ظلم کیا، اللہ ان کو نہ بخشے گا اور نہ ان کو (نجات کی) راہ دکھائے گا۔
اِلَّا طَرِیْقَ جَهَنَّمَ خٰلِدِیْنَ فِیْهَآ اَبَدًا ؕ وَکَانَ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ یَسِیْرًا ﴿169﴾	مگر جہنم کی راہ (دکھائے گا) جس میں وہ ہمیشہ رہیں گے اور یہ (کام) اللہ پر آسان ہے۔
یٰٓاَیُّهَا النَّاسُ قَدْ جَآءَكُمُ الرَّسُوْلُ بِالْحَقِّ مِنْ رَّبِّكُمْ فَاٰمِنُوْا خَیْرًا لَّكُمْ ؕ وَاِنْ تَكْفُرُوْا فَاِنَّ لِلّٰهِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ عَلِیْمًا حَكِیْمًا ﴿170﴾	اے لوگو! تمہارے رب کی طرف سے تمہارے پاس رسول حق لے کر آئے گئے ہیں پس تم ایمان لے آؤ، تمہارے لیے بہتر ہوگا اور اگر تم انکار کرو تو بے شک اللہ ہی کے لیے ہے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے اور اللہ تعالیٰ جاننے والا، حکمت والا ہے۔
یٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ لَا تَغْلُوْا فِیْ دِیْنِكُمْ وَلَا تَقُوْلُوْا عَلَى اللّٰهِ اِلَّا الْحَقَّ ؕ اِنَّمَا الْمَسِیْحُ عِیْسَى ابْنُ مَرْیَمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ وَكَلِمَتُهٗ ۚ اَلْقٰىهَآ اِلٰى مَرْیَمَ وَرُوْحٌ مِّنْهُ ز فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ ۚ وَلَا تَقُوْلُوْا ثَلٰثَةٌ ؕ اِنْتَهُوْا خَیْرًا لَّكُمْ ؕ اِنَّمَا اللّٰهُ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ؕ سُبْحٰنَهٗٓ اَنْ یَّكُوْنَ لَهٗ وَلَدٌ لَهٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ ؕ وَكَفٰى بِاللّٰهِ وَكِیْلًا ﴿171﴾	اے اہل کتاب! اپنے دین میں غلو نہ کرو اور حق کے علاوہ اللہ کے بارے میں کچھ نہ کہو۔ بے شک مسیح عیسیٰ بن مریم اللہ کے رسول اور اس کے کلمہ (کن سے پیدا ہونے والے) ہیں، جس کو اس نے مریم میں ڈالا اور اس کی طرف سے روح ہیں۔ پس اللہ اور رسولوں پر ایمان لاؤ اور یہ نہ کہو کہ خدا تین ہیں۔ باز آ جاؤ، تمہارے لیے بہتر ہوگا۔ صرف اللہ ہی واحد معبود ہے۔ وہ اس سے پاک ہے کہ اس کی اولاد ہو۔ اسی کے لیے ہے جو کچھ آسمانوں اور جو کچھ زمین میں ہے اور اللہ ہی کافی ہے وکیل ہونے کے لحاظ سے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تشریح:

اللہ تعالیٰ کا ہمیشہ یہ قانون رہا ہے کہ جو لوگ اس کی اور اس کے نبیوں رسولوں کی اطاعت کرتے رہے وہ ان کو اپنی نعمتوں سے نوازتا رہا اور جن کی موت کفر و ظلم پر ہوئی، ان کو جہنم کا ایندھن بنا دیا گیا، اگرچہ دنیا میں ان کی زندگی عیش و عشرت میں گزری، برے انجام سے ڈرانے والوں نے ان کو اللہ کے عذابوں سے ڈرایا۔ ان کو سمجھانے کا حق ادا کیا لیکن دنیا میں آزمائش اور ڈھیل کے طور پر ملنے والی کامیابیوں اور کامرانیوں نے ان کو حق قبول نہ کرنے دیا اور دنیا کی چمک دمک میں کھو کر انھوں نے اپنی آخرت کو برباد کر لیا۔

ایسے ہی کافروں اور ظالموں کے بارے میں اللہ نے اعلان کر دیا کہ وہ ان کو نہ بخشے گا اور نہ راہِ حق کو اپنانے کی توفیق ان کو عطا کرے گا بلکہ ان کی اختیار کردہ جہنم کی راہ پر ہی ان کو گامزن رکھے گا تاکہ ہمیشہ کے لیے وہ جہنم میں داخل ہو جائیں، سورۃ محمد میں ارشاد ہوتا ہے:

﴿ اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَصَدُّوْا عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَشَآقُّوا الرَّسُوْلَ مِنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمُ الْهُدٰى لَنْ يَّضُرُّوا اللّٰهَ شَيْـًٔا ؕ وَسَيُحْبِطُ اَعْمَالَهُمْ (32) ﴾

بے شک جنھوں نے کفر کیا اور لوگوں کو اللہ کی راہ سے روکا اور اپنے آپ پر ہدایت کے واضح ہو جانے کے بعد رسول اللہ کی مخالفت کی، وہ اللہ تعالیٰ کو ہرگز کوئی نقصان نہیں پہنچائیں گے اور عنقریب اللہ ان کے اعمال ضائع کر دے گا۔

دنیا میں عموماً اللہ تعالیٰ جس کو حکمرانی سے نوازتا ہے، اس کی خواہش اور کوشش ہوتی ہے کہ اس کی رعایا میں سے کوئی اس کی نافرمانی نہ کرے اور اس کے ہر حکم کی تعمیل ہو، اگرچہ رعایا کی فلاح و بہبود کی بجائے اس کی ذاتی خواہشات کی تکمیل ہی مقصود ہو، انسان ہونے کے ناطے ہر حکمران کو معلوم ہوتا ہے کہ ایک نہ ایک دن اس کی حکمرانی ختم ہوگی۔ جس طرح اپنے پیش رو کی جگہ وہ آیا۔ اس کی جگہ بھی کسی دوسرے نے آنا ہے لیکن اس کے باوجود کوئی اس کی نافرمانی کرے تو وہ برداشت نہیں کرتا اور پوری قوت سے نافرمان کو اس کی نافرمانی کی سزا دیتا ہے، جب ایک انسان اپنی وقتی حکومت میں یہ رویہ اختیار کیے رہتا ہے تو جس کی حکومت دائمی ہے، جو خالق و مالک، رب العالمین اور احکم الحاکمین ہے وہ اپنی مخلوق کی سرکشی اور نافرمانی پر غضب ناک کیوں نہیں ہوگا؟ یہ فرق ضرور ہے کہ انسان اپنے جیسے انسان کی خطا کو معاف کرنے میں عموماً بخیلی کا مظاہرہ کرتا ہے۔ جب کہ غفور و رحیم اور تواب و کریم اسی انتظار میں رہتا ہے کہ اس کا سرکش نافرمان بندہ کب تائب ہو کر اس کی بارگاہ میں جھکتا ہے تاکہ وہ اپنی بخشش و رحمت سے نواز کر نہ صرف اس کی خطاؤں کو معاف کر دے بلکہ اس کے گناہوں کو نیکیوں میں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تبدیل کر دے۔

قرآن حکیم میں جن لوگوں کے بارے میں یہ اعلان ہوا کہ اللہ ان کو نہ بخشے گا، نہ ہدایت کی راہ دکھائے گا اور اللہ نے ان کے دلوں پر مہر لگا دی ہے، تو یہ وہ لوگ تھے جنھوں نے حق کو پہچانتے ہوئے ٹھکرایا اور اس کا مذاق اُڑایا۔ وہ بھی تھے جو اپنے دین میں انتہائی غلو کے مرتکب ہوتے تھے۔ غُلُوٌّ کا معنی کسی چیز کی حد سے تجاوز کرنا ہے۔ عیسیٰ علیہ السلام نے کبھی یہ نہ کہا کہ وہ خدا یا اس کے بیٹے ہیں یا ان کے پاس ایسی قوت و طاقت ہے کہ جو چاہیں کرتے رہیں۔ اگر ان کا کوئی ایسا معاملہ ہوتا تو یہود کو وہ مطیع و مغلوب کر لیتے۔ ان کے بارے میں عیسائیوں نے جو عقائد اپنائے ہیں وہ سراسر ان کی تعلیم کے خلاف ہیں، انہوں نے اپنے وقت کے لوگوں سے جو کہا، اللہ تعالیٰ نے اس کو سورۃ آل عمران کا حصہ بنا دیا:

﴿ اِنَّ اللّٰهَ رَبِّيْ وَرَبُّكُمْ فَاعْبُدُوْهُ ۭ هٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِيْمٌ ﴾ (51)

بے شک اللہ میرا اور تمہارا رب ہے پس اس کی عبادت کرو، یہی سیدھی راہ ہے۔

سورۃ المائدہ میں ارشاد ربانی ہے:

﴿ لَقَدْ كَفَرَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْمَسِيْحُ ابْنُ مَرْيَمَ ۭ وَقَالَ الْمَسِيْحُ يٰبَنِيْٓ اِسْرَاۗءِيْلَ اعْبُدُوا اللّٰهَ رَبِّيْ وَرَبَّكُمْ ﴾ (72)

بے شک ان لوگوں نے کفر کیا جنھوں نے کہا کہ اللہ خود ہی مسیح بن مریم ہے حالانکہ مسیح نے کہا کہ اے بنی اسرائیل! میرے اور اپنے رب ”اللہ“ کی عبادت کرو۔

اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کو کافر قرار دیا جنھوں نے عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں دعویٰ کر دیا کہ اللہ خود ان کی صورت میں نازل ہوا، یہاں ظلم کی انتہا ہو جاتی ہے کہ ایک طرف عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ بنا دیا اور دوسری طرف یہودیوں اور رومیوں کے ذریعے ان کو سولی پر چڑھا دیا۔ نعوذ باللہ من ذلک اس سے بڑھ کر کفر کی بات اور کیا ہو سکتی ہے۔

سورۃ المائدہ کی اگلی آیت کے الفاظ ہیں:

﴿ لَقَدْ كَفَرَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ ثَالِثُ ثَلٰثَةٍ ۘ وَمَا مِنْ اِلٰهٍ اِلَّآ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ۭ وَاِنْ لَّمْ يَنْتَهُوْا عَمَّا يَقُوْلُوْنَ لَيَمَسَّنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴾ (73)

یقیناً ان لوگوں نے بھی کفر کیا جنھوں نے کہا کہ بے شک اللہ تین میں سے تیسرا ہے۔ حالاں کہ ایک اکیلے معبود کے علاوہ کوئی معبود نہیں اور اگر وہ اس سے باز نہ آئے جو وہ کہہ رہے ہیں تو ان میں سے کافروں کو ضرور دردناک عذاب ہوگا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ساتھ ہی اللہ تعالیٰ نے توبہ واستغفار کی رغبت دلاتے ہوئے عیسیٰ علیہ السلام کی حقیقت سے آگاہ کر دیا۔ ارشاد ہوتا ہے:

﴿ اَفَلَا يَتُوْبُوْنَ اِلَى اللّٰهِ وَيَسْتَغْفِرُوْنَهٗ ؕ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿74﴾ مَا الْمَسِيْحُ ابْنُ مَرْيَمَ اِلَّا رَسُوْلٌ ۚ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ ؕ وَاُمُّهٗ صِدِّيْقَةٌ ؕ كَانَا يَاْكُلٰنِ الطَّعَامَ ؕ اُنْظُرْ كَيْفَ نُبَيِّنُ لَهُمُ الْاٰيٰتِ ثُمَّ انْظُرْ اَنّٰى يُؤْفَكُوْنَ ﴿75﴾ قُلْ اَتَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَمْلِكُ لَكُمْ ضَرًّا وَّلَا نَفْعًا ؕ وَاللّٰهُ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ﴿76﴾ ﴾

وہ اللہ عزوجل سے توبہ واستغفار کیوں نہیں کرتے؟ حالانکہ اللہ تعالیٰ بڑا ہی بخشنے والا اور بڑا ہی رحم کرنے والا ہے۔ مسیح بن مریم تو محض رسول تھے۔ بلاشبہ ان سے پہلے کئی رسول گزر چکے ہیں اور اس کی ماں بڑی پکے سچے ایمان والی تھی۔ وہ دونوں ہی (دنیا والا) کھانا کھایا کرتے تھے۔ آپ دیکھیں کہ ہم ان کے لیے کس طرح کھول کر وضاحت کر رہے ہیں پھر آپ یہ بھی دیکھیں وہ کیسے بہکے پھرے جا رہے ہیں۔ آپ کہہ دیں کیا تم اللہ کو چھوڑ کر اس کی عبادت کرتے ہو جو تمہارے لیے نفع ونقصان کا مالک نہیں اور اللہ تعالیٰ ہی ہمیشہ سننے اور جاننے والا ہے۔

سورۃ النسآء میں یہ وضاحت بھی کر دی گئی کہ کلمہ کُنْ سے معجزانہ طور پر ان کی تخلیق کا آغاز ہوا پھر ان کی والدہ ماجدہ میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے روح ڈال دی گئی۔ جس طرح ہر ماں کے بطن میں اس کے بچے کی روح ڈالی جاتی ہے۔ مشکوٰۃ کے "باب الایمان بالقدر" میں عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صادق ومصدوق نے فرمایا:

تمہارے کسی ایک کی تخلیق کا سلسلہ شروع ہوتا ہے تو وہ چالیس دن نطفہ پھر اتنے ہی دن جمے ہوئے خون پھر اتنے ہی دن گوشت کے لوتھڑے کی صورت اختیار کرتا ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ اس کی طرف ایک فرشتہ بھیجتا ہے جو چار باتیں اس کے لیے لکھ دیتا ہے۔ اس کا عمل کیسا ہوگا، اس کی عمر کتنی ہوگی، اس کو رزق کتنا ملے گا اور وہ شقی یا سعید ہوگا۔

«ثُمَّ يُنْفَخُ فِيْهِ الرُّوْحُ»

پھر اس میں روح پھونک دی جاتی ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اگر یَنْفُخُ کو مضارع معروف پڑھا جائے تو پھر ترجمہ ہوگا وہ فرشتہ اس میں روح پھونکتا ہے۔

سورۃ التحریم میں مریم علیہا السلام کے بارے میں ارشاد ہوتا ہے:

﴿ الَّتِيْٓ اَحْصَنَتْ فَرْجَهَا فَنَفَخْنَا فِيْهِ مِنْ رُّوْحِنَا ﴾ (12)

وہ جس نے اپنی شرمگاہ کی حفاظت کی۔ پھر اس میں ہم نے اپنی روح پھونک دی۔

عیسائیوں نے ''رُوْحٌ مِّنْهُ'' سے یہ عقیدہ گھڑ لیا کہ وہ اللہ کا حصہ ہے حالاں کہ ''مِنْهُ'' سے مراد اللہ کی طرف سے پھونکی ہوئی روح ہے۔ سورۃ الجاثیہ میں ارشاد ہوتا ہے:

﴿ وَسَخَّرَ لَكُمْ مَّا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا مِّنْهُ ﴾ (13)

اور اس نے تمہارے لیے مسخر کر دیا جو آسمانوں اور جو زمین میں ہے۔ یہ سب کچھ اس کی طرف سے ہے۔

یہاں ''مِنْهُ'' کا معنی اس کی طرف کیا جائے تو ٹھیک ہے ورنہ سب کچھ اللہ کا حصہ بن جائے گا۔ لہٰذا ''رُوْحٌ مِّنْهُ'' سے مراد ''رَسُوْلٌ مِّنْهُ'' ہے۔

اسی لیے اللہ تعالیٰ نے تین خداؤں والے تصور سے عیسائیوں کو منع کر دیا، کیوں کہ یہ ان کے دین میں غلو ہے، اللہ تعالیٰ تو پوری کائنات کا مالک ہے، جو کچھ آسمانوں اور زمین میں اور جو ان کے درمیان میں ہے، وہ سب اسی کی ملکیت ہے تو اس کو اولاد کی کیا ضرورت تھی؟ اس کی نہ کوئی بیوی ہے اور نہ اولاد بلکہ وہ اکیلا ہر شے سے بے نیاز، قادر مطلق اور وحدہ لاشریک ہے۔

قیامت کے روز عیسیٰ علیہ السلام بارگاہ الٰہ میں عرض کریں گے۔ سورۃ المائدہ ہی کے الفاظ ہیں:

﴿ مَا قُلْتُ لَهُمْ اِلَّا مَآ اَمَرْتَنِيْ بِهٖٓ اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ رَبِّيْ وَرَبَّكُمْ ﴾ (117)

میں نے ان سے وہی بات کہی جس کا تو نے مجھے حکم دیا کہ تم اپنے اور میرے رب 'اللہ' کی عبادت کرو۔

اس کے باوجود اگر کوئی کسی اور کو اللہ کا شریک بنائے تو وہ کفر و ظلم ہی ہوگا اور اس کا انجام نہ صرف اللہ کی بخشش سے محروم ہونا ہے بلکہ راہ حق و نجات سے دور ہو کر جہنم میں ہمیشہ کے لیے داخل ہونا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس سے ہمیں محفوظ رکھے۔ آمین

حل لغات

○ ﴿اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَظَلَمُوْا لَمْ يَكُنِ اللّٰهُ لِيَغْفِرَ لَهُمْ وَلَا لِيَهْدِيَهُمْ طَرِيْقًا﴾ میں اِنَّ حرف

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مشبہ بفعل۔ اَلَّذِیْنَ اسم موصول۔ کَفَرُوْا وَظَلَمُوْا (فعل ماضی معروف سے جمع مذکر غائب) صلہ۔ لَمْ نفی جحد۔ یَکُنِ فعل ناقص (مضارع)۔ لفظ اَللّٰہُ اس کا اسم۔ لِیَغْفِرَ اور لِیَھْدِیَ دونوں فعل مضارع پر لام تعلیل کا۔ ھُمْ ضمیریں کَفَرُوْا وَظَلَمُوْا کی طرف راجع۔ طَرِیْقًا مفعول۔ لِیَغْفِرَلَھُمْ سے آخر تک فعل ناقص (یکون) کی خبر۔ پھر یہ جملہ اِنَّ کی خبر۔ جملے کا معنی ہے: بے شک جنھوں نے کفر کیا اور ظلم کیا، اللہ سبحانہ وتعالیٰ نہ ان کو بخشے گا اور نہ ان کو (نجات کی) راہ دکھائے گا۔

- ﴿اِلَّا طَرِیْقَ جَھَنَّمَ خٰلِدِیْنَ فِیْھَآ اَبَدًا﴾ میں اِلَّا حرف استثناء۔ طَرِیْقَ جَھَنَّمَ (مرکب اضافی) مستثنیٰ۔ جَھَنَّمَ مضاف الیہ ہونے کے باوجود ظاہری طور پر مجرور نہیں کیوں کہ یہ غیر منصرف ہے۔ خٰلِدِیْنَ حال۔ فِیْھَا کی ھا جہنم کی طرف راجع۔ اَبَدًا ظرف۔ جملے کا معنی ہے: سوائے جہنم کی راہ کے جس میں وہ ہمیشہ رہیں گے۔
- ﴿وَکَانَ ذٰلِكَ عَلَی اللّٰہِ یَسِیْرًا﴾ میں کَانَ فعل ناقص۔ ذٰلِكَ اسم اشارہ (کَانَ کا اسم)، عَلَی اللّٰہِ جار مجرور یَسِیْرًا کے متعلق ہوکر کَانَ کی خبر۔ جملے کا معنی ہے: اور یہ اللہ پر بالکل آسان ہے۔
- ﴿یٰاَیُّھَا النَّاسُ قَدْ جَآءَ کُمُ الرَّسُوْلُ بِالْحَقِّ مِنْ رَّبِّکُمْ فَاٰمِنُوْا خَیْرًا لَّکُمْ﴾ میں یٰاَیُّھَا حرف ندا۔ اَلنَّاسُ منادیٰ۔ قَدْ حرف تحقیق۔ جَآءَ فعل ماضی۔ کُمْ ضمیر مخاطب کی (مفعول)۔ اَلرَّسُوْلُ فاعل۔ بِالْحَقِّ کی باء تعدیہ کی۔ مِنْ رَّبِّکُمْ مرکب جاری۔ فَاٰمِنُوْا فعل امر پر فاء ایجابی۔ خَیْرًا لَّکُمْ محذوف فعل اِفْعَلُوْا او اِئْتُوْا کی وجہ سے منصوب۔ جملے کا معنی ہے: اے لوگو! تمھارے رب کی طرف سے تمھارے پاس رسول حق لے کر آئے گئے ہیں، پس تم ایمان لاؤ، تمھارے لیے بہتر ہوگا۔
- ﴿وَاِنْ تَکْفُرُوْا فَاِنَّ لِلّٰہِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ﴾ میں اِنْ شرطیہ۔ تَکْفُرُوْا فعل مضارع کی نون اسی کی وجہ سے گری ہوئی ہے۔ اِنَّ حرف مشبہ بفعل پر فاء جواب شرط۔ لِلّٰہِ اور فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ جار مجرور۔ مَا موصولہ۔ جملے کا معنی ہے: اور اگر تم انکار کرو تو بے شک جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے وہ اللہ ہی کے لیے ہے۔
- ﴿وَکَانَ اللّٰہُ عَلِیْمًا حَکِیْمًا﴾ میں واؤ عاطفہ۔ کَانَ فعل ناقص۔ لفظ اَللّٰہُ اس کا اسم۔ عَلِیْمًا حَکِیْمًا اس کی خبر۔ جملے کا معنی ہے: اور اللہ تعالیٰ جاننے والا حکمت والا ہے۔
- ﴿یٰاَھْلَ الْکِتٰبِ لَا تَغْلُوْا فِیْ دِیْنِکُمْ وَلَا تَقُوْلُوْا عَلَی اللّٰہِ اِلَّا الْحَقَّ﴾ میں یَا حرف ندا۔ اَھْلَ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

الْکِتٰبِ (مرکب اضافی منادی۔ لَا تَغْلُوْا اور لَا تَقُوْلُوْا فعل امر نہی۔ اور فِیْ دِیْنِکُمْ مرکب جاری۔ عَلَی اللّٰہِ جار مجرور۔ اِلَّا حرفِ استثنا۔ اَلْحَقَّ مستثنیٰ۔ جملے کا معنی ہے: اے اہل کتاب! اپنے دین میں غلو نہ کرو اور اللہ پر حق کے علاوہ کچھ نہ کہو (یعنی صرف حق بیان کرو)۔

- ﴿اِنَّمَا الْمَسِیْحُ عِیْسَی ابْنُ مَرْیَمَ رَسُوْلُ اللّٰہِ وَ کَلِمَتُہٗ﴾ میں اِنَّمَا کلمہ حصر۔ اَلْمَسِیْحُ مبتدا۔ عِیْسَی ابْنُ مَرْیَمَ، اَلْمَسِیْحُ کا بدل یا عطف بیان۔ رَسُوْلُ اللّٰہِ وَ کَلِمَتُہٗ مبتدا کی خبر۔ جملے کا معنی ہے: حقیقت صرف یہ ہے کہ مسیح عیسیٰ بن مریم اللہ کے رسول اور اس کے کلمہ (کن سے پیدا ہونے والے) ہیں۔
- ﴿اَلْقٰھَآ اِلٰی مَرْیَمَ وَ رُوْحٌ مِّنْہُ فَاٰمِنُوْا بِاللّٰہِ وَ رُسُلِہٖ﴾ میں اَلْقٰی فعل ماضی۔ ھَا فعل ضمیر کَلِمَتُہٗ کی طرف راجع۔ اِلٰی مَرْیَمَ جار مجرور۔ مَرْیَمَ چوں کہ غیر منصرف ہے، اس لیے مجرور ہونے کے باوجود اس کے آخر میں زیر کی بجائے زبر آئی ہے۔ واؤ عاطفہ۔ رُوْحٌ مِّنْہُ معطوف۔ فَاٰمِنُوْا فعل امر پر فاء ترغیب وتلقین کی ہے۔ بِاللّٰہِ وَ رُسُلِہٖ جار مجرور۔ جملے کا معنی ہے: اس کلمہ کو مریم علیہا السلام میں ڈالا اور وہ اس کی طرف سے روح ہیں۔ پس اللہ اور رسولوں پر ایمان لاؤ۔
- ﴿وَلَا تَقُوْلُوْا ثَلٰثَۃٌ اِنْتَھُوْا خَیْرًا لَّکُمْ﴾ میں لَا تَقُوْلُوْا فعل نہی۔ ثَلٰثَۃٌ سے مراد اللہ و مسیح و مریم۔ اِنْتَھُوْا فعل امر۔ خَیْرًا لَّکُمْ فعل محذوف کی وجہ سے منصوب۔ جملے کا معنی ہے: اور تین مت کہو، باز آ جاؤ، تمہارے لیے بہتر ہوگا۔
- ﴿اِنَّمَا اللّٰہُ اِلٰہٌ وَّاحِدٌ﴾ میں اِنَّمَا کلمہ حصر۔ اَللّٰہُ مبتدا۔ اِلٰہٌ وَّاحِدٌ اس کی خبر۔ جملے کا معنی ہے: بے شک اللہ صرف ایک ہی معبود ہے۔
- ﴿سُبْحٰنَہٗ اَنْ یَّکُوْنَ لَہٗ وَلَدٌ﴾ میں سُبْحَانَ مصدر۔ ہ ضمیر اللہ کی طرف راجع۔ اَنْ ناصبہ۔ یَکُوْنَ فعل مضارع۔ لَہٗ جار مجرور خبر مقدم۔ وَلَدٌ ان کا اسم موخر۔ جملے کا معنی ہے: پاک ہے وہ اس سے کہ اُس کی کوئی اولاد ہو۔
- ﴿لَہٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ وَکَفٰی بِاللّٰہِ وَکِیْلًا﴾ میں لَہٗ جار مجرور۔ مَا دونوں جگہ موصولہ۔ کَفٰی فعل ماضی۔ بِاللّٰہِ جار مجرور۔ وَکِیْلًا تمیز۔ جملے کا معنی ہے: اسی کے لیے جو کچھ آسمانوں اور جو کچھ زمین میں ہے اور اللہ ہی وکیل کافی ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

﴿۵۱﴾

لَنۡ یَّسۡتَنۡكِفَ الۡمَسِیۡحُ اَنۡ یَّكُوۡنَ عَبۡدًا لِّلّٰهِ وَلَا الۡمَلٰٓئِكَةُ الۡمُقَرَّبُوۡنَ ؕ وَمَنۡ یَّسۡتَنۡكِفۡ عَنۡ عِبَادَتِهٖ وَیَسۡتَكۡبِرۡ فَسَیَحۡشُرُهُمۡ اِلَیۡهِ جَمِیۡعًا ﴿172﴾

مسیح کو اللہ کا بندہ ہونے کا ہرگز انکار نہیں ہوگا اور نہ مقرب فرشتے ہی اس کے منکر ہوں گے اور جو اس کی عبادت کرنے سے انکار و تکبر کریں گے تو اللہ ان کو اپنی طرف جمع کرے گا۔

فَاَمَّا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَیُوَفِّیۡهِمۡ اُجُوۡرَهُمۡ وَیَزِیۡدُهُمۡ مِّنۡ فَضۡلِهٖ ۚ وَاَمَّا الَّذِیۡنَ اسۡتَنۡكَفُوۡا وَاسۡتَكۡبَرُوۡا فَیُعَذِّبُهُمۡ عَذَابًا اَلِیۡمًا ۙ وَّلَا یَجِدُوۡنَ لَهُمۡ مِّنۡ دُوۡنِ اللّٰهِ وَلِیًّا وَّلَا نَصِیۡرًا ﴿173﴾

پس جو ایمان لائے اور انہوں نے نیک عمل کیے، اللہ ان کو ان کا پورا اجر دے گا اور اپنے فضل سے مزید دے گا اور جنہوں نے انکار و تکبر کیا، ان کو دردناک عذاب دے گا اور وہ اپنے لیے اللہ کے سوا کوئی دوست اور کوئی مددگار نہیں پائیں گے۔

یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ قَدۡ جَآءَكُمۡ بُرۡهَانٌ مِّنۡ رَّبِّكُمۡ وَاَنۡزَلۡنَاۤ اِلَیۡكُمۡ نُوۡرًا مُّبِیۡنًا ﴿174﴾

اے لوگو! تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے دلیل آ گئی ہے اور ہم نے تمہاری طرف واضح نور نازل کر دیا ہے۔

فَاَمَّا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا بِاللّٰهِ وَاعۡتَصَمُوۡا بِهٖ فَسَیُدۡخِلُهُمۡ فِیۡ رَحۡمَةٍ مِّنۡهُ وَفَضۡلٍ وَّیَهۡدِیۡهِمۡ اِلَیۡهِ صِرَاطًا مُّسۡتَقِیۡمًا ﴿175﴾

پس جو لوگ اللہ پر ایمان لے آئے اور مضبوطی سے اس کو تھام لیا تو وہ عنقریب ان کو اپنی طرف سے رحمت و فضل میں داخل کرے گا اور اپنی طرف (جانے والی) سیدھی راہ (پر گامزن ہونے) کی ہدایت دے گا۔

تشریح:

عیسائیوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں جو عقیدہ اپنایا، اللہ تعالیٰ نے اس کا مزید رد یوں فرمایا کہ جس کو تم خدا یا خدا کا بیٹا یا تینوں میں سے ایک کہتے ہو، اس نے خود اللہ کا بندہ ہونے میں کسی ننگ و عار یا تکبر و انکار کا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

مظاہرہ نہیں کیا تو تم اس کے بارے میں غلو کیوں کر رہے ہو؟

سورۃ الزخرف میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ اِنۡ هُوَ اِلَّا عَبۡدٌ اَنۡعَمۡنَا عَلَيۡهِ وَجَعَلۡنٰهُ مَثَلًا لِّبَنِىۡۤ اِسۡرَآءِيۡلَ ﴿59﴾ ﴾

وہ تو ایک بندہ ہے جس پر ہم نے انعام کیا اور اس کو بنو اسرائیل کے لیے ایک مثال بنایا۔

لیکن عیسائیوں نے اس مثال کو غلط رنگ دے دیا۔ بنو اسرائیل کی اصلاح کرنے کی بجائے ان کی پیروی کی۔ انہوں نے عزیر علیہ السلام کو اللہ کا بیٹا بنایا تو عیسائیوں نے حضرت عیسیٰ کے بارے میں ویسا ہی عقیدہ بنا لیا۔

سورۃ التوبۃ میں ارشاد ہوتا ہے:

﴿ وَقَالَتِ الۡيَهُوۡدُ عُزَيۡرُ ۨابۡنُ اللّٰهِ وَقَالَتِ النَّصٰرَى الۡمَسِيۡحُ ابۡنُ اللّٰهِ‌ ذٰ لِكَ قَوۡلُهُمۡ بِاَفۡوَاهِهِمۡ‌ۚ يُضَاهِـُٔوۡنَ قَوۡلَ الَّذِيۡنَ كَفَرُوۡا مِنۡ قَبۡلُ‌ؕ قَاتَلَهُمُ اللّٰهُ‌ۚ اَنّٰى يُؤۡفَكُوۡنَ ﴿30﴾ ﴾

یہود نے کہا عزیر اللہ کے بیٹے ہیں اور نصاریٰ نے کہا مسیح اللہ کے بیٹے ہیں۔ یہ ان کے منہ کی بات ہے۔ وہ ان لوگوں جیسی بات کہہ رہے ہیں جنہوں نے پہلے کفر کیا۔ اللہ تعالیٰ ان کو قتل کرے وہ کہاں بھٹکے جا رہے ہیں۔

اس سے ثابت ہو جاتا ہے کہ عیسائیوں نے یہود کی نقالی کی یا ان کے مقابلے میں عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں ایسا ہی غلو کیا کہ جیسا یہود نے عزیر علیہ السلام کے بارے میں کیا۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ نے قرآن حکیم میں عیسیٰ علیہ السلام کا ذکر کرتے ہوئے سولہ مرتبہ ان کے نام کے ساتھ ''ابن مریم'' لگا کر واضح کر دیا کہ وہ مریم علیہا السلام کے بیٹے تھے جو معجزانہ طور پر باپ کے بغیر، کلمہ کُنۡ سے پیدا ہوئے اور انہوں نے پیدا ہوتے ہی جو سب سے پہلی بات کہی اللہ تعالیٰ نے اس کو سورۃ مریم کا حصہ بنا دیا:

﴿ قَالَ اِنِّىۡ عَبۡدُ اللّٰهِ ﴿30﴾ ﴾

انہوں نے کہا بے شک میں اللہ کا بندہ ہوں۔

• ساتھ ہی یہ وضاحت بھی موجود ہے۔

﴿ مَا كَانَ لِلّٰهِ اَنۡ يَّتَّخِذَ مِنۡ وَّلَدٍ‌ ۙ سُبۡحٰنَهٗ ؕ اِذَا قَضٰٓى اَمۡرًا فَاِنَّمَا يَقُوۡلُ لَهٗ كُنۡ فَيَكُوۡنُ ﴿35﴾ ﴾

اللہ کی یہ شان نہیں کہ وہ کسی کو بیٹا بنائے، وہ اس سے پاک ہے۔ جب وہ کسی معاملے کا ارادہ کرتا ہے تو اس کے لیے کہتا ہے: ''ہو جا'' تو وہ ہو جاتا ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اگر عیسائیوں کے عقیدہ باطلہ کی تصدیق کر دی جائے تو پھر آدم اور ان کی زوجہ کے بارے میں کیا کہا جائے گا۔ جب کہ آدم علیہ السلام کا نہ کوئی باپ تھا اور نہ کوئی ماں۔ پھر ان میں سے ان کی زوجہ کو نکالا۔ یہ تو ایک مرد اور ایک عورت کی تخلیق تھی، عہدنامہ قدیم کے آغاز ہی میں کل کائنات کی تخلیق کا ذکر Genesis (پیدائش) میں ہوا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی کائنات میں جو کچھ پیدا کیا، اس کے لیے Let کا کلمہ استعمال کیا۔ جیسے قرآن میں "کُنْ" کی صورت میں اللہ حکم فرماتا ہے۔ اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ جب Let کے ساتھ کائنات کی ہر شے وجود میں آ گئی تو وہی قادر مطلق عیسیٰ علیہ السلام کو بن باپ پیدا کرنے پر قدرت نہیں رکھتا تھا۔ لہٰذا عقلی اور نقلی طور پر عیسیٰ علیہ السلام کو خدا کا بیٹا کہنا یا ان کو خدا بنا لینا یا تینوں میں سے ایک سمجھ لینا سراسر جہالت اور کفر ہے۔

صحیح بخاری (کتاب الانبیاء ص ۴۹۰) میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ انہوں نے عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو منبر پر کہتے ہوئے سنا، میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد فرماتے سنا۔

« لَا تُطْرُوْنِیْ كَمَا أَطْرَتِ النَّصَارٰی ابْنَ مَرْيَمَ فَإِنَّمَا أَنَا عَبْدُهٗ فَقُوْلُوْا عَبْدُاللّٰهِ وَرَسُوْلُهٗ »

میرے بارے میں اس طرح غلو نہ کرنا جس طرح نصاریٰ نے عیسیٰ بن مریم کے بارے میں کیا۔ بے شک میں اللہ کا بندہ ہوں مجھے اللہ کا بندہ اور اس کا رسول کہتے رہنا۔

اس حکم کے ذریعے آپ نے اپنی اُمت کو اس غلو سے بچنے کی تلقین فرمائی جس کا شکار یہود و نصاریٰ ہو گئے۔

فرشتوں کے بارے میں بھی اللہ تعالیٰ نے واضح فرما دیا کہ جو لوگ ان کو اللہ کی بیٹیاں سمجھ کر ان کی عبادت کرتے ہیں ان کو بھی اللہ کی بندگی کرنے والے غلام ہونے میں کوئی عار و انکار نہیں۔ وہ تو ہمہ وقت اپنے رب کی حمد و تسبیح بیان کرنے میں مصروف رہتے ہیں۔ سورۃ غافر میں ارشاد ہوتا ہے:

﴿ اَلَّذِيْنَ يَحْمِلُوْنَ الْعَرْشَ وَمَنْ حَوْلَهٗ يُسَبِّحُوْنَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَيُؤْمِنُوْنَ بِهٖ ﴿7﴾ ﴾

جو (فرشتے) اللہ کے عرش کو اٹھائے رکھتے ہیں اور جو اس کے اردگرد ہیں، وہ (سب) اپنے رب کی حمد کے ساتھ اس کی تسبیح بیان کرتے رہتے ہیں اور اسی پر ایمان رکھتے ہیں۔

رہی بات ان کے اللہ کی بیٹیاں ہونے کی تو اللہ تعالیٰ نے سورۃ الزخرف میں مشرکوں سے سوال کیا ہے:

﴿ وَجَعَلُوا الْمَلٰٓئِكَةَ الَّذِيْنَ هُمْ عِبٰدُ الرَّحْمٰنِ اِنَاثًا ؕ اَشَهِدُوْا خَلْقَهُمْ ؕ سَتُكْتَبُ شَهَادَتُهُمْ وَيُسْئَلُوْنَ ﴿19﴾ ﴾

اور انہوں نے فرشتوں کو جو رحمٰن کے بندے ہیں عورتیں بنا دیا۔ جب فرشتوں کی تخلیق ہوئی کیا اس

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

وقت ایسا کہنے والے موجود تھے۔ عنقریب ان کی یہ گواہی لکھی جائے گی اور ان سے اس بارے میں پوچھا جائے گا۔

یعنی ان کے عقیدہ باطلہ کے بارے میں سوال ہوگا۔ جب اس کو ثابت نہیں کر پائیں گے تو اس کی سزا ان کو دی جائے گی۔

اس کی مزید وضاحت سورۃ الانبیاء میں یوں ہوتی ہے:

﴿ وَقَالُوا اتَّخَذَ الرَّحْمٰنُ وَلَدًا سُبْحَانَهُ ۚ بَلْ عِبَادٌ مُّكْرَمُونَ (26) لَا يَسْبِقُونَهُ بِالْقَوْلِ وَهُمْ بِأَمْرِهِ يَعْمَلُونَ (27) ﴾

اور انہوں نے کہا کہ رحمٰن کی اولاد ہے حالاں کہ وہ اس سے پاک ہے۔ بلکہ وہ اللہ کے عزت والے بندے ہیں۔ وہ کسی بات میں بھی اس سے آگے نہیں بڑھتے بلکہ اس کے حکم کے مطابق عمل کرتے ہیں۔

سورۃ الانبیاء ہی کے الفاظ ہیں:

﴿وَلَهُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ ۚ وَمَنْ عِنْدَهُ لَا يَسْتَكْبِرُونَ عَنْ عِبَادَتِهِ وَلَا يَسْتَحْسِرُونَ (19) يُسَبِّحُونَ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ لَا يَفْتُرُونَ (20) ﴾

اور اُسی کے (بندے) ہیں جو بھی آسمانوں اور زمین میں ہیں اور جو اس کے پاس ہیں۔ وہ اس کی عبادت سے تکبر نہیں کرتے اور نہ تھکتے ہی ہیں۔ دن رات اس کی تسبیح بیان کرتے ہیں اور کسی کمی کوتاہی کے مرتکب نہیں ہوتے ہیں۔

اپنے مقرب بندوں اور فرشتوں کے معمول سے آگاہ کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کے انجام کی خبر بھی دے دی جو اس کی عبادت نہیں کرتے بلکہ متکبرانہ رویہ اختیار کرتے ہوئے اپنے عقیدہ باطلہ یا نفسانی خواہشات کو پروان چڑھانے میں لگے رہتے ہیں۔ قیامت کے روز ان سب کو اللہ جمع کر کے ان کے اعمال کے مطابق ان کو دردناک عذاب میں مبتلا کرے گا۔ اس دن اللہ کے سوا ان کا کوئی دوست اور کوئی مددگار نہ ہوگا۔ البتہ جو اللہ پر ایمان لائے اور انہوں نے اپنے نیک اعمال سے اپنے ایمان کی تصدیق کی تو اللہ تعالیٰ ان کو پورا پورا اجر عطا فرمائے گا۔ بلکہ اپنے فضل وکرم سے ان کو مزید نعمتوں سے نوازے گا۔

اللہ تعالیٰ کا قانون ہے کہ دنیا میں پیدا ہونے والے ہر انسان کو چند باتوں کے علاوہ باقی تمام معاملات میں اسے بااختیار بنایا ہے۔ موت، رزق، بیماری اور حادثات والے معاملات میں اسے کوئی اختیار نہیں۔ کیوں کہ اگر یہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اختیار بھی انسانوں کومل جاتا تو کوئی مرنا پسند ہی نہ کرتا۔ ساری دنیا کا رزق اپنے قبضے میں کر لیتا۔ دوسروں پر بیماری مسلط کر کے خود صحت مند رہتا اور حادثات کو بھی اپنے قریب نہ آنے دیتا۔ اس اختیار کے علاوہ اپنی زندگی کو نیکی سے مزین کرنا یا برائی سے متعفن کرنا اور دنیا کی بجائے آخرت کو سنوارنے کا کلی اختیار انسان کے سپرد کر دیا گیا ہے اور اللہ نے انسان کو اپنی راہنمائی سے محروم نہیں رکھا بلکہ انسانی زندگی کے ہر دور میں اس نے اپنی مخلوق کو بھرپور ہدایت سے نوازا۔ چونکہ نبوت و رسالت سید الانبیاء محمد رسول اللہ ﷺ پر ختم ہوگئی، اس لیے قیامت تک دنیا کے تمام انس وجن کے لیے اس نے جو آخری کتاب نازل فرمائی، اس کو نور و برہان فرمایا یعنی دنیا میں گمراہی سے بچنے کے لیے یہ نور ہدایت ہے اور قیامت کے روز جنت میں لے جانے کی بہترین دلیل ہوگا۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ نے اعلان فرمایا کہ نازل کردہ نور و برہان کے مطابق عمل کرتے ہوئے جو اپنے رب پر ایمان لائیں گے۔ ان کو اپنی رحمت سے نوازے گا اور اپنے فضل سے اس کی طرف جانے والی سیدھی راہ پر گامزن رہنے کی توفیق عطا فرمائے گا۔

اللہ تعالیٰ ہمیں گمراہی سے بچا کر سیدھی راہ اپنانے کی توفیق عطا فرمائے۔

حل لغات:

- ﴿لَنْ يَّسْتَنْكِفَ الْمَسِيْحُ اَنْ يَّكُوْنَ عَبْدًا لِّلّٰهِ وَلَا الْمَلٰٓئِكَةُ الْمُقَرَّبُوْنَ﴾ میں لَنْ حرف نفی تاکیدی مستقبل اور یہ فعل مضارع کے آخر میں زبر دیتا ہے۔ يَسْتَنْكِفَ فعل مضارع (باب استفعال) اَلْمَسِيْحُ اس کا فاعل۔ اَنْ ناصبہ۔ يَكُوْنَ فعل مضارع (ناقص)۔ عَبْدًا لِّلّٰهِ اس کی خبر۔ واو عاطفہ۔ لَا نافیہ۔ اَلْمَلٰٓئِكَةُ موصوف۔ اَلْمُقَرَّبُوْنَ اس کی صفت اور مرکب توصیفی کا اَلْمَسِيْحُ پر عطف۔ جملے کا معنی ہے مسیح اللہ کا بندہ ہونے کا ہرگز انکار نہیں کرے گا اور نہ مقرب فرشتے ہی۔
- ﴿وَمَنْ يَّسْتَنْكِفْ عَنْ عِبَادَتِهٖ وَيَسْتَكْبِرْ فَسَيَحْشُرُهُمْ اِلَيْهِ جَمِيْعًا﴾ میں من شرطیہ۔ يَسْتَنْكِفْ وَيَسْتَكْبِرْ فعل مضارع۔ عَنْ عِبَادَتِهٖ مرکب جاری۔ فَيَحْشُرُهُمْ فعل مضارع پر فاء جواب شرط۔ هُمْ ضمیر تکبر و انکار کرنے والوں کی طرف راجع۔ اِلَيْهِ جار مجرور۔ جَمِيْعًا حال۔ جملے کا معنی ہے اور جس نے اس کی عبادت کرنے سے انکار کیا اور تکبر کا مظاہرہ کیا، وہ ان سب کو اپنی طرف جمع کرے گا۔
- ﴿فَاَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَيُوَفِّيْهِمْ اُجُوْرَهُمْ وَيَزِيْدُهُمْ مِّنْ فَضْلِهٖ﴾ میں حرف اَمَّا شرطیہ پر فاء تفصیلی۔ اَلَّذِيْنَ موصولہ۔ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوْا فعل ماضی۔ اَلصّٰلِحٰتِ مفعول۔ يُوَفِّيْهِمْ پر فاء جزائیہ۔ هُمْ ضمیر مومنوں کی طرف راجع۔ اُجُوْرَهُمْ مفعول۔ واو عاطفہ۔ يَزِيْدُ فعل مضارع۔ هُمْ ضمیر

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مفعول۔ مِنْ فَضْلِهٖ مرکب جاری۔ جملے کا معنی ہے پس جو ایمان لائے اور انہوں نے نیک عمل کیے، اللہ ان کو ان کا پورا اجر دے گا اور اپنے فضل سے مزید عطا کرے گا۔

○ ﴿وَاَمَّا الَّذِيْنَ اسْتَنْكَفُوْا وَاسْتَكْبَرُوْا فَيُعَذِّبُهُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا﴾ میں اسْتَنْكَفُوْا وَاسْتَكْبَرُوْا دونوں فعل ماضی جمع مذکر غائب۔ فَيُعَذِّبُهُمْ کی ضمیر هُمْ مفعول اور عَذَابًا اَلِيْمًا مرکب توصیفی مفعول مطلق۔ جملے کا معنی ہے اور جنہوں نے انکار اور تکبر کیا تو اللہ ان کو دردناک عذاب دے گا۔

○ ﴿وَلَا يَجِدُوْنَ لَهُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلِيًّا وَّلَا نَصِيْرًا﴾ میں واو عاطفہ۔ لَا نافیہ۔ يَجِدُوْنَ باب وَجَدَ يَجِدُ مثال واوی سے فعل مضارع جمع مذکر غائب۔ لَهُمْ جار مجرور۔ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مرکب جاری وَلِيًّا مفعول۔ جملے کا معنی ہے اور وہ اللہ کے سوا نہ کوئی اپنے لیے دوست پائیں گے اور نہ مددگار۔

○ ﴿يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَآءَكُمْ بُرْهَانٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ﴾ میں يٰۤاَيُّهَا حرف نداء۔ النَّاسُ منادیٰ۔ قَدْ حرف تحقیق۔ جَآءَ فعل ماضی۔ كُمْ ضمیر مخاطب کی مفعول۔ بُرْهَانٌ فاعل۔ مِنْ رَّبِّكُمْ مرکب جاری۔ جملے کا معنی ہے اے لوگو! بے شک تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے دلیل آ چکی ہے۔

○ ﴿وَاَنْزَلْنَاۤ اِلَيْكُمْ نُوْرًا مُّبِيْنًا﴾ میں واوَ عاطفہ، اَنْزَلْنَا فعل ماضی جمع متکلم۔ اِلَيْكُمْ جار مجرور۔ نُوْرًا مُّبِيْنًا مرکب توصیفی مفعول۔ جملے کا معنی ہے اور ہم نے آپ کی طرف واضح نور نازل کر دیا ہے۔

○ ﴿فَاَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَاعْتَصَمُوْا بِهٖ فَسَيُدْخِلُهُمْ فِيْ رَحْمَةٍ مِّنْهُ وَفَضْلٍ﴾ میں فَاَمَّا شرطیہ تفصیلی۔ الَّذِيْنَ موصولہ۔ اٰمَنُوْا اور اِعْتَصَمُوْا دونوں فعل ماضی جمع مذکر غائب۔ (پہلا باب افعال سے اور دوسرا باب افتعال سے) بِاللّٰهِ بِهٖ فِيْ رَحْمَةٍ مِّنْهُ چاروں جار مجرور اور فَضْلٍ کا عطف رَحْمَةٍ پر۔ فَسَيُدْخِلُهُمْ کی فاء۔ جزائیہ۔ حرف سین معنی کو مستقبل قریب میں کرنے والا۔ يُدْخِلُ فعل مضارع۔ هُمْ ضمیر اللہ پر ایمان لانے اور اس کو مضبوطی سے تھامنے والوں کی طرف راجع۔ جملے کا معنی ہے پس جو اللہ پر ایمان لائے اور انہوں نے اس کو مضبوطی سے تھام لیا ان کو وہ عنقریب اپنی طرف سے رحمت و فضل میں داخل کرے گا۔

○ ﴿وَيَهْدِيْهِمْ اِلَيْهِ صِرَاطًا مُّسْتَقِيْمًا﴾ میں يهدى فعل مضارع واحد مذکر غائب۔ هُمْ ضمیر مفعول۔ اِلَيْهِ جار مجرور۔ صِرَاطًا مُّسْتَقِيْمًا مرکب توصیفی مفعول۔ جملے کا معنی ہے اور ان کو اپنی طرف آنے والی سیدھی راہ اپنانے کی ہدایت سے نوازے گا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

﴿۵۲﴾

يَسْتَفْتُوْنَكَ ؕ قُلِ اللّٰهُ يُفْتِيْكُمْ فِي الْكَلٰلَةِ ؕ اِنِ امْرُؤٌا هَلَكَ لَيْسَ لَهٗ وَلَدٌ وَّلَهٗٓ اُخْتٌ فَلَهَا نِصْفُ مَا تَرَكَ ۚ وَهُوَ يَرِثُهَآ اِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّهَا وَلَدٌ ؕ فَاِنْ كَانَتَا اثْنَتَيْنِ فَلَهُمَا الثُّلُثٰنِ مِمَّا تَرَكَ ؕ وَاِنْ كَانُوْٓا اِخْوَةً رِّجَالًا وَّنِسَآءً فَلِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْاُنْثَيَيْنِ ؕ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ اَنْ تَضِلُّوْا ؕ وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ﴿176﴾

وہ آپ سے فتویٰ پوچھتے ہیں۔ آپ کہہ دیں کہ اللہ تمہیں کلالہ کے بارے میں فتویٰ دیتا ہے۔ اگر کوئی شخص فوت ہو جائے اس حال میں کہ اس کی اولاد نہ ہو اور اس کی ایک بہن ہو تو اس کے لیے اس کا نصف ہوگا جو وہ وراثت کی صورت میں چھوڑے جب کہ وہ بھائی اس بہن کے سارے مال کا وارث ہوگا اگر اس کی کوئی اولاد نہ ہو اور اگر بہنیں دو ہوں تو ان کے لیے اس کے مال میں سے دو تہائی ہوگا جو وہ چھوڑے اور اگر مردوں اور عورتوں کی جماعت ہو تو ہر مرد کے لیے دو عورتوں کے حصے کی مثل ہوگا۔ اللہ تمہارے لیے بیان کر رہا ہے کہ تم بہک نہ جاؤ اور اللہ ہر شے کو اچھی طرح جاننے والا ہے۔

تشریح:

جمہور علمائے اُمت کے نزدیک کلالہ وہ ہے کہ جس میت کی نہ اولاد ہو اور نہ والد۔ امام بخاری رحمہ اللہ کے مطابق ”اَلْكَلَالَةُ مَنْ لَّمْ يَرِثْهُ اَبٌ اَوْ اِبْنٌ وَّهُوَ مَصْدَرٌ مِّنْ تَكَلَّلَهُ النَّسَبُ“ یعنی ”کلالہ وہ ہے جس کا وارث باپ یا بیٹا نہ ہو اور یہ لفظ تَكَلَّلَهُ النَّسَبُ سے نکلا ہے“ یعنی اس کی دونوں نسبی طرفین خراب کر دیں۔

تفسیر سورۃ النسآء کے آخر میں امام بخاری رحمہ اللہ نے براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ سب سے آخر میں نازل ہونے والی سورت، سورۃ براءۃ (التوبۃ) اور قرآن کی آخری آیت يَسْتَفْتُوْنَكَ یعنی سورۃ النسآء کی آخری آیت ہے۔

میراث کی آیات ۱۱-۱۲ کی تشریح میں جابر رضی اللہ عنہ کا واقعہ بیان ہو چکا ہے کہ ان کی کوئی اولاد نہ تھی۔ باپ جنگ اُحد میں شہید ہو گئے، صرف بہنیں ہی تھیں جن کے بارے میں انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے راہنمائی چاہی تو اللہ تعالیٰ نے امت محمدیہ کو میت کی میراث کے بارے میں کامل راہنمائی سے نواز دیا۔

لفظ الکلالہ سورۃ النسآء میں دو مرتبہ استعمال ہوا ہے لیکن اس کی میراث سے حصہ پانے والوں کے حصوں میں فرق رکھا گیا ہے۔ پہلی جگہ جن کے حصوں کا ذکر ہوا ہے وہ ماں کی طرف سے بہن بھائی ہیں، جن کو اخیافی کہا جاتا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے۔ جب کہ دوسری جگہ جن کا ذکر ہوا ہے، ان کا حقیقی یعنی عینی ہونا ضروری ہے یعنی ایک ہی ماں باپ کی اولاد ہو۔

یہاں یہ بھی واضح ہو جاتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے ارشادات کے بغیر قرآن کا سمجھنا ممکن نہیں۔ جس قاری کو عینی، علاتی اور اخیافی رشتوں میں فرق کرنے کی تمیز نہ ہوگی، وہ علم الفرائض کو سمجھ ہی نہیں سکتا۔ علاتی اس اولاد کو کہا جاتا ہے جس کا باپ ایک ہو لیکن مائیں مختلف ہوں۔

کلالہ کی وراثت کے بارے میں یہاں چار صورتوں کا بیان ہوا ہے:

- پہلی یہ کہ فوت ہونے والے مرد کی صرف ایک حقیقی بہن ہو۔ اللہ تعالیٰ نے اس حقیقی بہن کو اپنے فوت ہونے والے بھائی کی میراث کے آدھے حصے کا وارث بنا دیا ہے۔ یعنی بھائی کے چھوڑے ہوئے مال و جائیداد میں سے آدھا حصہ دے کر باقی میت کے دوسرے قریبی رشتہ داروں میں تقسیم کیا جائے گا۔
- دوسری صورت یہ کہ میت عورت کی ہو اور اس کا ایک حقیقی بھائی ہو تو اس بھائی کو اپنی فوت شدہ بہن کا سارے کا سارا مال مل جائے گا۔ کیونکہ قانونِ وراثت کے مطابق بھائی کو دو بہنوں کے حصوں کے برابر ملتا ہے۔
- تیسری صورت یہ کہ مرد کلالہ کی دو بہنیں ہوں تو اللہ تعالیٰ نے ان دونوں کے لیے میراث سے دو تہائی حصہ مقرر فرمایا ہے۔ اگر بہنیں دو سے زیادہ ہوں تو بھی وہ دو تہائی حصہ ہی میں شریک ہوں گی۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے میراث کی پہلی آیت میں فرمایا ہے:

﴿ فَإِنْ كُنَّ نِسَاءً فَوْقَ اثْنَتَيْنِ فَلَهُنَّ ثُلُثَا مَا تَرَكَ ﴿۱۱﴾ ﴾

اگر عورتیں دو سے زیادہ ہوں تو ان کے لیے دو تہائی حصہ ہوگا، اس میں سے جو میت نے چھوڑا۔

- چوتھی صورت یہ کہ کلالہ میت کے کئی بھائی بہن ہوں تو اللہ نے ان کو عام اسلامی قانونِ وراثت کے تابع کر دیا یعنی ہر بھائی کو دو بہنوں کے حصے کی مثل دیا جائے گا۔

رسول اللہ ﷺ اور آپ کے صحابہ علم الفرائض کو بڑی اہمیت دیا کرتے تھے۔ المستدرک (۴/۳۳۳) السنن الکبری (۶/۲۰۸) میں عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

قرآن سیکھو اور لوگوں کو سکھاؤ۔ فرائض کا علم حاصل کرو اور لوگوں کو اس کی تعلیم دو۔ عنقریب میں دنیا سے رخصت ہونے والا ہوں اور فتنے ظاہر ہوں گے، یہاں تک کہ دو آدمی میراث کے فریضہ میں اختلاف کریں گے اور دونوں کوئی ایسا شخص نہیں پائیں گے جو دونوں کے درمیان فیصلہ کرے۔

سنن الدارمی (کتاب الفرائض ص ۳۸۴)، السنن الکبریٰ (۶/۲۰۹) کی روایت ہے:

« قَالَ عمر رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ تَعَلَّمُوا الْفَرَائِضَ فَإِنَّهَا مِنْ دِيْنِكُمْ۔»

عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا فرائض کا علم حاصل کیا کرو، بے شک یہ تمہارا دین ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سنن الدارمی اور السنن الکبری میں عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا یہ قول بھی منقول ہے کہ جس نے قرآن کی تعلیم حاصل کی، اس کو چاہیے کہ فرائض کا علم بھی سیکھے۔ ایسا نہ ہو کہ اس کو کوئی اعرابی ملے اور اس سے پوچھے قرآن پڑھتے ہو؟ وہ کہے ہاں۔ اعرابی سوال کرے کہ علم الفرائض سے بھی آگاہ ہو۔ اگر جواب میں کہے ہاں تو اس کے لیے بہتر اور زیادہ ہوگا۔ اگر کہے نہیں تو اعرابی کہے گا تم بھی قرآن پڑھتے ہو اور ہم بھی پھر تم میں اور ہم میں کیا فرق ہوا؟''

الدارمی میں ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے یہ بھی مروی ہے کہ جس نے قرآن کا علم حاصل کیا اور علم الفرائض نہ سیکھا، اس کی مثال ایسے سر جیسی ہے جس کا چہرہ نہ ہو۔

امام بیہقی رحمہ اللہ نے سفیان بن عینیہ رحمہ اللہ کے حوالے سے نقل کیا ہے کہ فرائض کو آدھا علم اس لیے کہا گیا ہے کہ تمام لوگوں کو اس کی ضرورت پڑتی ہے۔ یعنی وراثت کا مسئلہ پیش آتا ہے۔

مسند احمد (۶/ ۴۲۷) میں ام المومنین ام حبیبہ رضی اللہ عنہا سے مروی روایت کا حصہ ہے کہ اہل یمن میں سے چند لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے تو آپ نے ان کو نماز، سنت اور فرائض سے آگاہ فرمایا۔ صحیح بخاری (ص ۹۹۷) اور صحیح مسلم (۲/ ۳۴) کی کتاب الفرائض میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«اَلْحِقُوا الْفَرَائِضَ بِاَهْلِهَا فَمَا بَقِيَ فَهُوَ لِاَوْلٰى رَجُلٍ ذَكَرٍ»

میراث کے وارثوں کا حق ان تک پہنچاؤ۔ جو باقی بچے تو میت کا سب سے زیادہ نزدیکی رشتہ دار مرد اس کا حق دار ہوگا۔

ظاہر ہے کہ اس پر عمل کرنے کی صلاحیت وہی رکھے گا جو علم الفرائض سے اچھی طرح آگاہ ہوگا۔ دادا دادی اور پوتا پوتی جیسے مسائل کے حل کے لیے احادیث کی طرف رجوع کرنا ہوگا۔

صحابہ رضی اللہ عنہم کا معمول تھا کہ میراث کی تقسیم کے بارے میں فیصلہ کرتے ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوۂ حسنہ کو پیش نظر رکھتے تھے۔ علامہ سیوطی رحمہ اللہ نے اپنی تفسیر درمنثور (۲/ ۲۵۱) میں مسند احمد کی بہت ہی عمدہ سند والی ایک روایت نقل کی ہے کہ زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے مسئلہ پوچھا گیا کہ ایک عورت فوت ہوگئی، اس کے خاوند کے ساتھ اس کی ایک حقیقی بہن ہے۔ وراثت کی تقسیم کیسے ہوگی؟ انہوں نے کہا آدھا خاوند کو اور آدھا بہن کو ملے گا۔ جب ان سے دلیل مانگی گئی تو انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی طرح فیصلہ فرمایا۔

صحیح بخاری، کتاب الفرائض (ص ۹۹۷) کی روایت ہے۔ ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا کلالہ میت کی ایک بیٹی، ایک پوتی اور ایک حقیقی بہن ہو تو اس کی وراثت کی تقسیم کیسے ہوگی؟ انہوں نے کہا آدھا حصہ بیٹی کو اور آدھا بہن کو دیا جائے گا۔

سائل سے انہوں نے یہ بھی کہا کہ تم عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے پاس جا کر یہی سوال ان سے کرو جو میں نے کہا اسی کی موافقت کریں گے۔ چنانچہ سائل نے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے پاس آ کر وہی سوال کرنے کے ساتھ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جو فتویٰ ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے دیا تھا، اس کے بارے میں بھی بتا دیا۔ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا:

اگر میں بھی ویسا ہی فتویٰ دے دوں تو گمراہ ہو جاؤں گا اور ہدایت یافتہ لوگوں میں میرا شمار نہیں ہوگا۔ میں ویسا ہی فیصلہ کروں گا جیسا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا۔ بیٹی کو نصف اور پوتی کے لیے چھٹا حصہ ہوگا۔ یوں یہ وراثت کا دوتہائی ہو جائے گا۔ باقی جو بچے وہ حقیقی بہن کو ملے گا۔

راوی کا بیان ہی ہے، ہم نے ابو موسیٰ کے پاس آ کر جب ان کو عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے فتوے کی خبر سنائی تو اسے سن کر انہوں نے کہا "جب تک یہ علامہ تم میں زندہ ہے مجھ سے وراثت کے بارے میں نہ پوچھا کرو۔

ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے آیات میراث کے ظاہری الفاظ کی روشنی میں آدھا حصہ حقیقی بہن کو اور آدھا حصہ بیٹی کو دیا جب کہ علم الفرائض میں گہری نظر رکھنے والے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے پوتی کو بیٹی کی جگہ لا کر دو بیٹیوں والی صورت کے مطابق فیصلہ کر دیا۔

سورۃ النسآء کا آغاز اللہ تعالیٰ نے انسان کی تخلیق اور اس میں سے اس کی بیوی پیدائش، پھر ان دونوں کے ذریعے زمین میں مردوں اور عورتوں کو پھیلانے کے ذکر سے فرمایا یعنی حقیقی خالق وہی ہے اور سورت کے اختتام پر وراثت کی تقسیم کا ذکر کر کے انسانوں پر واضح کر دیا کہ ہر پیدا ہونے والے نے ایک دن مرنا ہے۔ بڑا ہی لطیف نکتہ یہاں یہ ہے کہ موت کے لیے اس نے هَلَكَ کا لفظ استعمال کر کے سورۃ القصص کی آخری آیت کی طرف اشارہ کر دیا۔

﴿ لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ كُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ إِلَّا وَجْهَهُ لَهُ الْحُكْمُ وَإِلَيْهِ تُرْجَعُونَ (88) ﴾

وہی یعنی (اللہ ہی) حقیقی معبود ہے۔ ہر شے ہلاک ہونے والی ہے۔ صرف اس کی ذات ہی باقی رہنے والی ہے۔ اسی کا حکم چلتا ہے اور اسی کی طرف تم لوٹائے جاؤ گے۔

لہٰذا انسان اپنی فانی زندگی میں جو مال و دولت جمع کرتا ہے یا جائیداد بناتا ہے، انجام کار وہ اس کے ورثاء میں تقسیم ہوتی ہے جس کی وضاحت تفصیل کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے خود بیان فرما دی تاکہ اہل ایمان ہر قسم کے بہکاوے سے محفوظ ہو جائیں۔ آخر میں اللہ تعالیٰ نے یہ اعلان بھی کر دیا کہ وہ ہر چیز کو خوب جاننے والا ہے۔ اگر کوئی سمجھے کہ وہ اپنی چالاکی سے کسی کا حق مار سکتا ہے اور لوگوں کو بے وقوف بنا لیتا ہے تو اللہ اس کے معاملے سے پوری طرح باخبر ہوتا ہے۔ ایسے لوگوں کو اپنے کیے کا حساب دینا ہوگا۔

اللہ تعالیٰ ہر قسم کے بہکاوے سے ہمیں محفوظ رکھے۔ آمین

حل لغات:

○ ﴿يَسْتَفْتُوْنَكَ﴾ میں يَسْتَفْتُوْنَ باب استفعال سے فعل مضارع جمع مذکر غائب ناقص یائی۔ کاف ضمیر مخاطب کی مفعول۔ جملے کا معنی ہے وہ آپ سے مسئلہ پوچھتے ہیں۔

○ ﴿قُلِ اللّٰهُ يُفْتِيْكُمْ فِي الْكَلٰلَةِ﴾ میں قُلْ۔ قَالَ يَقُوْلُ سے فعل امر۔ لفظ اللہ مبتدا۔ يُفْتِيْ باب

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

فضل القرآن